پاکستان

تصوّر سے حقیقت تک

علامہ اقبال اور قائدِ اعظم جناح کے افکار و فرمودات کی روشنی میں

www.KitaboSunnat.com

تالیف و ترجمہ

پروفیسر ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار

بزمِ اقبال

۲۔ کلب روڈ، لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقيق الاسلامي زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقيق الاسلامي کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان

تصوّر سے حقیقت تک

علامہ اقبال اور قائدِ اعظم جناح کے افکار و فرمودات کی روشنی میں

تالیف و ترجمہ

پروفیسر ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار

بزمِ اقبال

۲۔ کلب روڈ، لاہور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹- جے ماڈل ٹاؤن - لاہور
نمبر 15234

جملہ حقوق محفوظ

ناشر : پروفیسر ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار
اعزازی سیکرٹری
بزم اقبال ۲- کلب روڈ لاہور

کمپوزنگ : پرل کمپوزنگ سنٹر لاہور

مطبع : حاجی حنیف اینڈ سنز پرنٹرز

تعداد اشاعت : ۱۰۰۰

صفحات : ۳۸۴

قیمت : ۲۰۰ روپے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

انیسویں صدی اسلامیان ہند کے لیے ہلاکت و فلاکت کی صدی تھی- بیسویں صدی کا آغاز ہوا تو تاریکی شب میں کچھ جگنو تو چمکے مگر مُسلم ہند کے جسدِ خفتہ میں کوئی حرکت پیدا نہ ہوئی- یاس و امید کے اس عالم میں رحمت حق نے جوش میں آ کر اپنا فضل و کرم کیا اور خُفتہ ملّت کو جگانے اور اس میں زندگی کی رَو دوڑانے کے لیے اقبال اور جناح دو ایسی عظیم ہستیوں کو مامور کیا جن کے افکار و فرمودات پر مشتمل یہ مختصر تالیف اردو اور انگریزی میں الگ الگ پیش کرنے کی سعادت مجھے نصیب ہو رہی ہے-

اقبال کی بانگِ درا اور بالِ جبریل نے شبِ تاریک میں بکھرے ہوئے قافلۂ ملی کو اپنی صدائے پُر درد سے ایک مرکز کی طرف بلایا:

مُسلم خوابیدہ اُٹھ! ہنگامہ آرا تُو بھی ہو
وہ چمک اٹھا اُفق گرم تقاضا تو بھی ہو

....

اندھیری شب ہے، جدا اپنے قافلے سے ہے تُو
ترے لیے ہے مرا شعلہ نوا قندیل!

قافلۂ ملّی کو بیدار کرنے اور ایک مرکزیت کی دعوت دینے کے ساتھ ساتھ اقبال نے اسلامیان ہند کے لیے ایک آزاد وطن کا تصوّر بھی پیش کیا اور پھر اس تصوّر کو حقیقت کا رُوپ دینے کے لیے اور قافلہ ملّی کی قیادت کے لیے ایک قائد کو بھی تلاش کر لیا، اور یہ قائد تھے قائداعظم محمد علی جناح!

حصولِ آزادی کے بعد نصف صدی اُفتاں و خیزاں گزار کر آج ہم جب اس تاریخی موڑ پر "آزادی" کی گولڈن جوبلی منانے جا رہے ہیں تو علامہ اقبال اور قائداعظم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے تاریخ ساز کردار کا تذکرہ خاص و عام سب کی زبانوں پر ہے لیکن اس کی حقیقی قدر و ماہیئت سے اکثر لوگ بے خبر ہیں اور جو ذرا باخبر ہیں وہ بھی اس کا سرسری طور پر ذکر کر کے گزر جاتے ہیں اور ان روابط پر ان کی نظر کم جاتی ہے جو ان دو مامور من اللہ ہستیوں کے مابین تھے۔ ہم نہایت اختصار سے یہاں اس کا تذکرہ کریں گے۔

بیسویں صدی کے آغاز یعنی پہلے عشرے میں اقبال اور جناح دونوں ذہنی و فکری طور پر سیاست کے میدان میں آ چکے تھے۔ دونوں کا سیاسی مطمح نظر شروع میں مغربی نیشنلزم (وطنی قومیت) تھا۔ اقبال تو جلد ہی اس تصور و طنیت سے تائب ہو گئے۔ مگر مسٹر جناح جو عملی سیاست میں دادا بھائی نورو جی' کرشن گوپال گوکھلے' فیروز شاہ مہتہ' سریندر ناتھ بینرجی' سی۔ آر داس جیسے اعتدال پسند رہنماؤں کے ساتھ قدم ملا کر سیاست ملکی میں گامزن سفر تھے' ہندو مسلم اتحاد کے سفیر بن کر کانگرس اور مسلم لیگ میں مفاہمت کے لیے کوشاں تھے جس کا پہلا عملی اظہار لکھنؤ پیکٹ (۱۹۱۶ء) میں ہوا۔ مگر یہ فضا دیر تک قائم نہ رہ سکی اور ۱۹۲۰ء میں مسٹر گاندھی کے کانگرس پر چھا جانے کے بعد اعتدال پسند رہنما پسپا ہو گئے اور کانگرس پر مہاسبھائی عنصر غالب آگیا —— اس سارے عرصے کے دوران (نہرو رپورٹ تک) اقبال اور جناح کی سیاسی سوچ کی راہیں جُدا جُدا' بلکہ بعض اوقات مخالف سمتوں پر رہیں۔ تاآنکہ ۱۹۲۹ء میں مسٹر جناح کے چودہ نکات کی آمد پر یہ فاصلے ختم ہو گئے اور اقبال اور جناح ذہنی و فکری طور پر قریب آ گئے۔

لندن میں پہلی گول میز کانفرنس نومبر ۱۹۳۰ء میں شروع ہوئی۔ مسٹر جناح اس کانفرنس میں شمولیت کے لیے لندن روانہ ہو رہے تھے جبکہ علامہ اقبال کو اس کانفرنس میں بوجوہ مدعو نہیں کیا گیا تھا۔ مسٹر جناح نے اس خلا کو محسوس کیا اور مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں علامہ اقبال کا نام آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس ۱۹۳۰ء کے لیے بطور صدر نامزد کروایا' جسے اقبال نے قبول کر لیا اور ۲۹ دسمبر ۱۹۳۰ء کو انہوں نے لیگ کے اجلاس الہ آباد میں اپنا مشہور تاریخی خطبہ پڑھا (جس کے خاص حصے اس تالیف کے حصہ اول میں دیئے گئے ہیں) مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے دوسری گول میز کانفرنس میں اقبال کو مدعو کر لیا گیا۔ اس دوران اقبال اور جناح کی ملاقاتیں لندن میں اکثر ہوتی رہیں اور وہ ایک دوسرے کے قریب سے قریب تر آتے گئے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتفاق سے یہی وہ زمانہ ہے جب "جاوید نامہ" کی اشاعت (۱۹۳۲ء) کے بعد "بالِ جبریل" (طباعت اول ۱۹۳۵ء) کا کلام تخلیق کے مرحلے میں تھا اور میرا قیاس ہے کہ اقبال نے "بالِ جبریل" کی ایک غزل کا یہ شعر جب کہا ہو گا تو ان کے قائدانہ معیار کے چوکھٹے میں قائداعظم محمد علی جناح کی شخصیت اپنے پورے جلال و جمال کے ساتھ چسپاں ہو چکی تھی:

نگہ بلند، سخن دل نواز، جاں پُر سوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے

میرے اس قیاس کی وثوق کی حد تک تائید اقبال کے جناح کے نام اُس خط سے ہو جاتی ہے جو انہوں نے ۲۱ جون ۱۹۳۷ء کو لاہور سے انہیں لکھا تھا: (یہ خط اس تالیف کے حصہ اول، فصل دوم میں موجود ہے۔)

بیسویں صدی کا چوتھا عشرہ برصغیر ہند کے سیاسی و دستوری ارتقا میں بہت نازک مرحلہ تھا جبکہ اسلامیان ہند سخت انتشار و افتراق میں مبتلا تھے۔ گول میز کانفرنس کے نتیجے میں کمیونل ایوارڈ، صوبائی خودمختاری اور مرکزی وفاق، قانون ہند ۱۹۳۵ء کے جلو میں سامنے آ چکا تھا، جس کی تکمیل پر برِصغیر کے آئندہ مقدّر کا فیصلہ ہونا تھا۔ اس نازک مرحلے میں اقبال اور چند دوسرے دردمندان ملّت نے انگلستان میں مقیم مسٹر جناح سے التماس کی کہ وہ ہند میں واپس آ کر اسلامیان ہند کی قیادت فرمائیں۔ مسٹر جناح نے یہ دعوت قبول کر لی اور ہندوستان آ کر آل انڈیا مسلم لیگ کی تنظیمِ نَو کا بیڑا اٹھایا۔ انتہائی ناسازگار حالات میں چند برس کے اندر کاروانِ ملی کی شیرازہ بندی کی، اور پھر یہ کاروان اپنی منزل حُریّت، آزادی اور استقلال کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہ داستانِ حُریّت و استقلال اس تالیف کا موضوع ہے، جسے علامہ اقبال اور قائداعظم کے افکار و فرمودات کے حوالے سے پیش کیا گیا ہے۔

اس تالیف کے دو حصّے ہیں۔ پہلے حصے میں افکار اقبال پیش کیے گئے ہیں، دوسرے حصے میں قائداعظم محمد علی جناح کی خاص خاص تقریریں، بیانات، انٹرویوز اور پیغامات شامل ہیں جن کا سلسلہ آغاز مارچ ۱۹۳۹ء میں مرکزی اسمبلی میں ان کی ایک اہم تاریخی تقریر سے کیا گیا ہے۔ ان تقریروں کے بھی دو ذیلی حصے ہیں۔ ایک حصے میں جدوجہد آزادی کے سات آٹھ سالہ مرحلے کی تقاریر ہیں اور دوسرے حصے میں ظہور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کے بعد کی چند اہم تقاریر شامل ہیں۔ تقاریر کے بعد اخباری نمائندوں سے اہم ملاقاتیں (انٹرویوز) اور خاص مواقع پر پیغامات دیئے گئے ہیں۔ اِس انتخاب میں اِس امر کو ملحوظ رکھا گیا ہے کہ یہ داستان جدوجُہدِ آزادی کے مختلف مرحلوں اور قیام پاکستان کے مقاصد پر روشنی ڈال سکے۔ ہماری نئی نسلیں جو ظہور پاکستان کے بعد وجودِ عنصری میں آئیں ان مرحلوں سے بہت حد تک بے خبر اور قیام پاکستان کے مقاصد سے دُور ہوتی جا رہی ہیں۔ وہ پوچھتی ہیں' پاکستان کیوں بنا؟ کیسے بنا؟ کس لیے بنا؟ یہ' اور اس طرح کے کئی اور سوال ہوں گے جن کا جواب دینا گزرتی ہوئی نسل کی باقیات کو دینا چاہیے۔ مَیں بھی اپنے آپ کو گزری ہوئی نسل کا ایک نمائندہ سمجھتا ہوں۔ تاہم مَیں نے خود کچھ بیان کرنے کی بجائے متذکرہ بالا سوالوں کا جواب قائدین کی مستند تحریروں اور دستاویزات کی صورت میں پیش کر دیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ جیسے جیسے وقت گزرتا جائے گا تشکیک کے سیاہ بادل چھٹتے جائیں گے۔ حق ظاہر ہوتا جائے گا اور باطل اپنا منہ چھپاتا پھرے گا۔ جھوٹ اور فریب پر مبنی پروپیگنڈے کا مقدّر یہی ہے۔

ایک ہی موضوع پر اصل انگریزی متن اور اس کے اردو ترجمے پر مشتمل ان الگ الگ تالیفات میں تحریک پاکستان' جدوجُہدِ آزادی اور مستقبل کے امکانات پر خاطر خواہ رہنمائی ملتی ہے۔ یہ مختصر تالیفات ان بنیادی مقاصد پر روشنی ڈالتی ہیں جن کا جاننا ہماری نئی اور آنے والی نسلوں کے لیے ازبس ضروری و لازمی ہو گا۔ مزید معلومات اور اضافی مطالعے کے لیے بھی کام ہونا چاہیے' اور یہ کام ہو رہا ہے۔

اس سلسلے میں بزمِ اقبال کے اعزازی معتمد کی حیثیت سے مَیں بڑے فخر سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ علامہ اقبال کے فکر و فن پر تالیفات شائع کرنے کے علاوہ گولڈن جوبلی کے موقع پر بزمِ اقبال نے قائداعظم محمد علی جناح کی تقاریر' خطبات' بیانات' انٹرویوز' پیغامات وغیرہ پر مشتمل جملہ دستیاب انگریزی تحریروں کا منصوبہ چار جلدوں میں شائع کر دیا ہے اور اس منصوبے کا اردو ترجمہ بھی زیرِ طبع ہے۔

لاہور' ۱۵ اگست ۱۹۹۷ء

(پروفیسر' ڈاکٹر) غلام حسین ذوالفقار

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مندرجات

	صفحہ
حصہ اول: افکار اقبال، تصور پاکستان	
فصل اول: خطبہ صدارت آل انڈیا مسلم لیگ، الہ آباد، ۱۹۳۰ء	۱۳
فصل دوم: مکاتیب اقبال، جناح کے نام	۲۹
فصل سوم: اقبال کے حضور، قائداعظم جناح کا گلدستہ عقیدت	۳۹
☆ ☆ ☆	
حصہ دوم: قائداعظم محمد علی جناح: افکار و فرمودات	
۱۔ تقاریر و بیانات، جدوجہد آزادی کا مرحلہ (۱۹۳۹ء-۱۹۴۷ء)	۵۱
۲۔ تقاریر و بیانات، ظہور پاکستان کے بعد (اگست ۱۹۴۷ء- اگست ۱۹۴۸ء)	۲۸۷
۳۔ ملاقاتیں (انٹرویوز)	۳۱۳
۴۔ پیغامات (قوم کے نام)	۳۴۵

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مندرجات کی تفصیل (حصہ دوم)

۱۔ تقاریر و خطبات و بیانات: جدوجہد آزادی کا مرحلہ

۱۔	مرکزی اسمبلی میں بجٹ کے موقع پر تاریخ ساز تقریر	نیو دہلی ۲۲ مارچ ۱۹۳۹ء	۵۱
۲۔	یوم نجات منانے کی اپیل	بمبئی ۶ دسمبر ۱۹۳۹ء	۵۵
۳۔	مسلم یونیورسٹی علی گڑھ یونین سے خطاب	علی گڑھ ۶ مارچ ۱۹۴۰ء	۵۷
۴۔	خطبہ صدارت آل انڈیا مسلم لیگ اجلاس، لاہور	لاہور ۲۲ مارچ ۱۹۴۰ء	۶۲
۵۔	اجلاس لاہور میں اختتامی تقریر	لاہور ۲۵ مارچ ۱۹۴۰ء	۷۹
۶۔	پنجاب مسلم سٹوڈنٹس کانفرنس میں خطبہ صدارت	لاہور ۲ مارچ ۱۹۴۱ء	۸۰
۷۔	مسلم یونیورسٹی علی گڑھ یونین سے خطاب	علی گڑھ ۱۰ مارچ ۱۹۴۱ء	۹۴
۸۔	مسلم یونیورسٹی علی گڑھ یونین سے خطاب	علی گڑھ ۲ نومبر ۱۹۴۱ء	۱۰۰
۹۔	پریس کانفرنس میں مسلم لیگ کے موقف کی وضاحت	نئی دہلی ۱۳ ستمبر ۱۹۴۲ء	۱۰۷
۱۰۔	مسلم یونیورسٹی علی گڑھ یونین سے خطاب	علی گڑھ ۴ نومبر ۱۹۴۲ء	۱۱۴
۱۱۔	آل انڈیا مسلم لیگ کونسل سے خطاب	دہلی ۹ نومبر ۱۹۴۲ء	۱۲۳
۱۲۔	آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس کے سالانہ اجلاس سے خطاب	جالندھر ۱۵ نومبر ۱۹۴۲ء	۱۲۹
۱۳۔	آل انڈیا مسلم لیگ کے ۳۰ ویں سالانہ اجلاس سے خطاب	دہلی ۲۴ اپریل ۱۹۴۳ء	۱۳۵
۱۴۔	مجلس عاملہ آل انڈیا مسلم لیگ سے خطاب (بند کمرے میں)	دہلی ۲۵ اپریل ۱۹۴۳ء	۱۷۰
۱۵۔	بلوچستان مسلم لیگ کانفرنس سے خطاب	کوئٹہ ۳ جولائی ۱۹۴۳ء	۱۷۴
۱۶۔	آل انڈیا مسلم لیگ کا ۳۱ واں سالانہ اجلاس، فی البدیہہ خطاب	کراچی ۲۴ دسمبر ۱۹۴۳ء	۱۸۵
۱۷۔	وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی کے ظہرانے میں تقریر	علی گڑھ ۸ مارچ ۱۹۴۴ء	۲۰۴
۱۸۔	مسلم یونیورسٹی علی گڑھ یونین سے خطاب	علی گڑھ ۹ مارچ ۱۹۴۴ء	۲۰۶
۱۹۔	مسلم لیگ منصوبہ بندی کمیٹی سے خطاب	نئی دہلی، ۵ نومبر ۱۹۴۴ء	۲۱۷
۲۰۔	ناکام شملہ کانفرنس ـــــ اخباری بیان	شملہ، ۱۴ جولائی ۱۹۴۵ء	۲۲۱
۲۱۔	بلوچستان مسلم سٹوڈنٹس کے جلسہ سے خطاب	کوئٹہ، ۱۸ اکتوبر ۱۹۴۵ء	۲۲۴
۲۲۔	سرحد مسلم لیگ کانفرنس کے اجلاس میں تقریر	پشاور، ۲۰ نومبر ۱۹۴۵ء	۲۲۷
۲۳۔	مسلم لیگی اراکین مجالس قانون ساز کے موتمر میں تقریر	دہلی، ۷ اپریل ۱۹۴۶ء	۲۳۳

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۴۔ موتمر کے اختتامی اجلاس سے خطاب | دہلی، ۱۰ اپریل ۱۹۴۶ء | ۲۴۰
۲۵۔ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل سے خطاب | نئی دہلی، ۱۰ اپریل ۱۹۴۶ء | ۲۴۲
۲۶۔ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل سے خطاب | نئی دہلی، ۵ جون ۱۹۴۶ء | ۲۴۴
۲۷۔ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل سے خطاب (بند کمرے میں) | نئی دہلی، ۶ جون ۱۹۴۶ء | ۲۴۹
۲۸۔ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اجلاس سے خطاب | بمبئی، ۲۷ جولائی ۱۹۴۶ء | ۲۵۰
۲۹۔ کونسل کے دوسرے روز کے اجلاس میں تقریر | بمبئی، ۲۸ جولائی ۱۹۴۶ء | ۲۵۹
۳۰۔ کونسل کے اختتامی اجلاس سے خطاب | بمبئی، ۲۹ جولائی ۱۹۴۶ء | ۲۶۰
۳۱۔ عید ملن کی تقریب میں خطاب | بمبئی، ۲۹ اگست ۱۹۴۶ء | ۲۶۳
۳۲۔ برطانیہ میں جلسہ عام سے خطاب | لندن، ۱۳ دسمبر ۱۹۴۶ء | ۲۶۶
۳۳۔ مصری ریڈیو سے نشریاتی تقریر | قاہرہ، ۱۹ دسمبر ۱۹۴۶ء | ۲۷۴
۳۴۔ میمن چیمبر آف کامرس میں تقریر | بمبئی، ۲۷ مارچ ۱۹۴۷ء | ۲۷۷
۳۵۔ پنجاب اور بنگال کی تقسیم پر بیان | نئی دہلی، ۳۰ اپریل ۱۹۴۷ء | ۲۸۱

۲۔ ظہور پاکستان کے بعد

۳۶۔ دستور ساز اسمبلی میں صدارتی تقریر | کراچی، ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء | ۲۸۷
۳۷۔ سول اور عسکری (بری، بحری، فضائی) افسروں سے خطاب | کراچی، ۱۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء | ۲۹۱
۳۸۔ پنجاب یونیورسٹی سٹیڈیم میں ریلی سے خطاب | لاہور، ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء | ۲۹۶
۳۹۔ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل سے آخری خطاب | کراچی، دسمبر ۱۹۴۷ء | ۲۹۹
۴۰۔ یوم میلادالنبیؐ کے موقع پر بار ایسوسی ایشن سے خطاب | کراچی، ۲۵ جنوری ۱۹۴۸ء | ۳۰۱
۴۱۔ ریڈیو پاکستان ڈھاکہ سے خطاب | ڈھاکہ، ۲۸ مارچ ۱۹۴۸ء | ۳۰۳
۴۲۔ اسلامیہ کالج پشاور کے طلبہ سے خطاب | پشاور، ۱۲ اپریل ۱۹۴۸ء | ۳۰۸

۳۔ ملاقاتیں (انٹرویوز)

۱۔ مانچسٹر گارڈین کو دیا گیا انٹرویو | ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۹ء | ۳۱۳
۲۔ بیورلے نکولس کے ساتھ ملاقات | بمبئی، ۱۸ دسمبر ۱۹۴۳ء | ۳۱۶
۳۔ نیوز کرانیکل (لندن) کے نمائندہ کو انٹرویو | نئی دہلی، ۲۹ فروری ۱۹۴۴ء | ۳۲۲
۴۔ ۔ ایضاً۔ | بمبئی، ۲۴ جنوری ۱۹۴۵ء | ۳۲۵

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ پروڈکٹ آن انڈیا پر تبصرہ	ایضاً	۳۲۹
۶۔ ایسوسی ایٹیڈ پریس امریکہ کے نمائندے سے ملاقات	بمبئی' ۸ نومبر ۱۹۴۵ء	۳۳۰
۷۔ رائٹر کے خصوصی نامہ نگار کو انٹرویو	بمبئی ۷ دسمبر ۱۹۴۵ء	۳۳۳
۸۔ برطانوی اخبار کیمسلے کے مسٹر بیٹلے سے ملاقات	بمبئی' ۱۱ ستمبر ۱۹۴۶ء	۳۳۵
۹۔ رائٹر کے نامہ نگار ڈنکن ہوپر سے ملاقات	۲۵ اکتوبر ۱۹۴۷ء	۳۳۷

۴۔ پیغامات (قوم کے نام)

۱۔ قرآن کریم کے مطابق عبادت اور زندگی میں حقیقی رابطہ	نیوایرا' ۲ نومبر ۱۹۳۹ء	۳۴۵
۲۔ عیدالفطر کے موقع پر پیغام	۱۱ اکتوبر ۱۹۴۲ء	۳۴۸
۳۔ یوم پاکستان پر پیغام	دہلی' ۲۲ مارچ ۱۹۴۳ء	۳۵۰
۴۔ یوم پاکستان کے موقع پر پیغام	لاہور' ۲۳ مارچ ۱۹۴۴ء	۳۵۲
۵۔ یوم پاکستان کی تقریب پر پیغام	نئی دہلی' ۲۲ مارچ ۱۹۴۵ء	۳۵۳
۶۔ عیدالفطر کا پیغام' مسلمانان ہند کے نام	کراچی' ۸ ستمبر ۱۹۴۵ء	۳۵۵
۷۔ عیدالفطر کا پیغام' مسلمانان ہند کے نام	بمبئی' ۲۸ اگست ۱۹۴۶ء	۳۵۸
۸۔ یوم پاکستان کے موقع پر پیغام	بمبئی' ۲۲ مارچ ۱۹۴۷ء	۳۶۰

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

۹۔ ریڈیو پاکستان کے افتتاح کے موقع پر پیغام	کراچی' ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء	۳۶۲
۱۰۔ عیدالضحیٰ کے موقع پر قوم کو پیغام	کراچی' ۲۴ اکتوبر ۱۹۴۷ء	۳۶۴
۱۱۔ ریڈیو پاکستان لاہور سے پیغام	لاہور' ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء	۳۶۶
۱۲۔ عید الفطر کے موقع پر قوم کو پیغام	کراچی' ۶ اگست ۱۹۴۸ء	۳۶۹
۱۳۔ قوم کے نام الوداعی پیغام (پاکستان کی پہلی سالگرہ کے موقع پر)	کراچی' ۱۴ اگست ۱۹۴۸ء	۳۷۱
اشاریہ: اشخاص و اماکن		۳۷۴

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ اول

افکارِ اقبال۔ تصوّرِ پاکستان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر شیخ سر محمد اقبال بار ایٹ لا

گولڈن جوبلی پنجاب یونیورسٹی کی خصوصی کانووکیشن کے موقع پر (۴ دسمبر ۱۹۳۲ء)

☆ پس منظر یونیورسٹی ہال' شاہراہ قائداعظم ☆

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل ۱

خطبہ صدارت' علامہ اقبال

آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس' منعقدہ الہ آباد میں پڑھا گیا

۲۹۔ دسمبر ۱۹۳۰ء

(چند خاص خاص پہلو)

حضرات! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے ایسے وقت میں مجھے آل انڈیا مسلم لیگ کی صدارت کا اعزاز بخشا ہے جبکہ مسلمانان ہند کی سیاسی زندگی نے ایک نہایت ہی نازک صورت اختیار کر لی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس عظیم الشان اجتماع میں ان حضرات کی کمی نہیں جن کا تجربہ مجھ سے کہیں زیادہ وسیع ہے اور جن کی معاملات فہمی کا میں دل سے قائل ہوں' للذا یہ بڑی جسارت ہوگی اگر میں ان مسائل میں جن کے فیصلے کے لیے آج یہ حضرات یہاں جمع ہوئے ہیں' ان کی راہنمائی کا دعویٰ کروں۔ میں کسی جماعت کا رہنما نہیں' نہ کسی رہنما کا پیرو ہوں۔ میں نے اپنی زندگی کا زیادہ حصہ اسلام اور اسلامی فقہ و سیاست' تہذیب و تمدّن اور ادبیات کے مطالعہ میں صرف کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس مسلسل اور متواتر تعلق کی بدولت' جو مجھے تعلیمات اسلامی کی روح سے جیساکہ مختلف زبانوں میں اس کا اظہار ہوا ہے' رہا ہے' میں نے اس امر کے متعلق ایک خاص بصیرت پیدا کر لی ہے کہ ایک عالمگیر حقیقت کے اعتبار سے اسلام کی حیثیت کیا ہے' للذا یہ فرض کرتے ہوئے کہ مسلمانان ہند بہرحال اپنی اسلامی روح کو برقرار رکھنے پر مُصِر ہیں' میں کوشش کروں گا کہ آپ کے فیصلوں کی رہنمائی کی بجائے اسی بصیرت کی روشنی میں' خواہ اس کی قدر و قیمت کچھ بھی ہو' آپ کے دل میں اسی بنیادی اصول کا احساس پیدا کروں جس پر میری رائے میں ہمارے تمام فیصلوں کا عام انحصار ہونا چاہیے۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ بحیثیت ایک اخلاقی نصب العین اور نظام سیاست کے (اس آخری لفظ سے میرا مطلب ایک ایسی جماعت ہے جس کا نظم و انضباط

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی نظام قانون کے ماتحت عمل میں آتا ہو اور جس کے اندر ایک مخصوص اخلاقی روح سرگرم کار ہو) اسلام ہی وہ سب سے بڑا جزو ترکیبی تھا جس سے مسلمانان ہند کی تاریخ حیات متاثر ہوئی۔ اسلام ہی کی بدولت مسلمانوں کے سینے ان جذبات و عواطف سے معمور ہوئے جن پر جماعتوں کی زندگی کا دارو مدار ہے اور جن سے متفرق و منتشر افراد بتدریج متحد ہو کر ایک متمیز و معین قوم کی صورت اختیار کر لیتے ہیں اور ان کے اندر ایک مخصوص اخلاقی شعور پیدا ہو جاتا ہے۔ حقیقت میں یہ کہنا مبالغہ نہیں کہ دنیا بھر میں شاید ہندوستان ہی ایک ایسا ملک ہے جس میں اسلام کی وحدت خیز قوت کا بہترین اظہار ہوا ہے۔ دوسرے ممالک کی طرح ہندوستان میں بھی جماعت اسلامی کی ترکیب صرف اسلام ہی کی رہین منت ہے' کیونکہ اسلامی تمدن کے اندر ایک مخصوص اخلاقی روح کارفرما ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کے اندرونی اتحاد اور ان کی نمایاں یکسانیت ان قوانین و ادارات کی شرمندۂ احسان ہے جو تہذیب اسلامی سے وابستہ ہیں۔ لیکن اس وقت مغرب کے سیاسی افکار نے نہایت تیزی کے ساتھ نہ صرف ہندوستان بلکہ ہندوستان سے باہر تمام دنیائے اسلام میں ایک انقلاب پیدا کر رکھا ہے۔ نوجوان مسلمانوں کی یہ خواہش ہے کہ وہ ان افکار کو اپنی زندگی کا جزو بنا لیں۔ انہوں نے اس امر پر مطلق غور نہیں کیا کہ وہ کون سے اسباب تھے جن کے ماتحت ان افکار نے مغرب میں نشوونما پایا۔ یاد رکھنا چاہیے کہ سرزمین مغرب میں مسیحیت کا وجود محض ایک رہبانی نظام کی حیثیت رکھتا تھا۔ رفتہ رفتہ اس سے کلیسا کی ایک وسیع حکومت قائم ہوئی۔ لوتھر کا احتجاج دراصل اسی کلیسائی حکومت کے خلاف تھا۔ اس کو دنیوی نظام سیاست سے کوئی بحث نہیں تھی کیونکہ اس قسم کا نظام سیاست مسیحیت میں موجود نہیں تھا۔ غور سے دیکھا جائے تو لوتھر کی بغاوت ہر طرح سے حق بجانب تھی۔ اگرچہ میری ذاتی رائے یہ ہے کہ خود لوتھر کو بھی اس امر کا احساس نہ تھا کہ جن مخصوص حالات کے ماتحت اس کی تحریک کا آغاز ہوا ہے اس کا نتیجہ بالآخر یہ ہو گا کہ مسیح علیہ السلام کے عالمگیر نظام اخلاق کی بجائے مغرب میں ہر طرف بے شمار ایسے اخلاقی نظام پیدا ہو جائیں گے جو خاص خاص قوموں سے متعلق ہوں گے اور لہٰذا ان کا حلقہ اثر بالکل محدود ہو کر رہ جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ جس ذہنی تحریک کا آغاز لوتھر اور روسو کی ذات سے ہوا اس نے مسیحی دنیا کی وحدت کو توڑ کر اسے ایک ایسی غیر مربوط اور منتشر کثرت میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقسیم کر دیا جس سے اہل مغرب کی نگاہیں اس عالمگیر مطمح نظر سے ہٹ کر جو تمام نوع انسانی سے متعلق تھا، اقوام کی تنگ حدود میں الجھ گئیں۔ اس نئے تخیل حیات کے لیے انہیں ایک سے کہیں زیادہ واقعی اور مرئی احساس مثلاً تصور وطنیت کی ضرورت محسوس ہوئی جس کا اظہار بالآخر ان سیاسی نظامات کی شکل میں ہوا جنھوں نے جذبہ قومیت کے ماتحت پرورش پائی، یعنی جن کی بنیاد اس عقیدے پر ہے کہ سیاسی اتحاد و اتفاق کا وجود عقیدۂ وطنیت ہی کے ماتحت ممکن ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر مذہب کا تصور یہی ہے کہ اس کا تعلق صرف آخرت سے ہے اور انسان کی دنیوی زندگی سے اسے کوئی سروکار نہیں تو جو انقلاب مسیحی دنیا میں رونما ہوا ہے وہ ایک طبعی امر تھا۔ مسیح علیہ السلام کا عالمگیر نظام اخلاق نیست و نابود ہوچکا ہے اور اس کی جگہ اخلاقیات و سیاسیات کے قومی نظامات نے لے لی ہے۔ اس سے اہل مغرب بجا طور پر اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ مذہب کا معاملہ ہر فرد کی اپنی ذات تک محدود ہے، اسے دنیوی زندگی سے کوئی تعلق نہیں، لیکن اسلام کے نزدیک ذات انسانی بجائے خود ایک وحدت ہے، وہ مادے اور روح کی کسی ناقابل اتحاد ثنویت کا قائل نہیں۔ مذہب اسلام کی رُو سے خدا اور کائنات، کلیسا اور ریاست اور روح اور مادہ ایک ہی کُل کے مختلف اجزاء ہیں۔ انسان کسی ناپاک دنیا کا باشندہ نہیں جس کو اسے ایک روحانی دنیا کی خاطر جو کسی دوسری جگہ واقع ہے ترک کر دینا چاہیے۔ اسلام کے نزدیک مادہ روح کی اس شکل کا نام ہے جس کا اظہار قید مکانی و زمانی میں ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مغرب نے مادے اور روح کی ثنویت کا عقیدہ بلا کسی غور و فکر کے مانویت کے زیر اثر قبول کر لیا ہے۔ اگرچہ آج اس کے بہترین ارباب فکر اپنی اس ابتدائی غلطی کو محسوس کر رہے ہیں مگر سیاست دانوں کا طبقہ ایک طرح سے اب بھی مُصر ہے کہ دنیا اس اصول کو ایک ناقابل انکار حقیقت کے طور پر تسلیم کر لے۔ دراصل یہ روحانی اور دنیوی زندگی کا غلط امتیاز ہے جس سے مغرب کے سیاسی اور مذہبی افکار بیشتر طور پر متاثر ہوئے ہیں اور جن سے یورپ کی مسیحائی ریاستوں نے عملاً مذہب سے کلیتہً علیحدگی اختیار کر لی ہے اس سے چند متفرق اور بے ربط سلطنتیں قائم ہوگئی ہیں جن پر کسی انسانی جذبے کی بجائے قومی اغراض کی حکمرانی ہے۔ مگر لطف یہ ہے کہ آج یہی سلطنتیں ہیں جو مسیحیت کے اخلاقی اور مذہبی عقائد کی پامالی کے بعد ایک متحدہ یورپ کا خواب دیکھ رہی ہیں۔ بالفاظ دیگر ان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو ایسے اتحاد کی ضرورت کا احساس ہو چکا ہے جو کلیسا کے ماتحت انہیں حاصل تو تھا لیکن جس کو اخوت انسانی کے اس عالمگیر تصور کی روشنی میں تعمیر کرنے کی بجائے جو مسیح علیہ السلام کے دل میں موجود تھا انہوں نے لوتھر کے زیر اثر تباہ و برباد کر دیا۔ بہرحال دنیائے اسلام میں کسی لوتھر کا ظہور ممکن نہیں۔ اس لیے کہ اسلام میں کلیسا کا کوئی ایسا نظام موجود نہیں جو ازمنہ متوسط کے مسیحی نظام سے مشابہ ہو اور لہٰذا جس کے توڑنے کی ضرورت پیش آئے۔ دنیائے اسلام کے پیش نظر ایک ایسا عالمگیر نظام سیاست ہے جس کی اساس وحی و تنزیل پر ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ چونکہ ہمارے فقہا کو ایک عرصہ دراز سے عملی زندگی سے کوئی تعلق نہیں رہا اور وہ عہد جدید کی داعیات سے بالکل بیگانہ ہیں' لہٰذا اس امر کی ضرورت ہے کہ ہم اس میں ازسرنو قوت پیدا کرنے کے لیے اس کی ترکیب و تعمیر کی طرف متوجہ ہوں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ بالآخر تصور قومیت کا انجام ملّتِ اسلامیہ میں کیا ہوگا۔ آیا اسلام اس تصور کو اپنے اندر جذب کر کے اس کو اس طرح بدل دے گا جس طرح اس سے پیشتر اس نے اس سے بالکل مختلف تصوّرات کی ترکیب و نوعیت کو ہمہ تن بدل دیا تھا۔ یا یہ کہ خود اسلام کے اندر کوئی زبردست تغیّر رونما ہو جائے گا۔ کچھ روز ہوئے پروفیسر وینسنک (Wensinck) نے مجھے لیڈن (ہالینڈ) سے اپنے ایک خط میں لکھا تھا کہ اسلام نے اس وقت بھی نازک دور میں قدم رکھا ہے جس میں داخل ہوئے مسیحیت کو ایک صدی سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ اس وقت سب سے بڑی دشواری یہ ہے کہ بہت سے قدیم تصورات کو ترک کر دینے کے باوجود مذہب کی بنیادوں کو تنزل و انتشار سے محفوظ رکھنے کی صورت کیا ہے۔ پروفیسر موصوف کہتے ہیں کہ ابھی تو وہ اسی امر کا فیصلہ نہیں کرسکے کہ اس کا نتیجہ مسیحیت کے حق میں کیا ہوگا؟ اسلام کے متعلق کوئی پیشگوئی کرنا اور بھی ناممکن ہے۔ اس وقت قوم و وطن کے تصور نے مسلمانوں کی نگاہوں کو نسل و خون کے امتیاز میں الجھا رکھا ہے اور اس طرح اسلام کے انسانیت پرور مقاصد میں عملاً حارج ہو رہا ہے' ممکن ہے کہ یہ نسلی احساسات ترقی کرتے کرتے ان اصول و قواعد کے محرک ہوں جو تعلیمات اسلامی کے بالکل مخالف ہی نہیں بلکہ ان سے بالکل متضاد ہوں۔

مجھے امید ہے کہ آپ حضرات اس خالص علمی بحث کے لیے مجھے معاف فرمائیں گے۔ لیکن آپ نے آل انڈیا مسلم لیگ کی صدارت کے لیے ایک ایسے شخص کو منتخب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے جو اس امر سے مایوس نہیں ہوگیا ہے کہ اسلام اب بھی ایک زندہ قوت ہے جو ذہن انسانی کو نسل و وطن کی قیود سے آزاد کر سکتی ہے۔ جس کا یہ عقیدہ ہے کہ مذہب کو فرد اور ریاست دونوں کی زندگی میں غیر معمولی اہمیت حاصل ہے اور جسے یقین ہے کہ اسلام کی تقدیر خود اس کے ہاتھ میں ہے' اسے کسی دوسری تقدیر کے حوالے نہیں کیا جاسکتا۔ ایسا شخص مجبور ہے کہ جس معاملہ پر غور کرے اپنے نقطۂ نظر کے ماتحت کرے۔ آپ یہ خیال نہ فرمایئے گا کہ جس مسئلہ کی طرف مَیں نے اشارہ کیا ہے وہ محض نظری حیثیت رکھتا ہے۔ یہ ایک زندہ اور عملی سوال ہے جس سے بطور ایک دستور حیات اور نظام عمل کے اسلام کی ساری کائنات متاثر ہوسکتی ہے۔ صرف یہی ایک مسئلہ ہے جس کے صحیح حل پر اس امر کا دارومدار ہے کہ ہم آگے چل کر ہندوستان میں ایک ممتاز اور متمیز تہذیب کے حامل بن سکیں۔ اسلام پر ابتلا و آزمائش کا کبھی ایسا سخت وقت نہیں آیا' جیساکہ آج درپیش ہے۔ ہر قوم کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے بنیادی اصولوں کی ترمیم و تاویل کرے یا ان کو یک قلم منسوخ کر دے۔ لیکن اس قسم کا قدم اٹھانے سے پہلے یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ اس کے نتائج و عواقب کیا ہوں گے۔ مَیں نہیں چاہتا کہ جس انداز سے مَیں نے اس مسئلہ پر نظر ڈالی ہے اس سے کسی شخص کو یہ غلط فہمی ہو کہ جن حضرات کو میرے خیالات سے اتفاق نہیں ہے مَیں ان سے بے کار مناقشت کا دروازہ کھولنا چاہتا ہوں۔ یہ اجتماع مسلمانوں کا ہے جن کے متعلق مجھے یقین ہے کہ وہ اسلام کے مقاصد اور اس کی تعلیمات پر قائم رہنے کے دل سے آرزو مند ہیں۔ میرا مقصود صرف اس قدر ہے کہ موجودہ حالت کے متعلق میں نے جو رائے قائم کی ہے اس کا آزادی کے ساتھ اظہار کروں۔ میرے نزدیک صرف یہی ایک صورت ہے اس امر کی کہ میں آپ کی سیاسی راہوں کو اپنے عقائد کی روشنی میں منوّر کر سکوں۔

سوال یہ ہے کہ آج جو مسئلہ ہمارے پیش نظر ہے اس کی صحیح حیثیت کیا ہے؟ کیا واقعی مذہب ایک نجی معاملہ ہے اور آپ بھی یہی چاہتے ہیں کہ ایک اخلاقی اور سیاسی نصب العین کی حیثیت سے اسلام کا بھی وہی حشر ہو جو مغرب میں مسیحیت کا ہوا ہے؟ کیا یہ ممکن ہے کہ ہم اسلام کو بطور ایک اخلاقی تخیل کے تو برقرار رکھیں لیکن اس کے نظام سیاست کے بجائے ان قومی نظامات کو اختیار کر لیں جن میں مذہب کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مداخلت کا امکان باقی نہیں رہتا؟ ہندوستان میں یہ سوال اور بھی اہمیت رکھتا ہے' کیونکہ باعتبار آبادی ہم لوگ یہاں اقلیّت میں ہیں۔ یہ دعویٰ کہ مذہبی واردات محض انفرادی اور ذاتی واردات ہے' اہل مغرب کی زبان سے تو تعجب خیز معلوم نہیں ہوتا کیونکہ یورپ کے نزدیک مسیحیت کا تصور ہی یہی تھا کہ وہ ایک مشرب رہبانیت ہے جس نے دنیائے مادیات سے منہ موڑ کر اپنی تمام تر توجہ عالم روحانیت پر جمالی ہے۔ اس قسم کے عقیدے سے لازماً وہی نتیجہ مرتب ہو سکتا تھا جس کی طرف اوپر اشارہ کیا گیا ہے۔ لیکن آں حضرت کے واردات مذہب کی حیثیت' جیساکہ قرآن پاک میں ان کا اظہار ہوا ہے اس سے قطعاً مختلف ہیں۔ یہ محض حیاتی نوع کی واردات نہیں ہیں جن کا تعلق صرف صاحب واردات کے اندرون ذات سے ہو لیکن اس کے باہر اس کے گردو پیش کی معاشرت پر ان کا کوئی اثر نہ پڑے۔ برعکس اس کے یہ وہ انفرادی واردات ہیں جن سے بڑے بڑے اجتماعی نظامات کی تخلیق ہوتی ہے اور جن کے اولین نتیجے سے ایک ایسے نظام سیاست کی تاسیس ہوئی جس کے اندر قانونی تصورات مضمر تھے اور جن کی اہمیت کو محض اس لیے نظرانداز نہیں کیا جا سکتا کہ ان کی بنیاد وحی و الہام پر ہے۔ لہٰذا اسلام کے مذہبی نصب العین اس کے معاشرتی نظام سے جو خود اسی کا پیدا کردہ ہے' الگ نہیں۔ دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ اگر آپ نے ایک کو ترک کیا تو بالآخر دوسرے کا ترک کرنا بھی لازم آئے گا۔ مَیں نہیں سمجھتا کہ کوئی مسلمان ایک لمحے کے لیے بھی کسی ایسے نظام سیاست پر غور کرنے کے لیے آمادہ ہوگا' جو کسی ایسے وطنی یا قومی اصول پر مبنی ہو جو اسلام کے اصول اتحاد کے منافی ہو۔ یہ وہ مسئلہ ہے جو آج مسلمانانِ ہند کے سامنے ہے۔ مشہور فرانسیسی عالم رینان کا قول ہے کہ انسان نہ نسل کی قید گوارا کر سکتا ہے نہ مذہب کی' نہ دریاؤں کا بہاؤ اس کی راہ میں حائل ہو سکتا ہے نہ پہاڑوں کی سمتیں اس کے دائرے کو محدود کر سکتی ہیں۔ اگر صحیح الدماغ انسانوں کا زبردست اجتماع موجود ہے اور ان کے دلوں میں جذبات کی گرمی ہے تو انہیں کے اندر وہ اخلاقی شعور پیدا ہو جائے گا جسے ہم لفظ "قوم" سے تعبیر کرتے ہیں۔ مجھے اس قسم کی ترکیب و اجتماع سے انکار نہیں اگرچہ یہ ایک نہایت ہی طویل اور صبر آزما عمل ہے۔ اس لیے کہ اس کا مطلب انسان کی زندگی کو عملاً ایک نئے سانچے میں ڈھالنا ہے اور اس کے جذبات و احساسات کی دنیا کو یکسر پلٹ دینا ہے۔ اگر اکبر کے دین

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الٰہی یا کبیر کی تعلیمات عوام الناس میں مقبول ہو جاتیں تو ممکن تھا کہ ہندوستان میں بھی اس قسم کی ایک نئی قوم پیدا ہو جاتی لیکن تجربہ بتلاتا ہے کہ ہندوستان کے مختلف مذاہب اور متعدد جاتیوں میں اس قسم کا کوئی رجحان موجود نہیں کہ وہ اپنی انفرادی حیثیت کو ترک کر کے ایک وسیع جماعت کی صورت اختیار کر لیں۔ ہر گروہ اور ہر مجموعہ مضطرب ہے کہ اس کی ہیئت اجتماعیہ قائم رہے۔ لہٰذا اس قسم کا اخلاقی شعور جو رینان کے لیے کسی قوم کی تخلیق کے لیے ناگزیر ہے' ایک ایسی عظیم قربانی کا طالب ہے جس کے لیے ہندوستان میں کوئی جماعت تیار نہیں۔ قومیت ہند کا اتحاد ان تمام جماعتوں کی نفی میں نہیں بلکہ ان کے تعاون و اشتراک اور ہم آہنگی پر مبنی ہے۔ صحیح تدبر کا تقاضا ہے کہ ہم حقائق کا' خواہ وہ کیسے ہی ناخوشگوار کیوں نہ ہوں' اعتراف کریں۔ حصول مقاصد کی عملی راہ یہ نہیں ہے کہ ایک ایسی حالت کو فرض کر لیا جائے جو واقعتہ" موجود نہ ہو۔ ہمارا طریق کار یہ ہونا چاہیے کہ ہم واقعات کی تکذیب کی بجائے ان سے جہاں تک ہو سکے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ میری رائے میں ہندوستان اور ایشیا کی قسمت صرف اس بات پر مبنی ہے کہ ہم قومیت ہند کا اتحاد اسی اصول پر قائم کریں۔ اگر ہم ہندوستان کو چھوٹا سا ایشیا قرار دیں تو غیر مناسب نہ ہوگا۔ اہل ہند کا ایک حصہ اپنی تہذیب و تمدن کے اعتبار سے مشرقی اقوام سے مشابہ ہے لیکن اس کا دوسرا حصہ ان قوموں سے ملتا جلتا ہے جو مغربی اور وسطی ایشیا میں آباد ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر ہندوستان کے اندر اشتراک اور تعاون کی کوئی موثر راہ نکل آئی تو اس سے نہ صرف اس قدیم ملک میں جو اپنے باشندوں کی کسی طبعی خرابی کی وجہ سے نہیں بلکہ محض اپنی جغرافیائی حیثیت کے باعث ایک عرصہ دراز سے مصائب و فتن کا تختہ مشق بن رہا ہے' صلح و آشتی قائم ہو جائے گی بلکہ اس کے ساتھ ہی تمام ایشیا کا سیاسی عقدہ بھی حل ہو جائے گا۔

بایں ہمہ یہ امر کس قدر افسوس ناک ہے کہ اب تک ہم نے باہمی تعاون و اشتراک کی جس قدر کوششیں کی ہیں' سب ناکام ثابت ہوئی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ہماری ناکامی کا باعث کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شاید ہمیں ایک دوسرے کی نیتوں پر اعتماد نہیں اور باطنا" ہم تغلب و اقتدار کے خواہش مند ہیں۔ یا یہ ممکن ہے کہ ہم اتحاد و تعاون کے مقاصد عالیہ کے لیے اتنا ایثار بھی نہیں کر سکتے کہ اب تک جو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیارات ہمیں کسی نہ کسی طرح حاصل ہوگئے ہیں' ان سے دست بردار ہو جائیں۔ ہم اپنی نفسانیت کو قومیت کے نقاب میں چھپاتے ہیں اور اگرچہ ظاہری طور پر ہمیں ایک نہایت ہی رواداراانہ حب الوطنی کا ادعا ہے' لیکن دلوں میں ذات پات کی تنگی اور فرقہ آرائی کی ہوس بدستور کام کر رہی ہے۔ ہم لوگ اس اصول کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں کہ ہر جماعت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی تہذیب و تمدن کے نشوونما میں آزادی کے ساتھ قدم بڑھائے۔ لیکن ہماری ناکامی کے اسباب کچھ بھی ہوں میرا دل اب بھی امید سے لبریز ہے۔ واقعات کا رجحان بہرکیف ہمارے داخلی اتحاد اور اندرونی ہم آہنگی ہی کی جانب نظر آتا ہے اور جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے مجھے یہ اعلان کرنے میں مطلق تامل نہیں اگر فرقہ وارانہ امور کے ایک مستقل اور پائیدار تصفیہ کے اس بنیادی اصول کو تسلیم کر لیا جائے کہ مسلمانان ہند کو اپنی روایات و تمدن کے ماتحت اس ملک میں آزادانہ نشوونما کا حق حاصل ہے تو وہ اپنے وطن کی آزادی کے لیے بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہ کریں گے۔ یہ اصول کہ ہر فرد اور ہر جماعت اس امر کی مجاز ہے کہ وہ اپنے عقائد کے مطابق آزادانہ ترقی کرے' کسی تنگ نظر فرقہ واری پر مبنی نہیں۔ فرقہ واری کی بھی بہت سی صورتیں ہیں۔ وہ فرقہ واری جو دوسری قوموں سے نفرت اور ان کی بدخواہی کی تعلیم دے' اس کے ذلیل اور ادنیٰ ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ میں دوسری قوموں کے رسوم و قوانین اور ان کے معاشرتی اور مذہبی ادارات کی دل سے عزت کرتا ہوں' بلکہ بحیثیت مسلمان میرا یہ فرض ہے کہ اگر ضرورت پیش آئے تو احکام قرآنی کے حسب اقتضا میں ان کی عبادت گاہوں کی حفاظت کروں۔ بایں ہمہ مجھے اس جماعت سے دلی محبت ہے جو میرے اوضاع و اطوار اور میری زندگی کا سرچشمہ ہے اور جس نے اپنے دین اور اپنے ادب' اپنی حکمت اور اپنے تمدن سے بہرہ مند کر کے مجھے وہ کچھ عطا کیا جس سے میری موجودہ زندگی کی تشکیل ہوئی۔ یہ اسی کی برکت ہے کہ میرے ماضی نے ازسرنو زندہ ہو کر مجھ میں یہ احساس پیدا کر دیا کہ وہ اب بھی میری ذات میں سرگرم کار ہے۔ نہرو رپورٹ کے واضعین تک نے بھی فرقہ واری کے اسی پہلو کا اعتراف کیا ہے۔ علیحدگی سندھ کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے انہوں نے لکھا ہے:

"یہ کہنا کہ قومیت کے وسیع نقطہ نگاہ کے ماتحت کسی فرقہ وارانہ صوبہ کا قیام

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مناسب نہیں' بالکل ایسا ہے جیسے یہ دعویٰ کہ بین الاقوامی نصب العین کے سرگرم سے سرگرم حامیوں کو بھی اس امر کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ قوموں کی پوری آزادی کے بغیر کسی بین الاقوامی ریاست کا وجود قائم کرنا مشکل ہے۔ اسی طرح مکمل تمدنی آزادی کے بغیر(اور یاد رکھئے کہ اپنی ارفع اور اعلیٰ صورت میں فرقہ واری سوائے تمدن کے اور کچھ نہیں) ایک ہم آہنگ اور متوازن قوم کا پیدا کرنا ناممکن ہے۔"

لہٰذا ثابت ہوا کہ ہندوستان میں ایک متوازن اور ہم آہنگ قوم کے نشوونما کی طرح مختلف ملتوں کا وجود ناگزیر ہے۔ مغربی ممالک کی طرح ہندوستان کی یہ حالت نہیں کہ اس میں ایک ہی قوم آباد ہو' وہ ایک ہی نسل سے تعلق رکھتی ہو اور اس کی زبان بھی ایک ہو۔ ہندوستان مختلف اقوام کا وطن ہے جن کی نسل' زبان' مذہب سب ایک دوسرے سے الگ ہے۔ ان کے اعمال و افعال میں وہ احساس پیدا ہی نہیں ہو سکتا جو ایک ہی نسل کے مختلف افراد میں موجود رہتا ہے۔ غور سے دیکھا جائے تو ہندو بھی تو کوئی واحد الجنس قوم نہیں۔ پس یہ امر کسی طرح بھی مناسب نہیں کہ مختلف ملتوں کے وجود کا خیال کئے بغیر ہندوستان میں مغربی طرز کی جمہوریت کا نفاذ کیا جائے۔ لہٰذا مسلمانوں کا مطالبہ کہ ہندوستان میں ایک اسلامی ہند قائم کیا جائے' بالکل حق بجانب ہے۔ میری رائے میں آل پارٹیز مسلم کانفرنس کی قراردادوں سے اسی بلند نصب العین کا اظہار ہوتا ہے' جس کا تقاضا یہ ہے کہ مختلف ملتوں کے وجود کو فنا کئے بغیر ان سے ایک متوافق اور ہم آہنگ قوم تیار کی جائے تاکہ وہ آسانی کے ساتھ اپنے ان ممکنات کو جو ان کے اندر مضمر ہیں' عمل میں لا سکیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ اجتماع ان تمام مطالبات کی جو اس قرارداد میں موجود ہیں نہایت شد و مد سے تائید کرے گا۔ ذاتی طور پر تو میں ان مطالبات سے بھی ایک قدم آگے بڑھنا چاہتا ہوں۔ میری خواہش ہے کہ:

پنجاب' صوبہ سرحد' سندھ اور بلوچستان کو ایک ہی ریاست میں ملا دیا جائے۔ خواہ یہ ریاست سلطنت برطانیہ کے اندر حکومت خود اختیاری حاصل کرے خواہ اس کے باہر' مجھے تو ایسا نظر آتا ہے کہ اور نہیں تو شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کو آخر ایک منظم اسلامی ریاست قائم کرنی پڑے گی۔

اس تجویز کو نہرو کمیٹی میں بھی پیش کیا گیا تھا۔ لیکن اراکین مجلس نے اسے اس بنا پر رد کر دیا کہ اس قسم کی کوئی ریاست قائم ہوئی تو اس کا رقبہ اس قدر وسیع

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوگا کہ اس کا انتظام کرنا دشوار ہو جائے گا۔ بے شک اگر رقبہ کا لحاظ کیا جائے تو اراکین مجلس کا یہ خیال صحیح ہے۔ لیکن آبادی پر نظر کی جائے تو اس ریاست کے باشندوں کی تعداد اس وقت کے بعض ہندوستانی صوبوں سے بھی کم ہوگی' غالباً قسمت انبالہ یا اس قسم کے دوسرے اضلاع کو الگ کر دینے سے جن میں ہندو آبادی کا غلبہ ہے اس کی وسعت اور انتظامی مشکلات میں اور بھی کمی ہو جائے گی' پھر ان اضلاع کی علیحدگی سے غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کہیں زیادہ محفوظ ہو جائیں گے۔ اس تجویز کو سن کر نہ انگریزوں کو پریشان ہونا چاہیے' نہ ہندوؤں کو۔ ہندوستان دنیا میں سب سے بڑا اسلامی ملک ہے' اور اگر ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک میں اسلام بحیثیت ایک تمدنی قوت کے زندہ رہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایک مخصوص علاقے میں اپنی مرکزیت قائم کر سکے۔ ہندوستانی مسلمانوں کے اس زندہ اور جاندار طبقے کی بدولت' جس نے دولت برطانیہ کی ناانصافیوں کے باوجود فوج اور پولیس میں شریک ہو کر انگریزوں کو اس قابل بنایا ہے کہ وہ اس ملک پر اپنی حکومت قائم رکھیں' ہندوستان کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ بلکہ اس سے خود مسلمانوں کے احساسات ذمہ داری قوی ہو جائیں گے اور ان کا جذبہ حب الوطنی بڑھ جائے گا۔ اگر شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کو اس امر کا موقع دیا گیا کہ وہ ہندوستان کے حد سیاسی کے اندر رہ کر اپنے نشو و ارتقاء میں آزادانہ قدم اٹھا سکیں تو وہ تمام بیرونی حملوں کے خلاف' خواہ وہ حملہ بزور قوت ہو یا بزور خیالات' ہندوستان کے بہترین محافظ ثابت ہوں گے۔ پنجاب میں مسلمانوں کی آبادی ۵۶ فی صد ہے لیکن ہندوستان کی پوری فوج میں ہمارا حصہ ۵۴ فی صد ہے' اور اگر عساکر ہند کی کل تعداد میں سے ان ۱۹ ہزار گورکھوں کو جو نیپال کی آزاد ریاست سے بھرتی کیے جاتے ہیں' نکال دیا جائے تو مسلمانوں کی کل تعداد ۶۲ فیصد ہو جائے گی' حالانکہ اس اندازے میں وہ ۶ ہزار جنگجو شامل نہیں جو بلوچستان اور صوبہ سرحد سے بھرتی کیے جاتے ہیں۔ اس سے آپ ان تمام صلاحیتوں کا بہ آسانی اندازہ کر سکیں گے جو شمال مغربی ہندوستان کی مسلم آبادی میں موجود ہیں اور جن کی بدولت وہ تمام ہندوستان کو غیر ملکی چیرہ دستیوں سے محفوظ و مامون رکھ سکتے ہیں۔ رائٹ آنریبل مسٹر سری نواس شاستری کا خیال ہے کہ مسلمانوں کا مطالبہ کہ شمال مغربی سرحد کے ساتھ ساتھ خود مختار اسلامی ریاستیں قائم کی جائیں' ان کی اس خواہش کا اظہار کرتا ہے کہ اگر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرورت پیش آئے تو حکومت ہند پر دباؤ ڈالا جاسکے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ مسلمانان ہند کے دل میں اس قسم کا کوئی جذبہ موجود نہیں۔ ان کا مدعا صرف اس قدر ہے کہ وہ اپنی ترقی کی راہ میں آزادی کے ساتھ قدم بڑھائیں لیکن یہ اس مرکزی حکومت کے ماتحت ممکن نہ ہوگا جسے قوم پسند ہندو ارباب سیاست محض اس لیے قائم کرنا چاہتے ہیں کہ ان کو دوسری ملتوں پر ہمیشہ کے لیے غلبہ حاصل ہو جائے۔

بہرحال ہندوؤں کے دل میں اس قسم کا خدشہ نہیں ہونا چاہیے کہ آزاد اسلامی ریاستوں کے قیام سے ایک طرح کی مذہبی حکومت قائم ہو جائے گی۔ میں ابھی عرض کرچکا ہوں کہ اسلام میں مذہب کا مفہوم کیا ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ اسلام کوئی کلیسائی نظام نہیں، بلکہ ایک ریاست ہے جس کا اظہار روسو سے بھی کہیں پیشتر ایک ایسے وجود میں ہوا جو عقد اجتماعی کا پابند ہے۔ ریاست اسلامی کا انحصار ایک اخلاقی نصب العین پر ہے جس کا یہ عقیدہ ہے کہ انسان شجر و حجر کی طرح کسی خاص زمین سے وابستہ نہیں، بلکہ وہ ایک روحانی ہستی ہے جو ایک اجتماعی ترکیب میں حصہ لیتا ہے اور اس کے ایک زندہ جزو کی حیثیت سے چند فرائض اور حقوق کا مالک ہے۔ اسلامی ریاست کی نوعیت کا اندازہ "ٹائمز آف انڈیا" کے اس افتتاحیہ سے کیا جاسکتا ہے جس میں لکھا ہے کہ قدیم ہند میں ریاست کا یہ فرض تھا کہ سود کے متعلق قوانین بنائے لیکن باوجود اس کے کہ اسلام میں سود لینا حرام ہے، اسلامی حکومت نے شرح سود پر کوئی پابندیاں عائد نہیں کیں۔ میں صرف ہندوستان اور اسلام کی فلاح اور بہبود کے خیال سے ایک منظم اسلامی ریاست کا مطالبہ کر رہا ہوں۔ اس سے ہندوستان کے اندر توازن قوت کی بدولت امن و امان قائم ہو جائے گا، اور اسلام کو اس امر کا موقع ملے گا کہ وہ ان اثرات سے آزاد ہو کر جو عربی شہنشاہیت کی وجہ سے اب تک اس پر قائم ہیں، اس جمود کو توڑ ڈالے جو اس کی تہذیب و تمدن، شریعت اور تعلیم پر صدیوں سے طاری ہے۔ اس سے نہ صرف ان کے صحیح معانی کی تجدید ہوسکے گی بلکہ وہ زمانہ حال کی روح سے بھی قریب تر ہو جائیں گے۔

میرے خیال میں اب یہ حقیقت اچھی طرح سے واضح ہوگئی ہے کہ ہندوستان کے لسانی اور عقائد و معاشرت کے بے شمار اختلافات کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک مستقل حکومت قائم کرنے کی یہی صورت ہے کہ یہاں ایسی آزاد ریاستیں قائم کر دی جائیں جو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبان، نسل، تاریخ، مذہب اور اقتصادی مفاد کے اشتراک پر مبنی ہوں۔

☆ ☆ ☆

مجھے یہ دیکھ کر مسرت ہوئی ہے کہ (گول میز کانفرنس میں) ہمارے مسلمان مندوبین کو اس مسئلے کے صحیح حل کی اہمیت کا پورا پورا احساس ہے جس کو ہم نے ہندوستان کا بین الاقوامی مسئلہ کہا ہے۔ ان کا یہ اصرار بالکل بجا ہے کہ مرکزی حکومت میں ذمہ داری کا مسئلہ طے کرنے سے پہلے فرقہ وارانہ تنازعات کا تصفیہ ہو جانا ضروری ہے۔ کسی مسلمان سیاسی رہنما کو اس طعن آمیز لفظ (یعنی فرقہ واری) کا مطلق خیال نہیں کرنا چاہیے جسے ہندو محض پروپیگنڈے کی خاطر استعمال کر رہے ہیں، تاکہ بقول وزیراعظم وہ انگلستان کے جذبات جمہوریت پسندی سے فائدہ اٹھا سکیں، اور انگریز ہندوستان میں ایک ایسی صورت حالات فرض کر لیں جو واقعتہ" موجود نہیں۔ اس وقت بڑے بڑے مفاد خطرے میں پڑے ہیں۔ ہماری تعداد سات کروڑ ہے اور ہم ہند میں کسی اور گروہ کی نسبت کہیں زیادہ یک رنگ قوم ہیں، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اگر ہندوستان میں کوئی قوم بستی ہے تو وہ صرف مسلمان ہی ہے۔ اگرچہ ہندو ہر بات میں ہم سے آگے ہیں، لیکن اب بھی ان کو وہ یک رنگی حاصل نہیں ہوئی جو ایک قوم بننے کے لیے ناگزیر ہے، جو اسلام نے ایک نعمت کے طور پر آپ کو عطا کی ہے۔ بیشک ہندو اس امر کے لیے مضطرب ہیں کہ وہ ایک ہی قوم بن جائیں، مگر قوموں کی ترکیب گویا ایک نئی زندگی میں قدم رکھنا ہے۔ اور جہاں تک ہندوؤں کا تعلق ہے ضروری ہے کہ وہ اپنے تمام نظام معاشرت کو یک قلم بدل دیں۔ ایسے ہی مسلمان رہنماؤں و ارباب سیاست کو اس لطیف مگر مغالطہ انگیز دلیل سے بھی متاثر نہیں ہونا چاہیے کہ ترکی، ایران اور دوسرے اسلامی ممالک قوم پسندی کے جدید اصولوں پر گامزن ہیں۔ مسلمانان ہند کی حالت ان سے بالکل مختلف ہے۔ ان ممالک کی ساری آبادی تقریباً مسلمانوں کی ہے اور جو اقلیتیں باقی رہ جاتی ہیں ان کا تعلق، باصطلاح قرآنی اہل کتاب سے ہے مسلمانوں اور اہل کتاب کے درمیان کوئی معاشرتی دیوار حائل نہیں۔ اگر کوئی یہودی، عیسائی یا زرتشتی (یعنی پارسی) کسی مسلمان کا کھانا چھو لے تو وہ نجس نہیں ہو جاتا۔ شریعت اسلامی کی رو سے ان میں باہم مناکحت جائز ہے۔ حقیقت میں یہ وہ اولین قدم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا جو اسلام نے عملاً اتحاد نوع انسان کی خاطر اٹھایا۔ اس سے ان لوگوں کو جن کا سیاسی نصب العین تقریباً ایک سا تھا باہم مل جانے کی دعوت دی۔ قرآن پاک کا ارشاد ہے۔ یاھل الکتب تعالوا الی کلمة سوآء بیننا و بینکم (۳ : ۶۴) [ترجمہ : اے اہل کتاب آؤ ایک ایسے کلمے (توحید) کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے] یہ الگ بات ہے کہ مسلمان اور عیسائی اقوام کے باہمی جنگ وجدل اور پھر مغرب کی چیرہ دستیوں نے اس امر کا موقع نہیں دیا کہ دنیائے اسلام اس آیت کے لا انتہا معنوں کو عمل میں لاتی۔ بہرحال آج بلاد اسلامیہ میں یہ مقصد اسلامی قومیت کی شکل میں پورا ہو رہا ہے۔

مجھے یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ مندوبین کی کامیابی کا اندازہ صرف اس امر سے کرسکتے کہ وہ کانفرنس کے غیر مسلم مندوبین سے قرار داد دہلی کے مطالبات کہاں تک منوا لیتے ہیں۔ اگر ان مطالبات کو مسترد کر دیا گیا تو ایک نہایت ہی اہم اور عظیم الشان سوال پیدا ہوگا۔ اس وقت ضرورت ہوگی کہ ہند کے مسلمان ایک ہو کر کوئی آزادانہ سیاسی قدم اٹھائیں۔ اگر آپ اپنے مقاصد اور اپنے نصب العین پر واقعی سنجیدگی سے قائم ہیں تو آپ کو اس قسم کے عمل کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ ہمارے سر برآوردہ لوگوں نے کافی غور و خوض سے کام لیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک حد تک یہ انہیں کے غور و فکر کا نتیجہ ہے کہ ہم لوگ ان قوموں سے آشنا ہوئے ہیں جو ہند کے اندر اور اس کے باہر ہماری آئندہ قسمتوں کی تشکیل میں کارفرما ہیں۔ لیکن میں آپ سے اس قدر پوچھتا ہوں کہ کیا اسی غور و فکر نے ہم میں اتنی قابلیت پیدا کر دی ہے کہ اگر مستقبل قریب میں ضرورت پیش آئے تو ہم اپنے آپ کو اس قسم کے عمل کے لیے تیار پائیں جو حالات کے مقتضی ہو؟ مجھے آپ سے بلاتکلف کہہ دینا چاہئے کہ ہند کے مسلمان اس وقت دو عوارض کا شکار ہو رہے ہیں۔ پہلا عارضہ یہ ہے کہ اہم شخصیتوں کا وجود نہیں۔ سر میلکم ہیلی اور لارڈ ارون کی تشخیص بالکل صحیح تھی جب انہوں نے علی گڑھ یونیورسٹی میں یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ ملت اسلامیہ نے کوئی رہنما پیدا نہیں کیا۔ رہنماؤں سے میرا مطلب وہ افراد ہیں جن کو اعانت ایزدی یا اپنے وسیع تجربات کی بدولت ایک طرف یہ ادراک حاصل ہو کہ اسلامی تعلیمات کی روح اور اس کی تقدیر کیا ہے؟ دوسری طرف ان میں یہ صلاحیت موجود ہو کہ وہ جدید حوادث کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رفتار کا اندازہ صحت کے ساتھ کر سکیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر کسی قوم کی قوت عمل کا انحصار ہوتا ہے۔ دوسرا مرض جو مسلمانوں کے اندر گھر کر چکا ہے' یہ ہے کہ ان میں اطاعت کا مادہ اور اجتماعی احساس باقی نہیں رہا۔ یہی وجہ ہے کہ آج متعدد افراد اور متعدد جماعتیں الگ الگ راہوں پر گامزن ہیں اور اس سے قوم کے عام افکار اور اس کی عام سرگرمیوں پر کوئی اچھا اثر نہیں پڑتا۔ جو طرز عمل ہم نے مذہب میں اختیار کر رکھا ہے' اب وہی سیاسیات میں ہوگیا ہے۔ لیکن مذہبی فرقہ بندیوں سے اتنا نقصان نہیں پہنچا کیونکہ ان سے کم از کم اتنا تو ظاہر ہوتا ہے کہ ہمیں اس اصول سے دل چسپی ہے جس پر ہماری ترکیب کا انحصار ہے۔ مزید برآں یہ اصول اس قدر وسیع ہے کہ کسی فرقے کو اس قدر جرأت نہیں ہوسکتی کہ وہ اسلام کی حدود ہی سے باہر نکل جائے۔ برعکس اس کے اگر سیاسی زندگی میں اختلافات کو جائز رکھا گیا بالخصوص اس وقت جب مفاد ملت کی خاطر اتحاد عمل کی ضرورت ہے تو اس کا نتیجہ سوائے ہلاکت کے اور کچھ نہیں ہوگا۔ لہٰذا سوال یہ ہے کہ ان دونوں امراض کے علاج کی صورت کیا ہے؟ اول الذکر کا تدارک ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ البتہ جہاں تک دوسری بیماری کا تعلق ہے' میرا خیال ہے کہ ہم اس کا دفعیہ کرسکتے ہیں۔ مَیں نے اسی موضوع پر ایک خاص رائے قائم کر رکھی ہے' لیکن بہتر ہوگا کہ مَیں اس وقت تک اس کا اظہار نہ کروں جب تک کہ ایسی صورت حالات پیدا نہ ہو جائے' جس کا خطرہ ہے۔ خدانخواستہ اگر ایسا ہوا تو تمام سربرآوردہ مسلمانوں کا خواہ ان کے خیالات کچھ بھی ہوں' فرض ہوگا کہ وہ ایک جگہ جمع ہوں' اور صرف مسلمانوں کے لیے کوئی راہ عمل پیش کریں۔ مَیں نے اس امر کا تذکرہ صرف اس لیے کر دیا ہے کہ آپ نہایت سنجیدگی کے ساتھ اس پر غور کریں۔

☆ ☆ ☆

حضرات مجھے جو کچھ عرض کرنا تھا کر چکا' آخر میں' مَیں صرف اتنا عرض کروں گا کہ مسلمانانِ ہند اس وقت اپنی زندگی کے جس نازک دور میں سے گزر رہے ہیں' اس کے لیے کامل تنظیم اور اتحاد عزائم و مقاصد کی ضرورت ہے۔ ہمارے ملّی وجود کی بقا اور ہند کا مفاد صرف اسی امر سے وابستہ ہے۔ ہند کی سیاسی غلامی تمام ایشیا کے لیے لامتناہی مصائب کا سرچشمہ ہے۔ اس نے مشرق کی روح کو کچل ڈالا ہے اور اسے اظہار ذات کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُس مسرت سے محروم کر دیا ہے، جس کی بدولت کبھی اس میں ایک بلند اور شان دار تمدّن پیدا ہوا تھا۔ ہم پر ایک فرض ہند کی طرف سے عائد ہوتا ہے جو ہمارا وطن ہے اور جس میں ہمیں جینا اور مرنا ہے اور ایک فرض ایشیا بالخصوص اسلامی ایشیا کی جانب سے، اور چونکہ ایشیا کے دوسرے اسلامی ممالک کی نسبت ایک ہی ملک میں سات کروڑ مسلمانوں کی موجودگی اسلام کے لیے ایک بیش بہا سرمایہ ہے، لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم ہند کے مسئلے پر محض اسلامی زاویہ نگاہ ہی سے نہیں بلکہ ہندی مسلمانوں کے نقطہ نظر سے بھی غور کریں۔ ایشیا اور ہند کی طرف سے ہم پر جو فرائض عائد ہوتے ہیں، ان کی بجا آوری اس وقت تک ممکن نہیں جب تک ہم اپنے ارادوں کو ایک مخصوص مقصد پر جمع نہیں کر لیں گے، اگر آپ ہند کی دوسری ملتوں کے درمیان اپنا وجود قائم رکھنا چاہتے ہیں تو آپ کے لیے سوائے اس کے اور کوئی چارہ کار نہیں۔ ہماری بے نظم اور منتشر حالت کے باعث بہت سے ایسے سیاسی مصالح جو ہماری زندگی کے لیے ناگزیر ہیں، دن بدن پیچیدہ ہو رہے ہیں۔ مَیں فرقہ وارانہ مسائل کے تصفیے سے مایوس نہیں ہوں لیکن میں آپ سے اپنے اس احساس کو پوشیدہ نہیں رکھ سکتا کہ موجودہ نازک حالات کے تدارک کے لیے ہماری ملت کو مستقبل قریب ہی میں آزادانہ جدوجہد کرنی پڑے گی۔ لیکن کسی سیاسی طرز عمل کے لیے آزادانہ جدوجُہد کرنا اسی وقت ممکن ہو سکتا ہے جب پوری قوم اس پر آمادہ ہو، اور اس کے تمام عزائم اور ارادے ایک ہی مقصد پر مرتکز ہو جائیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ہم لوگوں کے اندر بھی وہ اشتراک عزم پیدا ہو جائے جس کا ازخود نشوونما ہوتا ہے؟ ہاں، کیوں نہیں۔ فرقہ بندی کی ہوس اور نفسانیت کی قیود سے آزاد ہو جائیں اور اس نصب العین کی روشنی میں جو آپ کی طرف منسوب ہے، اپنے انفرادی اور اجتماعی اعمال کی قدرو قیمت کا اندازہ کیجئے، خواہ وہ مادی اغراض ہی سے متعلق کیوں نہ ہوں۔ مادیات سے گزر کر روحانیات میں قدم رکھیے۔ مادہ کثرت ہے لیکن روح نُور ہے، حیات ہے، وحدت ہے۔ ایک سبق جو مَیں نے تاریخ اسلام سے سیکھا ہے، یہ ہے کہ آڑے وقتوں میں اسلام ہی نے مسلمانوں کی زندگی کو قائم رکھا، مسلمانوں نے اسلام کی حفاظت نہیں کی۔ اگر آج آپ اپنی نگاہیں پھر اسلام پر جما دیں اور اس کے زندگی بخش تخیل سے متاثر ہوں تو آپ کی منتشر اور پراگندہ قوتیں ازسرنو جمع ہو جائیں گی اور آپ کا وجود ہلاکت و بربادی سے محفوظ ہو جائے گا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کی ایک نہایت معنی خیز آیت یہ ہے کہ ہمارے نزدیک ایک پوری ملّت کی موت و حیات کا سوال ایسا ہی ہے جیسے ایک نفس واحد کا' پھر کیا یہ ممکن نہیں کہ ہم مسلمان جو بجاطور پر دعویٰ کرسکتے ہیں کہ یہ ہمیں تھے جو سب سے پہلے انسانیت کے اس بلند اور ارفع تصوّر پر عمل پیرا ہوئے' ایک نفس واحد کی طرح زندہ رہیں۔ جب مَیں یہ کہتا ہوں کہ ہند کی حالت وہ نہیں جیسی کہ نظر آتی ہے' تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ مَیں کسی شخص کو حیرت میں ڈالنا چاہتا ہوں۔ بہرحال اس کے صحیح معنے آپ پر اس وقت آشکار ہوسکیں گے جب آپ ان کے مشاہدے کے لیے ایک صحیح اجتماعی اَنا پیدا کر لیں گے۔ قرآن کے لفظوں میں:

یایها الذین امنو علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اهتدیتم (۵ : ۵-۱)

ترجمہ: (اے ایمان والو! اپنی فکر کرو' جب تم راہ پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے تو اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں۔)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل ۲

مکاتیب اقبال' جناح کے نام

"Iqbal's letters to Mr. Jinnah" قائداعظم محمد علی جناح کے پیش لفظ کے ساتھ ۱۹۴۳ء میں لاہور سے شیخ محمد اشرف نے شائع کئے تھے۔ ان مکاتیب کی تعداد ۱۳ تھی۔ بعد میں چند اور خطوط بھی دریافت ہوئے۔ زیادہ تر خطوط ۱۹۳۷ء کے ہیں۔ اس زمانے میں آنکھ میں موتیا اتر آنے کی وجہ سے علامہ اقبال یہ خطوط کسی دوست سے لکھواتے رہے۔ اس فصل میں ہم موضوع زیر بحث سے متعلق اس دَور کے چند مکاتیب کا اردو ترجمہ پیش کر رہے ہیں اور یہی وہ مکاتیب ہیں جن کا حوالہ قائداعظم نے اپنے پیش لفظ میں دیا ہے۔ منتخب مکاتیب سے قبل قائداعظم کے انگریزی پیش لفظ کا اردو ترجمہ ملاحظہ فرمائیے (جس کا اصل انگریزی متن اسی سلسلے کی انگریزی تالیف میں دیا گیا ہے۔)

پیش لفظ : از ایم۔ اے جناح

"یہ کتابچہ ان مکاتیب پر مشتمل ہے جو اسلام کے قومی شاعر' فلسفی اور عارف ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم نے میرے نام مئی ۱۹۳۶ء سے نومبر ۱۹۳۷ء کے درمیانی عرصہ میں اپنی وفات سے کچھ ماہ قبل تحریر کئے تھے۔ یہ دَور جو جون ۱۹۳۶ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے مرکزی پارلیمانی بورڈ کے قیام اور اکتوبر ۱۹۳۷ء میں لکھنؤ کے تاریخی اجلاس کے عرصے تک محیط ہے' مسلم ہند کی تاریخ میں بہت اہمیت رکھتا ہے۔

اگر مرکزی پارلیمانی بورڈ نے اپنی صوبائی شاخوں کے ساتھ مسلم لیگ کی طرف سے یہ پہلی عظیم کوشش کی کہ مسلم رائے عامہ کے ذریعے قانون ہند ۱۹۳۵ء کے تحت صوبائی مجلس قانون ساز کے لئے لیگ کے ٹکٹ پر آئندہ انتخابات میں حصہ لیا جائے تو لکھنؤ اجلاس اس امر کی نشاندہی کا باعث بنا کہ پہلے مرحلے میں مسلم لیگ کی عوامی سطح پر تنظیم نَو ہونی چاہیے' اور یہ کہ مسلم لیگ ہی ہند کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ اور بااختیار جماعت ہے۔ ان دونوں اعلیٰ مقاصد کے حصول میں مَیں اپنے جن بہت سے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوستوں کے انمول تعاون، حب الوطنی، پرُخلوص کوششوں اور بے غرض مساعی کی بدولت کامیاب ہو سکا ان میں ڈاکٹر سر محمد اقبال بھی شامل ہیں۔ اس مختصر عرصے میں مسلم لیگ کافی قوت پکڑ گئی۔ ہر صوبے میں جہاں مسلم لیگ پارلیمانی بورڈ قائم ہوا اور مسلم لیگ کی شاخیں قائم ہوئیں، ہم نے ساٹھ سے ستر فی صد نشستیں حاصل کیں، جن پر مسلم لیگی امیدواروں نے انتخاب لڑا تھا۔ تقریباً ہر صوبے میں مدراس کے دور دراز گوشے سے لے کر شمال مغربی سرحدی صوبے تک مسلم لیگ کی سینکڑوں ضلعی اور ابتدائی شاخیں قائم ہو گئیں۔

کانگرس نے نام نہاد مسلم رابطہ عوام تحریک چلائی تاکہ مسلمانوں میں انتشار پیدا ہو اور مسلم لیگ خوفزدہ ہو کر اس کی تابع فرمان ہو جائے۔ مسلم لیگ نے اس (کانگرسی تحریک) پر ضرب کاری لگائی۔ مسلم لیگ متعدد ضمنی انتخابات میں کامیاب ہوئی اور ان لوگوں کی فتنہ پردازیوں اور سازشوں کو ختم کر دیا جو یہ تاثر دینے کی توقع رکھتے تھے کہ مسلم لیگ کو مسلمان عوام کی حمایت حاصل نہیں۔

لکھنؤ اجلاس سے اٹھارہ ماہ پہلے مسلم لیگ ایک اعلیٰ اور ترقی پذیر پروگرام کی حامل جماعت کی حیثیت سے مسلمانوں کو منظم کرنے میں کامیاب ہوئی، اور وہ صوبے بھی اس کے زیر اثر آ گئے جن تک قلت وقت کے سبب یا لیگ پارلیمانی بورڈوں کی ناکافی سرگرمیوں کے باعث بہتر طور پر رسائی نہ ہو سکی تھی۔ لکھنؤ اجلاس نے اس مقبولیت کی صریح شہادت فراہم کر دی جو مسلم لیگ کو مسلمانوں کی تمام جماعتوں اور گروہوں میں حاصل تھی۔

یہ مسلم لیگ کی نہایت شاندار کامیابی تھی کہ اس کی قیادت کو مسلم اکثریتی اور اقلیتی صوبوں نے قبول کر لیا، اور اسے اس کامیابی تک پہنچانے میں ڈاکٹر سر محمد اقبال نے بڑا کردار ادا کیا، اگرچہ عوام کو اس وقت اس کا علم نہ ہو سکا۔ سکندر جناح معاہدے کے بارے میں ان کے کچھ اپنے خدشات تھے۔ وہ اس پر عمل درآمد اور اس کے نمایاں نتائج کو جلد از جلد دیکھنا چاہتے تھے، تاکہ اس کے متعلق عوام کے شکوک و شبہات دُور ہو سکیں۔ لیکن افسوس، وہ یہ دیکھنے کے لئے زندہ نہ رہے کہ پنجاب نے قابل ذکر ترقی کر لی ہے اور اب اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مسلمان ثابت قدمی سے مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مختصر تاریخی پس منظر کو ذہن میں رکھ کر ان مکاتیب کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہ ہو گا۔ تاہم مجھے اس بات کا بہت افسوس ہے کہ اقبال کے مکتوبات کے جواب میں میرے مکتوبات دستیاب نہ ہو سکے۔ مذکورہ عرصے کے دوران میں مَیں تن تنہا بغیر کسی ذاتی عملے کی مدد کے کام کرتا تھا' اس لیے مَیں ان متعدد مکاتیب کی نقول اپنے پاس نہ رکھ سکا جو مَیں دوسروں کو ارسال کرتا تھا۔ مَیں نے لاہور میں اقبال کے ترکے کے نگرانوں سے دریافت کرایا تو مجھے اطلاع ملی کہ میرے مکاتیب دستیاب نہیں ہو سکے۔ چنانچہ اب میرے پاس اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ میں ان مکاتیب کو اپنے جوابات کے بغیر ہی شائع کراؤں' کیونکہ میرے نزدیک یہ مکاتیب بے حد تاریخی اہمیت کے حامل ہیں' بالخصوص وہ مکاتیب جن میں مسلم ہند کے سیاسی مستقبل کے بارے میں ان کے خیالات کا واضح اور غیر مبہم اظہار ہے۔ ان کے خیالات پورے طور پر میرے خیالات سے مطابقت رکھتے ہیں' اور بالآخر میں ہند کے دستوری مسائل کے مطالعہ اور تجزیہ کے بعد انہی نتائج پر پہنچا' اور کچھ عرصہ بعد یہی خیالات ہند کے مسلمانوں کی اس متحدہ خواہش کی صورت میں جلوہ گر ہوئے جس کا اظہار آل انڈیا مسلم لیگ کی ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کی منظور کردہ قرارداد لاہور ہے جو عام طور پر قرارداد پاکستان کے نام سے موسوم ہے۔"

ایم۔ اے جناح

(۲۷ مارچ ۱۹۴۳ء)

مکاتیب اقبال

(سخت بصیغہ راز)

لاہور

۲۰ مارچ' ۱۹۳۷ء

مائی ڈیر مسٹر جناح'

میرا خیال ہے کہ آپ نے پنڈت جواہر لال نہرو کا وہ خطبہ ملاحظہ فرما لیا ہو گا جو انہوں نے کل ہند نیشنل کنوینشن میں دیا اور اس میں اسلامیان ہند کے بارے میں جس حکمت عملی کا اعلان کیا گیا ہے اس کو بھی آپ نے بخوبی محسوس کیا ہو گا۔ مجھے یقین ہے' آپ اس بات سے بھی آگاہ ہوں گے کہ نئے آئین نے ہند کے مسلمانوں کو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کم از کم اس امر کا ایک نادر موقع ضرور دیا ہے کہ وہ ہند اور مسلم ایشیا میں رونما ہونے والے سیاسی حالات کے پیش نظر اپنی ملی تنظیم کر سکیں۔ بلاشبہ ہم ملک کی دیگر ترقی پسند جماعتوں کے ساتھ اشتراک و تعاون کرنے کو تیار ہیں' لیکن ہمیں اس حقیقت کو نظرانداز نہیں کرنا چاہیے کہ ایشیا میں اسلام کی اخلاقی اور سیاسی طاقت کے مستقبل کا انحصار بہت بڑی حد تک خود ہند کے مسلمانوں کی مکمل قومی تنظیم پر ہے۔ اس لئے میری رائے ہے کہ کل ہند نیشنل کنوینشن کو ایک موثر جواب دینا بے حد ضروری ہے۔ آپ کو چاہیے کہ فوراً دہلی میں ایک کل ہند مسلم کنوینشن منعقد کریں جس میں شرکت کے لئے نئی صوبائی اسمبلیوں کے ممبروں کے علاوہ دیگر بڑے بڑے مسلمان رہنماؤں کو بھی مدعو کریں۔ اس کنوینشن میں آپ پوری صفائی اور تحدی کے ساتھ یہ حقیقت بیان کریں کہ ہند کے مسلمان ایک جداگانہ سیاسی ہستی کے مالک ہیں اور اس حیثیت سے ان کا سیاسی مطمح نظر کیا ہے؟ یہ امر ازحد ضروری ہے کہ اندرون ہند و بیرون ہند کی تمام دنیا کو بتا دیا جائے کہ ملک میں محض اقتصادی مسئلہ تنہا ایک مسئلہ نہیں ہے بلکہ مسلم نقطہ نگاہ سے اسلامیان ہند کے لئے ثقافت اور کلچر کا مسئلہ اپنے اندر زیادہ اہم نتائج رکھتا ہے۔ بہرکیف' کلچر کا مسئلہ کسی طرح سے بھی اقتصادی مسئلے سے کم اہم نہیں ہے۔

اگر آپ نے اس قسم کی کنوینشن منعقد کی تو اس کا ایک فائدہ یہ ہو گا کہ اس طرح ان مسلمان ممبروں کی نیتوں کا بھی امتحان ہو جائے گا جنھوں نے مسلمانان ہند کے اغراض و مقاصد کے خلاف اپنی الگ الگ جماعتیں قائم کر رکھی ہیں' اور دوسرا فائدہ یہ ہو گا کہ ہندوؤں پر یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو جائے گی کہ باریک سے باریک سیاسی چال بھی مسلمانوں کو فریب نہیں دے سکتی اور وہ اپنی جداگانہ تمدنی ہستی کو کسی طور پر بھی نظرانداز نہیں کر سکتے۔

میں چند روز تک دہلی آرہا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اس اہم مسئلے پر آپ سے بات چیت ہو گی۔ میرا قیام افغان قونصل خانے میں ہو گا۔ اگر آپ کچھ وقت نکال سکیں تو وہیں ہماری ملاقات ہو گی۔ ازرہ مہربانی' اس مکتوب کے جواب میں چند سطریں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ممکن طور پر جلد از جلد تحریر فرمائیں۔

آپ کا مخلص

محمد اقبال'

بار ایٹ لا

پس نوشت : معاف فرمایئے' میں نے یہ مکتوب آشوب چشم کی وجہ سے ایک دوست سے لکھوایا ہے۔

☆ ☆ ☆

لاہور'

۲۲ اپریل ۱۹۳۷ء

مائی ڈیر مسٹر جناح

دو ہفتے ہوئے میں نے آپ کو جو مکتوب لکھا تھا معلوم نہیں وہ آپ تک پہنچا یا نہیں پہنچا۔ میں نے وہ مکتوب آپ کے دہلی کے پتے پر ارسال کیا تھا اور جب بعد میں میں دہلی پہنچا تو مجھے معلوم ہوا کہ آپ وہاں سے پہلے ہی رخصت ہو چکے تھے۔ میں نے اس مکتوب میں یہ تجویز پیش کی تھی کہ ہمیں فوراً ایک کُل ہند مسلم کنوینشن دہلی یا کسی اور مقام پر منعقد کر کے حکومت اور ہندوؤں کو ایک بار پھر مسلمانان ہند کی پالیسی سے آگاہ کر دینا چاہیے۔

چونکہ صورت حال نازک ہوتی جا رہی ہے اور پنجاب کے مسلمانوں کا رجحان بعض ایسے وجوہ کی بنا پر جن کی تفصیل میں جانا اس وقت غیر ضروری ہے' کانگرس کی طرف بڑھتا جا رہا ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ اس معاملے پر جتنی جلد ممکن ہو سکے' غور فرما کر فیصلہ کریں۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس اگست تک ملتوی ہو چکا ہے۔ لیکن حالات کا تقاضا ہے کہ فوری طور پر مسلم پالیسی کا اعلان مکرّر ہو۔ اگر کنوینشن کے انعقاد سے پہلے مقتدر مسلمان رہنماؤں کا ایک دورہ بھی ہو جائے تو کنوینشن بہت کامیاب رہے گا۔ براہ کرم اس مکتوب کا جواب اپنی اوّلین فرصت میں عنایت فرمایئے۔

آپ کا مخلص

محمد اقبال' بار ایٹ لا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاہور'

۲۸ مئی ۱۹۳۷ء

مائی ڈیر مسٹر جناح'

آپ کے نوازش نامے کا ازحد شکریہ' جو مجھے اس اثنا میں ملا۔ مجھے یہ جان کر بیحد خوشی ہوئی کہ مسلم لیگ کے دستور اور پروگرام میں جن تبدیلیوں کے بارے میں مَیں نے تحریر کیا تھا وہ آپ کے پیش نظر رہیں گی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانانِ ہند کی نازک صورت حال کا آپ کو پورا پورا احساس ہے۔ مسلم لیگ کو آخر کار یہ فیصلہ کرنا پڑے گا کہ وہ ہندی مسلمانوں کے بالائی طبقوں کی ایک جماعت بنی رہے گی یا مسلم جمہور کی' جنھوں نے اب تک بعض معقول وجوہ کی بنا پر اس میں کوئی دلچسپی نہیں لی۔ میرا ذاتی خیال یہی ہے کہ کوئی سیاسی تنظیم جو عام مسلمانوں کی حالت سدھارنے کی ضامن نہ ہو' ہمارے عوام کے لئے باعث کشش نہیں ہو سکتی۔

نئے دستور کے تحت اعلیٰ ملازمتیں تو بالائی طبقوں کے بچوں کے لئے مختص ہیں اور ادنیٰ ملازمتیں وزراء کے اعزا اور احباب کی نذر ہو جاتی ہیں۔ دیگر امور میں بھی ہمارے سیاسی اداروں نے مسلمانوں کی فلاح و بہبود کی طرف کبھی غور کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ روٹی کا مسئلہ روز بروز نازک ہوتا جا رہا ہے۔ مسلمان محسوس کر رہے ہیں کہ گذشتہ دو صد سال سے وہ برابر تنزل کی طرف جا رہے ہیں۔ عام خیال یہ ہے کہ اس غربت کی وجہ ہندو کی ساہوکاری یا سرمایہ داری ہے۔ یہ احساس کہ اس میں غیر ملکی حکومت بھی برابر کی شریک ہے' ابھی پوری طرح نہیں اُبھرا' لیکن آخر کو ایسا ہو کر رہے گا۔ جواہر لال نہرو کی بے دین اشتراکیت مسلمانوں میں کوئی تاثر پیدا نہ کر سکے گی۔ لہٰذا سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کی غربت کا علاج کیا ہے؟ مسلم لیگ کا سارا مستقبل اس بات پر منحصر ہے کہ وہ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے کیا کوشش کرتی ہے۔ اگر اس امر میں مسلم لیگ نے کوئی وعدہ نہ کیا تو مجھے یقین ہے کہ مسلم عوام پہلے کی طرح اس سے بے تعلق رہیں گے۔ خوش قسمتی سے اسلامی قانون (شریعت) کے نفاذ میں اس کا حل ہے' اور موجودہ نظریات کی روشنی میں اس میں ترقی کا امکان ہے۔

اسلامی قانون کے طویل و عمیق مطالعہ کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اگر اس نظامِ قانون کو اچھی طرح سمجھ کر نافذ کیا جائے تو ہر شخص کے لئے کم از کم حق

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاش محفوظ ہو جاتا ہے۔ لیکن شریعت اسلام کا نفاذ اور ارتقا ایک آزاد مسلم ریاست یا ریاستوں کے بغیر اس ملک میں ناممکن ہے۔ سالہا سال سے یہی میرا عقیدہ رہا ہے اور اب بھی مجھے یقین ہے کہ مسلمانوں کی غربت اور روٹی کا مسئلہ اور ہند میں امن و امان کا قیام اسی سے حل ہو سکتا ہے۔ اگر ہند میں یہ ممکن نہیں ہے تو پھر دوسری متبادل صورت صرف خانہ جنگی ہے جو فی الحقیقت ہندو مسلم فسادات کی شکل میں کچھ عرصہ سے جاری ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ ملک کے بعض حصوں مثلاً شمال مغربی ہند میں فلسطین کی داستان دہرائی جائے گی۔ جواہر لال نہرو کی اشتراکیت کا ہندوؤں کی ہیئت سیاسیہ کے ساتھ پیوند بھی خود ہندوؤں کے آپس میں خون خرابے کا باعث ہو گا۔ اشتراکی جمہوریت اور برہمنیت کے درمیان وجہ نزاع برہمنیت اور بدھ مت کے مابین وجہ نزاع سے مختلف نہیں ہے۔ آیا اشتراکیت کا حشر ہند میں بدھ مت کا سا ہو گا یا نہیں؟ مَیں اس بارے میں کوئی پیش گوئی نہیں کر سکتا' لیکن میرے ذہن میں یہ بات صاف ہے کہ اگر ہندو دھرم اشتراکی جمہوریت اختیار کر لیتا ہے تو خود ہندو دھرم ختم ہو جاتا ہے۔ اسلام کے لئے اشتراکی جمہوریت کو مناسب تبدیلیوں اور اسلام کے اصول شریعت کے ساتھ اختیار کر لینا کوئی انقلاب نہیں بلکہ اسلام کی حقیقی پاکیزگی کی طرف رجوع ہو گا۔ موجودہ مسائل کا حل مسلمانوں کے لئے ہندوؤں سے کہیں زیادہ آسان ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا ہے' مسلم ہند کے ان مسائل کا حل آسان طور پر کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ملک کو ایک یا زیادہ مسلم ریاستوں میں تقسیم کیا جائے' جہاں پر مسلمانوں کی واضح اکثریت ہو۔ کیا آپ کی رائے میں اس مطالبے کا وقت نہیں آ پہنچا؟ شاید جواہر لال کی بے دین اشتراکیت کا آپ کے پاس یہ ایک بہترین جواب ہے۔

بہرحال' میں نے اپنے خیالات پیش کر دیئے ہیں' اس اُمید پر کہ آپ اپنے خطبہ یا مسلم لیگ کے آئندہ اجلاس کے مباحث میں ان پر سنجیدگی سے توجہ دیں گے۔ مسلم ہند کو امید ہے کہ اس نازک دَور میں آپ کی فراست موجودہ مشکلات کا کوئی حل تجویز کر سکے گی۔

آپ کا مخلص'

محمد اقبال

پس نوشت : میرا خیال تھا کہ اس مکتوب کے موضوع پر آپ کے نام اخبارات

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ایک کھلا خط شائع کراؤں' مگر مزید سوچ بچار کے بعد میں نے محسوس کیا کہ اس مرحلے پر ایسا اقدام مناسب نہیں۔

لاہور (نجی' بصیغہ راز)

۲۱ جون ۱۹۳۷ء

مائی ڈیر مسٹر جناح!

آپ کے مکتوب کا بہت بہت شکریہ جو مجھے کل موصول ہوا۔ میں جانتا ہوں آپ بہت مصروف آدمی ہیں لیکن مجھے امید ہے کہ میرے بار بار مکتوب لکھنے کو آپ بار خاطر خیال نہیں کریں گے' کیونکہ آج ہندوستان بھر میں صرف آپ ہی ایک ایسے مسلم رہنما ہیں جن کی ذات گرامی سے قوم اس طوفان میں محفوظ رہنمائی کا حق رکھتی ہے جو اس وقت شمال مغربی ہند اور شاید پورے ہندوستان میں برپا ہونے والا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ہم فی الحقیقت خانہ جنگی کی حالت ہی میں ہیں۔ اگر فوج اور پولیس نہ ہو تو یہ خانہ جنگی دیکھتے ہی دیکھتے پھیل جائے۔ گذشتہ چند ماہ کے دوران ہند میں ہندو مسلم فسادات کا ایک سلسلہ قائم ہو چکا ہے۔ صرف شمال مغربی ہند میں گذشتہ تین ماہ میں کم از کم تین فسادات ہو چکے ہیں اور کم از کم چار وارداتیں ہندوؤں اور سکھوں کی طرف سے توہین رسالتؐ کی ہو چکی ہیں۔ ان چاروں مواقع پر رسولؐ کی اہانت کرنے والوں کو قتل کر دیا گیا ہے۔ سندھ میں قرآن مجید کو نذر آتش کرنے کے واقعات بھی پیش آئے ہیں۔ میں نے تمام صورت حال کا اچھی طرح سے جائزہ لیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ ان حالات کے اسباب نہ مذہبی ہیں اور نہ اقتصادی' بلکہ خالص سیاسی ہیں۔ یعنی مسلم اکثریتی صوبوں میں بھی ہندوؤں اور سکھوں کا مقصد مسلمانوں پر خوف و ہراس طاری کرنا ہے۔ نیا دستور کچھ اس قسم کا ہے کہ مسلم اکثریتی صوبوں میں بھی مسلمانوں کو غیر مسلموں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا ہے کہ مسلم وزارتیں کوئی مناسب کارروائی نہیں کر سکتیں' بلکہ انہیں خود مسلمانوں سے ناانصافی برتنا پڑتی ہے تاکہ وہ لوگ جن پر وزارت کا انحصار ہے خوش رہ سکیں اور ظاہر کیا جا سکے کہ وزارت قطعی طور پر غیر جانبدار ہے۔ لہٰذا یہ واضح ہے کہ ہمارے پاس اس دستور کو رد کرنے کی خاص وجوہ موجود ہیں۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نیا دستور ہندوؤں کی خوشنودی کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ ہندو اکثریتی صوبوں میں ہندوؤں کو قطعی اکثریت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل ہے اور وہ مسلمانوں کو بالکل نظرانداز کر سکتے ہیں۔ مسلم اکثریتی صوبوں میں مسلمانوں کو کامل طور پر ہندوؤں پر انحصار کرنے کے لئے مجبور کر دیا گیا ہے۔ میرے ذہن میں ذرا بھی شک و شبہ نہیں کہ یہ دستور ہندی مسلمانوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچانے کیلئے بنایا گیا ہے۔ علاوہ ازیں یہ اقتصادی مسئلے کا بھی حل نہیں ہے جو مسلمانوں کے لئے بہت زیادہ جانکاہ بن چکا ہے۔

کمیونل ایوارڈ ہند میں مسلمانوں کے سیاسی وجود کو صرف تسلیم کرتا ہے لیکن کسی قوم کے سیاسی وجود کا ایسا اعتراف جو اس کی اقتصادی پسماندگی کا کوئی حل تجویز نہ کرتا ہو' اور نہ کر سکے' اس کے لئے بے سود ہے۔ کانگریس کے صدر نے تو غیر مبہم الفاظ میں مسلمانوں کے جداگانہ سیاسی وجود سے ہی انکار کر دیا ہے۔ ہندوؤں کی دوسری سیاسی جماعت یعنی مہاسبھا نے' جسے میں ہندو عوام کی حقیقی نمائندہ سمجھتا ہوں' بارہا اعلان کیا ہے کہ ہند میں ایک متحدہ ہندو مسلم قوم کا وجود ناممکن ہے۔ ان حالات کے پیش نظر بدیہی حل یہ ہے کہ ہند میں قیام امن کے لئے ملک کی از سرنو تقسیم کی جائے جس کی بنیاد نسلی' مذہبی اور لسانی اشتراک پر ہو۔ بہت سے برطانوی مدبرین بھی ایسا ہی محسوس کرتے ہیں اور نئے دستور کے جلو میں جو ہندو مسلم فسادات چلے آ رہے ہیں وہ ان کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں کہ ملک کی حقیقی صورتحال کیا ہے؟ مجھے یاد ہے کہ انگلستان سے روانہ ہونے سے قبل لارڈ لوتھیان نے مجھے کہا تھا کہ میری سکیم میں ہند کے مصائب کا واحد ممکن حل ہے لیکن اس پر عمل درآمد کے لئے ۲۵ سال درکار ہوں گے۔ پنجاب کے کچھ مسلمان شمال مغربی ہند میں مسلم کانفرنس کے انعقاد کی تجویز پیش کر رہے ہیں اور یہ تجویز تیزی سے مقبولیت حاصل کر رہی ہے۔ مجھے آپ سے اتفاق ہے کہ ہماری قوم ابھی اتنی زیادہ منظم نہیں ہوئی اور نہ ہی ان میں اتنا نظم و ضبط ہے اور شاید ایسی کانفرنس کے انعقاد کا ابھی موزوں وقت بھی نہیں آیا لیکن میں محسوس کرتا ہوں کہ آپ کو اپنے خطبہ میں کم از کم اس طریق عمل کی طرف اشارہ ضرور کر دینا چاہیے جو شمال مغربی ہند کے مسلمانوں کو بالآخر اختیار کرنا پڑے گا۔

میرے خیال میں تو نئے دستور میں سارے ہند کو ایک ہی وفاق میں مربوط رکھنے کی تجویز بالکل بے کار ہے۔ مسلم صوبوں کے ایک جداگانہ وفاق کا قیام اس طریق پر جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے صرف واحد راستہ ہے جس سے ہند میں امن و امان قائم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گا اور مسلمانوں کو غیر مسلموں کے غلبہ و تسلط سے بچایا جا سکے گا۔ کیوں نہ شمال مغربی ہند اور بنگال کے مسلمانوں کو علیحدہ اقوام تصور کیا جائے جنہیں ہند اور بیرون ہند کی دوسری اقوام کی طرح حق خود اختیاری حاصل ہو۔

ذاتی طور پر میرا خیال ہے کہ شمال مغربی ہند اور بنگال کے مسلمانوں کو فی الحال مسلم اقلیت کے صوبوں کو نظرانداز کر دینا چاہیے۔ مسلم اکثریت اور مسلم اقلیت کے صوبوں کا بہترین مفاد اسی طریق کو اختیار کرنے میں ہے۔ اس لئے مسلم لیگ کا آئندہ اجلاس کسی مسلم اقلیت کے صوبہ کی بجائے پنجاب میں منعقد کرنا بہتر ہو گا۔ لاہور میں اگست کا مہینہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔ میرے خیال میں آپ لاہور میں وسط اکتوبر میں جب موسم خوشگوار ہو جاتا ہے مسلم لیگ کے اجلاس کے انعقاد کے بارے میں غور فرمائیں۔ پنجاب میں آل انڈیا مسلم لیگ سے دلچسپی بڑی تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے اور لاہور میں مسلم لیگ کے آئندہ اجلاس کا انعقاد پنجاب کے مسلمانوں میں ایک نئی سیاسی بیداری کا پیش خیمہ ہو گا۔

آپ کا مخلص

محمد اقبال، بارایٹ لاء

لاہور،

۱۱ اگست ۱۹۳۷ء

مائی ڈیئر مسٹر جناح

واقعات نے بالکل واضح کر دیا ہے کہ مسلم لیگ کو اپنی تمام تر سرگرمیاں شمال مغربی ہند کے مسلمانوں پر مرکوز کر دینی چاہئیں۔ مسلم لیگ کے دہلی دفتر نے مسٹر غلام رسول کو مطلع کیا ہے کہ مسلم لیگ کے اجلاس کی تاریخ تاحال طے نہیں ہوئی۔

اندریں حالات مجھے اندیشہ ہے کہ اگست اور ستمبر میں اجلاس نہیں ہو سکے گا۔ لہٰذا میں مکرر درخواست کرتا ہوں کہ مسلم لیگ کا اجلاس اکتوبر کے وسط میں لاہور میں منعقد کیا جائے۔ پنجاب میں مسلم لیگ کے لیے جوش و خروش برابر بڑھ رہا ہے اور مجھے قوی امید ہے کہ لاہور میں اس کا اجلاس مسلم لیگ کی تاریخ میں ایک انقلاب آفریں باب اور عوام سے رابطہ استوار کرنے کے لئے ایک اہم ذریعہ ثابت ہو گا۔ براہ کرم! جواب میں چند سطریں لکھئے۔

آپ کا مخلص

محمد اقبال، بارایٹ لاء

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل ۳

اقبال کے حضور
قائداعظم محمد علی جناح کا گلدستۂ عقیدت

تمہید:

حضرت علامہ شیخ محمد اقبال اور قائداعظم محمد علی جناح ہم عصر تھے۔ ان کے معاصرانہ روابط کو تین ادوار کے حوالے سے دیکھا جا سکتا ہے:

پہلا دَور ۱۹۲۸ء تک ہے جب مسٹر جناح آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر تھے اور ایک لبرل سیاستدان کی حیثیت سے کانگرس کے ہم نوا ہو کر وہ مسلمانوں کے تحفظات کے ساتھ دستوری اصلاحات کے لئے جدوجہد کر رہے تھے اور سائمن کمیشن کا مقاطعہ کر رہے تھے۔ جبکہ علامہ اقبال سر محمد شفیع کے ہمراہ پنجاب میں مسلم لیگ (شفیع گروپ) کا پرچم اٹھائے سائمن کمیشن کو محضر پیش کر رہے تھے' اور میاں سر فضل حسین کی سرپرستی میں قائم کردہ آل پارٹیز مسلم کانفرنس میں سرگرم حصہ لے رہے تھے۔ یہ اقبال اور جناح کا اختلافی دور تھا۔

دوسرا دور مارچ ۱۹۲۹ء سے شروع ہوا' جب مسٹر جناح نے نہرو رپورٹ سے مایوس ہو کر مسلم کانفرنس کی قراردادوں کو اپنے چودہ نکات میں سمو کر پیش کیا تو اقبال اور جناح ذہنی طور پر قریب آ گئے۔ مسلم لیگ متحد ہو گئی' اور مسٹر جناح نے مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس ۱۹۳۰ء کے لئے مسلم لیگ کونسل میں علامہ سر محمد اقبال کا نام صدارت کے لئے تجویز کر کے منظور کروایا۔ اقبال نے دسمبر ۱۹۳۰ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس الٰہ آباد میں وہ مشہور صدارتی خطبہ دیا جس میں شمال مغربی ہند میں ایک اسلامی مملکت کے قیام کا تصور پیش کیا گیا تھا۔ مسٹر جناح پہلی اور دوسری گول میز کانفرنس میں شریک ہوئے اور اقبال دوسری اور تیسری گول میز کانفرنس میں مدعو کئے گئے۔ اس موقع پر لندن میں اقبال اور جناح کو مزید قریب آنے اور ہم خیال ہونے کا موقع ملا۔

تیسرا دور ۱۹۳۶ء میں آیا جب آل انڈیا مسلم لیگ نے مسٹر جناح کی قیادت میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک عوامی جماعت کے طور پر ایکٹ ۱۹۳۵ء کے تحت انتخابات میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا اور پارلیمانی بورڈ بنایا۔ مسٹر جناح اس سلسلے میں جب لاہور آئے تو اقبال نے مسٹر جناح کا بھرپور ساتھ دینے کا عہد کیا' اور وہ ایک مضبوط چٹان کی طرح آخر دم تک مسٹر جناح کے باوفا رفیق رہے۔ اس دور میں اقبال و جناح کی خط و کتابت کا سلسلہ مسلم ہند کی ملی تاریخ کا ایک اہم دستاویزی حصّہ ہے۔

آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس لکھنؤ (اکتوبر ۱۹۳۷ء) کے بعد ۱۷-۱۸ اپریل ۱۹۳۸ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کا ایک خصوصی اجلاس کلکتہ میں ہوا۔ تین روز بعد ۲۱/ اپریل کو حضرت علامہ اقبال لاہور میں رحلت فرما گئے۔ اسی روز یہ خبر کلکتہ پہنچی۔ مسلم ہند کے لئے بالخصوص یہ ایک بہت بڑا صدمہ تھا۔ مسٹر جناح کے لئے یہ ایک ذاتی غم و الم بھی تھا' جس کا اظہار انہوں نے اسی روز تعزیتی جلسے میں تقریر کرتے ہوئے اور اپنے تعزیتی پیغام میں کیا ـــــ اس کے بعد وقتاً" فوقتاً" اقبال مرحوم کی یاد میں "یوم اقبال" کا سلسلہ چلا تو قائداعظم محمد علی جناح ان مواقع پر التزاماً اپنے جذبات و تاثرات کا اظہار تحریر و تقریر میں کرتے رہے اور اپنے رفیق باصفا اقبال کے حضور عقیدت کے پھول نچھاور کرتے رہے۔ عقیدت کے انہی پھولوں کا ایک گلدستہ اس فصل کی زینت ہے۔

(۱)

کلکتہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کا خصوصی اجلاس اختتام کو پہنچا ہی تھا کہ ۲۱/ اپریل ۱۹۳۸ء کو علامہ اقبال کی رحلت کی خبر پہنچی۔ اسی روز قائداعظم محمد علی جناح نے کلکتہ میں تعزیتی جلسے سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: کہ "ڈاکٹر سر محمد اقبال کے انتقال پُرملال کی خبر نے عالم اسلام کو رنج و الم میں مبتلا کر دیا۔ بلاشبہ وہ عظیم ترین شعراء' فلسفیوں اور بنی نوع انسان کے صاحبان بصیرت میں سے ایک تھے۔ انہوں نے ملک کی سیاست اور عالم اسلام کی دانش و بینش اور ثقافتی تعمیرِ نَو میں ممتاز کردار ادا کیا۔ عالمی ادب اور فکر میں ان کے کارنامے ہمیشہ باقی رہیں گے۔"

"میرے لئے تو وہ ایک ذاتی دوست' فلسفی اور رہنما تھے اور اس طرح میرے لئے وجدانی اور روحانی تائید کا ایک بہت بڑا منبع تھے۔ اگرچہ وہ بسترِ علالت پر تھے لیکن اس حالت میں بھی وہ پنجاب مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے پنجاب کے تاریک ترین ایّام میں تن تنہا ایک چٹان کی طرح لیگ کے پرچم کے ساتھ ڈٹ گئے اور ساری

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا کی مخالفت کو خاطر میں نہ لائے۔ جب وہ اپنی خطرناک علالت کے باعث بالکل ہی صاحب فراش ہو گئے تو انہوں نے پنجاب مسلم لیگ کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا لیکن صدارت کی بجائے انہیں پنجاب مسلم لیگ کا سرپرست منتخب کر لیا گیا۔ وہ اب بھی اپنے بستر علالت سے پنجاب مسلم لیگ کی رہنمائی فرمایا کرتے تھے اور کسی سے لیگ کے متعلق جملہ خطوط کے جواب لکھواتے رہے۔ ان کے لئے اس خبر کا سننا بے حد مسرت اور اطمینان کا باعث ہو تا کہ پنجاب اور بنگال کے مسلمان آل انڈیا مسلم لیگ کے مشترکہ پلیٹ فارم پر "کلیتا" متحد ہو گئے ہیں۔ اس کامیابی میں سر محمد اقبالؒ کا اَن دیکھا کردار عظیم ترین تھا۔ اس نازک مرحلے میں مسلمانوں پر اس سے بڑی اور کوئی اُفتاد نہیں پڑ سکتی۔"

(دی اسٹار آف انڈیا' کلکتہ ۲۲/اپریل ۱۹۳۸ء)

(۲)

(۲۱/اپریل ۱۹۳۸ء ہی کو مسٹر ایم۔ اے جناح نے علامہ اقبالؒ کے انتقال پر ملال پر حسب ذیل تعزیتی پیغام جاری کیا:

"مجھے سر محمد اقبالؒ کے انتقال پُرملال کی خبر سُن کر بے حد افسوس ہوا۔ وہ عالمی شہرت کے بہت نفیس شاعر تھے اور ان کا کلام ہمیشہ زندہ رہے گا۔ ملک اور مسلمانوں کے لئے ان کی خدمات کی تعداد اس قدر ہے کہ ان کے ریکارڈ کا تقابل کسی بھی عظیم ترین ہندی رہنما کی خدمات سے کیا جا سکتا ہے۔ وہ آل انڈیا مسلم لیگ کے ایک سابق صدر تھے اور حال ہی تک صوبہ پنجاب مسلم لیگ کے صدر رہے' حتیٰ کہ ان کی مسلسل علالت نے انہیں صدارت سے مستعفی ہونے پر مجبور کر دیا۔ لیکن وہ آل انڈیا مسلم لیگ کی حکمت عملی اور پروگرام کے مضبوط ترین اور بے حد مخلص علَم بردار تھے۔

میرے لئے وہ ایک دوست' رہنما اور فلسفی تھے اور وہ ان تاریک ترین ایّام میں جن میں سے مسلم لیگ کو گزرنا پڑا' ایک چٹان کی طرح ڈٹے رہے اور ایک لمحے کے لئے بھی ان کا پائے استقامت متزلزل نہ ہوا۔ اور تین روز قبل انہوں نے پڑھا ہو گا' یا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہیں اس امر کی اطلاع دی گئی ہو گی کہ کلکتہ میں پنجاب کے رہنما بالکل متحد ہو گئے اور آج میں فخر کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ مسلمانان پنجاب خلوص دل کے ساتھ لیگ کے ساتھ ہیں اور آل انڈیا مسلم لیگ کے پرچم تلے جمع ہو گئے ہیں اور یہ بات ان کے لئے عظیم ترین اطمینان کا باعث ہوتی۔ اس اتحاد کے حصول میں سر محمد اقبالؒ نے بے حد منفرد کردار ادا کیا۔ اس وقت میری مخلصانہ اور عمیق ترین ہمدردیاں ان کے سوگوار خاندان کے ساتھ ہیں جنہیں ان سے بچھڑنا پڑا۔ اس نازک مرحلے پر ہند کے لئے بالعموم اور مسلمانوں کے لئے بالخصوص یہ ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔

(دی اسٹار آف انڈیا' کلکتہ ۲۲/ اپریل ۱۹۳۸ء)

(۳)

آل انڈیا مسلم لیگ کا ۲۶واں سالانہ اجلاس دسمبر ۱۹۳۸ء کے آخری ہفتے میں پٹنہ (بہار) میں منعقد ہوا۔ ۲۶ دسمبر کو مسٹر محمد علی جناح نے فی البدیہہ خطبہ صدارت ارشاد فرماتے ہوئے یہ کہا:

"علامہ اقبال کی وفات مسلمانان ہند کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے۔ وہ میرے ذاتی احباب میں سے تھے۔ ان کا شمار دنیا کے بہترین شعرا میں ہوتا ہے۔ جب تک اسلام زندہ ہے' ان کا نام بھی زندہ رہے گا۔ ان کی شاعری ہندی مسلمانوں کی حقیقی امنگوں کی ترجمان ہے۔ ہم اور ہمارے بعد آنے والی نسلیں اس سے وجدان حاصل کرتی رہیں گی۔"

(۴)

آل انڈیا مسلم لیگ کے ۲۷ ویں سالانہ اجلاس میں ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو قرارداد لاہور منظور ہوئی۔ قرارداد کی منظوری کے بعد قائداعظم اپنے رفیق خاص علامہ اقبال مرحوم کی تربت پر گئے اور وہاں اپنے سیکرٹری مطلوب الحسن سید سے یہ فرمایا:

"آج اقبال ہم میں نہیں ہیں۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو یہ جان کر انہیں از بس خوشی ہوتی کہ ہم نے بالکل وہی کچھ کیا جس کی وہ ہم سے توقع رکھتے تھے۔"

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵)

قرارداد لاہور کی منظوری کے دو روز بعد (۲۵/ مارچ ۱۹۴۰ء کو) لاہور میں یوم اقبال کے ایک جلسے سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم محمد جناح نے فرمایا:

''اگر میں مسلمانوں کے نصب العین (پاکستان) کے حصول تک زندہ رہا اور اس وقت مجھے اقبال کی تخلیقات اور مسلم ریاست کی حکمرانی میں سے کسی ایک کے انتخاب کے لیے کہا گیا تو میں بلا تامل اقبال کی تخلیقات کو منتخب کروں گا۔''

مسٹر جناح نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

''اقبال میرا قدیم دوست تھا۔ آپ کو معلوم ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ ابتدا میں ایک قسم کی مجلس مذاکرہ تھی۔ ۱۹۳۶ء میں ہم میں سے بعض نے سوچا کہ اس جماعت کو اسلامیان ہند کی پارلیمانی جماعت میں بدل دیا جائے۔ جب مَیں اس سلسلے میں پنجاب آیا تو اقبال پہلا شخص تھا جس نے میرا ساتھ دیا۔ مَیں نے اپنے خیالات ان کے سامنے پیش کیے۔ انہوں نے فوراً لبیک کہا اور اس وقت سے تادم مرگ وہ میرے ساتھ ایک مضبوط چٹان کی طرح کھڑے رہے۔ اقبال بہت عظیم شخصیّت تھے۔ وہ بلاشبہ بہت بڑے شاعر تھے اور ان کا شمار دنیا کے عظیم ترین شعرا میں ہوتا ہے۔ انہیں دنیا کے بہترین ادب کی تاریخ میں ایک مستقل مقام حاصل ہے۔ اقبال ایک فعّال اور متحرک شخصیت تھے۔ انہوں نے زندگی بھر مسلمانوں کو بیدار کرنے اور ان میں قومی اور سیاسی شعور پیدا کرنے میں بڑی اہم خدمات سر انجام دی ہیں۔''

(دی سول اینڈ ملٹری گزٹ، ۲۶ مارچ ۱۹۴۰ء، نیز ''کاروان شوق'')

(۶)

۳/ مارچ ۱۹۴۱ء کو لاہور میں ''یوم اقبال'' کے موقع پر پنجاب یونیورسٹی ہال میں جلسے سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا:

''اگر مَیں اس مبارک تقریب میں شامل نہ ہوتا تو اپنی ذات کے ساتھ بڑی بے انصافی کرتا۔ مَیں اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں کہ مجھے اس جلسے میں شامل ہو کر اقبال مرحوم کو عقیدت کے چند پھُول پیش کرنے کا موقع ملا ہے۔ اقبال کی علمی و ادبی شہرت عالمگیر ہے۔ وہ مشرق کے بہت بڑے ادیب، بلند پایہ شاعر اور مفکرِ اعظم تھے۔ لیکن اس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت کو میں سمجھتا ہوں کہ اقبال مرحوم دنیا کے بہت بڑے سیاست دان بھی تھے۔ انہوں نے آپ کے سامنے ایک واضح اور صحیح راستہ رکھ دیا جس سے بہتر دوسرا راستہ نہیں ہو سکتا۔ مرحوم دَورِ حاضر میں اسلام کے بہترین شارح تھے' کیونکہ اس زمانے میں اقبال سے بہتر اسلام کو کسی شخص نے نہیں سمجھا۔ مجھے اس امر کا فخر حاصل ہے کہ اُن کی قیادت میں ایک سپاہی کی حیثیت سے کام کرنے کا موقع مل چکا ہے۔ مَیں نے اُن سے زیادہ وفادار رفیق اور اسلام کا شیدائی نہیں دیکھا۔ جس بات کو وہ صحیح خیال کرتے تھے اور وہ یقیناً صحیح ہوتی تھی' اس پر وہ مضبوط چٹان کی طرح قائم رہتے تھے۔ ان کی علمی و ادبی گلکاریوں کی وجہ سے ان کا نام جریدۂ عالم پر ثبت ہو چکا ہے اور ہمیشہ قائم رہے گا' کیونکہ اسلام کے سچے شیدائیوں اور عاشقوں کا نام ابدلا آباد تک زندہ رہتا ہے۔"

قائداعظم نے مسلم نوجوانوں کو نصیحت کی کہ وہ اقبال کے پیغام کی روح کو سمجھیں' یہ انہیں نشان منزل کا پتہ بتائے گی۔

(دی سول اینڈ ملٹری گزٹ' لاہور ۴/ مارچ ۱۹۴۱ء'
نیز "کاروان شوق" تالیف مرحوم حکیم آفتاب احمد قرشی)۔

(۷)

حیدر آباد (دکن) میں "یوم اقبال" کے موقع پر (۹/ اگست ۱۹۴۱ء کو) قائداعظم نے اپنا یہ پیغام شاہد حسین رزاقی (سیکرٹری) کے نام ارسال کیا:

"ہر بڑی تحریک کا ایک مفکر ہوتا ہے اور اقبال ملّتِ اسلامیہ ہند کی نشاۃ ثانیہ کے مفکر تھے۔ اقبال نے اپنی تخلیقات و تصانیف کی شکل میں ایک لازوال دولت اور گراں قدر میراث چھوڑی ہے۔ انہوں نے نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ دنیا کی دوسری اقوام کو بھی ایک بصیرت افروز پیغام دیا ہے۔

"اقبال ایک عظیم شاعر تھا جس نے مسلمانوں میں اسلام کے باعظمت ماضی کی تجدید کرنے کا عزم اور حوصلہ پیدا کیا اور ان میں ایک نئی روح پھونک دی۔ اور اگرچہ اب وہ ہم میں موجود نہیں مگر اُن کی یاد مسلم ہند کی تعمیر و ترقی کے ساتھ ساتھ جوان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے جوان تر ہوتی جائے گی۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اقبال کی تصانیف کو پڑھے اور ان کی تعلیمات کو ذہن نشین کرے تاکہ ہم سب مل کر اپنے ملی استحکام کے لیے جدوجہد کریں اور معاشی، معاشرتی، تعلیمی اور سیاسی، ہر اعتبار سے ملک بھر میں تمام مسلمانوں کو متحد و منظم کریں۔" بحوالہ: Discourses of Iqbal

(۸)

۲۰/ مارچ ۱۹۴۳ء کو قائداعظم محمد علی جناح نے "یوم اقبال" منعقدہ لاہور کے لیے یہ پیغام دیا:

"جیو اور دلیرانہ جیو!" اقبال کا پیغام ہے۔ ایمان، خوداعتمادی، رجائیت، محنت و مشقت اور جرأت و ہمت، یہ وہ اصول ہیں جو فکر اقبال کی بنیاد ہیں اور جن کے بارے میں اسے یقین ہے کہ انسانی روح کی تطہیر اور انسانی کردار کی رفعت کے لیے یہ لازمی عنصر ہیں۔ اقبال کے نزدیک زندگی میں دشواریاں اور ناکامیاں زندگی کو عظیم تر بناتی ہیں۔ حق و صداقت کی راہ میں قربانیاں اور اعلیٰ اصولوں کی خاطر نقصانات برداشت کرنے کا حوصلہ کسی قوم کو رفعت و عظمت بخشتے ہیں اور زندگی کو شاندار اور قابل فخر بناتے ہیں!

"اقبال ناکامیوں کے سامنے کبھی سپرانداز نہیں ہوئے۔ وہ اللہ کی مخلوقات میں انسانی عظمت پر سب سے زیادہ یقین رکھتے تھے۔ حقیقت میں وہ اس بات کے قائل تھے کہ کائنات الٰہی میں انسان سب سے برتر اور جامع تر مخلوق ہے۔ صرف، انسان کو اپنی اس عظمت کا احساس نہیں۔ انسان کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنی عظیم قوتوں کو کام میں لائے اور انہیں "خودی" کی تعمیر کے لیے صحیح راہ پر استعمال کرے جو اسے خالق حقیقی سے قریب تر کر سکتی ہے۔ اور اسلام ایک ایسا ضابطہ حیات ہے جو اس کے حصول کے لیے آسان راہیں اور قابل عمل ذرائع تجویز کرتا ہے۔

"اقبال محض فلسفی نہیں تھے بلکہ وہ ایک عملی سیاستدان بھی تھے۔ انہیں ان لوگوں میں اوّلیت کا مقام حاصل ہے جنھوں نے قوی بنیادوں پر ہند کے سیاسی مسئلے کا واحد قابل عمل حل تقسیم تجویز کیا۔ وہ مسلم ہند کے جدید سیاسی ارتقاء کے سلسلے میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک طاقتور ترین مگر خاموش نقیب تھے۔ لہٰذا اقبال کا مقام عام فلسفیوں سے بہت بلند ہے' کیونکہ اس کے پیغام کی روح میں تخیل اور عمل دونوں کا حسین امتزاج ہے۔ ان کی ذات میں ایک شاعر کا تخیل اور ایک باعمل انسان کی حقیقت پسندی کا ایسا ملاپ ہے جو مسائل حیات کے بارے میں عملی نقطۂ نظر رکھتا ہے۔ اقبال میں یہ مفاہمت یقینی طور پر اسلامی وویعت ہے۔ حقیقت میں یہ اسلام کے علاوہ کچھ اور نہیں۔ اس لیے ان کا نظریہ حیات اسلام کی تعلیمات کے مطابق یہ ہے: "جیو اور بے خطر جیو!"

"مَیں صدق دل سے یوم اقبال منانے کے سلسلے میں مجلس اقبال کی کاوشوں سے اتفاق کرتا ہوں' اور یہ دعا کرتا ہوں کہ ہم میں سے ہر ایک کوشش کرے کہ اقبال کی خوبصورت قومی نظموں میں پیش کیے گئے نظریات پر عمل کرے' جن کے ساتھ اب مسلم ہند کے قلب و روح میں نظریہ پاکستان سمو دیا گیا ہے۔ اور یہ نصب العین اب اتنا واضح اور روشن ہو گیا ہے کہ جسے کبھی بُجھایا نہیں جا سکتا۔"

(دی "ڈان" دہلی ۲۱/ مارچ ۱۹۴۳ء)

(۹)

مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن صوبہ سرحد کے نام "یوم اقبال" کے موقع پر ۲۰/ جون ۱۹۴۳ء کو پیغام دیتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح نے کہا:

"میرے لیے یہ بڑی حوصلہ افزا بات ہے کہ آپ کے صوبے میں ہمارے لوگوں نے اپنے آپ کو منظم کرنا شروع کر دیا ہے۔ سچ پوچھیے تو اپنے آپ کو مضبوط بنانے کا مطلب ہے پاکستان کی سرحدوں کو مضبوط بنانا جس سے ہم اپنے مقصد کو حاصل کر سکیں اور اس طرح آزادی' عزّت' وقار اور اسلام کی شان و شوکت کو برقرار رکھ سکیں جس کے لیے اب ہم جدوجُہد کر رہے ہیں۔"

(دی مارننگ نیوز' کراچی ۲۴/ جون ۱۹۴۳ء)

(۱۰)

۸/ دسمبر ۱۹۴۴ء کو قائداعظم محمد علی جناح نے "یوم اقبال" کے لیے یہ پیغام جاری کیا:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اس دن جبکہ ہمارے عظیم ملّی شاعر، فلسفی اور مفکر علامہ اقبال کی عزیز ترین یاد میں یوم منایا جا رہا ہے، میں خلوص دل سے انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں دست بدعا ہوں کہ وہ اقبال کی روح کو اپنی بے پایاں رحمتوں سے ابدی راحت و سکون سے ہم کنار کر دے، آمین۔

اگرچہ اقبال آج ہم میں موجود نہیں لیکن ان کا غیر فانی کلام ہماری رہنمائی کے لیے باقی ہے جو ہمارے دلوں کو ہمیشہ گرماتا رہے گا۔ ان کی شاعری جو حسن بیان کے ساتھ حسن معنی کی بھی آئینہ دار ہے، اس عظیم شاعر کے دل و دماغ میں پنہاں ان جذبات اور حیات افروز افکار کی عکاسی بھی کرتی ہے جس کا سرچشمہ اسلام کی سرمدی تعلیم ہے۔ اقبال پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے اور مخلص پیروکار تھے۔ وہ اوّل و آخر مسلمان اور اسلام کے مفسّر اور شارح تھے۔

"اقبال محض ایک فلسفی اور مبلغ نہیں تھے۔ وہ حوصلہ، عمل، استقامت اور خود اعتمادی کے پیکر بھی تھے، اور سب سے بڑھ کر انہیں اللہ تعالیٰ پر لازوال ایمان و ایقان تھا، اور وہ اسلام کی خدمت کے جذبے سے سرشار تھے۔ ان کی ذات ایک شاعر کے بلند مقاصد کے ساتھ ایک عملی انسان کی حقیقت پسندی کا حسین امتزاج تھی۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان کے ساتھ سعی پیہم اور مسلسل جدوجہد اُن کے پیغام کا جزولاینفک تھے، اور اس لحاظ سے وہ صحیح معنوں میں اسلامیت کا نمونہ تھے۔ انہیں اسلام کے اصولوں سے ایک غیر فانی لگاؤ تھا۔ ان کے نزدیک زندگی میں کامیابی کا راز اپنی خودی کا شعور حاصل کرنا تھا اور اس مقصد کی تکمیل کے لیے وہ اسلام کی تعلیمات پر نہ صرف یقین رکھتے تھے بلکہ اسے حقیقی شاہراہِ عمل بھی گردانتے تھے۔ انسانیت کے لیے ان کا پیغام عمل اور خودی کا شعور ہے۔

"اقبال ایک عظیم شاعر اور فلسفی ہونے کے ساتھ ساتھ عملی سیاستدان بھی تھے۔ جہاں انہیں ایک طرف اسلام کے مقاصد حیات سے عقیدت و شیفتگی تھی، وہاں وہ اُن چند لوگوں میں سے تھے جنھوں نے پہلے پہل ایک اسلامی ریاست کے امکانات پر غور و فکر کیا تھا۔ ایک ایسی مملکت جو ہندوستان کے شمال مغربی اور شمال مشرقی ان خطّوں پر مشتمل ہو گی، جو تاریخی لحاظ سے مسلمانوں کا وطن سمجھے جاتے ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"میں پورے خلوص دل سے یوم اقبال کی کامیابی کا آرزو مند ہوں اور یہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالٰی ہمیں ان اصولوں کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق دے جو ہمارے ملّی شاعر نے اپنے کلام میں پیش کیے' تاکہ ہم بالآخر انہیں اصولوں کو مکمل طور پر اپنی قائم ہونے والی خودمختار آزاد مملکت میں عملاً جاری کر سکیں۔"

(دی "ڈان" دہلی ۱۱/ دسمبر ۱۹۴۴ء' نیز "کاروان شوق")

(۱۱)

۳۰/ مارچ ۱۹۴۶ء کو قائداعظم نے "یوم اقبال" کے سلسلے میں نئی دہلی سے یہ مختصر پیغام دیا:

"اقبال نے مسلم ہند کی آرزوؤں اور تمناؤں کو ایک مؤثر پیرایہ بیان دیا ہے۔ انہوں نے اپنی نظم و نثر کے ذریعے مسلمانان ہند کے جذبوں کو متحرک کر کے ان کی سیاسی بیداری میں عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔ میں "یوم اقبال" کو ہر لحاظ سے کامیاب دیکھنے کا آرزو مند ہوں۔"

(دی "ڈان" دہلی مورخہ ۳۱/ مارچ ۱۹۴۶ء)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ دوم

افکار و فرمودات

قائداعظم محمد علی جناح

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

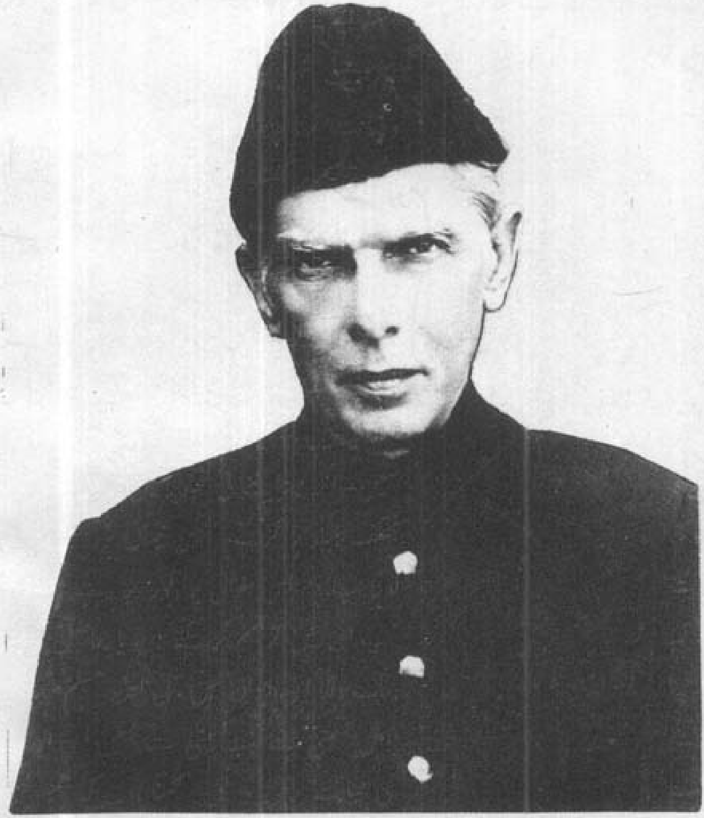

قائداعظم محمد علی جناح (۱۹۳۱ء میں)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرکزی اسمبلی میں بجٹ کے موقع پر تاریخ ساز تقریر

نیو دہلی' ۲۲ مارچ ۱۹۳۹ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح : (بمبئی شہر : محمڈن شہری) جناب والا! میں نے اس بحث میں ذرا پہلے شمولیت کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ چونکہ میں مسلم لیگ پارٹی کے نقطۂ نظر کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ آپ مجھے اجازت دے دیں گے اگر میں اس ترمیم پر گفتگو سے انحراف کروں جو اس وقت ایوان کے سامنے ہے۔ یہ واحد ترمیم نہیں ہے جسے اس ایوان کو نمٹانا ہے ـــــ مسّودۂ قانون کے مطابق اس وقت ہمارے سامنے پانچ شقیں ہیں جنہیں میزانئے میں سمو دیا گیا ہے۔ نمک پر محصول' شکر پر محصول' کپاس پر درآمدی محصول' اندرون ملک ڈاک کے ٹکٹوں کی شرح' اور آمدنی پر محصول اور زائد محصول (سپر ٹیکس)۔ جناب' میرے لئے اس میزانیہ کو' جس شکل میں کہ یہ پیش کیا گیا ہے' منظور کرنا ممکن نہیں کیونکہ اسے وضع کرنے میں ہمارا کوئی حصہ نہیں۔ اگر میزانئے کی تجاویز میں میرا کوئی حصّہ ہوتا تو مَیں یا ہم میزانئے کی تشکیل ایک مختلف بنیاد پر کرتے۔ لیکن یہاں پورا میزانیہ اس ایوان کے سامنے پیش کر دیا گیا ہے اور اب ہم اس سوال پر غور کر رہے ہیں کہ محاصل کی جو تجاویز پیش کی گئی ہیں کیا آپ ان میں ترمیم کر سکتے ہیں یا محاصل کو کم کرنے کی تجویز پیش کر سکتے ہیں۔ اب جناب والا' اس ایوان میں آل انڈیا مسلم لیگ پارٹی کی صورت حال یکسر منفرد سی ہے۔ خوش قسمتی سے یا بد قسمتی سے ہمیں اس ایوان میں توازن حاصل ہے۔ اگر ہم حکومت کی حمایت کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ ممبر خزانہ اپنے اطمینان کے مطابق اس مسّودۂ قانون کو آگے بڑھا سکیں گے اور وہ اس مسودہ کو خفیف سی تبدیلی کے بغیر منظور کرا سکیں گے' اور قدرتی طور پر وہ اس ایوان سے اور میری پارٹی سے اپیل کریں گے کہ ہمیں اس کی حمایت کرنی چاہئے۔

جناب والا! ماضی میں ہم اس اصول پر کاربند رہے ہیں کہ اگر حکومت کوئی ایسا قانون لائے جس سے درحقیقت عوام کی فلاح و بہبود مقصود ہو تو ہم اس کی حمایت کرتے اور اگر وہ عوام کے مفاد میں نہ ہو تو ہم اس کی مخالفت کرتے۔ لیکن جناب اب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَیں یہ دیکھتا ہوں کہ اس حکمت عملی کو تبدیل ہونا چاہیے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہماری کیفیت یہ ہو گئی ہے کہ جب کانگرس درست ہو تو "کانگرس کی حمایت کیجئے۔" جب حکومت صحیح ہو تو "حکومت کی حمایت کیجئے۔" لیکن جب ہم درست ہوں تو ہماری کوئی حمایت نہیں کرتا۔ جناب والا! ہم یہ محسوس کرتے ہیں اور اس لئے میں حکومت سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کی حکمت عملی کیا رہی ہے؟ آپ کا رویّہ کیا رہا ہے؟ اور جہاں تک میری جماعت کا تعلق ہے اب تک آپ نے کیا کارروائی کی ہے؟ مجھے مسرّت ہے کہ ممبر خزانہ نے اپنی طویل تقریر میں کہا: "یاد کریں کانپور کو' یاد کریں بنارس کو' یاد کریں بدایوں کو" لیکن میں اس ایوان کو بتا سکتا ہوں کہ اس ملک میں بہت سے دیگر مقامات بھی ہیں جہاں مسلمانوں کے بنیادی حقوق کو پامال کیا گیا اور حکومت نے کیا کیا؟ جناب والا! مجھے یاد ہے اور کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ مَیں ولبھ بھائی پٹیل کی تقریر پڑھ رہا تھا جس میں انہوں نے کہا تھا:

> "ان تمام شکایات کی' بدسلوکی' ناانصافی' ظلم و ستم کی شکایات کی کوئی بنیاد نہیں ہو سکتی۔ سادہ سی دلیل یہ ہے کہ اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو یقینی طور پر گورنر مداخلت کرتے۔"

اور میں سمجھتا ہوں کہ مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی نے ابھی حال ہی میں ایک تقریر کی جس میں انہوں نے اسی دلیل کا سہارا لیا یعنی کہ "اگر ان بے بنیاد شکایات میں جو ہم نے پیش کیں شمہ برابر بھی صداقت ہوتی تو گورنر یوں دم سادھے نہ بیٹھے رہتے اور فوری طور پر مداخلت کرتے۔" لہٰذا چونکہ گورنروں نے مداخلت نہیں کی' میرے فاضل دوست مطمئن ہیں....

مسٹر لال چندنول رائے: ایک نکتہ اعتراض پر جناب والا! میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ تقریر اس ترمیم سے مطابقت رکھتی ہے جو اس وقت ایوان کے سامنے ہے؟

صدر محترم: اگر میں فاضل ممبر کو درست سمجھا ہوں تو وہ عام سیاسی وجوہ کی بنیاد پر اپنی پارٹی کے رویّہ کا جواز پیش کر رہے ہیں۔

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح: یہ درست ہے۔

بجائے اس کے کہ متعدد تقریریں کی جائیں مَیں ایک ہی تقریر میں میزانئے کے بارے میں اپنی جماعت کی حکمت عملی اور اس کے رویّے کا اظہار کر دینا چاہتا ہوں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے حیرت ہے کہ فاضل ممبر کو مجھے واقعی ٹوکنا چاہئے تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات تسلیم کی جا سکتی ہے کہ مَیں اُن اراکین میں شامل ہوں جو اس ایوان کا کم سے کم وقت لیتے ہیں' اور یہ بھی میری عادت میں داخل نہیں کہ مَیں ہر مسئلہ پر بات کروں خواہ مَیں اسے سمجھتا ہوں یا اسے نہ سمجھتا ہوں۔

مسٹر لالا چندنول رائے: میں اس نکتے کے قانونی پہلو کو سمجھنا چاہتا تھا۔

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح: اب تو آپ نے اسے سمجھ لیا ہے۔ مجھے مسرت ہے کہ فاضل ممبر نے آج کچھ سیکھا۔ جناب والا! مَیں کہہ رہا تھا کہ یہ صورت حال ہے اور اب فلسطین کے بارے میں کیا ہے؟ وزیرستان کے بارے میں کیا ہے؟ جے پور کے بارے میں کیا ہے؟ اقتدار اعلیٰ کہاں ہے؟

بھائی پرمانند: (مغربی پنجاب' نان محمڈن) حیدر آباد بھی۔

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح: جب آپ کی باری آئے تو آپ اپنی جماعت کے رویئے کی وضاحت کر دیجئے گا۔ میں اپنی جماعت کے رویئے کی وضاحت کر رہا ہوں۔ جے پور کے بارے میں کیا ہے؟ سترہ مسلمانوں کو کتوں کی طرح گولی مار دی گئی۔ ہماری یہ اطلاع ہے اور ہمیں اس اطلاع پر اس وقت تک اعتبار ہے جب تک کہ اسے غلط ثابت نہ کر دیا جائے کہ بغیر کسی انتباہ اور بلاجواز گولی چلائی گئی۔ اقتدار اعلیٰ کہاں ہے؟ اقتدار اعلیٰ کیا کر رہا ہے؟ میں یہ نہیں کہتا کہ آپ ہندی ریاستوں پر دباؤ ڈالنے کیلئے مداخلت کریں یا ان پر "دستوری اصلاحات" قبول کرنے کے لئے دباؤ ڈالیں۔ بلکہ یہ تو مہذب نظم و نسق کو برقرار رکھنے کا اساسی اور بنیادی اصول ہے۔ کیا یہ عدل ہے؟ کیا شہریوں کے بنیادی حقوق کے ساتھ اس طرح کا معاملہ کیا جاتا ہے؟ جناب والا! مَیں مثال پر مثال دے سکتا ہوں مگر اس ایوان کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ مزید برآں یہ اس کا موقع بھی نہیں ہے۔ مَیں حکومت سے پوچھتا ہوں کہ آپ ہم سے یہ توقع کیوں رکھتے ہیں کہ ہم آپ کی خاطر آگ میں ہاتھ ڈال دیں گے؟ آپ ہم سے یہ امید کیوں کرتے ہیں کہ ہم ان نمائشی درخواستوں کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں گے جو آپ ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں۔ لہٰذا ہم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ جہاں تک اس حکومت کا تعلق ہے ہم اس مالیاتی مسودۂ قانون کے ضمن میں حکومت کی کوئی مدد نہیں کریں گے۔ آپ اپنا رستہ ناپیں۔ دوسری طرف جہاں تک کانگرس پارٹی کا تعلق ہے' مَیں اس مرحلے پر تفصیل میں تو جانا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں چاہتا لیکن میں یقیناً یہ سمجھتا ہوں کہ وہ مسلم لیگ کی مخالف ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ دشمنی پر اُتری ہوئی ہے۔ پس میں ان سے کہتا ہوں کہ آپ کے اور ہمارے مابین تعاون ممکن نہیں۔ مگر وہ کہیں گے کہ "ٹھیک ہے ہماری یہاں سب سے بڑی تعداد ہے۔" ہاں آپ کی تعداد سب سے زیادہ ہو سکتی ہے۔ آپ زیادہ ترقی یافتہ بھی ہو سکتے ہیں آپ اقتصادی طور پر مضبوط تر ہو سکتے ہیں' اور آپ یہ سمجھ سکتے ہیں کہ سروں کی گنتی ہی آخری فیصلہ ہوتی ہے۔ لیکن مَیں آپ کو بتا دوں اور مَیں آپ دونوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ تنہا آپ یا تنہا یہ جماعت یا دونوں مل کر ہماری روحوں کو کچلنے میں کبھی بھی کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ آپ کبھی بھی اس ثقافت کو تباہ نہیں کر سکیں گے جو ہم نے ورثہ میں پائی ہے' یعنی اسلامی ثقافت۔ اور وہ جذبہ زندہ ہے' زندہ رہا ہے اور زندہ رہے گا۔ آپ ہمیں مغلوب کر سکتے ہیں۔ آپ ہم پر ظلم و ستم توڑ سکتے ہیں اور آپ ہمارے ساتھ بدترین سلوک کر سکتے ہیں۔ لیکن ہم اس نتیجے پر پہنچ گئے ہیں اور ہم نے عزم بالجزم کر لیا ہے کہ اگر ہمیں مرنا ہی ہے تو ہم لڑتے ہوئے مر جائیں گے' لہٰذا اس وقت صورت حال یہ ہے کہ پہلے قدم کے طور پر مَیں یہ احتجاج کرتا ہوں —— ایک باضابطہ احتجاج۔ ایک اعلان اس ایوان میں کہ اس مالیاتی مسوّدۂ قانون کے تعلق میں ہمارا رویّہ کیا ہو گا۔ ہمارے دل سوزِ غم سے جلے ہوئے ہیں اور ہمارا خون کھول رہا ہے۔ ہم ستم برداشت کریں گے اور ہم آگ میں سے گزر جائیں گے۔ ہم جو رویّہ اختیار کرنے والے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم کوئی ترمیم پیش نہیں کریں گے۔ ہم کسی ترمیم کی جو کانگرس پارٹی یا کوئی اور پارٹی پیش کرے گی حمایت نہیں کریں گے۔ ممکن ہے کہ اس کا یہ نتیجہ نکلے کہ حکومت کو شکست ہو جائے اور کانگرس فتح یاب ہو جائے گی کیونکہ میں جانتا ہوں کہ انہیں کافی اکثریت حاصل ہے۔ اگر ہم غیرجانبدار ہو جائیں اور جیسا کہ ہم غیر جانبدار ہو جائیں گے۔ لیکن مَیں اپنے کانگرسی دوستوں کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ آپ کی کامیابی اس چھوٹے سے کمرے سے آگے نہیں بڑھ سکے گی جسے لابی کہتے ہیں۔ اگر آپ کو اس کامرانی پر کوئی اطمینان حاصل ہو سکتا ہے تو حاصل کر لیجئے۔ آپ کی صحیح فتح اور حقیقی کامیابی تو اس وقت ہو گی جب آپ تعاون کا ہاتھ اس طرف بڑھائیں گے اور اِس پارٹی اور اُس پارٹی کے درمیان منافرت کی دیوار کو گرا دیں گے۔ پس' ہم نے قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ کسی بھی ترمیم کے حق میں رائے نہیں دیں گے'

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواہ وہ کسی کی جانب سے پیش کی جائے۔ ہم حکومت کی تائید و حمایت نہیں کریں گے کیونکہ برطانوی حکومت ہمیں شہریت کے بنیادی حقوق بھی دینے میں ناکام رہی ہے اور وہ خصوصی اختیارات جو گورنروں اور گورنر جنرل نے اقلیتوں کے محافظ اور امین کے طور پر حاصل کیے تھے فریب ثابت ہوئے۔ بدتر از فریب۔ **لہٰذا** میں خود اس مباحثے میں مزید حصہ لینا نہیں چاہتا لیکن میری پارٹی کے ارکان اس باب میں آزاد ہوں گے کہ وہ کسی بھی ترمیم کی افادیت کے بارے میں کھل کر اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں تاکہ حکومت ہند کے وزیر خزانہ ان سے استفادہ کر سکیں۔ جہاں تک مالیات کے مسودہ قانون کا تعلق ہے وہ ان کا ہے اور کانگرس کا معاملہ ہے۔ آپ ذمہ داری قبول کریں اور اس کے ساتھ جو چاہیں سو کریں۔

بھولا بھائی ڈیسائی : مجھے بھی اس سے اتفاق ہے۔ یہاں سوال اکثریت حاصل کرنے کا نہیں، کیونکہ میرے محترم دوست یا ان کے ساتھیوں نے رائے شماری سے الگ رہنے کا فیصلہ کیا ہے۔

مسٹر ایم اے جناح : بالکل یہی بات ہے جو آج ہم نے کی ہے۔

یوم نجات منانے کی اپیل

کانگرسی حکومتوں سے چھٹکارا پانے پر شکر ادا کیجیے

بمبئی ۶، دسمبر ۱۹۳۹ء

مَیں چاہتا ہوں کہ کانگرس اقتدار کے ختم ہو جانے پر چین حاصل ہونے پر مسلمان ہند کے طول و عرض میں ۲۲ دسمبر کو "یوم نجات و تشکر" منائیں۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ صوبائی، اضلاعی اور ابتدائی مسلم لیگیں تمام ہند میں کانگرس کے غیر منصفانہ اقتدار سے چھٹکارا پانے پر عمومی جلسے منعقد کریں گی اور مناسب ترامیم کے ساتھ قراردادیں منظور کریں گی اور نماز جمعہ کے بعد شکرانے کے نوافل ادا کرنے کا اہتمام کریں گی۔ مجھے اعتماد ہے کہ عام جلسے پُرامن طریقے سے اور پورے احساسِ عجز کے ساتھ منعقد کیے جائیں گے اور ایسی کوئی بات نہیں کی جائے گی جس سے کسی اور فرقے کو تکلیف پہنچے۔ کیونکہ یہ صرف کانگرس ہائی کمان ہی ہے جو ان ناانصافیوں کی ذمہ دار ہے جو مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے ساتھ کی گئیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرارداد

مسلمانان (جگہ کا نام) کا یہ جلسہ عام اپنی اس رائے کا اظہار کرتا ہے کہ کانگرسی وزارت نے اپنی بیّن مسلم دشمن حکمت عملی کے ذریعہ کانگرس کے اس دعوے کو حتمی طور پر باطل ثابت کر دیا ہے کہ وہ تمام مفادات کی منصفانہ اور عادلانہ نمائندگی کرتی ہے۔ یہ اس جلسہ کی سوچی سمجھی رائے ہے کہ کانگرسی وزارت مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے حقوق اور مفادات کا تحفظ کرنے میں ناکام رہی۔

یہ کہ کانگرسی وزارت نے انتظامیہ اور مجلس قانون ساز دونوں میں اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی کے دوران مسلم رائے عامہ کی مخالفت اور مسلم ثقافت کو تباہ کرنے کے لئے اپنی بہترین کوششیں صرف کیں۔ ان کی مذہبی اور معاشرتی زندگی میں مداخلت کی۔ ان کے اقتصادی اور سیاسی حقوق کو پامال کیا۔ یہ کہ اختلافات اور تنازعات کی صورت میں بلا استثناء مسلمانوں کے مفادات کو "کلیتا" نظرانداز کر کے ہندو مفاد کی حمایت کی اور اسے آگے بڑھایا۔

کانگرسی حکومتوں نے مسلسل طور پر ضلعی افسروں کے قانونی اور عام فرائض منصبی کی ادائیگی میں بلکہ چھوٹے چھوٹے معاملات میں بھی مداخلت کی جو مسلمانوں کیلئے سخت مضرت رساں ثابت ہوئی اور اس طرح ایسا ماحول قائم ہو گیا جس سے ہندو عوام میں یہ تاثر عام ہو گیا کہ ہندو راج قائم ہو گیا ہے جس سے ہندوؤں اور بیشتر کانگرسیوں کو یہ جرأت ہوئی کہ وہ مختلف مقامات پر مسلمانوں کے ساتھ بدسلوکی کریں اور آزادی کے ضمن میں اُن کے بنیادی حقوق میں بھی مداخلت کریں۔ لہٰذا مختلف صوبوں میں کانگرسی حکومتوں کے خاتمے اور چھٹکارے کے احساس پر گہرے جذبہ مسرّت کا اظہار کرتا ہے اور آج کے دن گذشتہ ڈھائی برس کے ظلم و ستم اور ناانصافیوں کے ختم ہونے پر مسرّت و انبساط کے ساتھ "یوم نجات" مناتا ہے اور بارگاہِ رب العزّت میں دست بدعا ہے کہ وہ مسلم ہند کو اتنی طاقت، نظم و ضبط اور تنظیم عطا فرمائے کہ وہ آئندہ ایسی وزارت کے دوبارہ قیام کو کامیابی کے ساتھ روک سکے اور ایسی سچی ہردلعزیز وزارت قائم کر سکے جو تمام فرقوں اور مفادات کے ساتھ یکساں منصفانہ سلوک روا رکھے۔

یہ جلسہ عام ہز ایکسی لینسی گورنر اور ان کے مشیروں کی کونسل (صوبہ کا نام) سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ختم ہونے والی کانگرسی وزارت کے خلاف مسلمانوں کی جائز

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکایات اور ان کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کی تحقیقات کرائے اور دفعہ ۹۳ قانون حکومت ہند مجریہ ۱۹۳۵ء کے تحت صوبائی نظم و نسق سنبھالتے وقت کے اعلانات کے مطابق ان کے فوری ازالے کے لئے اقدام کرے اور اس طرح عوام کو اس امر کی یقین دہانی کرائے کہ نیا عہد حکومت تمام فرقوں اور متعلقہ مفادات کے ساتھ یکساں انصاف کا قائل ہے۔ (دی سول اینڈ ملٹری گزٹ' ۸' دسمبر ۱۹۳۹ء)

مسلم یونیورسٹی یونین' علی گڑھ میں خطاب

۶- مارچ ۱۹۴۰ء

منٹو مارلے اصلاحات سے لے کر اب تک اکثر لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ (ہند میں) مسلمان ایک اقلیت تھے' لہذا ان کے حقوق کے تحفظ کی خاطر دستوری تحفظات کی ضرورت ہے۔ مگر یہ اصطلاح جب ہم استعمال کرتے تھے تو ہمارے نزدیک اس کا بالکل مختلف مفہوم ہوتا تھا۔ ہمارا مطلب یہ تھا کہ مسلمانوں کا ایک الگ سیاسی وجود تھا جسے ہر قیمت پر محفوظ ہونا چاہیے۔ جداگانہ انتخابات مسلمانوں کے صرف انہی داخلی جذبات کا ایک اظہار تھا۔ اسی احساس کے تحت معاہدہ لکھنؤ پر صاد کیا گیا تھا جس کا بنیادی اصول یہ تھا کہ دو جداگانہ گروہ بقائے باہمی کے سمجھوتے پر رضامند ہو رہے ہیں۔ مگر بدقسمتی سے ہندوؤں نے اس معاہدے کا ایک الگ مفہوم لیا اور ہم نے دوسرا مفہوم لیا۔ انہوں نے یہ سمجھا کہ مسلمان محض ایک اقلیت ہی تھے جن پر ہندو اکثریت حکومت کرے گی۔ مسلمان مسلسل طور سے تحفظ کے اس فریب میں مبتلا رہے اور اقلیت کی اس اصطلاح کو تاریخی' آئینی اور قانونی سمجھا جانے لگا۔ حالانکہ مسلمان کسی لحاظ سے بھی یورپی ملکوں کی اقلیتوں کی طرح نہیں تھے۔ جب موجودہ دستور (ایکٹ ۱۹۳۵ء) تشکیل دیا جا رہا تھا تو مسلمانوں نے سندھ کی (بمبئی سے) علیحدگی اور شمال مغربی سرحدی صوبے میں یکساں اصلاحات کے نفاذ پر اصرار کیا۔ مگر ہندوؤں نے کانگرس سمیت اس کی پُر زور مخالفت کی۔ ہمارا نقطۂ نظر یہ تھا کہ کم از کم جن علاقوں میں ہماری اکثریت ہے وہاں ہمیں حقیقی اقتدار دیا جائے۔ جب یہ مسئلہ زیر بحث تھا تو ایک موقع پر مولانا محمد علی مرحوم کانگرس کی اس غیر معقول مخالفت سے بیزار ہو کر مشتعل ہو گئے اور انہوں نے کہا: "مَیں اس پر اصرار کرتا ہوں' کیونکہ کراچی سے لے کر کلکتہ تک یہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سارا علاقہ میری کاریڈور ہے۔"

اب یہ حقیقت عیاں ہو گئی ہے کہ ہم کسی لحاظ سے بھی اقلیت نہیں ہیں' بلکہ محکم اور واضح طور پر ایک الگ قوم ہیں' اور ہماری اپنی ایک منزل مقصود ہے۔

مَیں نے کئی موقعوں پر یہ اعلان کیا ہے کہ ہم مسلمان ایک قوم ہیں' لیکن جب میں نے حال ہی میں مسٹر گاندھی کے نام مکتوب میں یہ بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہندو مسلم اتحاد کے لیے ان کی ساری امیدوں پر پانی پھر گیا۔۔۔ سوال یہ ہے کہ مسٹر گاندھی کی امیدیں کیا ہیں؟ اور ہندو مسلم اتحاد سے ان کی مراد کیا ہے؟ مسٹر گاندھی کی آرزو دراصل یہ ہے کہ مسلمانوں کو ہندو راج کے تحت محکوم بنا کر رکھا جائے اور ان کے ساتھ نوکروں' چاکروں جیسا سلوک کیا جائے! مَیں نے اپنی پوری قوت کے ساتھ اس کی مزاحمت کی ہے' اور اسی لیے مجھے اس ملک میں بدترین مسلمان قرار دے کر مجرم ٹھہرایا جاتا ہے۔ اگر مَیں یہ مزاحمت نہ کرتا اور مسٹر گاندھی کو اس کی چال پر چھوڑ دیا جاتا' تو اس کے عواقب (مسلمانوں کے حق میں) بڑے تباہ کُن ہوتے' جیسا کہ آج ہم کئی واضح اور یقینی تنازعات کے سلسلے میں جدوجُہد سے دوچار ہیں۔ کئی لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ ہندو مسلم مفاہمت کیوں نہیں ہو سکی؟ مَیں کہتا ہوں کہ مسٹر گاندھی کی شرائط پر کوئی مفاہمت ممکن نہیں۔ کامل برابری کی بنیاد اور مساوی شرائط کے بغیر کوئی مفاہمت نہیں ہو سکتی۔ اس ملک کی حکمرانی میں شرکت کا میرا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا کسی ہندو کا ہے۔ ہم نے کبھی کسی ایسے رویّے کا اظہار نہیں کیا جسے ہندو مسلم مفاہمت کے منافی قرار دیا جا سکے۔ کانگرس کئی صوبوں میں برسر اقتدار آ کر پندار کے نشے میں مدہوش ہو گئی اور پورے ملک پر قطعی ہندو اقتدار کے قیام کے خواب دیکھنے لگی۔ کانگرس کے مشیر مطلق کا یہی رویّہ ہے جو ہندو مسلم مفاہمت میں حائل ہے اور اس ملک کی ترقی کو روکے ہوئے ہے۔ کانگرس ہائی کمان اپنے اس رویّے کی بدولت خود ہندوؤں کی بہت بڑی بدخدمتی کر رہی ہے۔

دو برس قبل میں نے شملہ میں یہ کہا تھا کہ جمہوری پارلیمانی طرز حکومت ہند کے لیے ناموزوں ہے۔ اس پر کانگرسی اخبارات نے ہر جگہ میرے لتے لینے شروع کر دیئے تھے۔ یہ بھی کہا گیا کہ مَیں اسلام کی بدخدمتی کا مجرم ہوں۔ کیونکہ اسلام جمہوریت میں یقین رکھتا ہے۔ جہاں تک مَیں نے اسلام کو سمجھا ہے' یہ ایسی جمہوریت کی قطعاً وکالت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کرتا جس میں غیر مسلم اکثریت کو مسلمانوں کے مقدّر کا فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل ہو۔ ہم ایسے نظامِ حکومت کو قبول نہیں کر سکتے جس میں غیر مسلم محض کثرت تعداد کی بنا پر ہم پر حکومت کریں اور ہم پر غالب آنے کی کوشش کریں۔ مجھ سے یہ سوال کیا گیا' اگر میں جمہوریت نہیں چاہتا تو پھر میں کیا چاہتا ہوں؟—— فاشزم' نازی ازم یا آمریت! میں پوچھتا ہوں کہ جمہوریت کے ان سورماؤں اور فدائیوں نے کیا کیا ہے؟ انہوں نے ساٹھ ملین (چھ کروڑ) انسانوں کو اچھوت بنا رکھا ہے۔ انہوں نے جمہوریت کے لبادے میں جو نظام قائم کیا وہ ایک "گرانڈ فاشسٹ کونسل" کے سوا کچھ نہیں۔ ان کا ڈکٹیٹر کانگرس کا چار آنے کا رُکن بھی نہیں۔ انہوں نے ڈمی وزارتیں بنا رکھی ہیں جو نہ تو قانون ساز ادارے اور نہ ہی انتخاب کنندگان کے سامنے جوابدہ ہیں' بلکہ مشیر مطلق مسٹر گاندھی کے زیر فرمان ہیں۔ پھر میں یہ کہتا ہوں کہ مغرب کے مختلف ملکوں میں بھی جمہوریت کے مختلف سانچے ہیں۔ چنانچہ قدرتی طور پر میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ہند میں' جہاں کے حالات مغربی ملکوں سے قطعی طور پر مختلف ہیں' برطانیہ کا پارٹی سسٹم نظام حکومت اور نام نہاد جمہوریت قطعی طور پر ناموزوں ہے۔

موجودہ صورت حال کیا ہے؟ آپ کو یاد ہوگا جب مسٹر گاندھی جنگ کے آغاز پر وائسرائے سے ملنے گئے تو انہوں نے ویسٹ منسٹرا بے اور پارلیمنٹ ہاؤس کی ممکنہ تباہی کا تصوّر کرتے ہوئے غم سے نڈھال ہو کر آنسو بہائے اور کہا کہ ہند کے لیے ایسی آزادی کس کام کی' اگر انگلینڈ اور فرانس کو شکست ہو گئی؟' انہوں نے یہ اس لیے کہا کہ وہ جانتے تھے کہ اگر برطانیہ عظمیٰ ہند چھوڑ کر چلا جائے تو اسے تو آزادی نہیں مل سکتی—— لیکن جونہی وہ سیگاؤں پہنچا' اس نے اپنا ذہن بدل لیا' اور پھر ہند کے لیے آزادی کا اعلان اور عام حق رائے دہی کی بنیاد پر دستور ساز اسمبلی کے قیام کا مطالبہ آ گیا جس میں مسلّمہ اقلیتوں کے لیے کچھ تحفظات ہوں گے۔ ہندو مسلم مفاہمت کے مسئلے پر آنکھ مچولی کھیلنے کے بعد مسٹر گاندھی دستور ساز اسمبلی کے اس نئے خیال پر لپکے جس کے بارے میں ان کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ تمام امراض کے لیے اکسیر اعظم (امرت دھارا) ہے۔ فرض کرو' اقلیتیں اس پر مطمئن نہیں ہوتیں' پھر کیا ہو گا؟ اس پر وہ کہتے ہیں کہ پھر یہ مسئلہ ایک اعلیٰ ٹربیونل کے سپرد کیا جائے گا۔ میں پوچھتا ہوں' کیا یہ مسئلہ کسی عدالتی ٹربیونل کے طے کرنے کا ہے؟ یہ تو مسئلہ ہے معاہدہ عمرانی کا' کروڑوں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسانوں کے لیے دستور سازی کا' جسے کسی عدالتی ٹریبونل کے فیصلے پر نہیں نمٹایا جا سکتا۔ اگر اس عدالتی فیصلے پر صاد بھی کر لیا جائے تو ٹریبونل کے اس فیصلے کو نافذ کون کرے گا؟ یہ سب ایک فریب کے سوا کچھ نہیں جس میں ان کے حقیقی ارادے چھپے ہوئے ہیں۔ پھر' اس پر اور اعتراضات بھی ہیں۔ تاریخی اور سیاسی لحاظ سے یہ ایک لغو اور مہمل تجویز ہے کہ ایک غیر ملکی طاقت سے کہا جائے کہ وہ دستور ساز مجلس بلائے' اس مجلس کے وضع کردہ دستور کو نافذ کرے' اور پھر ملک چھوڑ دے! یہ لغویت کی انتہا ہے۔ دستور ساز مجلس اس وقت وجود میں آتی ہے جب اقتدار اعلیٰ کی طاقت عوام کو حاصل ہو جائے۔ بعد میں مسٹر گاندھی نے پینترا بدلا اور کہا کہ وہ اس کے برابر کسی بات پر مطمئن ہو جائیں گے۔ اس کا مساوی کیا ہو؟ اس کا فیصلہ کون کرے گا؟ مسٹر راجگوپال اچاریہ کہتے ہیں کہ "صوبائی مجالس قانون ساز کے نئے انتخابات کرائے جائیں' اور جو ارکان منتخب ہوں وہ مجلس دستور ساز قائم کریں۔" مسٹر پٹیل اس سے آگے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ موجودہ صوبائی مجالس قانون ساز کو اجازت دی جائے کہ وہ خود دستور ساز اسمبلی بن جائیں۔ مگر مونجے اور ساورکر اسے نہیں مانیں گے' کیونکہ موجودہ مجالس میں ان کی تو کوئی آواز ہی نہیں ——' کیا یہ حضرات کسی بات پر سنجیدہ بھی ہیں؟

اب تک جو کچھ مَیں سمجھ سکا ہوں' وہ یہ ہے کہ یہ لوگ صرف برطانوی حکومت کو ہراساں کر کے اسے بلیک میل کرنا چاہتے ہیں۔ وہ یہ بھی نہیں چاہتے کہ برطانوی حکومت یہاں سے رخصت ہو جائے' بلکہ چاپلوسی کر کے یا دباؤ ڈال کر' خوفزدہ کر کے وہ اسے مجبور کرنا چاہتے ہیں کہ حکومت انہیں کچھ نہ کچھ دے کر اس قابل بنا دے کہ برطانوی تحفظ کے زیر سایہ وہ مسلمانوں پر غالب آنے کے قابل ہو جائیں۔

اب مسلم لیگ کی پوزیشن کیا ہے؟ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو شیطان اور گہرے سمندر کے درمیان گھرا ہوا پاتے ہیں۔ برطانیہ اتنی عجلت میں نہیں ہے کہ حکومت ہندوؤں یا مسلمانوں کے حوالے کر دے۔ وہ اپنا کھیل کھیل رہے ہیں۔ اس سے کچھ حاصل نہیں کہ برطانوی حکومت سے اعلانات کے اجرا کے لیے کہا جائے اور مسلسل شور و غوغا کیا جائے' ہمیں آزادی دو! ہمیں آزادی دو!!' —— وہ یہ کبھی نہیں دیں گے۔ برطانوی حکومت جب بھی کوئی اعلان کرے گی' اس میں ہمیشہ کوئی نہ کوئی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رخنہ چھوڑ دے گی۔ دوسری طرف، ہمارا یہ مُثبت مطالبہ ہے کہ ۱۹۳۵ء کے تمام دستور کو دفن کر دیا جائے اور ہند کے پورے دستوری مسئلے کا، صوبائی خودمختاری کی خباثتوں اور ترقیوں کے تجربات کی روشنی میں نئے سرے سے جائزہ لیا جائے۔ اس بارے میں ہمارے کچھ واجبی عُذرات ہیں۔ وائسرائے کہتے ہیں کہ ان کا اعلان اس دستور پر مبنی ساری حکمت عملی اور منصوبے کے جائزے کو خارج از بحث نہیں قرار دیتا۔ ساری صورت حال اب ظاہر ہو چکی ہے۔ مگر اس اثنا میں برطانوی حکومت مسٹر گاندھی اور کانگرس کو اس امر میں قائل کرنے میں ازحد مصروف ہے کہ وہ خیالی عالم سے حقیقت کی سرزمین پر اُتر آئیں۔ پس، جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم مسئلے کے حقیقت پسندانہ حل کی تجویز پیش کرنے کے لئے بالکل تیار ہیں۔ مگر ہمیں کچھ حقیقی خدشات ہیں۔ ہمیں یہ خدشہ ہے کہ برطانوی حکومت دوبارہ مسٹر گاندھی کے لئے دروازہ کھول دے گی کہ وہ اپنے اسی منصوبے پر چلے، یعنی مسلمانوں اور دوسری اقلیتوں پر حکمرانی کرنے اور انھیں تباہ کرنے کی تدبیریں کرے ــــــ! مَیں اپنی ساری قوت کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ اگر برطانوی حکومت نے کانگرس کے ساتھ کوئی ایسا سمجھوتہ کیا یا کرنے کی کوشش کی جو مسلمانوں کے لئے مضرّت رساں ہو، تو ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے۔ ہم برطانوی حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ کوئی دستوری عمل اور کوئی عبوری مفاہمت مسلمانوں کی رضامندی اور منظوری کے بغیر نہ کیا جائے۔ اگر ہمارے خدشات درست نکلے تو سب متعلقین کو معلوم ہونا چاہیے کہ مسلمان اس کی مزاحمت کریں گے اور ہر طریقے سے جو ان کے اختیار میں ہے، ایسے بندوبست کو ناکام بنا دیں گے۔"

آخر میں مسٹر جناح نے کہا کہ "دوسروں پر بھروسا کرنے سے کچھ حاصل نہیں۔ ہمیں اپنے آپ پر انحصار کرنا چاہیے۔ مَیں سب سے دوستی رکھنے پر آمادہ ہوں، مگر مجھے بھروسا اپنی ہی قوت بازو پر کرنا ہے۔ اب تک مسلم لیگ نے اچھا کام کیا ہے لیکن ابھی ہم صرف ایک سرے پر ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ جنگ فی الواقع ہند میں بھی جاری ہے۔ مَیں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ کندھے سے کندھا ملایئے اور مسلم لیگ کے ساتھ کام کیجئے۔ ایک مضبوط فولادی بلاک کی طرح کھڑے ہو جایئے۔ اپنے لوگوں کو منظم کیجئے۔ اُنھیں تربیت دیجئے۔ اُن میں نظم و ضبط پیدا کیجئے۔ وہ ہمارے ساتھ ہیں۔ رکاوٹوں اور کوتاہیوں کے بارے میں پریشان نہ ہوں۔ مسلمانوں کو منظم کریں۔ انھیں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متحد کریں، تربیت دیں، قواعد سکھائیں اور انہیں ایسے حیران کُن سیاسی عسکر بنا دیں کہ ہند میں جس کی مثال نہ ہو، اور (انشاء اللہ) ہم بہت جلد اپنی آزادی کی منزل مقصود پر پہنچ جائیں گے۔"

خطبہ صدارت آل انڈیا مسلم لیگ کا ۲۷واں سالانہ اجلاس

منعقدہ لاہور میں خطبہ صدارت

۲۲، مارچ ۱۹۴۰ء

خواتین و حضرات!

آج پندرہ ماہ کے بعد اس اجلاس میں ہماری ملاقات ہو رہی ہے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا آخری اجلاس جس وقت دسمبر ۱۹۳۸ء میں پٹنہ میں منعقد ہوا تھا اس وقت سے اب تک بہت سے واقعات رونما ہوئے ہیں۔ سب سے پہلے مَیں آپ کو مختصراً بتاؤں گا کہ ۱۹۳۸ء میں پٹنہ اجلاس کے بعد آل انڈیا مسلم لیگ کو کیا کچھ درپیش آیا۔ آپ کو یاد ہو گا کہ ایک کام جو ہمیں سونپا گیا تھا اور جو ابھی تک تشنہ تکمیل ہے وہ ہند کے طول و عرض میں آل انڈیا مسلم لیگ کو منظم کرنا تھا۔ ہم نے اس جہت میں گزشتہ پندرہ ماہ کے دوران زبردست پیش رفت کی ہے۔ مجھے آپ کو یہ اطلاع دیتے ہوئے بڑی مسرّت ہو رہی ہے کہ ہم نے ہر صوبے میں صوبائی لیگیں قائم کر دی ہیں۔ اگلا نکتہ یہ ہے کہ مجالس قانون ساز کا جو بھی ضمنی انتخاب ہوا، اس میں ہمیں طاقتور مخالفین سے مقابلہ کرنا پڑا۔ مَیں مسلمانوں کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے ہماری آزمائشوں کے دوران بڑے استقلال اور جذبے کا مظاہرہ کیا۔ صرف ایک ضمنی انتخاب تھا جسے ہمارے حریفوں نے مسلم لیگی امیدوار کے مقابلے میں جیتا۔ یو پی کونسل یعنی ایوان بالا کے گزشتہ انتخابات میں مسلم لیگ کی کامیابی صد فی صد رہی۔ مسلم لیگ کو منظم کرنے کی جہت میں ہم نے کیا کچھ کیا، اس کی تفصیل بیان کر کے مَیں آپ کو تھکانا نہیں چاہتا لیکن مَیں آپ کو یہ بتا سکتا ہوں کہ یہ کام بڑے زور شور سے ہو رہا ہے۔

اگلی بات، آپ کو یاد ہو گا کہ اجلاس پٹنہ میں ہم نے خواتین کی ایک کمیٹی مقرر کی تھی۔ ہمارے لئے یہ بہت اہمیت کی بات ہے، کیونکہ مَیں اس کا قائل ہوں کہ ہمارے لئے یہ ازبس ضروری ہے کہ ہم اپنی خواتین کو اپنی زندگی کی جدوجُہد اور کام

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ہر موقع مہیا کریں۔ خواتین گھروں اور پردے میں رہ کر بھی بہت کچھ کر سکتی ہیں۔ ہم نے یہ کمیٹی اس لئے مقرر کی تھی کہ وہ بھی لیگ کے کام میں حصّہ لے سکیں' اس مرکزی کمیٹی کے اغراض و مقاصد تھے (۱) صوبائی اور ضلعی مسلم لیگوں کی تنظیم (۲) بڑی تعداد میں خواتین کو مسلم لیگ کی رُکن بنانا (۳) سارے ہند میں مسلم خواتین میں زبردست نشر واشاعت کرنا تاکہ ہماری خواتین میں زیادہ سیاسی شعور اور بیداری پیدا ہو سکے۔ یاد رکھئے کہ آپ کے بچّوں کے لئے فکر اور تردد کی کوئی بات نہیں ہو گی (۴) مُسلم معاشرے کی ترقی کے ضمن میں ان امور کے بارے میں اُن کی رہنمائی کرنا اور مشورہ دینا جن کا زیادہ تر انہیں پر دارومدار ہوتا ہے۔ مجھے یہ کہتے ہوئے مسّرت ہوتی ہے کہ اس مرکزی کمیٹی نے اپنا کام متانت اور خلوص کے ساتھ شروع کیا' اس نے بہت مفید کام کیا ہے' مجھے کوئی شک نہیں کہ جب ہم اُن کے کام کے بارے میں رپورٹ کو نمٹانے کے مرحلے پر پہنچیں گے تو ہم' ان تمام خدمات کے لئے جو انہوں نے مسلم لیگ کے لئے سرانجام دیں' واقعتاً اُن کے ممنون ہوں گے۔

جنوری ۱۹۳۹ء سے لے کر اعلان جنگ تک ہمیں بہت سی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ناگپور میں ہمیں ودیامندر کا سامنا کرنا پڑا۔ ہمیں تمام ہند میں وردھا اسکیم کا مقابلہ کرنا پڑا۔ ہمیں کانگرس کے زیر نگیں صوبوں میں مسلمانوں کے ساتھ بدسلوکی اور ظلم و ستم کا سامنا کرنا پڑا۔ ہمیں اس سلوک کا بھی سامنا کرنا پڑا جو بعض ہندی ریاستوں جیسے جے پور اور بھاونگر میں مسلمانوں کے ساتھ روا رکھا گیا۔ ہمیں ایک اہم مسئلہ کا سامنا بھی کرنا پڑا جو راجکوٹ کی چھوٹی سی ریاست میں پیدا ہوا جس کو کانگرس نے ایک آزمائش قرار دیا اور جس سے ایک تہائی ہندوستان متاثر ہوتا۔ اس طرح مسلم لیگ کو جنوری ۱۹۳۹ء سے لے کر اعلان جنگ کے وقت تک متعدد مسائل درپیش رہے۔ اعلان جنگ سے پیشتر سب سے بڑا خطرہ جو مسلمانان ہند کو درپیش تھا وہ مرکزی حکومت میں وفاقی اسکیم کے آغاز کا تھا۔ ہمیں علم ہے کہ کیا کیا ریشہ دوانیاں ہو رہی تھیں' لیکن مسلم لیگ ہر سمت میں قوت کے ساتھ ان کی مزاحمت کر رہی تھی۔ ہم نے محسوس کر لیا تھا کہ ہم قانون حکومت ہند مجریہ ۱۹۳۵ء میں مذکور مرکزی وفاقی حکومت کی اسکیم کو ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ مجھے یقین ہے کہ ہم نے برطانوی حکومت کو اس بات پر آمادہ کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی کہ وہ مرکزی وفاقی حکومت کی اسکیم تج دے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برطانوی حکومت میں یہ ذہن تیار کرنے کے لئے بلاشبہ مسلم لیگ نے کوئی کم حصہ نہ لیا۔ آپ کو علم ہے کہ انگریز بہت رُوکھے لوگ ہیں۔ وہ بہت قدامت پسند ہیں اور اگرچہ وہ بہت چالاک ہیں تاہم بات سمجھنے میں ذرا سست واقع ہوئے ہیں۔ اعلان جنگ کے بعد قدرتی طور پر وائسرائے کو مسلم لیگ کی اعانت درکار تھی۔ اُس وقت انہیں یہ احساس ہوا کہ مسلم لیگ بھی ایک طاقت ہے۔ کیونکہ یہ بات یاد ہو گی کہ اعلان جنگ کے وقت تک وائسرائے کو کبھی میرا خیال ہی نہیں آیا۔ اگر کسی کا خیال آیا تو وہ گاندھی تھے اور صرف گاندھی۔ مَیں کافی عرصہ مجلس قانون ساز میں ایک اہم پارٹی کا قائد رہا، اور وہ مسلم لیگ پارٹی سے جس کی قیادت کا اعزاز آج مجھے حاصل ہے بڑی پارٹی تھی۔ تاہم وائسرائے کو پہلے میرا خیال نہیں آیا۔ لہٰذا جب مسٹر گاندھی کے ساتھ مجھے بھی وائسرائے کا دعوت نامہ ملا تو پہلے تو میں اپنے طور پر حیران ہوا کہ میری اچانک ترقی کیسے ہو گئی؟ اور پھر مَیں اس نتیجے پر پہنچا کہ اس کا جواب ہے "آل انڈیا مسلم لیگ" جس کا مَیں صدر واقع ہوا ہوں۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ کانگرس ہائی کمان کو یہ بدترین دھچکا لگا ہو گا۔ کیونکہ اس سے ان کے اس دعوے کا بطلان ہو گیا کہ ہند کی ترجمانی کا انہیں ہی واحد اختیار ہے اور مسٹر گاندھی اور کانگرس کے رویئے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ابھی تک اس صدمے سے سنبھل نہیں پائے۔ میرا نکتہ یہ ہے کہ مَیں چاہتا ہوں کہ آپ لوگ خود کو منظم کرنے کی قدر و قیمت، اہمیت اور افادیت کو محسوس کریں۔ مَیں اس موقع پر مزید کچھ نہیں کہوں گا۔

لیکن ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جو کچھ مَیں دیکھ رہا ہوں اس سے، اور جو سُن رہا ہوں، مسلم ہند کو اب احساس ہو گیا ہے، وہ اب بیدار ہے اور مسلم لیگ اس وقت تک اس قدر مضبوط ادارہ بن گئی ہے کہ اب کوئی شخص اسے تباہ نہیں کر سکتا، خواہ وہ کوئی بھی کیوں نہ ہو۔ لوگ آتے رہیں گے اور لوگ جاتے رہیں گے۔ لیکن مسلم لیگ ہمیشہ قائم رہے گی۔

جنگ کے بعد

اب مَیں آتا ہوں اعلان جنگ کے بعد کے زمانے کی طرف۔ ہماری صورت حال یہ تھی کہ ہم شیطان اور گہرے سمندر کے درمیان تھے۔ لیکن مَیں نہیں سمجھتا کہ شیطان یا گہرا سمندر اس سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔ بہر نوع ہماری صورت حال یہ ہے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ہم غیر مشروط طور پر ہند کی آزادی کے حامی ہیں۔ لیکن یہ تمام ہند کے لئے آزادی ہونی چاہئے۔ کسی ایک طبقے کی آزادی نہیں' اور بدترین یہ کہ کانگرسی ٹولے کی آزادی' اور مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کی محکومی نہ ہو۔

خود انحصاری کی طرف

جیسا کہ ہم ہند میں واقع ہیں قدرتی طور پر ہمارے ماضی کے کچھ تجربات ہیں۔ خصوصیت کے ساتھ گزشتہ ڈھائی برس کے دوران کانگرس کے زیر نگیں صوبوں میں صوبائی دستور کے تجربے سے ہم نے بہت سے سبق سیکھے ہیں۔ لہٰذا اب ہم بہت خائف ہیں اور کسی پر اعتماد نہیں کر سکتے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ ہر شخص کے لئے ایک دانشمندانہ کُلیّہ ہے کہ کسی پر بہت زیادہ اعتماد نہیں کرنا چاہئے۔ بعض اوقات ہم لوگوں پر اعتماد کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں لیکن عملی تجربے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی گئی۔ یقیناً یہ کسی کے لئے بھی کافی سبق ہوتا ہے کہ وہ ان لوگوں پر اپنا اعتماد برقرار نہ رکھے جنھوں نے اس سے غدّاری کی۔

خواتین و حضرات! ہم نے یہ کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ کانگرس ہائی کمان اس انداز سے کام کرے گی جس انداز سے واقعتاً اس نے کانگرس کے زیر نگیں صوبوں میں کام کیا ہے۔ مَیں نے تو خواب میں بھی یہ نہ دیکھا تھا کہ وہ اس قدر پستی میں گر جائیں گے۔ مَیں کبھی یہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ کانگرس اور انگریزوں میں شرفا کے مابین ایسا معاہدہ ہو جائے گا اور وہ اس حد تک چلا جائے گا کہ ہم دن رات چیختے چلاتے رہ جائیں گے۔ گورنر کاہل ہو گئے اور گورنر جنرل بے بس! ہم نے انہیں یاد دلایا کہ ہماری اور دیگر اقلیتوں کی طرف سے اُن کی کچھ خصوصی ذمہ داریاں ہیں! اور یہ کہ انہوں نے ہمارے ساتھ کچھ خصوصی وعدے کیے تھے۔ لیکن وہ سب کچھ بے جان ہو کر رہ گئے۔ خوش قسمتی سے قدرت نے ہماری دستگیری کی اور شرفا کا وہ معاہدہ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اور خدا کا شکر ہے کہ کانگرس حکومت سے باہر چلی گئی۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ وہ اپنے استعفوں پر بہت پچھتا رہے ہیں۔ بھبکی کا بھرم کُھل چکا ہے۔ چلو جو ہوا سو اچھا ہوا۔ لہٰذا مَیں پوری متانت سے' آپ سے اپیل کرتا ہوں جس قدر میرے اختیار میں ہے' کہ آپ خود کو اس طور سے منظم کیجئے کہ آپ کسی پر تکیّہ نہ کریں' سوائے اپنی طاقت کے' یہی آپ کا واحد تحفّظ ہو گا اور بہترین تحفظ۔ خود پر انحصار کیجئے۔ اس کا مطلب یہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کہ ہم دوسروں کے بارے میں بُرا چاہیں یا اُن سے عناد رکھیں۔ اپنے حقوق اور مفادات کی حفاظت کے لئے خود میں وہ قوت پیدا کریں کہ آپ اپنا دفاع خود کر سکیں۔ بس یہی کچھ مَیں آپ سے پُر زور طریقے سے کہنا چاہتا تھا۔

آئندہ دستور کا مسئلہ

اب' آئندہ دستور کے ضمن میں ہمارا موقف کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ جس قدر جلد حالات اجازت دیں یا زیادہ سے زیادہ اختتام جنگ کے فوراً بعد ہند کے آئندہ دستور کے مسئلہ پر از سرنو غور کیا جائے اور ۱۹۳۵ء کے قانون کی بساط ہمیشہ ہمیشہ کیلئے لپیٹ دی جائے۔ ہم اس بات کے قائل نہیں کہ برطانوی حکومت سے مطالبے کریں کہ وہ اعلان کریں۔ ان اعلانات کا حقیقتاً کوئی فائدہ نہیں۔ ان سے اعلانات کرنے کے مطالبے کر کے آپ انہیں اس ملک سے باہر نکالنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ تاہم کانگرس نے وائسرائے سے مطالبہ کیا کہ وہ اعلان کرے۔ وائسرائے نے کہا کہ مَیں نے اعلان کر دیا ہے۔ کانگرس نے کہا "نہیں' نہیں' ہم ایک اَور طرح کا اعلان چاہتے ہیں۔ آپ اعلان کریں اور فوراً کہ ہند آزاد ہے' اور خود مختار' اور اسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ مجلس دستور ساز کے ذریعہ جس کا انتخاب حق بالغ رائے دہی پر ہو گا' یا جس قدر وسیع تر بنیاد پر ممکن ہو' اپنا دستور آپ وضع کرے۔ یہ مجلس بالضرور اقلیتوں کے "جائز مفادات" کو مطمئن کرے گی۔ مسٹر گاندھی کہتے ہیں کہ اگر اقلیتیں مطمئن نہ ہوں تو وہ اس پر آمادہ ہیں کہ اعلیٰ ترین نوعیت کا بے حد غیر جانبدار طرح کا کوئی ٹری بیونل مقرر کر دیں' جو تنازعہ کے بارے میں فیصلہ کر دے۔ اب' قطع نظر اس امر کے کہ یہ تجویز ناقابل عمل نوعیت کی ہے اور اس امر کے باوصف کہ تاریخی اور آئینی اعتبار سے یہ بے ہودہ بات ہے کہ آپ حکمران طاقت سے یہ کہیں کہ وہ ایک مجلس دستور ساز کے حق میں دستبردار ہو جائیں' ان تمام باتوں کے باوصف فرض کیجئے کہ ہم اس حق رائے دہی کے معیار سے اتفاق نہیں کرتے جس کے تحت مرکزی مجلس منتخب کی جائے گی یا فرض کیجئے کہ ہم مسلمانوں کے نمائندوں کی ایک مستحکم جماعت کی حیثیت سے مجلس دستور ساز میں غیر مسلم اکثریت کو قبول نہیں کرتے۔ اُس وقت کیا ہو گا؟ یہ کہا جاتا ہے کہ جو یہ مجلس اتنے بڑے برصغیر کے لئے قومی دستور وضع کرنے کے ضمن میں کرے ہمیں کسی چیز سے اختلاف کرنے کا کوئی حق نہیں' سوائے ان امور کے جن کا تعلق اقلیتوں کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحفظات سے ہو۔ پس ہمیں یہ اعزاز بخشا گیا ہے کہ ہم صرف ان امور میں اختلاف کر سکتے ہیں جن کا شدید طور پر اقلیتوں کے حقوق اور مفادات کے ساتھ تعلق ہو گا۔ ہمیں یہ اعزاز بھی عطا کیا گیا ہے کہ ہم اپنے نمائندے جداگانہ طرزِ انتخاب کے ذریعہ بھیج سکتے ہیں۔ اب یہ تجویز اس مفروضے پر مبنی ہے کہ جیسے ہی یہ عمل شروع ہو گا انگریز کا ہاتھ غائب ہو جائے گا۔ وگرنہ اس کے کوئی معنی ہی نہ ہوں گے۔ مسٹر گاندھی کہتے ہیں کہ دستور اس بات کا فیصلہ کرے گا کہ کیا انگریز غائب ہو جائے گا اور اگر ایسا ہو تو کس حد تک۔ دوسرے لفظوں میں اُن کی تجویز کا لبِ لباب یہ ہے کہ پہلے آپ یہ اعلان کر دیجئے کہ ہم ایک آزاد اور خودمختار قوم ہیں۔ تب میں فیصلہ کروں گا کہ میں آپ کو کیا واپس دے سکتا ہوں۔ کیا مسٹر گاندھی ہند کے لئے مکمل آزادی طلب کرتے ہیں، جب وہ اس طرح کی باتیں کرتے ہیں؟ لیکن انگریز غائب ہو یا نہ ہو لیکن یہ ثابت ہوتا ہے کہ بہت وسیع اختیارات لوگوں کو منتقل ہو جانے چاہئیں۔ مجلس دستور ساز کی اکثریت اور مسلمانوں کے درمیان اختلاف کی صورت میں اولاً ٹری بیونل کون مقرر کرے گا؟ اور فرض کیجئے کہ ایک ٹری بیونل پر اتفاق رائے ممکن ہو گیا، ٹری بیونل نے ایوارڈ دے دیا اور فیصلہ صادر کر دیا گیا، کیا میں یہ معلوم کر سکتا ہوں کہ پھر کون ہو گا جو یہ دیکھے گا کہ ایوارڈ کی شرائط کے مطابق اس پر عملدرآمد ہو رہا ہے یا نہیں؟ اور یہ کون دیکھے گا کہ عمل کے دوران اس کا احترام بھی کیا جا رہا ہے یا نہیں؟ کیونکہ ہمیں یہ بتایا جا رہا ہے کہ برطانیہ تو اپنے اختیارات سے کُلی یا جزوی طور پر دستبردار ہو چکا ہو گا۔ پھر اس ایوارڈ کے پیچھے کون سی طاقت ہو گی جو اسے نافذ کرے گی؟ ہم اسی جواب پر پہنچتے ہیں، ہندو اکثریت یہ کام کرے گی۔ اور کیا یہ انگریز کی سنگینوں کے سایہ میں ہو گا یا مسٹر گاندھی کے "عدم تشدد" کے ذریعہ؟ کیا ہم ان پر مزید اعتماد کر سکتے ہیں؟ مزید برآں خواتین و حضرات کیا آپ یہ سوچ سکتے ہیں کہ اس نوعیت کے ایک سوال پر، ایک عُمرانی معاہدہ جس پر ہند کے آئندہ دستور کی بنا استوار کی جائے گی جو نو کروڑ مسلمانوں پر اثرانداز ہو گا، ایک عدالتی فیصلہ کے ذریعہ طے کیا جا سکتا ہے؟ پھر بھی کانگرس کی یہ تجویز ہے۔

اس سے قبل کہ میں مسٹر گاندھی کے چند روز پیشتر کے ارشادات کے بارے میں گفتگو کروں، میں کچھ اور کانگرسی رہنماؤں کے اعلانات کو نمٹاتا ہوں، ہر ایک مختلف

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آواز میں بول رہا ہے۔ مسٹر راج گوپال اچاریہ سابق وزیراعظم مدراس کہتے ہیں' ہندو مسلم اتحاد کا علاج مخلوط طرز انتخابات ہیں۔ یہ نسخہ ہے کانگرس تنظیم کے ایک بہت بڑے ڈاکٹر کا! (قہقہہ) دوسری طرف بابو راجندر پرشاد نے صرف چند روز پیشتر کہا' اوہ! اس سے زیادہ مسلمان اَور کیا مانگتے ہیں؟ مَیں آپ کے سامنے ان کے الفاظ پڑھتا ہوں۔ اقلیتی مسئلے کا حوالہ دیتے ہوئے وہ کہتے ہیں "اگر برطانیہ ہمارا حق خود ارادیت تسلیم کر لیتا ہے تو یقیناً یہ تمام اختلافات غائب ہو جائیں گے۔" ہمارے اختلافات کس طرح غائب ہو جائیں گے؟ وہ اس کی وضاحت نہیں کرتے یا اس پر روشنی نہیں ڈالتے۔ پھر کہتے ہیں

"لیکن جب تک انگریز موجود ہیں اور اختیار ان کے ہاتھ میں ہے' اختلافات برقرار رہیں گے۔ کانگرس نے اس بات کی وضاحت کر دی ہے کہ آئندہ دستور' کانگرس تنہا نہیں بنائے گی بلکہ تمام سیاسی جماعتوں کے نمائندے اور مذہبی گروہ بنائیں گے۔ کانگرس اور بھی آگے گئی ہے اور اس نے اعلان کر دیا ہے کہ اس مقصد کے لئے اقلیتیں اپنے نمائندے جُداگانہ طرز انتخابات کے ذریعہ منتخب کر سکتی ہیں۔ حالانکہ کانگرس جداگانہ طرز انتخابات کو ایک لعنت سمجھتی ہے۔ یہ مجلس دستور ساز اس ملک کے تمام لوگوں کی نمائندہ ہو گی' بلالحاظ ان کے مذہبی اور سیاسی تعلق کے جو ہند کے آئندہ دستور کے بارے میں فیصلہ کرے گی نہ کہ یہ پارٹی یا وہ پارٹی۔ اس سے بہتر اقلیتیں اور کیا ضمانت مانگتی ہیں؟" پس بابو راجندر پرشاد کے مطابق جس لمحے ہم مجلس میں داخل ہوں گے ہم اپنے سیاسی روابط اور مذاہب اور باقی ہر چیز کو خیرباد کہہ دیں گے۔ یہ ہے وہ نسخہ جو بابو راجندر پرشاد نے حال ہی میں یعنی ۱۸ مارچ ۱۹۴۰ء کو فرمایا۔ اور اب یہ ہے جو مسٹر گاندھی نے ۲۰ مارچ ۱۹۴۰ء کو کہا:

"میرے نزدیک ہندو' مسلمان' پارسی اور ہریجن سب برابر ہیں۔ مَیں غیر سنجیدہ نہیں ہو سکتا۔" لیکن میرا خیال ہے کہ وہ غیر سنجیدہ ہیں۔ "مَیں غیر سنجیدہ نہیں ہو سکتا' جب میں قائداعظم محمد علی جناح کے متعلق بات کروں۔ وہ میرے بھائی ہیں۔"

فرق صرف اتنا ہے کہ بھائی گاندھی کے تین ووٹ ہیں اور میرا صرف ایک ووٹ! (قہقہہ)

"مجھے فی الحقیقت مسّرت ہو گی اگر وہ مجھے اپنی جیب میں رکھ سکیں" مجھے نہیں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلوم کہ مَیں اُن کی اس تازہ ترین پیشکش پر کیا کہوں!

"ایک زمانہ تھا جب میں یہ کہہ سکتا تھا کہ ایک مسلمان بھی ایسا نہیں جس کا اعتماد مجھے حاصل نہیں۔ یہ میری بدقسمتی ہے کہ آج ایسا نہیں۔"

انہوں نے آج مسلمانوں کا اعتماد کیوں کھو دیا؟ کیا میں یہ دریافت کر سکتا ہوں خواتین و حضرات؟

"اردو اخبارات میں جو کچھ شائع ہوتا ہے وہ سارا کچھ میری نظر سے نہیں گزرتا لیکن شاید اس میں مجھے بہت گالیاں دی جاتی ہیں۔ مجھے اس کا کوئی دکھ نہیں۔ مَیں اب بھی اس بات کا قائل ہوں کہ ہندو مسلم سمجھوتے کے بغیر کوئی سوراج نہیں مل سکتا۔"

مسٹر گاندھی یہ بات پچھلے بیس برس سے کہہ رہے ہیں۔

"شاید آپ یہ دریافت کریں کہ میں لڑائی کی بات کیوں کر رہا ہوں؟ میں یہ اس لئے کر رہا ہوں کہ یہ لڑائی مجلس دستور ساز کے لئے ہو گی۔" وہ انگریزوں سے لڑ رہے ہیں۔ لیکن کیا مَیں مسٹر گاندھی اور کانگرس کو یہ بتا سکتا ہوں کہ آپ اس مجلس دستور ساز کے لئے لڑ رہے ہیں جس کے بارے میں مسلمان کہتے ہیں کہ ہم اسے قبول نہیں کر سکتے۔ جس کے بارے میں مسلمان کہتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے تین اور ایک' جس کے بارے میں مسلمان کہتے ہیں کہ اس طرح' سروں کو گن کر' ہم کبھی بھی ایسا سمجھوتہ نہیں کر سکتے' جو حقیقی سمجھوتہ ہو گا دلوں سے' جس کی وجہ سے ہم دوستوں کی طرح سے کام کر سکیں گے۔ لہٰذا مجلس دستور ساز کا تصوّر علاوہ دیگر اعتراضات کے قابل اعتراض ہے۔ لیکن وہ مجلس دستور ساز کے لئے لڑ رہے ہیں' مسلمانوں سے مطلق نہیں لڑ رہے!

وہ کہتے ہیں "مَیں ایسا اس لئے کر رہا ہوں کہ یہ لڑائی مجلس دستور ساز کے لئے ہو گی۔ اگر وہ مسلمان جو مجلس دستور ساز میں آتے ہیں" ذرا الفاظ پر غور کیجئے: جو مجلس دستور ساز میں آتے ہیں' مسلمانوں کے ووٹوں کے ذریعہ سے ـــــ کہہ دیں کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں کوئی چیز مشترک نہیں ہے۔ صرف اس صورت میں مَیں تمام اُمید چھوڑ دوں گا۔ لیکن اس وقت بھی میں ان سے اتفاق کروں گا کیونکہ وہ قرآن پڑھتے ہیں اور مَیں نے بھی اس مقدس کتاب کا کچھ تھوڑا سا مطالعہ کیا ہے۔" (قہقہہ)

پس وہ مجلس دستور ساز مسلمانوں کے خیالات معلوم کرنے کے لئے مانگتے ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر وہ اتفاق نہیں کرتے تب وہ امید چھوڑ دیں گے۔ لیکن پھر بھی وہ ہم سے اتفاق کریں گے (قہقہہ) مَیں آپ سے پوچھتا ہوں' خواتین و حضرات! کیا یہ طریقہ ہے مسلمانوں کے ساتھ مفاہمت کی اصلی اور حقیقی خواہش کے اظہار کا' اگر کوئی ایسی خواہش موجود ہے؟ (آوازیں: نہیں۔ نہیں) مسٹر گاندھی کیوں تسلیم نہیں کرتے' مَیں نے یہ بات ایک سے زیادہ مرتبہ کہی ہے' اور اس پلیٹ فارم سے پھر دُہراتا ہوں' اب مسٹر گاندھی دیانتداری کے ساتھ کیوں تسلیم نہیں کر لیتے کہ کانگرس' ہندو کانگرس ہے اور وہ ہندوؤں کی ٹھوس تنظیم کی نمائندگی کرتے ہیں۔ مسٹر گاندھی کو یہ کہنے میں فخر ہونا چاہئے کہ "مَیں ہندو ہوں' کانگرس کو ہندوؤں کی زبردست حمایت حاصل ہے۔" مجھے یہ کہنے میں کوئی شرم نہیں کہ مَیں مسلمان ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین و آفرین) مَیں صحیح کہتا ہوں' اور مجھے اُمید اور یقین ہے اور ایک اندھے کو بھی اب تک یقین ہو گیا ہو گا کہ مسلم لیگ کو مسلمانان ہند کی زبردست حمایت حاصل ہے۔ پھر یہ تمام جھانسے کیوں؟ یہ تمام چالاکیاں کیوں؟ پھر مسلمانوں کا تختہ پلٹنے کے لئے انگریزوں پر دباؤ ڈالنے کے طریقے کیوں اختیار کئے جا رہے ہیں؟ سول نافرمانی کی دھمکی کیوں دی جا رہی ہے؟ مجلس دستور ساز کے لئے لڑائی کیوں لڑی جا رہی ہے؟ صرف یہ دریافت کرنے کے لئے کہ مسلمان اتفاق کرتے ہیں یا اتفاق نہیں کرتے (نعرہ ہائے تحسین) وہ ہندو رہنما کی حیثیت سے کیوں نہیں آتے؟ وہ فخر کے ساتھ اپنے لوگوں کی نمائندگی کرتے ہوئے آئیں اور مجھے فخر کے ساتھ مسلمانوں کی نمائندگی کرتے ہوئے اپنے ساتھ ملاقات کا موقع دیں۔ جہاں تک کانگرس کا تعلق ہے مجھے یہی کچھ کہنا تھا۔

برطانیہ سے گفت و شنید

جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ جہاں تک برطانوی حکومت کا تعلق ہے' ہمارے مذاکرات ابھی پایہ تکمیل کو نہیں پہنچے۔ ہم نے متعدد نکات پر یقین دہانیاں طلب کی تھیں۔ بہرنوع ایک نکتہ پر ہم نے کچھ پیش رفت کی ہے' اور وہ یہ ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ ہمارا مطالبہ یہ تھا کہ قانون حکومت ہند مجریہ ۱۹۳۵ء سے ہٹ کر ہند کے آئندہ دستور کے سارے مسئلہ پر ازسرنو غور ہونا چاہئے۔ اس پر وائسرائے کا جواب' ملک معظم کی حکومت کی جانب سے اختیار کے ساتھ' یہ تھا ــــ بہتر ہو گا کہ مَیں ان کا حوالہ دوں ــــ یہ مَیں اپنے الفاظ میں بیان کرنا نہیں چاہتا۔ یہ وہ جواب ہے جو ہمیں ۲۳ دسمبر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو بھیجا گیا۔

"میرا آپ کے پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ مَیں نے ۱۳ اکتوبر کو ملک معظم کی حکومت کی منظوری سے جو اعلان کیا تھا وہ قانون حکومت ہند مجریہ ۱۹۳۵ء کے کسی جزو یا اس حکمت عملی اور منصوبوں پر غوروخوض کو خارج نہیں کرتا جس پر وہ مبنی ہے۔ آپ ملاحظہ کیجئے الفاظ "خارج نہیں کرتا" (نعرہ ہائے تحسین)

جہاں تک دیگر امور کا تعلق ہے' ہم مذاکرات کر رہے ہیں اور بہت اہم نکات یہ ہیں : (ا) ہند کے آئندہ دستور کے متعلق ہماری منظوری اور رضا کے بغیر ملک معظم کی حکومت کو کوئی اعلان نہیں کرنا چاہئے۔ (تحسین و آفرین) اور کسی مسئلے کے بارے میں ہماری پس پشت کسی جماعت سے کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا تا آنکہ اسے ہماری منظوری اور رضامندی حاصل ہو۔ (تحسین و آفرین) پس خواتین و حضرات! برطانوی حکومت اپنی دانش کے لحاظ سے ہمیں یقین دہانی کرائے یا نہ کرائے' مجھے بھروسہ ہے کہ پھر بھی انہیں یہ آگہی ہو جائے گی کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم کسی اور منصف کے ہاتھ میں نو کروڑ مسلمانوں کا مستقبل نہیں چھوڑ سکتے' تو یہ منصفانہ اور جائز مطالبہ ہے۔ ہم اور صرف ہم ہی آخری ثالث ہو سکتے ہیں۔ یقیناً یہ ایک جائز مطالبہ ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ برطانوی حکومت مسلمانوں پر ایسا دستور مسلّط کر دے جسے وہ منظور نہیں کرتے' جسے وہ قبول نہیں کرتے۔ لہٰذا برطانوی حکومت کو بہترین مشورہ یہ ہو گا کہ وہ یہ یقین دہانی کرا دے اور مسلمانوں کو اس معاملے میں مکمّل سکون اور اعتماد عطا کر دے اور ان کی دوستی حاصل کر لے۔ لیکن وہ ایسا کرتے ہیں یا نہیں کرتے' بہرنوع' جیسا کہ مَیں آپ کو پہلے بتا چکا ہوں' ہمیں اپنی ہی طاقت پر انحصار کرنا چاہئے اور مَیں اس پلیٹ فارم سے یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اگر ہماری منظوری اور ہماری رضامندی کے بغیر کوئی اعلان کیا گیا' کوئی عبوری بندوبست کیا گیا' تو ہند کے مسلمان مزاحمت کریں گے (تحسین و آفرین) اور اس باب میں کوئی غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے۔

اگلا نکتہ فلسطین کے بارے میں تھا۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ عربوں کے معقول قومی مطالبات کو تسلیم کرنے کی کوششیں' مخلصانہ کوششیں کی جا رہی ہیں۔ ہم سنجیدہ کوششوں' مخلصانہ کوششوں' اور بہترین کوششوں سے مطمئن نہیں ہو سکتے (قہقہہ) ہم چاہتے ہیں کہ برطانوی حکومت کو واقعتاً اور درحقیقت فلسطین میں عربوں کے مطالبات

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تسلیم کر لینے چاہئیں۔ (تحسین و آفرین)

پھر اگلا نکتہ تھا فوجوں کے باہر بھیجنے سے متعلق۔ اس معاملہ میں تھوڑی سی غلط فہمی ہے لیکن بہرکیف ہم نے اپنا موقف واضح کر دیا ہے کہ ہمارا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا' اور درحقیقت زبان بھی جو استعمال کی گئی اس سے اس کا کوئی جواز نہیں نکلتا' کہ یہ غلط خدشہ یا خدشہ لاحق ہو جائے کہ ہمارے اپنے ملک کے مکمّل دفاع کے لئے افواج استعمال نہ کی جائیں۔ ہم جو کچھ چاہتے تھے وہ یہ تھا کہ برطانوی حکومت ہمیں یہ یقین دہانی کرائے کہ ہندی افواج کو کسی مسلم ملک یا کسی مسلم طاقت کے خلاف نہیں بھیجا جائے گا (تحسین و آفرین) ہمیں امید کرنی چاہئے کہ ہم اب بھی برطانوی حکومت سے صورت حال کی مزید وضاحت کرا سکیں گے۔

تو یہ ہے صورت حال جہاں تک برطانوی حکومت کا تعلق ہے۔ مجلس عاملہ کے گزشتہ اجلاس نے وائسرائے سے کہا تھا کہ مجلس عاملہ کی قرارداد مورخہ ۳ فروری میں جو وضاحتیں کر دی گئی ہیں ان کی روشنی میں اپنے ۲۳ دسمبر کے مکتوب پر نظرثانی کریں اور ہمیں اطلاع دی گئی ہے کہ یہ معاملہ بکمال احتیاط ان کے زیر غور ہے۔

ہندو مُسلم صورت حال

خواتین و حضرات! سو یہ ہے صورت حال اعلان جنگ کے بعد سے ۳ فروری تک کی۔

جہاں تک ہماری داخلی صورت حال کا تعلق ہے ہم اس کا جائزہ لے رہے ہیں۔ آپ کو علم ہے کہ باخبر ماہرین دستور سازی نے اور دیگر لوگوں نے جنہیں ہند کے آئندہ دستور کے مسئلے سے دلچسپی ہے ہمیں متعدد تجاویز ارسال کی ہیں اور ہم نے اب تک موصول ہونے والی تجاویز کی تفصیلات کا جائزہ لینے کے لئے ایک ذیلی کمیٹی مقرر کر دی ہے۔ لیکن ایک چیز بڑی واضح ہے۔ غلطی سے ہمیشہ سے یہ سمجھا جا رہا ہے کہ مسلمان ایک اقلیّت ہیں اور بلاشبہ ایک طویل عرصے سے ہم بھی اس کے خُوگر ہو گئے ہیں کہ بعض اوقات طے شدہ تصّورات کو دُور کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ مسلمان ایک اقلیّت نہیں ہیں۔ مسلمان کسی بھی تعریف کے لحاظ سے ایک قوم ہیں۔ انگریز اور بالخصوص کانگرس اس بنیاد پر گفتگو کرتے ہیں "اچھا! بہرکیف آپ ایک اقلیّت ہیں' آپ کیا چاہتے ہیں؟" "اقلیتیں اور کیا مانگتی ہیں؟" جیسا کہ بابو راجندر پرشاد نے کہا تھا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن یقینی طور پر مسلمان اقلیت نہیں ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ انگریز کے تیار کردہ برطانوی ہند کے نقشہ میں بھی ہم اس ملک کے ایسے وسیع علاقوں میں آباد ہیں جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں، جیسے بنگال، پنجاب، صوبہ سرحد، سندھ اور بلوچستان۔ اب سوال یہ ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان جو مسئلہ ہے اس کا بہترین حل کیا ہے؟ ہم اس پر غور و فکر کر رہے ہیں اور جیسا کہ مَیں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ مختلف تجاویز پر غور کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی جا چکی ہے لیکن دستور کی حتمی تجویز جو بھی ہو، مَیں اپنے خیالات آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں، اور ان کی تصدیق کے لئے میں آپ کے سامنے ایک خط پیش کروں گا جو لالہ لاجپت رائے نے مسٹر سی۔ آر۔ داس کے نام لکھا تھا۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ خط چودہ یا پندرہ برس قبل لکھا گیا تھا اور کسی اندر پرکاش کی کتاب میں شائع ہوا ہے جو حال ہی میں طبع ہوئی ہے۔ لالہ لاجپت رائے، جو ایک زیرک سیاست دان اور کٹر ہندو مہاسبھائی تھے، کہتے ہیں۔ لیکن اس سے پیشتر کہ مَیں یہ خط پڑھوں، اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ کو ہندو ہونے سے کوئی مفر نہیں ہو گا اگر آپ ہندو ہیں (قہقہہ) لفظ "قوم پرست" اب سیاست میں شعبدہ بازوں کا کھلونا بن گیا ہے۔ اس خط میں کہا گیا ہے :

"ایک اور نکتہ ہے جو کافی عرصے سے میرے لئے پریشانی کا باعث بن گیا ہے اور مَیں چاہتا ہوں کہ آپ اس پر نہایت احتیاط سے غور کریں۔ اور وہ ہے ہندو مسلم اتحاد کا سوال۔ گذشتہ ۶ ماہ کے دوران مَیں نے اپنا بیشتر وقت مسلم تاریخ اور مسلم قانون کے مطالعے میں صرف کیا اور مَیں یہ سوچنے پر مائل ہوں کہ یہ نہ ہی ممکن ہے اور نہ ہی قابلِ عمل۔ تحریک سول نافرمانی کے دوران مسلم رہنماؤں کے خلوص کو فرض اور تسلیم کر لینے کے باوجود مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کے مذہب میں اس طرح کی کسی بھی چیز کے لئے مؤثر ممانعت موجود ہے۔

آپ کو وہ گفتگو یاد ہو گی جو مَیں نے آپ کو کلکتہ میں سنائی تھی اور جو میرے، حکیم اجمل خاں اور ڈاکٹر کچلو کے درمیان ہوئی تھی۔ حکیم اجمل خاں سے زیادہ نفیس مسلمان ہند میں موجود نہیں۔ لیکن کیا کوئی مسلمان رہنما قرآن سے سرتابی کر سکتا ہے۔ میں صرف یہ امید کر سکتا ہوں کہ اسلامی قانون کے بارے میں میرا ماحصل غلط ہو۔"

میں سمجھتا ہوں کہ ان کا ماحاصل بالکل درست ہے!

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"کوئی چیز مجھے اس سے زیادہ سُکھ نہیں دے سکتی جتنا اس بات کا یقین کہ یہ ایسا ہی ہے۔ لیکن اگر یہ درست ہے تو یہ تو ہو سکتا ہے کہ ہم انگریز کے خلاف متحد ہو جائیں لیکن ہم برطانوی خطوط پر ہند پر حکومت کرنے کے لئے متحد نہیں ہو سکتے۔ ہم جمہوری خطوط پر ہند پر حکومت کرنے کے لئے متحد نہیں ہو سکتے۔"

خواتین و حضرات! جب لالہ لاجپت رائے کہتے ہیں کہ ہم جمہوری خطوط پر اس ملک پر حکومت نہیں کر سکتے' تو یہ بالکل ٹھیک ہے۔ لیکن جب ۱۸ ماہ قبل مجھے یہ سچی بات کہنے کی جرأت ہوئی تو میرے خلاف حملوں اور تنقید کا طُومار باندھ دیا گیا۔ لیکن لالہ لاجپت رائے نے پندرہ برس قبل یہ کہا کہ ہم ایسا نہیں کر سکتے' یعنی جمہوری پارلیمانی خطوط پر ہند پر حکمرانی۔ اس کا علاج کیا ہے؟ کانگرس کے نزدیک علاج یہ ہے کہ ہمیں اقلیّت بنا لیا جائے اور اکثریت کی حکمرانی میں رکھا جائے۔ لالہ لاجپت رائے آگے چلتے ہیں :

"پھر اس کا علاج کیا ہے؟ مَیں ۷ کروڑ مسلمانوں سے خوف زدہ نہیں ہوں۔ لیکن مَیں سمجھتا ہوں کہ ہند میں ۷ کروڑ جمع افغانستان' وسطی ایشیا' عرب' میسوپوٹیمیا اور ترکی کا مسلح لاؤ لشکر ناقابل مزاحمت ہو گا۔" (قہقہہ)

"میں دیانتداری اور خلوص کے ساتھ ہندو مسلم اتحاد کی ضرورت اور پسندیدگی کا قائل ہوں۔ مَیں مسلم رہنماؤں پر اعتماد کرنے کے لئے بھی پوری طرح سے آمادہ ہوں۔ لیکن قرآن اور حدیث کے احکام کے بارے میں کیا خیال ہے؟ رہنما ان سے تو سرتابی نہیں کر سکتے۔ پھر کیا ہم مارے گئے؟ مجھے امید ہے کہ آپ کے فاضل ذہن اور دانشمند دماغ اس مشکل کا کوئی حل ڈھونڈ نکالیں گے۔"

خواتین و حضرات! اب یہ محض ایک خط ہے جو ایک عظیم ہندو رہنما کی جانب سے دوسرے عظیم ہندو رہنما کے نام پندرہ برس پیشتر لکھا گیا۔ اب مَیں اس موضوع پر جُملہ موجودہ حالات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اپنے خیالات آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ برطانوی حکومت اور پارلیمان اور بیشتر انگریز قوم نے قرنوں پہلے طے شدہ تصوّرات کے مطابق ہند کے مستقبل کے تصوّر کو پالا پوسا اور اسے پروان چڑھایا۔ اس کی بنا استوار کی گئی' اس نظریئے پر جس نے ان کے ملک میں ترقی پائی اور جس کے تحت برطانوی دستور' پارلیمان کے ایوانوں اور کابینہ کے نظام کے ذریعہ کام کر رہا ہے۔ ان کا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جماعتی حکومت کا تصوّر جو سیاسی بنیادوں پر کام کرتا ہے' ان کے نزدیک مثالی اور ہر ملک کے لئے بہترین طرزِ حکومت ہے۔ اور یک طرفہ اور طاقتور پروپیگنڈے نے' جو قدرتی طور پر انہیں پسند آیا' ان سے قانون حکومت ہند مجریہ ۱۹۳۵ء میں مذکور دستور مرتب کرا کے ایک سنگین غلطی کا ارتکاب کرا دیا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ برطانیہ کے ممتاز مدبرین نے جو ان نظریات کے حامل ہیں سنجیدگی سے یہ دعویٰ کیا اور امید ظاہر کی کہ ہند کے متخالف عناصر میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہم آہنگی پیدا ہو جائے گی۔

لندن ٹائمز جیسے ایک مقتدر جریدے نے قانون حکومت ہند مجریہ ۱۹۳۵ء پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا : "بلاشبہ ہندو اور مسلمانوں میں اختلافات صحیح معنوں میں صرف مذہبی ہی نہیں بلکہ قانون اور ثقافت کے اعتبار سے بھی ہیں۔ کہا جا سکتا ہے کہ وہ فی الحقیقت دو بالکل نمایاں اور علیحدہ تہذیبوں کے نمائندہ ہیں۔ تاہم وقت کے ساتھ توہمات ختم ہو جائیں گے اور ہند ایک قوم کی شکل اختیار کر لے گا۔" پس' لندن ٹائمز کے نزدیک دشواریاں محض توہمات ہیں۔ ان بنیادی اور گہرے روحانی' اقتصادی' معاشرتی اور سیاسی اختلافات کو تکلفاً "توہمات" کہہ کر جھٹک دیا گیا۔ یقینی طور پر معاشرے کے بارے میں اسلام اور ہندو مت کے تصوّرات کے مابین فرق کو محض "توہمات" قرار دینا برّصغیر ہند کی ماضی کی تاریخ کو بیّن طور پر نظرانداز کر دینا ہے۔ ہزار سال کے گہرے روابط کے باوصف اگر ان قوموں میں اس قدر بُعد ہے' جتنا کہ آج ہے' تو یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ کسی بھی وقت صرف اس لئے ایک قوم بن جائیں گی کہ ان پر ایک جمہوری دستور مسلّط کر دیا گیا اور انہیں برطانوی پارلیمانی قانون کے غیر قدرتی اور مصنوعی طریقوں کے ذریعہ زبردستی یکجا کر دیا گیا۔ جو کچھ ہند کی ڈیڑھ سو سالہ وحدانی حکومت حاصل کرنے میں ناکام رہی وہ مرکزی وفاقی حکومت کے نفاذ کے ذریعہ سے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ناقابل فہم ہے کہ اس طرح کی ساختہ حکومت کے کسی فرمان یا حکم کو کبھی بھی سارے ہندوستان میں مختلف قوموں کی طرف سے وفادارانہ اور رضامندانہ اطاعت مل سکے' سوائے اس کے کہ ان کے پیچھے مسلّح فوج کی طاقت ہو۔

خود مختار قومی ریاستیں

ہند میں جو مسئلہ ہے اس کی نوعیت فرقہ وارانہ نہیں بلکہ بدیہی طور پر بین الاقوامی ہے اور اس کے ساتھ اسی انداز سے نمٹنا چاہئے۔ جب تک کہ اس اساسی اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنیادی صداقت کو محسوس نہیں کر لیا جائے گا' جو دستور بھی وضع کیا جائے گا' وہ سانحہ پر منتج ہو گا۔ اور نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ انگریزوں اور ہندوؤں کے لئے بھی تباہ کن اور مضرّت رساں ثابت ہو گا۔ اگر برطانوی حکومت اس برِّصغیر کے لوگوں کے لئے امن اور خوشحالی کے حصول کی حقیقتاً آرزومند اور مخلص ہے تو ہم سب کے سامنے ایک ہی راستہ ہے کہ ہند کو "خودمختار قومی ریاستوں" میں تقسیم کر کے بڑی قوموں کو علیحدہ وطن بنا لینے دیں۔ ایسی کوئی وجہ نہیں کہ یہ ریاستیں ایک دوسرے کی معاند ہوں۔ دوسری طرف ملک کی حکومت میں ایک فریق کا دوسرے فریق کے معاشرتی نظم کو دبانے اور سیاسی غلبے کے حصول' کی قدرتی خواہش بھی غائب ہو جائے گی۔ بین الاقوامی معاہدات کے ذریعہ قدرتی خیر سگالی کی طرف زیادہ پیش رفت ہو گی اور وہ اپنے ہمسایوں کے ساتھ مکمّل ہم آہنگی کے ساتھ رہ سکیں گے۔ اس سے اقلیتوں کے متعلق دو طرفہ انتظامات کیلئے آسانی کے ساتھ مسلم ہند اور ہندو ہند کے مابین دوستانہ سمجھوتوں کی راہ ہموار ہو سکے گی جس سے زیادہ مناسب اور مؤثر طریقے سے مسلمانوں اور متعدد دیگر اقلیّتوں کے حقوق اور مفادات کا تحفّظ ہو سکے گا۔

یہ سمجھنا بہت دشوار بات ہے کہ ہمارے ہندو دوست اسلام اور ہندو مت کی حقیقی نوعیت کو سمجھنے سے کیوں قاصر ہیں۔ یہ حقیقی معنوں میں مذاہب نہیں ہیں۔ فی الحقیقت یہ مختلف اور نمایاں معاشرتی نظام ہیں اور یہ ایک خواب ہے کہ ہندو اور مسلمان کبھی ایک مشترکہ قوم کی سلک میں منسلک ہو سکیں گے ۔ ایک ہندی قوم کا تصوّر حدود سے بہت زیادہ تجاوز کر گیا ہے اور آپ کے بہت سے مصائب کی جڑ ہے۔ اور اگر ہم بروقت اپنے تصوّرات پر نظرثانی نہ کر سکے تو یہ ہند کو تباہی سے ہمکنار کر دے گا۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کا دو مختلف مذہبی فلسفوں' معاشرتی رسم و رواج اور ادب سے تعلق ہے۔ نہ وہ آپس میں شادی بیاہ کرتے ہیں نہ اکٹھے بیٹھ کر کھاتے پیتے ہیں۔ دراصل وہ دو مختلف تہذیبوں سے متعلق ہیں جن کی اساس متصادم خیالات اور تصوّرات پر اُستوار ہے۔ یہ بھی بالکل واضح ہے کہ ہندو اور مسلمان تاریخ کے مختلف مآخذوں سے وجدان حاصل کرتے ہیں۔ ان کی رزم مختلف ہے' ہیرو الگ ہیں اور داستانیں جُدا۔ اکثر ایسا ہوتا ہے ایک کا ہیرو دوسرے کا دشمن ہوتا ہے اور اسی طرح ان کی کامرانیاں اور ناکامیاں ایک دوسرے پر منطبق ہو جاتی ہیں۔ ایسی دو قوموں کو ایک

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ریاست کے جوئے میں جوت دینے کا جن میں سے ایک عددی لحاظ سے اقلیت اور دوسری اکثریت ہو' نتیجہ بڑھتی ہوئی بے اطمینانی ہو گا اور آخرکار وہ تانا بانا ہی تباہ ہو جائے گا جو اس طرح کی ریاست کے لئے بنایا جائے گا۔

تاریخ نے ہمیں بہت سی مثالیں پیش کی ہیں' جیسے انگلستان اور آئرلینڈ کا اتحاد۔ چیکوسلاو یکیہ اور پولینڈ' تاریخ نے ہمیں بہت سے جغرافیائی خطّے بھی برصغیر ہند سے بہت چھوٹے دکھائے ہیں' جنہیں ایک ملک کہا جا سکتا تھا۔ لیکن وہ اتنی ہی ریاستوں میں منقسم ہیں جتنی قومیں ان میں آباد ہیں۔ جزیرہ نما بلقان میں سات یا آٹھ خودمختار ریاستیں ہیں۔ اسی طرح پرتگال اور ہسپانیہ ایبریا کے جزیرہ نما میں منقسم ہیں۔ اور یہاں ہند کے اتحاد اور ایک قوم کے بہانے سے جس کا کوئی وجود نہیں' ایک مرکزی حکومت کا ڈول ڈالنے کی جستجو کی جا رہی ہے۔ جبکہ ہمیں علم ہے کہ گذشتہ بارہ سو برس کی تاریخ حصول اتحاد میں ناکام رہی اور مدت مدید سے ہند کو ہندو ہند اور مسلم ہند میں منقسم پایا گیا۔ ہند کے موجودہ مصنوعی اتحاد کا آغاز انگریزوں کی فتوحات کے بعد سے ہوا اور برطانوی سنگینوں کے زور پر اسے برقرار رکھا گیا۔ لیکن برطانوی عہد کا اختتام جو ملک معظم کی حکومت کے تازہ ترین اعلان سے مترشح ہے' ٹوٹ پھوٹ کا اس قدر برا سانحہ ہو گا جس سے بدتر مسلمانوں کے زیر اقتدار پچھلے ہزار برس کے دوران کبھی نہ ہوا ہو گا۔ یقین ہے کہ ڈیڑھ سو برس کی حکومت کے بعد انگریز ہند کو یہ تحفہ تو نہ دیں گے' نہ ہی ہندو ہند اور مسلم ہند اتنے بڑے المیّے کا خطرہ مول لے سکتے ہیں۔

مسلم ہند کسی ایسے دستور کو قبول نہیں کر سکتا جو لازمی طور پر ہندو اکثریت کی حکومت پر منتج ہو۔ ایسا جمہوری نظام' جس کے تحت ہندوؤں اور مسلمانوں کو یکجا کر کے' اقلیتوں پر مسلّط کیا جائے گا تو اس کا واحد مطلب ہندو راج ہو گا۔ اس نوع کی جمہوریت کا' جس کی کانگرس ہائی کمان بہت گرویدہ ہے' مطلب ہے ہر اس چیز کی مکمل تباہی جو اسلام کے نزدیک بے حد بیش قیمت ہے۔ ہمیں گذشتہ ڈھائی برس کے دوران صوبائی دستور پر عملدرآمد کا بہت کافی تجربہ ہو چکا ہے۔ اس طرح کی حکومت کا اعادہ خانہ جنگی اور نجی فوجوں کی تیاری ہو گا جیسا کہ مسٹر گاندھی سکھر کے ہندوؤں کو مشورہ دے چکے ہیں جب انہوں نے کہا کہ انہیں اپنا دفاع خود کرنا چاہئے' تشدد سے یا عدم تشدد سے' مار کے بدلے مار اور اگر وہ ایسا نہ کر سکیں تو انہیں ترک وطن کر دینا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہئے۔

معروف انداز کے مطابق مسلمان اقلیت نہیں ہیں۔ ہم ذرا سا پلٹ کر دیکھیں۔ ہند کے برطانوی نقشے کے مطابق آج بھی ۱۱ صوبوں میں سے ۴ صوبوں میں، مسلمان کم و بیش اکثریت میں ہیں، اور وہاں کانگرس کے اس فیصلے کے علی الرغم کام ہو رہا ہے کہ عدم تعاون کرو اور سول نافرمانی کی تیاری کرو۔ قوم کی کسی بھی تعریف کے مطابق مسلمان ایک قوم ہیں۔ اور ان کے اپنے وطن ہونے چاہئیں، اپنے علاقے اور اپنی ریاست۔ ہم آزاد اور خودمختار قوم کی حیثیت سے اپنے ہمسایوں کے ساتھ امن اور آشتی کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے عوام بھرپور روحانی، ثقافتی، اقتصادی، معاشرتی اور سیاسی زندگی میں ترقی کریں۔ اس انداز سے جسے ہم بہترین سمجھتے ہیں، اپنے آئیڈیل کے مطابق اور اپنے عوام کی سوچ کے مطابق۔ دیانت کا تقاضا ہے اور ہمارے کروڑوں لوگوں کا اہم مفاد ہم پر یہ مقدس فریضہ عائد کرتا ہے کہ ہم ایسا آبرومندانہ اور پُر امن حل تلاش کریں جو سب کے لئے جائز اور منصفانہ ہو۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم نہ تو دھمکیوں اور گیدڑ بھبکیوں سے متاثر ہوں گے اور نہ ہی اپنے اغراض و مقاصد سے انحراف کریں گے۔ ہمیں جُملہ دشواریوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ ہم نے اپنے سامنے جو مقصد رکھا ہے اس کے لئے جتنی قربانیوں کی ضرورت پڑی پیش کر دی جائیں گی۔

خواتین و حضرات ! یہ کام ہے، ہمارے سامنے ہے۔ مجھے خدشہ ہے کہ مَیں اپنے وقت کی حد کو پار کر گیا ہوں۔ بہت سی باتیں ہیں جو مَیں آپ سے کہنا چاہتا تھا لیکن مَیں نے پہلے ہی ایک کتابچہ شائع کر دیا ہے جس میں وہ بیشتر باتیں آ گئی ہیں، جو مَیں کہتا رہا ہوں اور مَیں سمجھتا ہوں کہ آپ بہت آسانی سے یہ کتابچہ جو انگریزی اور اُردو دونوں زبانوں میں شائع ہوا ہے مسلم لیگ کے دفتر سے حاصل کر سکتے ہیں۔ اس میں مسلم لیگ کی اہم قراردادیں اور دیگر بیانات موجود ہیں۔ بہرنوع مَیں نے وہ کام آپ کے سامنے رکھ دیا ہے جو ہمیں آئندہ کرنا ہے۔ کیا آپ یہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ کس قدر زبردست اور بڑا کام ہے؟ کیا آپ یہ محسوس کرتے ہیں کہ آپ آزادی اور خودمختاری محض دلائل کے بَل پر حاصل نہیں کر سکتے؟ مجھے دانشوروں سے اپیل کرنی چاہئے۔ دنیا کے تمام ملکوں میں دانشور ہی آزادی کی تحریکوں کے سرخیل ہوتے ہیں۔ مسلمان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دانشور کیا کرنا چاہتے ہیں؟ میں آپ کو بتا سکتا ہوں کہ جب تک کہ آپ اسے اپنے خون میں نہ دوڑا دیں گے، جب تک کہ آپ آستینیں چڑھانے پر آمادہ نہیں ہو جائیں گے، جب تک کہ آپ وہ سب کچھ قربان کر دینے کے لئے تیار نہ ہوں گے جو قربان کر سکتے ہیں، جب تک کہ آپ اپنی قوم کیلئے بے لوثی اور خلوص کے ساتھ کام نہیں کریں گے، آپ کبھی بھی اپنا مقصد حاصل نہیں کر سکیں گے۔ دوستو! پس میں چاہتا ہوں کہ قطعی طور پر آپ اپنا ذہن تیار کر لیں اور پھر ترکیبیں سوچیں، اور اپنے لوگوں کو منظم کریں، اپنی تنظیم کو مضبوط بنائیں، اور پورے ہند میں مسلمانوں کو مجتمع کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ عوام پوری طرح بیدار ہیں۔ انہیں صرف آپ کی رہنمائی اور قیادت کی ضرورت ہے۔ اسلام کے خادموں کی حیثیت سے آگے بڑھیں اور اپنے لوگوں کو اقتصادی، معاشرتی، تعلیمی اور سیاسی طور پر منظم کریں۔ مجھے یقین ہے آپ ایسی طاقت بن جائیں گے جسے ہر کوئی تسلیم کرے گا۔

(آل انڈیا مسلم لیگ، اجلاس لاہور مارچ ۱۹۴۰ء خطبہ صدارت، جو فی البدیہہ دیا گیا)

آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں اختتامی تقریر

لاہور، ۲۵ مارچ ۱۹۴۰ء

اپنی اختتامی تقریر میں مسٹر جناح نے استقبالیہ کمیٹی کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اتنے عمدہ انتظامات کئے اور کارروائی کو چلانے میں ان کی مدد کی۔ انہوں نے کہا کہ جب انہوں نے لاہور کے المناک واقعات کے بارے میں سنا، جب انہوں نے سنا کہ لاہور میں خاکساروں پر گولیاں چلائی گئیں تو وہ بہت پریشان ہوئے اور ان کی عمر کچھ نہیں تو دس برس کم ہو گئی ہو گی۔ بعض لوگوں نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ لاہور میں اجلاس منعقد نہ کریں۔ لیکن انہیں پنجاب کے لوگوں پر بھروسہ تھا چنانچہ انہوں نے اجلاس کو ملتوی نہ کرنے کا فیصلہ کیا۔

جب وہ لاہور پہنچے تو انہوں نے رپورٹروں کو بتایا کہ مسلم لیگ کا لاہور اجلاس مسلمانان ہند کی تاریخ میں ایک عہد آفرین باب ہو گا۔ انہیں اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ اجلاس سے ذرا قبل اگر یہ المیہ نہ ہوا ہوتا تو اجلاس کہیں زیادہ کامیاب ہوتا۔ ایک

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہایت عظیم الشان جلوس ہوتا جس میں لوگوں کو اپنے جذبات کے اظہار کا موقع ملتا۔ ہمارے دشمنوں نے اجلاس کو بھی برباد کرنے کی کوشش کی لیکن اُن کی کوششیں رائیگاں گئیں اور اجلاس بے حد کامیابی کے ساتھ اختتام کو پہنچا۔

انہیں خوشی ہوئی کہ اجلاس کی کارروائی جب کہ ہمارا خون کھول رہا تھا نہایت ٹھنڈے اور پُرسکون ماحول میں ہوئی۔ جب تیں مسلمانوں کو گولیاں مار کر موت کی نیند سُلا دیا گیا ایسے میں پُرسکون رہنا بہت دشوار تھا۔ آپ لوگوں نے دنیا کے سامنے یہ مظاہرہ کیا کہ مسلمان غم و اندوہ کو برداشت کرنے کی اہلیت بھی رکھتے ہیں۔ آپ نے دنیا کو یہ بھی بتا دیا کہ آپ اپنی کارروائی لاکھوں کے اجتماع میں سرانجام دے سکتے ہیں۔ یہ بہترین سَند ہے جو کسی قوم کو دی جا سکتی ہے۔ لیگ کا وقار مسلمانان پنجاب کے ہاتھ میں تھا۔ لہٰذا میں پنجاب کے مسلمانوں کو تہ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ بات مجھے آپ کی اور زیادہ خدمت کرنے کا حوصلہ بخشتی ہے۔

ایک عہد آفرین باب

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ اجلاس لاہور واقعتاً مسلم ہند کی تاریخ میں ایک عہد آفرین باب ثابت ہوا۔ چونکہ انہوں نے اپنی منزل متعین کر دی۔ انہوں نے سامعین کو یقین دلایا کہ وہ حصول منزل کی خاطر لڑیں گے۔ انہوں نے فیصلہ بالکل صحیح طور سے کیا ہے۔

آخر میں انہوں نے مسلمانان پنجاب سے اپیل کی کہ وہ صوبے میں مسلم لیگ کو منظم کریں اس کا پیغام گاؤں' گاؤں اور گھر گھر پہنچا دیں۔ (دی سول اینڈ ملٹری گزٹ' ۲۶' مارچ ۱۹۴۰ء)

مُسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن' پنجاب

خصوصی اجلاس "پاکستان" میں خطبہ صدارت

لاہور ۲ مارچ ۱۹۴۱ء

خواتین و حضرات!

اولاً تو آپ مجھے اجازت دیجئے کہ مَیں ایک بار پھر اس اعزاز کیلئے آپ کا شکریہ ادا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دوں جو آپ نے پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کی اس کانفرنس کی کارروائی کی صدارت کرنے کی دعوت دے کر مجھے بخشا ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا' میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ یہ جذبہ اپنائیت کی صدا ہے اور میں نے بڑی مسرت کے ساتھ اس صدا پر لبیک کہا ہے۔ ثانیاً میں یکم مارچ یعنی کل سے آپ کے ساتھ ہوں' میں نے اس کانفرنس کے ضمن میں آپ کے انتظامات اور کارروائیاں دیکھی ہیں۔ مجھے اجازت دیجئے کہ جس انداز سے آپ نے اس کانفرنس کا انتظام کیا اس پر آپ کو تہہ دل سے مبارکباد پیش کروں۔ (تالیاں) میں نہ صرف نوجوانوں کو بلکہ لاہور کے کثیر التعداد مسلمانوں کو اور ان سب لوگوں کو جو مختلف حصوں سے یہاں تشریف لائے یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں اسے حقیقتاً سراہتا ہوں اور مجھے مسرت ہے کہ مسلمانان پنجاب بیدار ہو گئے ہیں اور یہ کہ نوجوانوں کا ایک چھوٹا سا دستہ ہے جس نے پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کی اس کانفرنس کے انعقاد کے سلسلے میں بے حد محنت کی ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں نے اس کے لئے کام کیا' جنہوں نے اس کے لئے محنت کی انہیں پورا اطمینان ہونا چاہئے کہ اُن کی محنتیں بار آور ہوئیں اور انہیں اپنے کام کا پورا ثمر مل گیا ہے۔

اراکین پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن اور خواتین و حضرات! اجازت دیجئے کہ میں سب سے پہلے صدر مسلم لیگ کی حیثیت سے آل انڈیا مسلم لیگ کی گذشتہ تین برس کی کارگذاری کی روئیداد ممکنہ حد تک مختصراً آپ کے سامنے پیش کر دوں۔ جیسا کہ آپ کو علم ہے ۱۹۳۶ء میں مسلم لیگ قریب المرگ تھی اور مسلمان جاں بلب' گذشتہ تین برسوں کے دوران مسلم لیگ نے سارے ہند میں مسلمانوں کو اس حد تک منظم کر دیا کہ یہ امر حلیفوں اور حریفوں دونوں کے لئے تعریف و توصیف اور استعجاب کا باعث بن گیا (مرحبا' مرحبا) یہ ایک غیر معمولی بات ہے' جب اس دَور کی تاریخ لکھی جائے گی کہ کس طرح ان تین برسوں میں نو کروڑ مسلمان ایک پلیٹ فارم پر' ایک پرچم تلے جمع ہو گئے تھے۔ یہ ایسا کارنامہ ہے جس سے مسلمانوں کی گذشتہ دو سو برس کی تاریخ نا آشنا ہے (مرحبا' مرحبا) ایسا بھی ہو سکتا ہے' یہ ایک معجزہ معلوم ہوتا ہے۔ ہمارے سب دشمنوں کو ہمارے سب مخالفوں کو پورا بھروسہ تھا اور اس بات کی توقع تھی کہ مسلمان کبھی متحد نہیں ہوں گے۔ یہ کہ وہ آپس میں لڑتے رہیں گے اور اسی امید

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں انہوں نے مسلمانوں میں افتراق اور انتشار پھیلانے کا منصوبہ بنا لیا۔ آج میں آپ کو بتا دوں کہ انہوں نے مسلمانوں میں نفاق اور انتشار پھیلانے کی کوششوں کو ترک کر دیا ہے (مرحبا) میں مرکزی مجلس قانون ساز کے حلقہ انتخاب روہیل کھنڈ کی تازہ ترین مثال لیتا ہوں۔ انہیں بتایا گیا تھا کہ وہ کانگرس کا گڑھ ہے' ہندوؤں کا گڑھ ہے اور یہ کہ آخری رُکن جو منتخب ہوئے تھے وہ ایک مسلمان تھے۔ لیکن وہ ایک کانگرسی مسلمان تھے۔ بہرکیف' میں کبھی ایسی زبان استعمال نہیں کرتا جس سے کسی طرح بھی یہ ظاہر ہو کہ میں کسی کی بدنصیبی سے لطف اندوز ہوتا ہوں (مرحبا)۔ میں سمجھتا ہوں روہیل کھنڈ کے حلقہ کی نشست پر جو صاحب متمکن تھے ان کے لئے کانگرسی ہائی کمان کے انفرادی ستیہ گرہ کے حکم سے سرتابی ممکن نہیں تھی۔ انہوں نے ستیہ گرہ کی اور نتیجے میں ایک برس سے زیادہ عرصے کے لئے شاہی مہمان بنا لئے گئے' اور اس کا جو انجام ہونا تھا ہوا۔ میرا مطلب ہے قانونی انجام' وہ اس نشست سے محروم کر دیئے گئے۔ لیکن جب ہم نے اپنے امیدوار' نواب زادہ لیاقت علی خان کو کھڑا کیا' تو وہاں کہیں کانگرس نظر نہیں آئی' نہ زمین پر نہ اُفق پر۔ یہ صرف ایک مثال ہے ویسے مثالیں بہت ہیں لیکن ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ مسلم لیگ نے کیا کیا۔

میں سمجھتا ہوں کہ میں درست کہہ رہا ہوں' آج مسلم لیگ نے مسلمانان ہند کو پُروقار مقام پر لا کھڑا کیا ہے۔ اس نے مسلمانان ہند کو اس ملک کے معاملات اور اس ملک کی قومی زندگی میں ایک باعزت مرتبہ دلا دیا ہے۔ اس نے مسلمانوں کو اور ان کے کارکنوں کو جذبہ نظم و ضبط عطا کیا۔ اس نے مسلمانوں کو عزتِ نفس اور خود اعتمادی دی' جس کی سب سے زیادہ احتیاج تھی۔ اس نے مسلم ہند کے سامنے صحیح تصویر کشی کی جس کا عکس آپ دیکھ رہے ہیں۔ اس نے ان اہم امور کا درست پیش منظر سامنے رکھا جو آج مسلم قوم پر اثرانداز ہیں۔ پس اس نے مسلمانان ہند کے وقار اور شہرت میں اس درجہ اضافہ کیا ہے جو توقعات سے ماورا ہے' میری توقعات سے' اور ہم میں سے بہت سوں کی توقعات بھی۔ آج مسلم ہند کو افسر شاہی کے چُنگل سے گلُو خلاصی مل گئی ہے۔ وہ لوگ جنہیں مسلمانوں پر قائدین کے طور پر مسلّط کر دیا گیا تھا اور جو مسلمانوں کے رہنماؤں کی حیثیت سے اکڑتے پھرتے تھے' اور اصلاً افسر شاہی کے کیمپ میں تھے' بے دست و پا ہو کر رہ گئے ہیں۔ وہ لوگ جو گاندھی کیپ پہن کر کانگرس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پلیٹ فارم پر اکڑفوں دکھاتے تھے اب بے بس ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے (مرحبا' مرحبا) مسلمان اپنے مقام پر پہنچ گئے ہیں۔ وہ اپنے پلیٹ فارم پر' اپنے پرچم تلے جمع ہو گئے ہیں اور اپنی حکمت عملی پر عمل پیرا ہوں گے تاکہ اس منزل مقصود کو حاصل کر سکیں جو ہم نے اپنے لئے متعین کی ہے (تحسین و آفرین) تاہم ابھی بہت کچھ کرنا ہے اور اسی لئے میری آپ سے یہ اپیل ہے کہ نوجوانوں اور بوڑھوں' مردوں اور عورتوں سے' کہ ہمیں کام کرنا چاہئے۔

یاد رکھئے' پہلے تو آپ کو وہ منزل مقصود حاصل کرنی ہے۔ یعنی آپ یہ چاہتے ہیں کہ مسلم ہند ہماری حکومت کے تابع ہو۔ یہ آپ کو حاصل کرنا ہے اور یہ آپ محض قراردادیں منظور کر کے حاصل نہیں کر سکتے۔ آپ محسوس کرتے ہیں کہ اس کا مطلب کیا ہے۔ بلاشبہ' ہم نے سینکڑوں پلیٹ فارموں سے یہ اعلان کیا ہے کہ ہم ایک اقلیت نہیں ہیں۔ بالکل درست' ہم ایک اقلیّت نہیں ہیں۔ اگرچہ مجھے بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہندو رہنما ابھی تک وہ پُرانا راگ ہی الاپ رہے ہیں کہ ہم ایک اقلیّت ہیں اور یہ کہ وہ انجمن اقوام عالم کے طے کردہ اصولوں کے مطابق تمام تحفظات دینے کے لئے آمادہ ہیں۔ مَیں نے آج ہی یہ فارمولا پڑھا ہے جسے اس ایک عظیم ہندو رہنما نے پیش کیا ہے' جنھوں نے ہندو اقلیّتوں کی اس کانفرنس میں تقریر کی تھی جو کل آپ کے شہر میں منعقد ہو رہی تھی۔ مَیں اپنے دوستوں کو' ہندو رہنماؤں کو بتا دوں کہ انجمن اقوام عالم مر چکی ہے (مرحبا' مرحبا) کیا آپ کو ابھی تک اس کا علم نہیں ہوا؟ مَیں اُن کو بتا دوں کہ آپ کم سے کم رُبع صدی پیچھے رہ رہے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ آپ یہ محسوس نہیں کرتے کہ یوروپ اور جنگ کے دیگر میدانوں میں دنیا کا سارا حلیّہ ہفتہ سے ہفتہ اور مہینے سے مہینے تبدیل ہو رہا ہے۔ کیا یہ قدامت پسند فرقہ' یہ خود میں مگن فرقہ جدید طور طریقے نہیں اپنا سکتا اور اپنے ارادے اور خیالات تبدیل نہیں کر سکتا؟ لیکن یہ اظہر من الشمس ہے کہ ہم ایک اقلیّت نہیں۔ ہم ایک قوم ہیں (تحسین و آفرین) اور ایک قوم کے پاس خطّہ زمین بھی ہونا چاہئے۔ محض یہ کہنے کا کیا فائدہ کہ ہم ایک قوم ہیں؟ قوم ہَوا میں تو نہیں رہتی۔ یہ زمین پر رہتی ہے۔ اس کو زمین پر حکمرانی کرنی چاہئے۔ اور اس کے پاس علاقائی ریاست ہونی چاہئے اور یہی آپ حاصل کرنا چاہتے ہیں (مرحبا' مرحبا)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یاد رکھئے یہ کوئی چھوٹا موٹا کام نہیں۔ یہ کارِ عظیم ہے جس کا بیڑا آپ نے سلطنت مغلیہ کے زوال کے بعد اپنی زندگی میں اٹھایا ہے۔ آپ محسوس کرتے ہیں، اسے تمام ضروری اجزاء اور تیاری مطلوب ہے تاکہ منزل مقصود تک رسائی ہو سکے اور اسے پا سکیں۔ آپ مجھے یہ کہنے کی اجازت دیں گے کہ جذبات کی رَو میں نہ بہہ جائیں، نعروں کی رَو میں نہ بہہ جائیں۔ ایک قوم کس طرح تشکیل پاتی ہے؟ جب ایک قوم زوال کا شکار ہو جاتی ہے تو اس میں زندگی کی روح کس طرح پھُونکی جاتی ہے؟ یہ ہیں سوالات۔

ہم زوال پذیری کے ذیل میں آتے ہیں۔ ہم نے بدترین دن دیکھے ہیں۔ اگرچہ مجھے مسّرت ہے کہ اِس ملک میں مسلم قوم کا نمایاں اور قطعی احیاء ہوا ہے اور اسے حیاتِ ثانیہ مل گئی ہے۔ لہٰذا ہماری صورت حال یہ ہے۔ ہم ابھی بیدار ہوئے ہیں۔ ہم ابھی اپنی آنکھیں کھول رہے ہیں۔ ہم نے اردگرد نظرڈالی ہے، ابھی ہمیں شعور حاصل ہوا ہے۔ ابھی آپ ایک مردِ بیمار ہیں۔ ابھی آپ معذور ہیں۔ ابھی آپ کو افاقے کے بعد بحالیِ صحت کے ایّام گزارنا ہیں تاکہ آپ مکمّل صحت مند، توانا اور رواں دواں ہو سکیں۔ آپ اپنے عوام کو اس منزل پر اور تیاری کے مرحلہ پر کیسے لے جائیں گے جب آپ اپنا منتہائے مقصود حاصل کر سکیں گے؟ کوئی شاہراہ نہیں۔ میرے نوجوان دوستو! آپ کو سب سے پہلے اپنی توجہ قومی تعمیر کے شعبوں پر مرکوز کرنی ہو گی۔ آپ کہیں گے یہ کیا ہے؟ قومی تعمیر کے شعبے کون سے ہیں؟ مَیں آپ کو بتاتا ہوں وہ کیا ہیں؟ آپ دیکھئے کہ کم سے کم تین بڑے ستون ایسے ہیں جو ایک ایسی قوم کی تشکیل کر سکتے ہیں جو ایک علاقے کی ملکیّت اور کاروبار شہریاری چلانے کی اہل ہو۔

اوّل ہے تعلیم۔ تعلیم کے بغیر ہمارا حال وہی ہو گا جو گزشتہ شب اس پنڈال میں تاریکی میں ہمارا ہوا تھا۔ تعلیم کے ساتھ آپ کا یہی حال ہو گا جو اس وقت روز روشن میں ہے۔ دوسرے، کوئی قوم اور کوئی لوگ خود کو تجارت اور صنعت و حرفت میں اقتصادی طور پر مستحکم کیے بنا کبھی کچھ نہیں کر سکے۔ اور آخر میں جب آپ کو تعلیم کے ذریعے علم کی روشنی مل جائے اور جب آپ اقتصادی اور صنعتی اعتبار سے مضبوط ہو جائیں، تب خود کو اپنے دفاع کے لئے تیار کرنا ہو گا—— دفاع بیرونی جارحیت کے خلاف اور داخلی امن و امان برقرار رکھنے کے لئے۔ پس یہ ہیں تین بڑے ستون، جن پر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک قوم کی اساس استوار ہوتی ہے اور قوم کی قوت اسی تناسب سے ہوتی ہے جس تناسب سے آپ کی ان تین بڑے ستونوں کے ساتھ آمادگی اور تیاری ہوتی ہے۔ آج آپ ان تین بڑے ستونوں کے ضمن میں سیڑھی کے بالکل نچلے ڈنڈے پر ہیں۔ تعلیمی اعتبار سے ایک بڑا خلا ہے جسے آپ کو پُر کرنا ہے۔ اقتصادی اور مالی لحاظ سے مسلمان غربت کا شکار اور سارے ہند میں دیوالیہ پن سے قریب تر ہے۔ جہاں تک دفاع کا تعلق ہے حکومت کے موجودہ نظام کے تحت جو مواقع میسّر ہیں ان میں بھی مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے۔ پس میرے نوجوان دوستو! مَیں دیکھتا ہوں کہ آپ کے پاس کچھ عزائم ہیں اور فی الحقیقت یہ بہت عمدہ عزائم ہیں۔ آپ تن تنہا ان میں سے کچھ امور کے ضمن میں اپنی قوم کے لئے کچھ کام کرنا چاہتے ہیں۔ لیجئے یہ ہے آپ کے لئے پروگرام۔ آپ محض بے خوفی اور تکبّر کی زبان میں گفتگو نہ کیجئے۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ ہمیں اس زبان میں بات کرنے کی کوئی احتیاج نہیں۔ اور ہمیں دھمکیوں کی زبان میں بات کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ کیوں؟ چونکہ اولاً تو یہ کہ ہمارا مقصد دیانت پر مبنی ہے' جائز ہے اور درست ہے۔ یہ تو ہوئی پہلی وجہ۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جو لوگ توانا ہوتے ہیں اور جنہیں خوداعتمادی اور خود انحصاری حاصل ہو جاتی ہے' انھیں غیر ضروری دھمکیوں اور متکبّرانہ زبان استعمال کرنے کی کوئی حاجت نہیں ہوتی۔

لہٰذا جہاں تک ممکن ہو ہمیں مخالفوں کو دلیل کے بَل پر قائل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ بلاشبہ مجھے اس بات کا علم ہے کہ ہماری دلیل اور قائل کرنے کی کوشش ہمیشہ کامیاب نہیں ہوتی۔ لیکن ہمیں ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔ ہمیں اُن لوگوں کے خلاف غیر ضروری طور پر تلخی پیدا نہیں کرنی چاہئے جو اس وقت لاہور کی اس قرارداد پاکستان کے مخالف ہیں۔ ہم (ایسا) کیوں کریں؟ مجھے اعتماد ہے کہ ہمارے یہ مخالفین یہ محسوس کرلیں گے کہ یہ ہندوستان کے نہایت پیچیدہ مسئلہ کا' جس کی دنیا میں اور کوئی مثال نہیں' واحد حل ہے اور بہترین حل ہے۔ ہمارے مخالفین' وہ جہاں کہیں بھی ہوں' اور اس ملک میں مسلمانوں کے علاوہ تین طاقتیں اور جماعتیں' جن کا ہماری قرارداد لاہور سے تعلق ہے — برطانوی حکومت' ہندی ریاستوں کے فرمانروا اور ہندو ہیں۔ مَیں آپ کو بتا دوں کہ یہ بّرِعظیم کے ان تین بڑے اور اہم عناصر کے مفاد میں ہے اور وہ خود محسوس کرلیں گے کہ ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں محض یہی حل ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیوں؟ یہ مَیں آپ کو بعد میں بتاؤں گا۔ مَیں اپنے نکتے سے دُور ہٹنا نہیں چاہتا۔ اگر آپ اپنی منزل مقصود کو مختصر مدت میں اور جلد سے جلد طریقے سے پا لینا چاہتے ہیں تب آپ اپنی قوم کی بنیادوں کی تعمیر اس انداز سے کیجئے جس کا مَیں نے تذکرہ کیا ہے۔

دوسری بات جو مَیں آپ سے کہنا چاہتا ہوں' خواتین و حضرات! وہ یہ ہے۔ ہمارے سامنے دو سوال ہیں۔ ایک سوال حال کے بارے میں ہے اور دوسرا مستقبل کے بارے میں۔

اب جہاں تک حال کا تعلق ہے مجھے اجازت دیجئے کہ مَیں آپ کے سامنے بیان کر دوں کہ مسلم لیگ کا احوال کیا ہے۔ آپ کو علم ہے کہ دنیا کے ایک سے زیادہ براعظموں میں ایک عظیم جدوجُہد جاری ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ اس جنگ میں برطانوی حکومت بہت اُلجھی ہوئی ہے۔ آپ جانتے ہیں' صحیح یا غلط' موجودہ صورتِ حال اور اس دستور کے مطابق جس کے تحت ہم پر حکومت کی جا رہی ہے' ہند جنگ میں ایک فریق ملک ہے' اس وقت ہند برطانیہ کے زیرِ نگیں ہے۔ لہٰذا ہند کو اس جنگ کو چلانے کی مساعی کو تیز تر کرنے کے لئے پوری کوششیں کرنی ہیں۔ اب ہمیں خواہ کچھ بھی شکایات ہوں یا برطانوی حکومت کے خلاف جو بھی شکوے ہوں' ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہند کو بھی خطرہ لاحق ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ ہماری بدقسمتی ہو' بلکہ آپ کے جذبات اور محسوسات خواہ کچھ بھی ہوں آپ کو اس مرکزی حقیقت سے مفر نہیں کہ ہند کو بھی خطرہ درپیش ہے۔ لہٰذا ہم اپنے مفاد میں جنگ کی ان مساعی میں رُکاوٹ نہیں ڈال سکتے جو ہند کے دفاع کو مستحکم کرنے اور فروغ دینے کی غرض سے کی جا رہی ہیں۔ ہماری یہ خواہش بھی نہیں کہ برطانیہ عظمیٰ کو کسی بھی وجہ سے کوئی پریشانی ہو۔ نہ مَیں برطانوی حکومت کی وکالت کر رہا ہوں اور نہ ہی مَیں رقتِ قلب یا جذباتیت کا قائل ہوں۔ اندریں حالات مسلم لیگ برطانوی حکومت کی حمایت اور اس کے ساتھ دلی تعاون کے لئے آمادہ تھی' بشرطیکہ یہ طے پا جاتا کہ ہمیں نہ صرف سارا بار اور ذمہ داری اپنے کاندھوں پر اٹھا لینا چاہئے' لیکن اس ذمہ داری اور بار کے ساتھ ساتھ جو ہم اٹھانے کے لئے تیار تھے ہم نے کہا کہ دستور کے موجودہ ڈھانچے کے اندر مسلم لیگ کے نمائندوں کو مرکز اور صوبوں دونوں حکومتوں میں حقیقی اور واقعی اختیارات بھی حاصل ہوں تاکہ اصلی اور مُؤثر امداد دی جا سکے۔ (مرحبا' مرحبا) ہم اپنی افرادی قوت کی منتقلی کی ذمہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داری اور بوجھ کس طرح اٹھا سکتے ہیں جب حکومت میں ہماری کوئی آواز نہ ہو یا اپنی فوج کی ترتیب میں ہمارا کوئی حصّہ نہ ہو؟ ہم کس طرح لاکھوں اور کروڑوں روپے کے اخراجات کی ذمہ داری اور بوجھ اٹھا سکتے ہیں جبکہ ہماری اس حکومت میں کوئی آواز یا حصّہ نہ ہو جو یہ پیسہ صرف کرنے کی مجاز ہے؟ ہم کس طرح وہ ذمہ داری اٹھا سکتے ہیں اور اسے نبھا سکتے ہیں جب تک کہ ہمیں حکومت میں کوئی اختیار اور قدرت حاصل نہ ہو۔ اس اصول کو برطانوی حکومت نے بھی قبول کر لیا تھا اور اس سے انکار نہیں کیا جاتا لیکن جب اسے جامۂ عمل پہنانے کا وقت آیا تو لارڈ لنلتھ گو یا مسٹر ایمرے یا دونوں' مجھے علم نہیں کون ذمہ دار ہے' ہلدی کی چھوٹی سی گرہ لے کر آ گئے' اور کہا ہم تمہیں مجلس عاملہ (ایگزیکٹو کونسل) میں دو نشستیں دیں گے' بلا کسی مزید تفصیل کے (قہقہہ)۔ یہ پیدا ہوتے ہی گلا گھونٹنے کے مترادف تھا اور آغاز ہی میں اس اصول کے ساتھ کھیلنا تھا جو اتنی جرأت اور اتنی دانشمندی اور اس قدر فیاضی کے ساتھ پیش کیا گیا تھا۔ جیسا کہ آپ لوگ جانتے ہیں اس پیشکش کو کوئی ذمہ دار تنظیم قبول نہیں کر سکتی تھی—— اور اسے آل انڈیا مسلم لیگ نے مسترد کر دیا۔

یہ ہے حال کے متعلق۔ اب ہم مستقبل کی طرف آتے ہیں۔ جہاں تک مستقبل کا تعلق ہے' خواتین و حضرات! مَیں نے ہر ممکن توجہ دینے کی پوری کوشش کی ہے' اور جہاں تک ممکن ہے بغیر کسی جانبداری یا تعصّب کے اور جتنا کسی بھی انسان کے لئے ممکن ہے مَیں نے قرارداد لاہور کے خلاف دلائل کا جائزہ لینے کی کوشش کی ہے۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم قرارداد لاہور کے موئید ہیں (تحسین و آفرین) اور ہم چاہتے ہیں کہ جس قدر جلد حالات اجازت دیں یا جنگ کے فوراً بعد یہ ہمیں مل جائے۔ یہ ہے جو ہم چاہتے ہیں۔ ہمارا مطالبہ ہندوؤں سے نہیں ہے کیونکہ ہندوؤں نے کبھی سارے ہند پر حکومت نہیں کی۔ یہ مسلمان تھے جنھوں نے سارے ہند پر قبضہ کیا اور سات سو برس حکمرانی کی' اور یہ انگریز تھے جنھوں نے ہند کو مسلمانوں سے لیا۔ ہمارا مطالبہ انگریزوں سے ہے جو اب قابض ہیں۔ یہ کہنا کہ ہند ہندوؤں کی ملکیت ہے' بالکل احمقانہ بات ہے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ایک وقت مسلمان ہندو تھے۔ یہ احمقانہ دلائل ان کے رہنماؤں کی طرف سے دیئے جاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ فرض کیجئے کہ ایک انگریز انگلستان میں مسلمان ہو جاتا ہے' وہ تو پاکستان کا مطالبہ نہیں کرتا۔ کیا آپ کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس دیکھنے کے لئے آنکھیں ہیں' کیا آپ کے پاس یہ سمجھنے کے لئے مغز نہیں کہ ایک انگریز اگر وہ انگلستان میں اپنا مذہب تبدیل کر لیتا ہے' وہ اپنا مذہب بدل لینے کے باوصف اسی معاشرے کا رُکن رہتا ہے؟ وہی ثقافت' وہی معاشرتی زندگی ہر چیز اسی طرح رہتی ہے' جب ایک انگریز اپنا مذہب بدل لیتا ہے؟ لیکن کیا آپ یہ نہیں دیکھ سکتے کہ ایک مسلمان جب بھی اس نے دین قبول کیا' یہ بھی تسلیم کہ اس نے ہزار برس پہلے دین قبول کیا اور بیشتر نے کیا' تب وہ آپ کے ہندو مت اور فلسفے کے مطابق ذات پات سے خارج ہو گیا۔ وہ ملیچھ ہو گیا (اچھوت ہو گیا) اور ہندوؤں کا اس کے ساتھ معاشرتی' مذہبی اور ثقافتی یا کسی اور قسم کا کوئی تعلق نہیں رہا۔ پس وہ نہ صرف مذہبی بلکہ معاشرتی اعتبار سے بھی ایک مختلف نظام سے وابستہ ہو گیا۔ اور اس نے نمایاں طور پر مذہبی' معاشرتی اور ثقافتی لحاظ سے علیحدہ اور مخالفانہ معاشرتی نظم کے تحت زندگی بسر کی۔ اب ہزار برس سے زیادہ مدت بیت گئی کہ مسلمان ایک مختلف دنیا' مختلف معاشرے میں اور مختلف فلسفے اور مختلف عقیدے کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ کیا آپ اس بات کا اس احمقانہ بات سے موازنہ کر سکتے ہیں کہ محض عقیدے کی تبدیلی سے پاکستان کے مطالبہ کا کوئی جواز نہیں؟ کیا آپ ایک بنیادی فرق نہیں دیکھ سکتے؟ لہٰذا اب میں نہیں سمجھتا کہ کوئی دیانتدار شخص اس بات سے اختلاف کر سکتا ہے کہ مسلمان ازخود ایک قوم ہیں جو ہندوؤں سے نمایاں طور پر علیحدہ ہیں۔ فرض کیجئے کہ وہ ہیں اور میرے ذہن میں اس ضمن میں کوئی شبہ نہیں۔ سینکڑوں ہزاروں ہندو ایسے ہیں جو دیانتداری کے ساتھ ایسا سوچتے ہیں اور سینکڑوں ہزاروں ہندو ہیں جو اس پر یقین رکھتے ہیں اور جو میرے پاس آئے اور جنہوں نے اکثر یہ کہا کہ صرف یہی حل ہے' یعنی قرارداد لاہور۔ لہٰذا اس نکتہ پر مزید استدلال کا کوئی فائدہ نہیں۔ لیکن اس کے خلاف پروپیگنڈا کیسے کیا جاتا ہے؟ پروپیگنڈا مسلسل کیا جاتا ہے اور جیسا کہ مَیں نے آپ کو بتایا ہے کہ بغیر کسی جانب داری کے اور جس قدر ایک انسان کے لئے ممکن ہو سکتا ہے مَیں نے اس کے خلاف دلائل کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ دلیل کیا ہے؟

میں مسٹر گاندھی سے شروع کروں گا۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ ہند کی چیر پھاڑ ہے (گویا ہند کوئی زندہ جانور ہے) یہ فوراً آپ کو ایک دہشت کا احساس دلاتا ہے۔ کیا اس کا مقصد فی الحقیقت مسلمانوں کو خوفزدہ کرنا ہے تاکہ وہ ہند کی چیر پھاڑ سے باز رہیں۔ یہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دراصل ہندوؤں کو ڈرانے کے لئے ہے کہ یہ پاجی مسلمان تمہاری مادر وطن کی چیر پھاڑ کر رہے ہیں (تحسین و آفرین) یہاں ایک سوال پیدا ہو سکتا ہے۔ کیا مَیں یہ معلوم کر سکتا ہوں کہ ہند ایک کب تھا؟ کیا یہ کبھی ایک تھا؟ یہ چیر پھاڑ کے لفظ کیوں استعمال کئے جاتے ہیں۔ پھر ان کے چیلے مسٹر راج گوپال اچاریہ ان سے ایک قدم آگے جاتے ہیں اور کہتے ہیں۔۔۔ اور انہوں نے آغاز گفتگو اس بات سے کیا کہ یہ بچے کو کاٹ کر دو لخت کرنا ہے۔ مَیں اُن سے کہتا ہوں کہ میرے عزیز' وہ بچّہ کہاں ہے جسے کاٹ کر دو ٹکڑے کئے جانے والے ہیں۔ وہ اس سے بھی مطمئن نہیں ہوئے اور انہوں نے سوچا کہ یہ کافی نہیں ہے' اور پھر وہ آگے بڑھے اور کہا کہ یہ ایسا ہے کہ جب دو ہندو بھائی آپس میں لڑ رہے ہوں اور ان میں سے ایک گئو ماتا کے برابر کے دو ٹکڑے کرنا چاہتا ہو۔ اب' خواتین و حضرات! میرے دل میں ہمیشہ ہر فرقے کے مذہبی محسوسات اور جذبات کا بڑا احترام رہا ہے (تالیاں) لیکن مسٹر راج گوپال اچاریہ جیسا ممتاز سیاست دان' ہندوؤں کے جذبات' مذہبی جذبات برانگیختہ کرے' یہ مثال دے کر کہ میں گئو ماتا کے دو ٹکڑے کرنے کی تجویز کر رہا ہوں تو اسے امید موہوم کا نام ہی دیا جا سکتا ہے' جب ان کے پاس پیش کرنے کے لئے اور کوئی معقول دلیل موجود نہ ہو۔ پھر ہمیں بتایا جاتا ہے کہ یہ اسلام کے خلاف ہے۔ (قہقہہ)

خواتین و حضرات! میں کوئی عالم فاضل مولانا یا مولوی نہیں ہوں۔ نہ ہی میں یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ میں دینیات کا فاضل ہوں۔ لیکن مَیں بھی اپنے دین کے بارے میں تھوڑا سا علم رکھتا ہوں اور مَیں اپنے دین کا ایک حقیر پیروکار ہوں اور مجھے اس پر فخر ہے (تحسین و آفرین) خدارا مجھے بتائیے کہ یہ قرارداد لاہور اسلام کے کس طرح خلاف ہے؟ یہ کیوں اسلام کے خلاف ہے؟ لیکن یہ وہ دلیل ہے جو مسٹر راج گوپال اچاریہ کے سے مرتبے کے سیاست دان نے پیش کی ہے۔

پھر ہمیں بتایا جاتا ہے کہ یہ خود مسلمانوں کے مفاد میں نہیں ہے۔ مَیں اپنے ہندو دوستوں سے کہتا ہوں ازراہ کرم ہمارے لئے پریشان نہ ہوں (تحسین و آفریں) ہم آپ کے بے حد شکرگزار ہیں کہ آپ نے ہماری غلطی اور ہمارے غیر دانشمندانہ فیصلے کی نشاندہی کی اور یہ بتایا کہ یہ ہمارے مفاد میں نہیں ہے! ہم اپنی بخوبی سوچی سمجھی قرارداد کے عواقب و نتائج بھگتنے کے لئے آمادہ ہیں۔ براہ مہربانی آپ اپنا خیال رکھیں۔ اگلی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل یہ ہے کہ یہ اقتصادی اعتبار سے لائق عمل تجویز نہیں ہے۔ مَیں بہت غور سے دیکھ رہا ہوں اور باور کیجئے کہ ہندو رہنماؤں نے جہاں کہیں بھی کچھ کہا مَیں نے اسے پڑھنے کی کوشش کی ــــــ ہو سکتا ہے کہ کہیں مجھ سے کچھ رہ گیا ہو ــــــ مَیں نے کوئی بات نہیں سُنی' ماسوا اس نعرے کے کہ اقتصادی لحاظ سے یہ ایک لائق عمل تجویز نہیں ہے۔ کیونکہ پنجاب ایک دیوالیہ صوبہ ہے' سندھ ایک دیوالیہ صوبہ ہے' بلوچستان صفر ہے۔ شمال مغربی سرحدی صوبہ دیوالیہ ہے۔ لہٰذا اقتصادی نقطۂ نظر سے یہ ایک قابل عمل تجویز نہیں ہے۔ کیوں نہیں ہے؟ کیا آپ یہ نہیں دیکھ سکتے کہ آج کل اس برّاعظم کے محاصل کا بڑا ذریعہ بلکہ بیشتر ذرائع مرکز کے ہاتھ میں ہیں؟ اگر تقسیم ہو جاتی ہے' اگر آزاد خطّے وجود میں آ جاتے ہیں جیسا کہ ہم بیان کر رہے ہیں تو یہ خطّے براہ راست محاصل وصول کریں گے اور یہ مرکز کو نہیں جائیں گے کیونکہ ہند کا کوئی مرکز نہیں ہو گا۔ آپ اس کے لئے کیوں پریشان ہوتے ہیں؟ اگر بُرے سے بُرا وقت بھی آیا تو ہم ایک سمجھدار آدمی کی طرح جتنی چادر ہو گی اتنے ہی پاؤں پھیلا لیں گے۔

اگلی بات' مسلم خطوں میں ہندو اقلیتوں کا کیا بنے گا؟ اس کا کیا ہو گا؟ آپ کیا تجویز کرتے ہیں؟ وہ کوئی تجویز نہیں کرتے۔ ہندو خطّوں میں مسلم اقلیتوں کے بارے میں کیا خیال ہے؟ لیکن مَیں نے کچھ تجویز کیا ہے۔ مَیں کہتا ہوں کہ میری تجویز یہ ہے کہ مسلم خطّے میں ہندو اقلیت کو ایک اقلیّت کی حیثیت سے مکمّل تحفظ عطا کیا جائے اور مَیں کہتا ہوں کہ ہندو خطّے میں مسلم اقلیّت کو ایک اقلیت کے طور پر مکمّل تحفظ مہیا کیا جائے۔ آپ کیا تجویز کرتے ہیں؟ کیا آپ دلیل کے طور پر یہ تجویز کرتے ہیں کہ چونکہ مسلم خطّے میں ہندو اقلیّت یا اقلیتیں ہوں گی لہٰذا نو کروڑ مسلمانوں کو مصنوعی "ایک ہند" میں جس میں وحدانی طرز کی مرکزی حکومت ہو گی ایک اقلیّت کے طور پر رہنا چاہئے تاکہ آپ ان سب پر حکمرانی کر سکیں بشمول ان خطّوں کے جہاں ان کی بھاری اکثریت ہے۔ یہ احمقانہ اور بہت ہی گمراہ کُن دلیل ہے جو بعض حلقوں میں پیش کی جا رہی ہے۔

پھر ہمیں بتایا جاتا ہے ــــــ لیکن بلاشبہ یہ بات اکثر و بیشتر نہیں کہی جاتی ــــــ آخر میں ہم سے کہا جاتا ہے کہ اگر ہند تقسیم ہو گیا تب مسلمان سارے ہند کو پامال کر ڈالیں گے اور ہندو محفوظ نہیں رہیں گے! میرے عزیز دوستو! اگر زیادہ نہ ہوئے تو بھی ہند میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیس کروڑ ہندو ہوں گے اور غریب مسلمان شمال مغربی خطے میں اور مشرقی خطے میں سات کروڑ سے زیادہ نہیں ہوں گے۔ کیا آپ اس بات سے خوفزدہ ہیں کہ اگر ان سات کروڑ مسلمانوں کو آزادی کے ساتھ کام کرنے اور ترقی کرنے کا موقع دیا گیا' اپنی فہم و فکر کے مطابق' اپنے قانون' اپنی ثقافت' معاشرتی زندگی اور مذہب کے مطابق اور اگر یہ آزاد ملک بن گئے تو کیا آپ یہ کہتے ہیں کہ آپ ان سات کروڑ سے خائف ہیں کہ وہ سارے ملک کو روند ڈالیں گے؟ تب مَیں یہ سوال کرتا ہوں کہ صرف ایک کاغذی دستور کی موجودگی سے آپ کس طرح اس خطرے سے بچ سکیں گے کہ یہ نو کروڑ مسلمان سارے ملک کو پامال نہیں کر دیں گے؟ کیا آپ کو متحدہ ہند کا صرف ایک کاغذی دستور چاہئے جبکہ ۹ کروڑ ـــــ مَیں کیا کہوں ـــــ خطرناک لوگ وہاں موجود ہوں گے۔ پھر آپ کیا چاہتے ہیں کہ اس ملک میں برطانوی حکومت ہندو راج کی چوکیداری کرے (تحسین و آفریں) تاکہ آپ بتدریج' آہستہ آہستہ اور یقینی طور پر انگریز کی سنگینوں کی مدد سے مسلمانوں کا گلا گھونٹ سکیں۔ کیا آپ یہ چاہتے ہیں (تحسین و آفریں)۔ مَیں اپنے ہندو دوستوں اور ان رہنماؤں سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا آپ یہ سوچ سکتے ہیں کہ انگریز اور انگریز قوم اس حد تک خود کو گرا دیں گے اور خود کو اتنا ذلیل کر لیں گے کہ وہ یہاں رہیں گے اور آپ کے راج کا چوکیدارہ کریں گے اور آپ کو یہ اجازت دے دیں گے کہ آپ ان کی سنگینوں کی مدد سے اس ملک میں مسلمانوں کا گلا گھونٹ سکیں؟ (تحسین و آفریں) پھر آپ کیا چاہتے ہیں؟ سوال تو یہ ہے۔ اب میں کہتا ہوں کہ اگر ہندو امن کے خواہاں ہیں تو براہ کرم ہماری تجاویز کا غیر جانبداری اور دیانت داری کے ساتھ جائزہ لیجئے۔ ان نعروں' دلفریب اور حیرت زدہ کرنے والے فقروں کو ترک کر دیجئے۔ آپ کبھی کامیاب نہیں ہوں گے۔ لہٰذا ہمیں اس کا ٹھنڈے دل سے' عملی انسانوں کی طرح تاریخ اور ان مختلف دساتیر کی روشنی میں جو مختلف ممالک میں رائج ہیں' جائزہ لینا چاہئے اور مَیں محسوس کرتا ہوں کہ تقسیم نہ صرف مسلمانوں کے' بلکہ ہندوؤں کے اور والیان ریاست اور انگریزوں کے بھی بہترین مفاد میں ہوگی۔

اب مَیں نے تقریباً ہر اس دلیل کا جائزہ لے لیا ہے جو اب تک پیش کی گئی ہیں اور مجھے یقین واثق ہے اور دلیل اس کی تائید کرتی ہے کہ مسلمان اور ہندو امن اور

15234

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آشتی کے ساتھ اور دوست ہمسایوں کی حیثیت سے رہیں گے۔میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور یہ مجھے بدیہی بات لگتی ہے کہ مسلم ہند' ہند کے سرحدی پاسبان کی شکل اختیار کر لے گا۔ کیا آپ ایک لمحے کے لئے بھی یہ سوچ سکتے ہیں کہ افغانستان' ایران کو افغانستان پر حکمرانی کی اجازت دے سکتا ہے؟ کیا آپ ایک لمحے کے لئے بھی یہ سوچ سکتے ہیں کہ افغانستان یا ایران ترکی کو اپنے اوپر حکومت کرنے دیں گے؟ کیا آپ ایک لمحے کے لئے بھی یہ سوچ سکتے ہیں کہ عرب جیسے چھوٹے سے براعظم میں جہاں مختلف خودمختار ممالک یمن' سعودی عرب' عراق وغیرہ ہیں ان میں سے کوئی ایک اپنی علاقائی خودمختار حکومت کسی دوسرے کے حق میں چھوڑ دے گا؟ پھر آپ یہ کیوں فرض کر لیتے ہیں کہ جب مسلمان شمال مغربی خطے میں اپنی آزاد اور خودمختار مملکت قائم کر لیں گے تو کسی اور کو آنے اور ہم پر حکومت کرنے دیں گے۔ کیونکہ وہ پہلے مجھ پر حکومت کریں گے اور بعد میں ہندو ہند پر؟ لہٰذا جہاں تک سرحد کا تعلق ہے مسلم ہند اس کی حفاظت کرے گا اور مجھے امید ہے کہ جہاں تک جنوب اور مغربی ہند کا تعلق ہے ہندو اس کی حفاظت کریں گے۔ ہم اچھے دوستوں اور ہمسایوں کی طرح شیر و شکر ہو کر رہیں گے اور دنیا سے کہیں گے "ہند سے دُور رہو" (مرحبا' مرحبا) میں کہتا ہوں کہ ہمارے لوگوں کی تاریخ کے اس مرحلے پر ہند کو ایک موقع ملا ہے اگر اسے ضائع کر دیا گیا تو پھر ممکن ہے کہ یہ مدت مدید تک دوبارہ نہ آ پائے۔ آیئے ہم عملی انسان بن جائیں اور حقائق کا مقابلہ کریں اور سر جوڑ کر بیٹھیں اور اس مسئلہ کا حل پاکستان کے خطوط پر تلاش کریں۔ لوگوں کو دھمکیاں دینے سے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ یہ کہنے سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہو گا کہ "بعض لوگ لفظ پاکستان کا ناروا استعمال کرتے ہیں" (مرحبا) اس ملک کا ہر ذہین شخص یہ سمجھتا ہے کہ پاکستان سے ہمارا کیا مطلب ہے۔ اگر کوئی شرارتی ہے اور شرارت کرنا چاہتا ہے تو صرف خدا ہی اسے روک سکتا ہے۔ میں تو اُسے باز نہیں رکھ سکتا۔ ہر وہ شخص جس میں ذرا سی ذہانت ہے' جو دیانت دار ہے' بخوبی سمجھتا ہے کہ جب ہم پاکستان کہتے ہیں تو ہمارا کیا مطلب ہوتا ہے۔ ہمارا مطلب ہوتا ہے قرارداد لاہور (مرحبا)۔

ایک اور معاملہ ہے جس کا میں حوالہ دینا چاہوں گا اور اس کا تعلق ہے عظیم سکھ فرقے سے' خواتین و حضرات! یہ سمجھنا قدرے دشوار امر ہے کہ ہمارے بعض سکھ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوستوں کو ڈر اور خوف کیوں دامن گیر ہے۔ مَیں ان سے کہتا ہوں کہ وہ بھی پوری احتیاط اور سکون کے ساتھ اس تجویز کا جائزہ لیں۔ سکھ فرقے کا حال اس اسکیم کے تحت کہیں بہتر ہو گا' جو ہم تجویز کر رہے ہیں ــــــ قرارداد لاہور میں بمقابلہ متحدہ ہند میں وفاقی دستور کے تحت ان کا جو حال ہو گا' یہ بدیہی بات نہیں ہے' اوّل تو یہ پنجاب میں سکھ ایک اہم فرقہ ہو گا اور پنجاب میں ایک اہم فرقے کی حیثیت سے کیا وہ اس مجلس قانون ساز میں بہت اہم کردار ادا نہیں کریں گے جو پاکستان کی وحدت کی حیثیت سے پنجاب کے لئے تشکیل کی جائے گی اور کیا وہ وفاق پاکستان میں اس صوبے کے اہم فرقے کی حیثیت سے اہم کردار نہیں ادا کریں گے؟ متحدہ ہند کے وفاقی دستور میں ان کی کیا صورت ہو گی یہ سمندر میں ایک قطرہ ہو گا (مرحبا) آج بھی یہی ہے۔ مَیں اپنے سکھ دوستوں کو بتانا چاہتا ہوں' اگر میری آواز اُن تک پہنچ سکے کہ آج بھی وہ موجودہ مجلس قانون ساز وہ کسی شمار قطار میں نہیں ہیں۔ سو میں ایک آدمی کیا کرے گا۔ پھر ایک رُکن کیا کرے گا جب اراکین تین سو پچاس ہوں اور آپ کے دو تین رُکن ہوں۔ نہ صرف یہ کہ آپ کہیں کے نہ رہیں گے بلکہ متحدہ ہند کی اسکیم کے تحت آپ کی مثال سمندر میں ایک قطرے کی سی ہو گی۔ میرے سکھ دوستوں کو اس سنگدل قاعدے سے تو مفر نہیں کہ وہ پنجاب میں اقلیت میں ہیں اور آپ لڑ جھگڑ کر' دھمکیوں اور بھبکیوں سے اس بنیادی قاعدے کو تو تبدیل نہیں کر سکتے کہ مسلمان اس خطّے میں اکثریت میں ہیں (مرحبا۔ مرحبا) مَیں اپنے سکھ دوستوں کو بتا دوں کہ میری پریذیڈنسی (بمبئی) میں میری صورت حال ان کے خدشات کے مطابق ہو گی' اگر مَیں ان پر اعتبار کروں' سو گُنا بدتر' کیونکہ میری پریذیڈنسی میں ہم مسلمان آٹھ فیصد ہیں اور باقی ماندہ تقریباً نوّے فیصد ہندو ہیں۔ جبکہ اس صوبے میں سکھ تیرہ فیصد ہیں۔ ساتھ ایک اور فرقہ ہے' ہندو' جو اٹھائیس فیصد ہے۔ لٰہذا میرا جو حال بمبئی پریذیڈنسی میں ہو گا آپ اس سے کہیں بہتر ہوں گے' تاہم مَیں خوفزدہ نہیں ہوں! (مرحبا' مرحبا) لٰہذا مَیں چاہتا ہوں کہ لوگ درحقیقت ان حقائق اور ان کے مضمرات کا جائزہ لیں۔

صرف ایک اور بات ہے جو مَیں کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے۔ یہ بدیہی بات ہے کہ کبھی بھی کوئی وفاقی دستور' وفاق میں شریک ہونے والی اکائیوں کی اپنی آزاد خواہش اور مفاہمت کے بغیر تشکیل و تدوین نہیں کیا گیا۔ مسلمانانِ ہند کے لئے واحد حل جو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت کی آزمائش اور امتحان برداشت کر سکے گا یہ ہے کہ ہند کو تقسیم کر دیا جائے تاکہ دونوں فرقے آزادانہ اور بھرپور انداز میں اپنی فہم و فراست کے مطابق اقتصادی، معاشرتی، ثقافتی اور سیاسی ترقی کر سکیں۔ یہ بھرپور مواقع اور مسلمانوں کی قومی رائے کے اظہار کی جدوجہد ہے۔ جس اہم مقابلے میں ہم مصروف ہیں وہ نہ صرف مادی فوائد کے لئے ہے بلکہ وہ مسلم قوم کی روح کی بقا کے لئے بھی ہے۔ اسی لئے مَیں نے بسا اوقات یہ کہا ہے کہ یہ مسلمانوں کے لئے زندگی اور موت کا معاملہ ہے، سودے بازی کی بات نہیں۔ مسلمانوں کو اس بات کا پورا احساس ہو چکا ہے۔ اگر ہم اس جدوجہد مَیں ہار گئے تو سب کچھ کھو جائے گا۔ ولنڈیزی ضرب المثل کے مصداق ہمارا موٹو یہ ہونا چاہئے :

"دولت کھوئی تو کچھ نہیں کھویا
حوصلہ کھویا تو کافی کچھ کھویا
عزّت کھوئی تو بہت کچھ کھویا
روح کھوئی تو سب کچھ کھو دیا!" (آرکائیوز آف فریڈم موومنٹ، جلد ۲۳۰)

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ یونین کے جلسے سے خطاب

۱۰ مارچ ۱۹۴۱ء

۱۰ مارچ ۱۹۴۱ء کو مسٹر ایم۔ اے۔ جناح مسلم یونیورسٹی یونین علی گڑھ کے زیر اہتمام جلسے سے خطاب کرنے کے لئے اسٹریچی ہال تشریف لائے تو ان کا نہایت پُرجوش اور والہانہ استقبال کیا گیا۔ یونین کے نائب صدر کے مختصر سے خیرمقدمی کلمات کے بعد مسٹر جناح نے ان واقعات پر روشنی ڈالی جو گزشتہ ایک برس کے دوران رونما ہوئے۔

مسٹر جناح نے گفتگو کا آغاز اس محبت اور انسیت کا نہایت گرمجوشی سے شکریہ ادا کر کے کیا جو علی گڑھ کے طلباء نے ان پر نچھاور کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ "گزشتہ برس جب انہوں نے ان سے خطاب کیا تھا اس وقت قرارداد لاہور جو پاکستان کے نام سے معروف ہے، منظور نہیں ہوئی تھی۔ لیکن انہوں نے یہ محسوس کیا تھا کہ وہ اس منتہائے مقصود کے اعلان کے ضمن میں بے قرار تھے جو قرارداد لاہور میں مذکور ہے۔ ہند کے دیگر حصّوں میں، انہوں نے یہی احساس جلوہ گر پایا تھا۔" مسٹر جناح نے کہا کہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مَیں نے جو کچھ کیا یہ تھا کہ دلیری کے ساتھ اس خیال کا اعلان کر دیا جو مسلم ہند کے دل میں کروٹیں لے رہا تھا۔ تمام ہندو اخبارات' ہندو رہنما اور کانگرس اس پر چراغ پا ہو گئے۔ انہوں نے مخالفت کا طوفان برپا کر دیا۔ لیکن اخبارات کے سارے پروپیگنڈے' گالم گلوچ' غلط بیانیوں اور ہذیانی گفتگو سے ہماری صورت حال میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ مَیں نے متعدد مواقع پر یہ بات زور دے کر کہی ہے کہ حکومت کا جمہوری پارلیمانی نظام جیسا کہ انگلستان میں یا دیگر مغربی ممالک میں ہے' ہند کے لئے بالکل نامناسب ہے۔ مجھے کانگرسی اخبارات میں آزادی ہند کے دشمن کا نام دے کر مطعون کیا گیا لیکن اس بیان کی صداقت تمام صاحبان فہم پر بتدریج منکشف ہو رہی ہے۔"

دو ستون

"اب تک ہند میں برطانوی حکومت عملی کی اساس دو ستونوں پر استوار رہی ہے۔ یعنی ہند کو ایک اکائی تصور کرنا چاہئے اور دوسرے مغربی طرز کا جمہوری نظام ہند کے دستور کی بنیاد ہونا چاہئے۔ لیکن مسلمانان ہند نے شک و شبہ سے ناورا یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ اصطلاح کے مسلّمہ مفہوم کے مطابق ایک اقلیّت نہیں ہیں' وہ ایک قوم ہیں اگر کبھی بھی ہند میں کسی قوم کا وجود تھا۔ مسٹر ایمرے' وزیر ہند بھی یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے کہ ہند کے نو کروڑ مسلمانوں کے ساتھ ایک عددی اقلیّت کی بجائے ایک علیحدہ دستوری عنصر کا سا سلوک ہونا چاہئے اور یہ کہ اُن پر کوئی ایسا دستور مسلّط نہیں کیا جا سکتا جس پر انہیں اعتراض ہو۔ مَیں آپ کو بتا دوں کہ آج ہند کا ایک اکائی والا ستون نہ صرف ٹوٹ گیا ہے بلکہ مکمّل طور پر پاش پاش ہو گیا ہے (پُرزور تالیاں) دوسرا ستون تھا جمہوریت۔ آیئے ہم دیکھیں کہ خود یوروپ میں جمہوریت کے بارے میں وہ کیا سوچتے ہیں۔ تب ہم یہ سمجھ سکیں گے کہ ہند میں اس کا کیا مفہوم ہے؟" مسٹر جناح نے یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ کس طرح جمہوریت یوروپ میں شکست و ریخت کا شکار ہے' ایچ۔ جی۔ ویلز اور سالوا ڈور ڈی ماوریاگا کے اقتباسات پیش کئے۔ "جمہوریت کے پردے میں امراء اور فرصت آشنا طبقوں کے لوگ حکومت کرتے ہیں۔ اس کے باوصف اگر جمہوریت مغربی ممالک اور بالخصوص انگلستان میں کسی قابل ذکر حد تک کامیاب ہے تو وہ خصوصی حالات کی بنا پر۔ جمہوریت اس ملک میں چلتی ہے جہاں ایک قوم اور ایک معاشرہ موجود ہو۔ انگلستان کے باسی صحیح طور پر ایک قوم تشکیل دیتے ہیں۔ زندگی کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنیادی امور پر ان کے مفادات اور خیالات مشترک ہیں۔ یہ دقیق جمہوریت جو ہمیں انگلستان میں نظر آتی ہے دنیا کے کسی اور ملک میں جہاں دو قومیں اور دو معاشرے موجود ہوں' مفقود ہے۔ ہند میں جمہوریت کے تحت ایک دائمی' سدابہار اور ناگزیر اکثریت اس معاشرے پر حکمرانی کرے گی جو اقلیت میں ہو گا۔ دنیا میں ایسی کوئی مثال نہیں جہاں دو قوموں کو وحدانی دستور کے جوے کے تحت جوت دیا گیا ہو۔ ہم نے عملی تجربے سے یہ دیکھا ہے کہ برطانوی پارلیمانی طرز حکومت کا نتیجہ ہند میں باقی سب پر ہندو تسلط کی شکل میں ظاہر ہوا۔ مسلمان اور دیگر اقلیتیں بالکل بے دست و پا ہو کر رہ گئیں اور دستور کے تحت حکومت میں شراکت کی کوئی امید باقی نہ رہی۔

حقائق کا سامنا کیجئے

ہر اس بات میں جو بنیادی ہے یا زندگی کے لئے ناگزیر ہے' ہندو اور مسلمان اختلاف کرتے ہیں۔ حقائق کی طرف سے آنکھیں موند لینے سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ خود ہندوؤں میں ذات پات کی تقسیم ہے اور مخصوص ذاتیں ہیں اور نیچ ذاتیں ہیں۔ اپنے طور پر وہ بے حد غیر جمہوری معاشرہ ترتیب دیتے ہیں۔ تاہم وہ اچانک جمہوریت کی محبت میں مبتلا ہو گئے (قہقہہ) بمبئی میں حال ہی میں ساحل سمندر پر صرف ہندوؤں کے لئے پیراکی اور غسل کے ایک گوشہ کا افتتاح ہوا۔ وہ سمندر میں بھی مسلمانوں کے ساتھ تیرنے کے لئے تیار نہیں۔ مَیں ہندوؤں کے جذبات کا تمسخر اُڑانا نہیں چاہتا۔ مَیں ہر شخص کے مذہبی جذبات کا احترام کرتا ہوں۔ مَیں ان چیزوں کا حوالہ محض یہ ظاہر کرنے کے لئے دے رہا ہوں کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں اختلاف کس قدر گہرا ہے۔ یہ کوئی دانشمندی کی بات نہیں ہو گی کہ ہند کے دستور کی تشکیل اس مفروضہ کی بنیاد پر کی جائے گویا یہ اختلافات موجود نہیں ہیں۔ حقائق اور ان دشواریوں کو نظرانداز کر دینے سے جو ہند کو ایک سیدھے سادے جمہوری نظام میں پیوست کر دینے کی راہ میں حائل ہوں گی' ہندو خود اپنی قوم کو زبردست نقصان پہنچائیں گے۔ جس طرح کی جمہوریت وہ ہند پر مسلّط کرنا چاہتے ہیں وہ ناممکنات میں سے ہے۔ کیونکہ وہ حالات بھی جن کی بنا پر دیگر ممالک میں دقیق جمہوریت ممکن ہو جاتی ہے' ہند میں مفقود ہیں۔ جس قدر جلد اس خیال کو ترک کر دیا جائے گا اسی قدر بہتر ہو گا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آزاد ریاستیں

لہٰذا ہم نے پورے غوروخوض کے بعد قرارداد لاہور منظور کی جو مسلم اکثریت کے خطوں میں آزاد اور خود مختار ریاستوں کے قیام کی داعی ہے۔ یعنی ہند کے شمال مغربی اور شمال مشرقی خطوں میں۔ اور اپنی علاقائی ریاستوں کی اکائیوں میں اقلیتوں کے لئے دستوری تحفظات کا اہتمام بھی کرتی ہے۔ اب تقسیم کی تجویز کو سمجھنے کے لئے کسی غیر معمولی ذہین انسان یا کسی زبردست ماہر دستور کی ضرورت نہیں ہے۔ اس تجویز کے حسن و قبح پر غور کئے بغیر کانگرس اور ہندو حلقے ہیجانی کیفیت میں مبتلا ہو گئے۔ گویا یہ کوئی بھیانک خواب ہو یا کوئی خطرناک جانور ہو (قہقہہ) امر واقع یہ ہے کہ پاکستان صدیوں سے موجود ہے' یہ آج بھی ہے اور ابد تک موجود رہے گا۔ (مرحبا) یہ ہم سے چھین لیا گیا تھا۔ ہمیں صرف اسے واپس لینا ہے۔ اس پر ہندوؤں کا کیا حق ہے؟ ہمیں اس چیز پر دعوے سے کس طرح باز رکھا جا سکتا ہے' جو ہماری اپنی ہے۔ دراصل یہ تو خود ہندوؤں کے اپنے مفاد میں زیادہ ہے۔ آخر مسلم لیگ کہتی کیا ہے؟ واضح مسلم اکثریت کے خطون کی نشاندہی کر دی جائے اور ضروری علاقائی ترتیب نو کے ساتھ وہاں اپنی آزاد ریاستیں قائم کر لینے دی جائیں۔ اس تجویز کے تحت دو تہائی ہند ہندوؤں کے حصے میں آتا ہے جہاں وہ اپنی ریاستیں قائم کر سکتے ہیں اور وہ کریں۔ انہیں اپنے جائز حصے پر قناعت کرنی چاہیے۔ انہیں پورا ہند نہیں مل سکتا۔ میں آپ کو بتا سکتا ہوں کہ برطانوی اور کانگرسی دونوں حلقوں میں یہ احساس بڑھ رہا ہے کہ ہماری تقسیم کی تجویز دونوں قوموں کے مفادات کے ضمن میں بہت سودمند رہے گی۔

بیرونی حملے کا ڈھکوسلہ

پاکستان کے خلاف پرانے نعرے مثلاً ہند کی چیر پھاڑ' مادر ہند کو کاٹ چھانٹ کر دو حصوں میں تقسیم کرنا اور گئو ماتا کے دو ٹکڑے کرنا' ترک کئے جا چکے ہیں۔ اب انہوں نے یہ دریافت کرنا شروع کر دیا ہے کہ اگر ہند تقسیم ہو گیا تو کیا ہم محفوظ رہیں گے؟ ہندو اخبارات نے یہ ڈھکوسلہ کھڑا کر دیا ہے کہ اگر ہند تقسیم ہوا تو مسلمان سارے ملک کو روند ڈالیں گے۔ یہ ایک بے بنیاد الزام ہے۔ چونکہ اگر ہندوؤں کو یہ خوف دامن گیر ہے تو کیا میں یہ دریافت کر سکتا ہوں کہ وہ پورے ہند پر کس طرح حکومت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ پاکستان میں سات کروڑ سے زیادہ مسلمان نہیں ہوں گے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہندو ہند میں بائیس کروڑ سے کم ہندو نہیں ہوں گے۔ کیا وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ بائیس کروڑ افراد محض سات کروڑ کے مقابلے میں اپنی آزادی کا تحفظ نہیں کر سکیں گے۔ پھر یہ کہا جاتا ہے کہ ہند کا مستقبل محفوظ نہیں رہے گا کیونکہ حملہ آور ہمیشہ ہند کے شمال مغرب سے وارد ہوئے اور پاکستان اپنے طور پر ان حملہ آوروں کو نہ روک سکے گا۔ کہا جاتا ہے صرف ایک متحدہ ہند' ایک جمہوری ہند ہی ایسے حملوں کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ لہٰذا ہند کی ایک مرکزی جمہوری حکومت ہونی چاہئے۔ ایک مرکزی حکومت ہونے سے اور رائے دہندگان میں اکثریت ہونے سے وہ سمجھتے ہیں کہ وہ ملک کو بیرونی حملے سے محفوظ کر سکتے ہیں۔ (قہقہہ) پھر ہمارے ہندو دوست مسلم اقلیتوں سے دریافت کرتے ہیں کہ پاکستان ان کے لئے کس طرح مفید ہو سکتا ہے۔ وہ تو ہندوؤں کے ہاتھوں دکھ اٹھاتے ہی رہیں گے۔ جہاں تک شمال مغرب کی جانب سے حملوں کا تعلق ہے کیا میں دریافت کر سکتا ہوں کہ پرتگیز کہاں سے آئے؟ فرانسیسی کہاں سے آئے اور ہمارے انگریز آقا کہاں سے آئے؟ کیا وہ درہ خیبر کے راستے آئے؟ وہ ساحلوں کی طرف سے آئے۔ لیکن ہمیں علم ہے کہ امر واقع یہ ہے' جدید طرز کی جنگ کسی سرحد سے آشنا نہیں ہے۔ جدید جنگ کا فیصلہ کُن اسلحہ فضائی اسلحہ ہے۔ اب بری اور بحری افواج کو ثانوی درجہ مل گیا ہے۔ لہٰذا ہمیں اچھے ہمسایوں کی طرح رہنا چاہئے۔ ہندو جنوب اور مغرب کی حفاظت کریں اور مسلمان شمالی مغربی سرحدوں کی پاسبانی۔ اس وقت ہم اکٹھے کھڑے ہو کر دنیا سے کہہ سکیں گے "ہند سے دُور رہو۔ ہند ہندیوں کے لئے ہے۔" (تالیاں)

مسلم اقلیتیں

دوسرے اعتراض میں جس کا تعلق مسلم اقلیتوں سے ہے کوئی وزن نہیں۔ ایک خوددار قوم کی حیثیت سے اقلیتی صوبوں کے مسلمان جرأت سے کہتے ہیں کہ ہم اپنے مسلم اکثریتی علاقوں کے بھائیوں کی نجات اور آزادی کی خاطر ہر ابتلا اور قربانی کے لئے تیار ہیں۔ ان کی راہ میں حائل ہونے اور انہیں اپنے ساتھ متحدہ ہند میں گھسیٹنے سے ہم کسی طرح بھی اپنی صورت حال کو بہتر نہیں بنا سکتے۔ اس کے بجائے ہم انہیں بھی اقلیت کی حیثیت پر لے آئیں گے۔ لیکن ہم نے عزم کر رکھا ہے کہ ہمیں کچھ بھی کیوں نہ ہو' ہم اپنے بھائیوں کو ہندوؤں کا غلام نہیں بننے دیں گے۔ لیکن حقیقت یہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ ان آزاد ریاستوں کا قیام ہی اقلیتوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کی ضمانت بن جائے گا۔ جب مشاورت اور مذاکرات کا وقت آئے گا تو اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں کا موقف عدم پیروی کا شکار نہیں ہو گا۔

تیار رہیئے

پاکستان نہ صرف ایک قابل حصول منزل ہے بلکہ واحد منزل ہے اگر آپ اس ملک میں اسلام کو مکمل تباہی سے بچانا چاہتے ہیں۔ ابھی ہماری منزل بہت دُور ہے۔ پاکستان تو موجود ہے لیکن ہمیں اسے لینا ہے۔ حصول آزادی اسے برقرار رکھنے کے مقابلے میں آسان تر ہوتا ہے! انگلستان اور امریکہ آزاد ممالک ہیں۔ لیکن انہیں اپنی آزادی کو برقرار رکھنے کے لئے کس قدر محنت کرنا پڑی؟ ہمیں اپنے تئیں تیار کرنا ہے۔ خود کو مضبوط بنایئے۔ اپنی قوم کو تعلیم، تجارت، صنعت و حرفت، بیوپار اور دفاع میں تیار کیجئے۔ حصول پاکستان آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اگرچہ ہند میدان جنگ سے دُور ہے لیکن ہند میں بھی ایک طرح کی جنگ جاری ہے۔ مَیں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ کمربستہ ہو جایئے اور کسی بھی پیدا ہونے والی ہنگامی صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جایئے۔ علی گڑھ مسلم ہند کا اسلحہ خانہ ہے اور آپ اس کے بہترین سپاہی ہیں۔ دیہات میں نکل جایئے۔ اپنے لوگوں کو تعلیم دیجئے اور ان کی اصلاح کیجئے۔ ہمارے عوام کے سامنے وضاحت کیجئے کہ ہماری منزل مقصود کیا ہے۔ ایسے بہت سے لوگ ہیں جو انہیں گمراہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ انہیں معاملات سمجھ لینے دیجئے۔ پھر وہ اپنی مقررہ منزل کی جانب رواں دواں ہو جائیں گے۔

وقار بلند کر دیا گیا

مسلم لیگ نے حالیہ برسوں میں مسلمانوں کی غیر معمولی خدمت کی ہے۔ لیگ نے ان کا مرتبہ اور وقار اتنا بلند کر دیا ہے کہ آج ہم اس مرحلے پر پہنچ گئے ہیں جب انہیں ایک نمایاں سیاسی وجود کی حیثیت سے تسلیم کر لیا گیا ہے، جسے اپنی ارض وطن اور اپنی ریاست کا استحقاق حاصل ہے۔ ہمیں اپنا مقصود حاصل کرنے کے لئے زبردست کوشش کرنی ہے۔ تمام مخالفتوں اور کانگرس اور مسٹر گاندھی کی ریشہ دوانیوں کے باوصف مسلم لیگ آج ایک طاقت ہے۔ پچھلے سال ہی وہ دہلی میں مجھ سے ملاقات کے لئے آئے۔ وہ مسلم ہند کے پاس آئے کیونکہ میں مسلم ہند کا نمائندہ ہی تو ہوں (تالیاں)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہند میں انگریز حکومت کے قیام کے بعد سے اب تک کوئی ایسا زمانہ بھی آیا جب حکومت نے مسلم ہند کے ساتھ اس درجہ التفات کا برتاؤ کیا ہو جس میں قدرے خوف بھی ملا جلا ہو۔ مسلم لیگ کی آواز دنیا کے بعید ترین گوشوں' چین اور امریکہ تک پہنچ گئی ہے۔ یہ سب کچھ کس وجہ سے ہوا؟ آپ نے خود کو منظم کرنے اور اپنی قوتوں کو مجتمع کرنے میں چند قدم اٹھائے اور آپ نے نتائج دیکھ لئے۔ لیکن ابھی بہت سا خلا پُر کرنا باقی ہے۔

تعمیری پروگرام

اب وقت آگیا ہے کہ خود کو زیادہ سے زیادہ تعمیری پروگرام کے لئے وقف کر دیں۔ مَیں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ اپنی تعطیلات موسم گرما' تعمیری پروگرام کی طرف دھیان دینے میں صرف کریں۔ مثلاً خواندگی کا فروغ' معاشرتی اصلاح' اقتصادی بہتری' زیادہ سیاسی شعور اور ہمارے عوام میں نظم و ضبط کو عام کرنا۔ ہم ہند کے شمال مغرب اور شمال مشرق میں مسلم ریاستیں قائم کرنا چاہتے ہیں تاکہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین پُرامن اور ہمسائیگی کے تعلقات استوار کئے جا سکیں۔ ملک میں دائمی امن اور مسرت و شادمانی کی بحالی کا یہ واحد طریقہ ہے۔ مجھے بالوثوق ذریعہ سے یہ معلوم ہوا ہے کہ انگلستان کے ذمہ دار حلقوں اور کانگرس کے حلقوں میں بھی اس اسکیم پر سنجیدگی سے غور کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا ہم منزل کی جانب رواں رہیں۔ وقت آئے گا اور جب آپ تیار ہوں گے' مَیں آپ کو بتاؤں گا کہ کرنا کیا ہے!" (مسلسل تالیاں)

(آرکائیوز آف فریڈم موومنٹ' بحوالہ : قائداعظم : تقاریر و بیانات (انگریزی) خورشید احمد یوسفی)

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ یونین سے خطاب

۲ نومبر ۱۹۴۱ء

کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مسٹر جناح خطاب کے لئے کھڑے ہوئے تو انہیں ہاروں سے لاد دیا گیا اور پُرزور تالیوں سے ان کا استقبال کیا گیا۔ انہوں نے زبردست اعزاز' شفقت اور محبت کے اظہار پر یونیورسٹی کے طلباء اور علی گڑھ کے مسلم عوام کا گرم جوشی کے ساتھ شکریہ ادا کیا۔ "اس سے میری بڑی حوصلہ افزائی ہوئی ہے کیونکہ اس سے یہ ظاہر ہوا ہے کہ وہ لوگ نہ صرف میری ذاتی طور پر عزت افزائی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر رہے تھے بلکہ آل انڈیا مسلم لیگ کی حکمت عملی اور اس کے پروگرام کی توثیق کر رہے تھے (مرحبا۔ مرحبا) انہوں نے امید ظاہر کی کہ اس سے دنیا کی آنکھیں کھل جائیں گی (اور وہ جان لیں گے) کہ مسلم لیگ کے پیچھے کون سی طاقت ہے۔"

گفتگو جاری رکھتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ "ہم امکان بھر کوشش کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کے صحیح جذبات کی عکاسی کر دی جائے تاکہ ساری دنیا کو معلوم ہو جائے کہ ہمارا موقف کیا ہے؟

مَیں اس برس کے دوران دوسری بار علی گڑھ آیا ہوں۔ مَیں اپنی گزشتہ آمد سے اب تک کی کہانی جس قدر ممکن ہو سکا مختصراً آپ کو سناؤں گا۔ مَیں وہ گھسے پٹے جُملے نہیں دُہراؤں گا جیسے "آج کے نوجوان کل رہنما ہوں گے" لیکن ایک عملی انسان کی حیثیت سے یہ کہوں گا کہ آپ پر عظیم ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ نوجوانوں کو مستقبل قریب میں جدوجہد کا بار اٹھانا پڑے گا۔

پہلی اور اہم ترین بات یہ ہے کہ دستوری تبدیلیوں کے تعلق میں ہمارا موقف کیا ہے۔ آپ کو علم ہے کہ میرے اور وائسرائے کے مابین گفت و شنید اور ملاقاتیں طویل عرصے تک چلتی رہی ہیں۔ مسلم لیگ کی مجلس عاملہ، کونسل اور کُھلے اجلاسوں میں اس تعلق میں بہت سی قراردادیں منظور کی گئیں۔ مختصراً ہمارا موقف یہ رہا ہے کہ حالات جس قدر جلد اجازت دیں یا اختتام جنگ کے فوراً بعد سارے دستوری مسئلہ کا ازسرنو جائزہ لیا جائے۔ ۸ اگست ۱۹۴۰ء کے اعلان نے دستوری معاملے کو دوبارہ غوروخوض کے لئے کھول کر رکھ دیا ہے، اس اعلان اور وزیر ہند کی جانب سے اس کی وضاحت سے یہ امر واضح ہو گیا ہے کہ برطانوی حکومت کوئی دستور مسلّط نہیں کرے گی اور نہ ہی اس ملک کی بڑی سیاسی جماعتوں کے ساتھ سمجھوتے کے بغیر کوئی دستور منظور کیا جائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا نقطۂ نظر اس حد تک تو قبول کر لیا گیا کہ کوئی دستور اس وقت تک ہم پر نافذ نہیں کیا جائے گا جب تک کہ اسے ہماری منظوری حاصل نہ ہو۔

دوسرے نکتے کا تعلق جنگ کے بارے میں ہمارے رویئے سے ہے۔ اس باب میں تو کوئی شک و شبہ ہے ہی نہیں کہ ہمیں بھی حقیقی خطرہ درپیش ہے۔ عملی انسانوں کی طرح مسلم لیگ نے یہ خیال کیا کہ مساعی جنگ کو تیز تر ہونا چاہئے اور ہمیں ملک کے دفاع میں حصّہ اور اختیار ملنا چاہئے۔ اگست ۱۹۴۰ء کے اعلان کے مطابق بڑی سیاسی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جماعتوں کے نمائندوں کی اس اسکیم کے ساتھ حکومت میں شرکت اور اختیار سمیت وابستگی ہونی چاہیے تھی' لیکن جب اس اصول کو جامہ عمل پہنانے کا وقت آیا تو اصل مقصد اوجھل ہو گیا۔ مذاکرات کے دوران وائسرائے نے کہا کہ "مَیں آپ کو یہ نہیں بتا سکتا کہ میرے کابینہ کے اراکین کی کُل تعداد کتنی ہو گی؟ مَیں آپ کو یہ بھی نہیں بتا سکتا کہ کون کون سے قلمدان اراکین کے سپرد کئے جائیں گے؟ مَیں آپ کو یہ بھی نہیں بتا سکتا کہ دیگر جماعتیں کون سی ہیں جو کابینہ میں شمولیت اختیار کریں گی؟ درحقیقت مَیں آپ کو کچھ بھی نہیں بتا سکتا! مَیں آپ کو دو نشستیں دے سکتا ہوں' اور بس۔" کسی شخص میں شمہ برابر بھی شے لطیف ہو تو اسے یہ پتہ چل جائے گا کہ وہ ہمارے تعاون کی پیشکش کو پرکاہ کے برابر بھی وقعت نہیں دے رہے اور کوئی خوددار جماعت اُن کی پیشکش کو قبول نہیں کر سکتی۔ فرض کیجئے' کانگرس شامل ہو رہی ہے' تو مسلم لیگ اور ہمارے دو نمائندوں کی کیا حیثیت ہو گی؟ اس سوال کا پھر وہی جواب تھا : "مَیں آپ کو نہیں بتا سکتا۔" کیا ہم صرف اس لئے ہیں کہ ہمارا استحصال کیا جائے؟ کیا ہم ان دو نشستوں کو گرم رکھنے کے لئے ہیں؟ یاد رہے کہ ابھی کانگرس نے اپنی ستیہ گرہ کا آغاز نہیں کیا تھا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ وہ کیا رویّہ اختیار کریں گے؟ اگر حکومت کانگرس کو کچھ شرائط پیش کرنے پر آمادہ ہو گئی تو کیا ہو گا؟ ان حالات میں اس پیشکش کو قبول کرنا ممکن نہ تھا۔ اگر کانگرس شامل نہیں ہوتی تو خارجی دفاع اور داخلی امن و امان کی تمام تر ذمہ داری کا بار صرف مسلمانوں پر آن پڑے گا۔ اندھے کے سوا ہر شخص یہ دیکھ سکتا ہے کہ اگر کانگرس باہر رہتی ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ ہندوؤں کی ایک ٹھوس تعداد باہر رہتی ہے' اور تمام بوجھ نو کروڑ مسلمانوں پر آن پڑتا ہے۔ یہ جنگ کا ایک ٹھیکہ ہو گا' صرف نوکریوں کا سوال نہیں۔ اگر کانگرس نے راست اقدام شروع کر دیا تو جو دوسری جماعت رہ جائے گی وہ مسلم لیگ ہو گی۔ پھر کیا مَیں یہ کہنے میں حق بجانب نہیں ہوں کہ ایسی صورت میں تو تشکیل شدہ کابینہ میں میری اکثریت ہونی چاہئے۔ مَیں یہ بات علی الاعلان کہتا ہوں کہ مَیں چاہتا ہوں کہ ہندو کانگرس بھی شامل ہو اور اپنے گھربار کے تحفظ کے لئے ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ اگر مَیں خطرے کا سامنا کرنے میں حصہ لینے کا معاہدہ کر رہا ہوں اور اپنا خون اور پیسہ دیتا ہوں اور کانگرس بھی شامل ہو جاتی ہے تب ہندوؤں اور مسلمانوں کی تعداد مساوی ہونی چاہئے اور یہ صرف تعداد میں برابری کی بات نہیں تھی بلکہ مرکز اور صوبوں میں موجودہ دستوری ڈھانچے کے اندر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہتے ہوئے حکومت کے اختیارات اور ذمہ داری میں حقیقی حصہ لینے کا سوال تھا' تاکہ جنگ کو کامیابی کے ساتھ چلایا جا سکے اور ملک کا دفاع کیا جا سکے۔ ذمہ دار حلقوں میں بھی یہاں تک کہا گیا کہ اُس کے معنی ہوں گے دو قومی نظریہ تسلیم کر لیا گیا۔۔۔۔ یہ ناقابل فہم بات ہے۔ اس میں دو قومی نظریہ کہاں سے در آیا۔ موجودہ دستوری ڈھانچے میں ایگزیکٹو کونسل کی تشکیل تو ایسی ہی ہے جیسے ہنگامی قومی کابینہ ترتیب دی جائے۔ اس کی اساس سروں کی گنتی پر استوار نہیں ہو گی' بلکہ اس پر کہ سروں میں ہے کیا! آپ برطانوی کابینہ پر نظر ڈالیں اس میں لیبر اراکین کی تعداد پارلیمان میں ان کی تعداد کے تناسب سے کہیں زیادہ ہے۔ ایک اور قومی بحران کے موقع پر مسٹر ریمزے میکڈانلڈ کی کابینہ میں لیبر پارٹی کے صرف تین وزیر تھے۔ لیکن پھر بھی وہ کہتے ہیں مسٹر جناح (اپنے حصہ کا) ایک پونڈ گوشت حاصل کرنے پر تُلے بیٹھے ہیں۔ ہم پروپیگنڈے کی کمی اور پیسے کی قلت کا خمیازہ بھگت رہے ہیں' لیکن ہماری غلط تصویر کشی کرنے سے کسی کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

پس خواتین و حضرات! برطانوی حکومت سال بھر کے لئے نیند کی وادی میں چلی گئی۔ پھر وہ اچانک بیدار ہو گئے۔ ۲۲ جولائی ۱۹۴۱ء کو انہوں نے ایگزیکٹو کونسل میں توسیع اور نام نہاد نیشنل ڈیفنس کونسل کی تشکیل کے بارے میں اپنے فیصلے کا اعلان کر دیا۔ حکومت نے ہماری انتہائی مخالفت اور ہمارے فیصلے کے سراسر خلاف اس اسکیم کو ہم پر مسلّط کر دیا۔ انہوں نے چال چلی اور ہمارے کچھ اراکین کو اس اسکیم میں ملوث کر کے ہم سے الگ کر دیا۔ ان میں سے تین وزرائے اعظم تھے جن میں سے دو مجلس عاملہ کے رُکن تھے۔ آپ کو معلوم ہے کہ کیا ہوا؟ مجھے مسرّت ہے اور ہمارے لئے وجہ افتخار بھی کہ برطانوی حکومت کو سبق سکھا دیا گیا۔ شر میں سے خیر برآمد ہو جاتا ہے۔ مسلم ہند نے ایک سرے سے دوسرے تک مظاہرہ کیا کہ وہ نہایت مضبوطی کے ساتھ مسلم لیگ کی حمایت کرتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آئندہ ہمارے مخالفین یہ جان لیں گے کہ ہماری صفوں میں انتشار پیدا کرنا سعی لا حاصل ہے۔ یہ باب اب تمام ہوا۔

دوسری بات ہے' مجلس قانون ساز کے اندر ہمارے رویئے سے متعلق۔ مرکزی حکومت کی تشکیل تو اس ضمن میں مسلم لیگ کے موقف کو نظرانداز کرتے ہوئے مسلم ہند پر مسلّط کر دی گئی ہے۔ چنانچہ مسلم لیگ پارٹی نے مرکزی مجلس قانون ساز سے مراجعت اختیار کر لی۔ یہ ایک ایسی پارٹی کے لئے جس کا تعلق حزب اختلاف سے ہو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالکل جائز آئینی طریق کار ہے۔

آپ دریافت کریں گے' اب کیا ہو گا؟ آیئے اب ہم اس ملک کے دیگر مسائل پر غور کریں۔ مسلم ممالک کے ضمن میں برطانوی حکمت عملی کی وجہ سے نہایت سنگین صورت حال پیدا ہو گئی ہے۔ اس نے شکوک و شبہات کو جنم دے دیا ہے۔ آپ نے آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے گذشتہ اجلاس کی روئیداد یقیناً پڑھی ہو گی۔ اس باب میں کوئی شک نہیں کہ اگر برطانوی حکومت مسلم ممالک کے بارے میں اپنے عزائم کی وضاحت نہیں کرتی اور اس امر کا اعلان نہیں کرتی کہ ان کی خودمختاری اور آزادی کے بارے میں ان کی نیت خراب نہیں ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ مسلم ہند کو مزید قابو میں رکھنا بہت دشوار ہو جائے گا۔

آپ نے ہندو رہنماؤں کے بیانات اور ذمہ دار ہندو اخبارات کے اداریئے بھی پڑھے ہوں گے۔ وہ بہت شرارت آمیز اور خطرناک قسم کے دلائل دے رہے ہیں۔ لیکن یقیناً وہ اُلٹ کر انہیں کے سر پر آن پڑیں گے۔ پاکستان کے مخالفین برطانوی حکومت سے کہتے ہیں کہ اگر پاکستان بن گیا تو آسام میں ایک سرگوشی کی بازگشت انقرہ اور استنبول میں سنائی دے گی' اور یہ کہ پاکستان ہندوؤں کے مقابلے میں انگریزوں کے لئے زیادہ بڑا خطرہ ہو گا۔ لہٰذا وہ برطانوی حکومت سے کہتے ہیں کہ : "پہلی ضرورت یہ ہے کہ آپ مسلم ممالک میں انتشار پھیلا دیجئے۔ اگر آپ وہاں انتشار پھیلا دیں گے تو پاکستان بہت گہرائی میں دفن ہو جائے گا اور آپ اور ہم ہند پر حکمرانی کریں گے۔ یہ بہت ہی احمقانہ تجویز ہے۔ کیا وہ یہ محسوس نہیں کرتے کہ مسلمان ملکوں میں انتشار کے معنی ہیں اقوام ہند کی دائمی غلامی !

ہم سے کہا جاتا ہے کہ اعلان اگست ۱۹۴۰ء مسلم لیگ کو ویٹو کا اختیار تفویض کرتا ہے۔ وہ اس کی طوطے کی طرح رٹ لگاتے رہتے ہیں۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ایک ایسے دستور پر عملدر آمد ہو سکتا ہے اگر نو کروڑ مسلمان اس کے مخالف ہوں؟ پہلی بات تو یہ ہے کہ برطانوی حکومت بڑی احمق ہو گی جو ایک ایسا دستور مسلّط کر دے گی' جو صرف ہندوؤں کے ساتھ مشورے سے وضع کیا گیا ہو۔ آخرکار دستور کون نافذ کرے گا؟ اس کے پیچھے کون سی قوت کارفرما ہو گی؟ اس پر کس طرح عملدر آمد ہو گا؟ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کافی اختیارات منتقل کئے جائیں گے' جس کا مطلب ہے برطانوی اختیارات کی مراجعت۔ پھر پیچھے کون رہ جائے گا؟ طاقت خودبخود ہندوؤں کے ہاتھوں میں منتقل ہو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گی۔ تاہم برطانوی حکومت نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ مسلم ہند ایک آئینی عنصر ہے اور اس ملک کی قومی زندگی میں اہم جزو کی حیثیت رکھتا ہے۔ پھر آپ کس طرح مسلمانوں کی رضامندی کے بغیر ایک دستور دے سکتے ہیں۔

موجودہ صورت حال کے بارے میں مسٹر گاندھی نے کہا تھا: "اس مرحلے پر فرقہ وارانہ اتحاد کی عدم موجودگی میں عوامی کارروائی کے معنی ہیں خانہ جنگی کو دعوت دینا۔ اگر خانہ جنگی ہی ہمارا مقدر ہے تو یہ ہو کر رہے گی۔ لیکن اگر مَیں کانگرس کے ذہن کو سمجھتا ہوں تو یہ کانگرس کی خواہش اور دعوت پر کبھی نہیں ہو گی۔" مَیں سمجھتا ہوں کہ مسٹر گاندھی کی اس یقین دہانی پر مسلم ہند ایک گونہ اطمینان کا سانس لے گا! (قہقہہ) لیکن خانہ جنگی کی بات ہی کیوں کرتے ہو؟ عملی انسانوں کی طرح اپنے ذہن سے کام کیوں نہیں لیتے؟ وہ ہند کو ایک وحدت گردان کر ایک دستور کے لئے جدوجُہد کر رہے ہیں۔ اس میں مسلمانوں کے ساتھ صرف ایک اقلیت کا سا سلوک روا رکھا جائے گا۔ اس صورت حال کو مسلمان کبھی قبول نہیں کریں گے۔ ہم دفاع کر رہے ہیں' جارحیت نہیں۔ ہم جو تجویز پیش کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم اس ملک کی حکومت ایسے نظام کے تحت حاصل کر لیں جسے ہم دونوں چلا سکیں۔ ایسے نظام سے کیوں چمٹے رہیں جو رُبع صدی کے دوران ناکام ہو گیا؟ ہماری ناکامی کا سبب یہ ہے کہ ہم جن بنیادی اصولوں پر کام کرتے ہیں' وہ مختلف ہیں۔ جب دو بھائی اکٹھے نہیں رہ سکتے تو کیا ہوتا ہے؟ وہ تقسیم کا سہارا لیتے ہیں اور خوش و خرم زندگی بسر کرتے ہیں۔ پاکستان کی تجویز کے تحت ہم بھی یہی کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ تین چوتھائی ہند' ہندوؤں کے قبضہ میں ہو گا اور آبادی ۲۵ کروڑ ہو گی۔ کیا یہ مناسب نہیں ہے؟ کیا اس تجویز کا نتیجہ خانہ جنگی ہونا چاہیے؟ مَیں صرف ایک حصّہ مانگتا ہوں اور مسٹر گاندھی کُل طلب کرتے ہیں۔ خانہ جنگی کس کی خواہش پر ہو گی؟

پس! خواتین و حضرات دیکھیں' ہندو رہنما کہہ کیا رہے ہیں۔ مَیں صرف ایک ممتاز سابقہ کانگرسی اور ایک سابق وزیر داخلہ مسٹر منشی کی تقریر سے ایک اقتباس پیش کروں گا۔ اخبارات میں شائع شدہ تقریر کے مطابق انہوں نے کہا "تجویز پاکستان کے تحت جو حکومت قائم ہو گی' وہ سول حکومت نہیں ہو گی جو تمام فرقوں پر مشتمل ایک مخلوط مجلس قانون ساز کے سامنے جواب دہ ہو۔ بلکہ وہ ایک مذہبی ریاست ہو گی جس نے اپنے مذہب کی تعلیمات کے مطابق حکمرانی کرنے کا عہد کر رکھا ہو گا۔ اس کا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطلب یہ ہوا کہ وہ تمام لوگ جو اس مذہب کے پیروکار نہیں ہوں گے ان کا اس حکومت میں بھی کوئی حصہ نہیں ہو گا۔ ایک کروڑ تیرہ لاکھ سکھ اور ہندو مسلمانوں کی مذہبی ریاست کے زیر سایہ اقلیت بن جائیں گے۔ یہ ہندو اور سکھ پنجاب میں عاجز ہوں گے اور ہند کے لئے غیر ملکی!" کیا یہ ہندوؤں اور سکھوں کو مشتعل نہیں کیا جا رہا؟ ان کو یہ بتانا کہ وہ ایک مذہبی ریاست ہو گی جس میں انہیں جملہ اختیارات سے تہی دست رکھا جائے گا کیلتا" غیر درست بات ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ پاکستان میں غیر مسلموں کے ساتھ اچھوتوں کا سا سلوک کیا جائے گا۔ میں مسٹر منشی کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ صرف ان کے مذہب اور فلسفہ کی ہی اچھوتوں سے آشنائی ہے۔ اسلام ان غیر مسلموں کے ساتھ جو ہماری حفاظت میں ہوں عدل، مساوات، انصاف، رواداری بلکہ فیاضانہ سلوک کا قائل ہے۔ وہ ہمارے لئے بھائیوں کی طرح ہوں گے اور ریاست کے شہری ہوں گے۔ (تالیاں)

ہندو رہنماؤں نے منشور اطلانٹک کا بہت ڈھنڈورا پیٹا ہے۔ انہیں شکایت ہے کہ انہیں اس سے باہر رکھا گیا ہے۔ کتنی بڑی مصیبت ہے۔ وہ ایک تازہ اعلان کا مطالبہ کر رہے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ پھر یہ مصیبت دُور ہو جائے گی۔ جہاں تک مسلم ہند کا تعلق ہے، ہم نے تو اپنا منشور وضع کر لیا ہے اور یہ ہے "پاکستان" (مرحبا، مرحبا) اور ہم یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ہم اپنے منشور کی خاطر کوئی بھی چیز بلکہ ہر چیز قربان کر دیں گے۔ اپنے ذہن سے یہ خیال نکال دیجئے کہ یہ سودے بازی کے لئے کوئی حربہ ہے یا کوئی دلفریب نعرہ ہے۔ یہ تمام نتائج، یہ تمام تاویلات غلط ہیں۔ بیرونی ممالک میں بھی یہ پروپیگنڈا جاری ہے کہ یہ مسلم لیگ کی زیادہ سے زیادہ اختیارات حاصل کرنے کے لئے ایک چال ہے۔ ۱۹۳۹ء میں مسٹر گاندھی نے کہا تھا کہ مسلم لیگ زیادہ بولی لگانے والے کے ہاتھ خود کو فروخت کرنے پر تلی بیٹھی ہے۔ یہ نہایت قابل مذمت جھوٹ ہے۔ ہم نے جو موقف اختیار کیا ہے اس سے انچ بھر بھی انحراف نہیں کریں گے۔ ہمیں کوئی چیز اپنی منزل کو تج دینے پر آمادہ نہیں کر سکتی۔ ہم نے اپنے مفادات کی نگہبانی اور حفاظت کا عزم کر رکھا ہے اور ہم علیحدہ طور پر ایسا کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ (طویل تالیاں)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پریس کانفرنس میں مسلم لیگ کے موقف کی وضاحت

نئی دہلی ۱۳ ستمبر ۱۹۴۲ء

[قائداعظم محمد علی جناح نے اتوار کے روز ۱۳ ستمبر کو ایک پریس کانفرنس میں کانگرس کے عبوری حکومت کے مطالبہ کے تناظر میں مسلم لیگ کے موقف کی نہایت صراحت سے وضاحت کی۔ تقریباً تمام برطانوی' امریکی' چینی اور ہندی اخبارات کے نمائندے اس پریس کانفرنس میں جو مسٹر جناح کی نئی دہلی کی قیام گاہ پر منعقد ہوئی موجود تھے۔"]

قائداعظم نہایت عمدہ فارم میں تھے' اور انہوں نے نہایت وضاحت کے ساتھ مسلم لیگ کا موقف بیان کیا۔ انہوں نے کہا ایسے سمجھوتوں اور ردوبدل کے ساتھ جو ہمارے لئے تسلی بخش ہوں' مَیں انتقال اقتدار کے ضمن میں کسی حد کی پابندی عائد کرنا نہیں چاہتا لیکن یہ اس لازمی اور ناگزیر شرط سے مشروط ہے کہ تمام جماعتیں مسلمانوں کے حق خوداراديت کو قبول کر لیں اور اس بات کی ضمانت دیں کہ مسلمانوں کے استصواب رائے کو جامہ عمل پہنا دیا جائے گا اور اس کے مطابق ہند کو تقسیم کر دیا جائے گا۔ اگر اس شرط کو قبول نہیں کیا جاتا اور عبوری حکومت موجودہ دستور کے ڈھانچے سے باہر اور ان خطوط پر تشکیل دی جاتی ہے جیسا کہ بعض اہم حلقوں میں مطالبہ کیا جا رہا ہے' تب اس کا مطلب یہ ہو گا کہ ہم مکھی کی طرح برضا و رغبت مکڑی کے دیوان خانے میں داخل ہو جائیں۔ اگر عبوری حکومت موجودہ دستوری ڈھانچے کے باہر تشکیل دی گئی تو اس کے لئے اس میں انقلابی اور بنیادی دستوری تبدیلیوں کی ضرورت ہو گی۔ اور جب ایک بار یہ تبدیلیاں وقوع پذیر ہو جائیں گی تو جنگ کے بعد ان کو ختم کرنا دشوار ہی نہیں ناممکن بھی ہو گا اور ہم اس اہتمام اور ضمانت سے محروم رہ جائیں گے' جس پر ہم اس قدر اصرار کر رہے ہیں۔

میرا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ ہم یہ نہیں چاہتے کہ ہم جنگ کی ہنگامی حالت کے دباؤ کے تحت ایسی عبوری حکومت کی تشکیل دے لیں جس کی نوعیت اور رُکنیت مسلمانوں کے مطالبہ پاکستان کے منافی یا اُس کے لئے ضرر رساں ہو۔

خانہ جنگی کا خطرہ

جب ان سے دریافت کیا گیا کہ مسٹر چرچل کی تقریر کے بارے میں ان کا کیا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیال ہے؟ تو قائداعظم نے کہا کہ مسٹر چرچل یہ کہنے میں حق بجانب تھے کہ کانگرس ہند کی نمائندگی نہیں کرتی اور نو کروڑ مسلمان بنیادی طور پر اس کے خلاف ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مَیں کانگرس کی تحریک کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار پہلے ہی کر چکا ہوں۔ ناقابل دفاع کا دفاع کرنا ممکن نہیں۔ مَیں خصوصیت کے ساتھ اس بات پر زور دینا چاہتا ہوں کہ یہ نہ صرف انگریزوں اور حکومت کے خلاف اعلان جنگ ہے بلکہ یہ مسلم لیگ کے خلاف بھی جنگ ہے۔ جس کا مطلب ہے مسلم ہند' اور غیر کانگرسی تنظیموں کے خلاف بھی جنگ جن سے نہ صلاح مشورہ کیا گیا' نہ کوئی ذکر کیا گیا لیکن جن کی نامنظوری' کے باوجود اور جنہیں کلیتاً" نظرانداز کرتے ہوئے اپنے مطالبات منوانے کے لیئے' مجبور کرنے کی غرض سے' سول نافرمانی کی تحریک شروع کر دی گئی۔ جس کی مسلم لیگ پوری شدّت کے ساتھ مخالفت کر رہی ہے اور ملک کی دیگر اقلیتیں اور ملک کے دیگر مفادات بھی کچھ کم مخالف نہیں ہیں۔ قوم پرستی کے نقاب کے پیچھے کانگرس کا مطالبہ' مختصراً یہ ہے کہ' انگریز اسے اقتدار سونپ دے تاکہ وہ اس ملک میں ہندو راج قائم کر سکے۔ اس کا انگریزوں سے یہ مطالبہ کہ خصوصیت کے ساتھ مسلم لیگ کے خلاف اور دیگر غیر کانگرسی مفادات کے خلاف پابندیاں عائد کی جائیں' اس وجہ سے ہے کہ ہم نے مسلم قوم کے حق خودارادیت کے بارے میں اپنے مطالبہ کو واپس لینے سے انکار کر دیا ہے۔ یہ کہنا تو ایک مسلّمہ امر ہے کہ کانگرس کی تحریک خلاف قانون اور خلاف دستور ہے کیونکہ اس کا تسلیم شدہ مقصد قانون کے تحت قائم شدہ حکومت کا تختہ الٹنا ہے۔ لیکن اس سے بھی بڑا اعتراض یہ ہے کہ یہ ایک ہلاکت آفریں خانہ جنگی کا اعلان ہے۔

جھوٹا دعویٰ

قائداعظم نے ایک نامہ نگار کی اس تعبیر سے اتفاق نہیں کیا کہ مسٹر چرچل کی تقریر میں کہا گیا ہے کہ کانگرس اہم نہیں ہے۔ انہوں نے کہا: تقریر کا صحیح مطلب' جیسا کہ مَیں سمجھتا ہوں یہ ہے کہ کانگرس نے یکسر جھوٹا دعویٰ کیا ہے کہ وہ کُل ہند کی واحد ترجمان ہے اور تنہا اس کی نمائندہ ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کوئی شخص بھی جس میں انصاف کی ذرا سی بھی رمق ہو ممکنہ طور پر یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ یہ ایسا دعویٰ ہے جس کی کوئی بنیاد ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ وہ دعویٰ ہے جو مسٹر گاندھی نے آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے اجلاس منعقدہ بمبئی کی آخری نشست میں کیا تھا اور ایسا ہی دعویٰ پنڈت نہرو کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریر میں کیا گیا۔ مسٹر گاندھی نے اپنی آخری تقریر میں پُرزور طریقے سے کہا کہ کانگرس تنہا ہند کی نمائندگی کرتی ہے۔ ایسا ہی پنڈت نہرو نے کہا بلکہ وہ تو اس سے بھی آگے گئے اور کہا کہ آل انڈیا مسلم لیگ ایک رجعت پسند جماعت ہے اور یہ کہ مسلمان عوام کانگرس کے ساتھ ہیں اور کانگرس سارے ہند کی نمائندگی کرتی ہے۔

یہ بات نہ صرف یہاں نشر کی گئی بلکہ ساری دنیا میں نشر کی گئی۔ بیرون ملک کے لوگوں نے، قدرتی طور پر، ہند کے حالات کے حقائق سے بے خبر ہوتے ہوئے اس کا یقین کر لیا۔ یہ خطرناک اور باقاعدہ پروپیگنڈہ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ اور اگر آپ مسٹر چرچل کی تقریر کو درست طریقے سے پڑھیں تو انہوں نے بجا طور پر اس دعوے کو مسترد کیا۔

ایک نامہ نگار نے یہ کہنے کی کوشش کی کہ کانگرس کا دعویٰ یہ نہیں تھا کہ وہ سارے ہند کی نمائندگی کرتی ہے۔ مسٹر جناح نے یہ کہہ کر اسے خاموش کر دیا کہ وہ کسی بحث میں اُلجھنا نہیں چاہتے۔

کوئی امکان نہیں

قائداعظم نے آگے چل کر کہا کہ مَیں حقیقتاً سمجھتا ہوں کہ جب تک کانگرس اور دیگر ہندو رہنما جو بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر اس ناقابل برداشت موقف کی حمایت کرتے ہیں، یہ نقاب زیب بدن کئے رکھیں گے، باور کیجئے کہ کسی عزت مندانہ تصفیے کا کوئی امکان نہیں۔

ایک امریکی نامہ نگار: کیا آپ یہ توقع کرتے ہیں کہ ہند پر کوئی غیر عزتمندانہ سمجھوتہ مسلط کیا جا سکتا ہے؟

قائداعظم: جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے مجھے یہی خدشہ دامن گیر رہا ہے۔ ہمیں تاریخ میں بہت سی مثالیں ملتی ہیں (جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ) دنیا میں بہت ہی مہذب قوم نے ذلت آمیز اقدام کیا۔

جب ان سے ہندو مہاسبھا کے بارے میں سوال کیا گیا تو قائداعظم نے کہا: اگر مَیں ایسا کہہ سکوں، یہ بھی وہی ہے جو کانگرس ہے۔ درحقیقت مَیں سمجھتا ہوں کہ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے یہ اپنی مخالفت میں بہت سخت ہے۔ یہ بات ان کے حق میں کہی جا سکتی ہے کہ وہ اسے راز بھی نہیں رکھتے۔ نہ ہی وہ کانگرس کی طرح ڈھک ڈھانپ کر اور پُرتکلف انداز میں بات کرتے ہیں۔ وہ کھُلم کھلا کہتے ہیں کہ وہ اس برِصغیر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ہندو راج قائم کرنا چاہتے ہیں اور مسلمانوں کو اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا چاہئے اور اگر مسلمان سیدھے نہ ہوئے تو ان کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا جو جرمنی میں یہودیوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

جب ایک اخبار نویس نے یہ دریافت کیا کہ ان کے اس بیان سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ کل کے مسٹر جناح ،گرجی مذاکرات زیادہ کامیاب نہیں رہے؟ قائداعظم نے کہا کہ میں مذاکرات تو ظاہر نہیں کر سکتا لیکن جب حالات مجبور کر دیں تو ایک آتش زیرپا اور ایک لامحدود خواہشات کا حامل بھی معقولیت اختیار کر لیتا ہے۔

مسلمانوں کا مطالبہ

جب ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا مسلمان اپنے مطالبے کو کچھ کم و بیش کر سکتے ہیں۔ قائداعظم نے جواب دیا اگر آپ اپنا مطالبہ روپے میں سولہ آنے سے شروع کریں تو سودے بازی کی گنجائش ہوتی ہے۔ مسلم لیگ نے ایسا کوئی مطالبہ پیش نہیں کیا جسے کوئی معقول انسان غیر معقول قرار دے سکے۔ مسلم لیگ ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کی آزادی کی حامی ہے۔ ہماری تجاویز کے مطابق ہندو کی جیب میں تین چوتھائی ہند موجود ہے اور یہ ہندو ہند ہے جو باقی ماندہ ایک چوتھائی بھی حاصل کرنے کے لئے سودے بازی کر رہا ہے کہ کسی طرح ہمیں دھتا بتا دے۔

ایک قوم کے حق خود ارادیت پر کیا مفاہمت ہو سکتی ہے۔ یہ ان کا پیدائشی اور بنیادی حق ہے اور اس سے انکار کرنا خود ان کے وجود سے انکار کرنا ہے۔

برطانیہ آمادہ نہیں ہے

مسٹر چرچل کی تقریر کا دوبارہ حوالہ دیتے ہوئے قائداعظم نے کہا کہ اس تقریر سے مسلم لیگ کے موقف کی تائید ہوتی ہے کہ برطانوی حکومت کو مسلم لیگ کا تعاون مطلوب نہیں۔ کیونکہ اس کی نظر میں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ مسٹر چرچل نے حوالہ دیا کہ نو کروڑ مسلمان بنیادی طور پر کانگرس کی مخالفت کرتے ہیں۔ گفتگو جاری رکھتے ہوئے انہوں نے کہا کہ انہیں اپنے جذبات کے اظہار کا حق ہے۔ صرف یہ ایک فیاضانہ حوالہ ہے جو برطانوی وزیراعظم نے مسلم لیگ کی قرارداد کے بارے میں دیا جو گزشتہ ۲۰ اگست کو بمبئی میں منظور کی گئی۔ کیا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہمارا تعاون حاصل کرنے کی کوئی خواہش موجود ہے؟ کیا مسلمانوں اور مسلم لیگ کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف اتنی ہی قدر و قیمت ہے کہ وہ کانگرس کی مخالفت کرتے ہیں! جو ایک حقیقت ہے اور یہ کہ انھیں اپنے جذبات کے اظہار کی ترجمانی کا حق حاصل ہے جو ایک بدیہی صداقت ہے؟ کیا انھیں صرف اتنا ہی کہنا ہے؟

ایک امریکی نامہ نگار نے دریافت کیا: کیا آپ ان لوگوں کو ساتھ ملا کر جو شمولیت پر آمادہ ہوں ایک قومی حکومت بنا سکتے ہیں؟

قائداعظم نے اس سوال کا جواب اُلٹا سوال پوچھ کر دیا: کیا اس میں یہ مفروضہ شامل نہیں کہ یہ بات میرے اختیار میں ہے کہ مَیں جب چاہوں نمبر ۱۰ اورنگزیب روڈ (نئی دہلی میں قائداعظم کی رہائش گاہ) سے وائسریگل لاج میں منتقل ہو جاؤں اور کہوں کہ میں ایک قومی حکومت بنانا چاہتا ہوں؟ یہ کس طرح تشکیل دی جائے گی اور کون تشکیل دے گا؟

جب ان سے تفصیل بیان کرنے پر اصرار کیا گیا تو قائداعظم نے کہا کہ برطانوی حکومت نے کانگرس پارٹی کے سوا ہر پارٹی کو مکمل طور پر نظرانداز کر دیا ہے۔ مثال کے طور پر "دی ٹائمز" نے حال ہی میں کہا ہے کہ ایسا کوئی تصفیہ نہیں ہو سکتا جس میں کانگرس کو نظرانداز کر دیا جائے۔ مَیں اس بیان سے بالکل اتفاق نہیں کرتا۔ ان چیزوں کو پڑھنے کے بعد میرے ذہن میں جو تاثر پیدا ہوتا ہے' وہ یہ ہے کہ برطانوی پالیسی تا حال یہی ہے' احتجاج کرتے ہوئے اور اس پر زور دیتے ہوئے کہ کانگرس کا رویّہ بالکل ناممکن ہے' تاہم جب تک آپ کانگرس کو ہمراہ نہ لائیں کچھ نہیں ہو سکتا۔ مجھے اس پر بہت سخت اعتراض ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس پارٹی کے تابع ہو گئے جس کے مطالبے کو مسلّمہ طور پر ناممکن سمجھا جاتا ہے۔

عبوری حکومت

جب عبوری حکومت کے تصوّر کی وضاحت کرنے کے لئے کہا گیا تو قائداعظم نے کہا: اس کا مطلب ہے ایک ایسی حکومت جو زمانہ جنگ کے دوران ایک خاص مقصد کے لئے تشکیل دی جائے۔ انہوں نے کہا مَیں اس سے کسی کو خارج نہیں سمجھتا' اِلاّ کوئی خود اپنے آپ کو اس سے خارج نہ کر لے۔ مَیں اس مفروضہ پر کام نہیں کرتا کہ یہ پارٹی یا وہ پارٹی باہر رہے گی' اگر ہمیں ذمہ داری قبول کرنی ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ بدیہی امر ہے کہ جو لوگ ذمہ داری قبول کرنا چاہتے ہیں وہ قدرتی طور پر لوگوں کے ہر طبقے کی امداد' اعانت اور تعاون حاصل کرنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کریں گے' اِلاّ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ جماعت، فرد یا تنظیم جو خود کو بالکل ناممکن بنا دے۔

ایک امریکی نامہ نگار کے سوال کے جواب پر مسٹر جناح نے کہا کہ مسلم لیگ مساعی جنگ کی تائید نہیں کر رہی ہے۔ یہ نہیں ہے کہ مسلم لیگ کو کوئی ضد یا مخاصمت ہے۔ یہ جنگ جاری رکھنے کے لئے اس وقت تک دل و جان اور پورے جوش و خروش کے ساتھ حمایت اور تعاون نہیں کر سکتی جب تک کہ لوگ یہ محسوس نہ کریں کہ ملک کی حکومت میں ان کی حقیقی آواز اور ان کا حصّہ ہے۔

حوصلہ

لیکن خواہ ہم گذشتہ تین برس کے دوران برطانوی حکومت کی حکمت عملی کو کتنا ہی بُرا کہیں اور کتنی ہی مذمت کریں، ہماری اپنی صورت حال خربوزے سے مشابہ ہے۔ خربوزہ چھری پر گرے یا چھری خربوزے پر، کٹتا خربوزہ ہی ہے۔ فرض کیجئے برطانوی حکمت عملی کے خلاف تلخی یا ناراضگی کی وجہ سے کل میں کہتا ہوں کہ "برطانوی حکومت کو ہراساں کرو اور اس کے ساتھ تعاون نہ کرو" باور کیجئے کہ آج جن پریشانیوں کا سامنا ہے ان سے ۵ سو گُنا زیادہ پیدا ہو جائیں گی۔

مزید سوالات کے جواب میں قائداعظم نے کہا کہ یہ بندوقوں کا سوال نہیں۔ مسلمانوں کا حوصلہ پانچ سو گُنا زیادہ ہے۔ ہند میں کوئی بھی سمجھدار آدمی آپ کو یہ بتا دے گا۔ مَیں ہندوؤں کو رُسوا کرنا نہیں چاہتا۔ یہ میلان طبع اور اس طریقے کی بات ہے جس کے مطابق ایک مسلمان کی پرورش اور پرداخت ہوتی ہے۔

قائداعظم کے یہ بیان کرنے پر کہ اگر وہ چاہے تو مسلم لیگ میں مساعی جنگ میں رخنہ ڈالنے کی کتنی طاقت ہے ایک انگریز نامہ نگار نے دریافت کیا کہ کیا یہ فوج اور مشرق وسطیٰ کے مسلمانوں کو متاثر کرے گی؟

قائداعظم نے کہا کہ چونکہ یہ مخصوص سوال دریافت کیا گیا ہے انہیں اس کا جواب ضرور دینا چاہئے، اور کہا کہ مَیں خون منجمد کرنے والی بات نہیں کرنا چاہتا اور میرا فوج کے ساتھ کوئی رابطہ بھی نہیں ہے۔ لیکن مَیں محسوس کرتا ہوں کہ چونکہ فوج کا ۶۵ فیصد حصّہ مسلمانوں پر مشتمل ہے تو لیگ نے اگر کوئی مہم شروع کی تو فوج کے ایک بڑے حصّے کو متاثر کرے گی۔ اس کے علاوہ سارے سرحد میں آگ لگ جائے گی اور یہ کہ مختلف مسلم ممالک کے اخبارات (جیسے کہ افغانستان، ایران، عراق، ترکی اور مصر) سے مَیں نے یہ تاثر لیا ہے کہ وہاں لوگ مسلم ہند کے مطالبے سے پوری پوری

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمدردی رکھتے ہیں اور یہ کہ ان ممالک کے اخبارات مسلم ہند کے مطالبہ پاکستان کی پرزور حمایت کرتے ہیں اور پس میرا خیال ہے کہ اگر مسلمانوں اور برطانوی حکومت میں تصادم ہوا تو لازمی طور پر وہ متاثر ہوں گے۔

نتیجہ کیا ہو گا

اس نکتے سے رجوع کرتے ہوئے قائداعظم نے کہا: لیکن میں اپنے آپ سے کہتا ہوں: درست، ہم پانچ سو گنا زیادہ پریشانی کھڑی کر سکتے ہیں۔ لیکن اس کا نتیجہ کیا ہو گا؟ میں صرف یہ دیکھتا ہوں کہ اس کے دو نتیجے نکل سکتے ہیں۔ غیر ملکی جارح اس ملک پر قبضہ کر سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ مشرق سے ہو، مغرب سے، جنوب سے، یا شمال سے، اگر ایسا ہو جائے تو میری جملہ قربانیوں کے باوصف مجھے حاصل کیا ہوا؟ آقاؤں کی تبدیلی! اور اگر دوسری پارٹیاں ہمارے ساتھ نہ ہوں تو اس کا مطلب ہے ہلاکت آفریں خانہ جنگی۔ دوسرا نتیجہ یہ ہو گا کہ اگر یہ انقلاب مسلمان برپا کرتے ہیں اور اگر یہ برطانوی اقتدار کو مفلوج کرنے میں کامیاب بھی ہو جائے تو اس کا نتیجہ ہو گا، اس کی فوری اور اچانک تباہی۔ اور اس کا حاصل یہ ہو گا کہ ہند ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔ جب میں ان دو نتائج پر غور کرتا ہوں تو خواہ میں برطانوی حکمت عملی کی کتنی بھی مذمت کیوں نہ کروں اور میرے احساسات کتنے بھی شدید کیوں نہ ہوں، میں کہتا ہوں کہ میری کیفیت خربوزے والی ہے۔

قلابازی

قائداعظم نے آگے چل کر کہا: برعکس ازیں کانگرس نے ایک قطعی فیصلہ کیا اور انگریزوں سے مطالبہ کیا "ہند چھوڑ دو" اور کہا کہ ہندو مسلم مسئلہ کے تصفیہ کے سوال پر بھی اس وقت تک غور نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ انگریز یہاں سے واپس نہیں چلے جاتے۔ یہ تازہ ترین موقف ہے جو کانگرس نے اختیار کیا ہے اور جو کانگرس کے اس بنیادی موقف کی بالکل ضد ہے جس کا گذشتہ بائیس برس کے دوران اعلان کیا گیا کہ ہندو مسلم مسئلہ کے تصفیے اور اتحاد کے بغیر باشندگان ہند کے لئے کوئی آزادی اور خود مختاری نہیں ہو سکتی۔

قائداعظم نے کہا کہ جب تک یہ بنیاد برقرار ہے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان سمجھوتے کی خاطر مذاکرات کی گنجائش کیسے نکل سکتی ہے۔ اور اس کے باوجود

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رات دن اس بات پر زور دیا جا رہا ہے' بالخصوص ہندوؤں کی جانب سے کہ مسلم لیگ کو کانگرس کے ساتھ تصفیہ کرنے کی تحریک کرنی چاہئے اور اپیلوں کا طوفان اٹھایا جا رہا ہے کہ کانگرس سے تعاون کے ساتھ اس جموُد کا حل نکالنا چاہئے۔

(دی ایسٹرن ٹائمز' ۱۷ ستمبر ۱۹۴۲ء)

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ یونین سے خطاب

۴ نومبر ۱۹۴۲ء

طلباء کی جانب سے زبردست استقبال کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مسٹر ایم اے جناح نے کہا کہ جس انداز سے طلبا نے ان کا استقبال کیا ہے وہ اس ملک میں یا کسی اور ملک میں کوئی بھی شخص اپنے لئے ایک اعزاز تصوّر کرے گا۔ ان کی ہفت روزہ ڈان کی خریداری کا حوالہ دیتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ اس کے پیچھے جو جذبہ کارفرما ہے وہ اسے بہت سراہتے ہیں اس لیے بھی کہ اس کا اظہار دانشوروں کے طبقے کی جانب سے ہوا ہے۔ انہوں نے طلباء کا مسلم لیگ فنڈ میں چندہ دینے پر بھی شکریہ ادا کیا اور کہا یہ ان کے لئے حوصلہ افزائی کے پیغام کے مصداق ہے۔ نوجوان طلباء سے پیسہ کے تعلق میں کوئی توقع بھی کیا کر سکتا ہے؟ اصل چیز تو وہ جذبہ ہے جو اس پیشکش کے پیچھے کارفرما ہے۔ بڑی رقمیں تو موٹے اور امیر لوگ ہی دے سکتے ہیں اور انہیں ابھی تک ان لوگوں کو کامیابی کے ساتھ رام کرنا نہیں آیا۔ (قہقہہ) لیکن' مسٹر جناح نے کہا' مَیں آپ کو بتا دوں کہ بہت سے امیر لوگوں نے بھی مجھے چندہ دیا ہے اور بہت عمدہ جذبے کا مظاہرہ کیا ہے۔ ابھی تک صرف چار لاکھ روپیہ کی رقم جمع ہوئی ہے۔ شاید سرمایہ جمع کرنے کا جو طریقہ انہوں نے اختیار کیا ہے وہ غیر معمولی ہے۔ جن لوگوں کے پاس دولت ہے یہ توقع کرتے ہیں کہ رقم ڈھیلی کرنے سے پہلے کچھ ان کی خوشامد بھی ہو جائے۔ گذشتہ چھ برس کے دوران ہم نے مسلمانوں سے کبھی چندہ دینے کی اپیل نہیں کی' اور خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ہم نے اب تک بغیر کسی سرمائے کے اس جدوجہد کو کیسے چلایا ہے۔

مَیں دیکھتا ہوں کہ مسلم لیگ اس قدر بڑھ گئی ہے اور اتنی بڑی تنظیم ہو گئی ہے کہ اب اس کے نظم و نسق کا مالی بار ایک یا دو شخص نہیں اُٹھا سکتے۔ یہی وجہ تھی کہ مَیں نے یہ اپیل کی جس پر جُملہ طبقوں نے لبیک کہا۔ آپ کو یہ جان کر حیرت ہو گی کہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَیں نے دو دو آنے اور چار چار آنے کے منی آرڈر وصول کئے۔ غریب سے غریب لوگ بھی اپنا چندہ بھیج رہے ہیں اور دل ہلا دینے والے خط لکھ رہے ہیں۔ اگر مَیں اُن سے کچھ خطوط آپ کو سناؤں تو آپ کو علم ہو گا کہ ان کے دلوں میں کس طرح کے جذبۂ ایثار کی آگ فروزاں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ غریب ہونے کے ناتے سے وہ نقدی تو نہیں دے سکتے لیکن وہ نقدِ حیات کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لاکھوں روپے کے مقابلہ میں یہ چھوٹی چھوٹی رقمیں مجھے زیادہ مسرت بخشتی ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اب مسلم لیگ سینکڑوں اور ہزاروں نہیں بلکہ کروڑوں مسلمانوں کی نمائندگی کرتی ہے (تالیاں) مَیں آپ کو یاد دلاؤں کہ کانگرس کی مجلس عاملہ کے گزشتہ اجلاس میں پنڈت نہرو نے یہ بڑہانکی تھی کہ مسلم لیگ تو برطانوی سامراج کے ہاتھوں میں کھیل رہی ہے اور مسلم عوام کانگرس کے ساتھ ہیں۔ مسلمانوں نے کانگرس سے بالکل علیحدہ رہ کر شک و شبہ کی گنجائش چھوڑے بغیر یہ ثابت کر دیا ہے کہ انہوں نے مسلم لیگ کے مینڈیٹ کی تعمیل کی ہے۔ ذرہ برابر شبہ کے بغیر یہ مظاہرہ کیا ہے کہ مسلمان عوام کانگرس کے ساتھ نہیں ہیں اور اب تو ہم استصواب رائے کی بیخ بھی اُڑا سکتے ہیں۔

مَیں ہر سال آپ کے پاس آتا ہوں اور مَیں نے روئیداد پیش کرنے والے کا کردار اپنا لیا ہے۔ آیئے مَیں آپ کو گزشتہ چند برسوں کی کہانی ذرا روانی سے سُنا دوں۔ ۱۹۳۵ء میں قانون حکومت ہند منظور ہوا۔ کانگرس اور مسلم لیگ دونوں اس کی مخالف تھیں۔ مسلم لیگ خصوصیت کے ساتھ قانون کے وفاق والے جزو کے خلاف تھی۔ لیکن وہ اسکیم کے صوبائی جزو پر عملدر آمد کرنے کے لئے آمادہ تھی' کہ اس سے جو بھی تھوڑے بہت فوائد حاصل ہوں' ہو جائیں۔ اگرچہ اس میں بھی بہت سے قابل اعتراض پہلو تھے۔ کانگرس نے برعکس ازیں فیصلہ کیا کہ وہ قانون کو فنا کے گھاٹ اُتار دیں گے اور دستور کو تباہ کر دیں گے۔ لیکن تباہ کرنے کے بلند بانگ دعوٰی کے بلوصف صوبائی انتخابات کے بعد ہُوا کیا؟ انہوں نے مختلف صوبوں میں وزارتیں تشکیل دیں چونکہ مسٹر گاندھی فی الحقیقت برطانوی حکومت کے ساتھ "معاہدہ شرفا" طے کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ اور اس نعرے کے پیچھے پناہ لے لی کہ پارلیمانی ذہنیت پیدا ہو گئی ہے۔ اس وقت مسلم ہند ایسا مردہ تھا جیسا بکرے کا گوشت۔ جہاں تک دستور کے صوبائی جزو کا تعلق تھا' مسلم ہند کو ہندو کانگرس کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا۔ گورنر صاحبان تیار کھڑے تھے۔ وائسرائے صاحب تیار کھڑے تھے۔ درآں حالیکہ کانگرس کے زیر نگیں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صوبوں میں مسلمانوں کو معاشرتی اور سیاسی زندگی کے ہر شعبے میں کچلا جا رہا تھا' ان کے خلاف ہر طرح کی ناانصافی' بدسلوکی اور ستم رانی روا رکھی جا رہی تھی۔ مسلم لیگ ان کے لئے ایک نفرت انگیز شے تھی اور اسے کچلنے کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی تھی۔ تب وائسرائے کہاں تھے اور گورنر صاحبان کہاں تھے؟ وہ بدعہدی کے بدترین مجرم تھے۔ وہ اقلیتوں کے مفادات کی حفاظت نہ کرنے کے اور اپنی دستوری ذمہ داریوں کو سرانجام نہ دینے کے مجرم تھے۔ ہم پر ڈھائی برس تک یہ کابوس سوار رہا۔ اگر وفاقی جزو پر بھی عملدرآمد ہو جاتا تو یہ مسلم ہند کے لئے پیام موت ہوتا۔ پھر جنگ آ گئی۔ شر میں سے خیر برآمد ہوتا ہے۔ ستمبر ۱۹۳۹ء تک مسلم لیگ نے اپنی قوت کو خاصا مستحکم کر لیا تھا' یہاں تک کہ حکومت ہند اور برطانوی حکومت اسے نظرانداز نہ کر سکے۔ پہلی بار جنگ جیسے بحران میں مسٹر گاندھی کے ساتھ صدر آل انڈیا مسلم لیگ کو وائسرائے سے ملاقات کی دعوت دی گئی۔ کیا آپ کو اس سے قبل کوئی ایسا موقع یاد ہے کہ کانگرس کے رہنما کے ساتھ مسلم ہند کا بھی کوئی مسلمہ رہنما مدعو کیا گیا ہو؟ اس دن سے مسٹر گاندھی اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں کہ مسلم ہند کی جانب سے صدر آل انڈیا مسلم لیگ کو جو مرتبہ ملا ـــــ کانگرسی رہنماؤں کے مساوی مرتبہ ـــــ اس سے اسے محروم کر دیں۔ انہوں نے ایک رُوپ کے بعد دوسرا رُوپ بھرا۔ وائسرائے کے ساتھ اپنی پہلی ملاقات کے دوران وہ رو پڑے' جب ان کی چشمِ تصور نے پارلیمان کے ایوانوں اور ویسٹ منسٹر ابے کو تباہ ہوتے دیکھا۔ اور کہا "اگر انگلستان شکست کھا جائے تو ہند کی آزادی کس کام کی ہو گی!" اور انہوں نے اہل ہند کو مشورہ دیا کہ وہ برطانیہ عظمیٰ کو غیرمشروط امداد بہم پہنچائیں۔ پھر وہ کانگرس کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں گئے' خیال رہے کہ' وہ کانگرس کے چونی کے ممبر بھی نہیں تھے۔ انہوں نے کہا "مَیں کیا کر سکتا ہوں؟ مجلس عاملہ نے اپنا فیصلہ کر لیا ہے اور یہ ہیں اس کے مطالبات ـــــ فوری آزادی بشمول عوام کا یہ حق (توجہ کیجئے لفظ عوام پر) کہ وہ حق بالغ رائے دہی کے تحت منتخبہ مجلس دستور ساز کے ذریعہ اپنا دستور خود مرتب کریں اور ضمانت کے طور پر مرکز میں فی الفور قومی حکومت قائم کر دی جائے جسے فوراً اصل اقتدار منتقل کر دیا جائے۔" دریں اثناء جب یہ مطالبات منظور کئے جا رہے تھے' وائسرائے نے اعلان کیا کہ وفاقی اسکیم کو معطل کیا جاتا ہے۔ حقیقت پسند لوگوں کی طرح ہم نے اس اعلان کو اس کی حقیقت کی حد تک خوش آمدید کہا۔ لیکن ہم نے کہا کہ اسے "کلیتاً" تج دیا جائے۔ آخرکار برطانوی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت کو وفاقی اسکیم کو مکمل طور پر تج دینا پڑا۔ ہمیں اس سے خاصا اطمینان حاصل ہوا اور حتمی طور پر اگست ۱۹۴۰ء میں ملک معظم کی حکومت نے ایک اعلان کے ذریعہ یہ واضح کر دیا کہ ہند پر کوئی ایسا دستور مسلط نہیں کیا جائے گا جسے ہند کی زندگی کے بڑے عناصر منظور نہ کرلیں اور مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کو کوئی ایسا دستور قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا جسے وہ منظور نہ کریں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اب مسٹر گاندھی نے جبر کا کھیل شروع کر دیا۔ ۱۹۳۹ء میں دستور کو مفلوج کرنے کے پیش نظر پہلے ہی مسٹر گاندھی اور کانگرس نے وزارتوں کو استعفے دینے کا حکم دے دیا تھا۔ انہوں نے اس حربے کو آزمایا اور پہلے مدراس کی وزارت مستعفی ہوئی۔ انہوں نے آس لگائی کہ وائسرائے انہیں پھر بلائیں گے۔ لیکن اس کی بجائے وائسرائے نے فوراً ہی استعفے منظور کر لئے اور اس کے بعد ہر کانگرسی وزارت کا یہی حشر ہوا۔ کانگرس کے تمام صوبوں کا نظم و نسق دفعہ ۹۳ کے تحت سنبھال لیا گیا۔ اب یاد رکھئے کہ اس طریقہ جبر کا مقصد کیا تھا؟ مسٹر گاندھی کا واحد مقصد یہ تھا کہ ہندو ہند کا احیاء کیا جائے' سارے برصغیر ہند میں انگریزی راج کے جانشین کے طور پر ہندو راج قائم کیا جائے اور مسلمانوں کے گلے میں اپنی غلامی کا طوق ڈال دیا جائے۔ اس جبر کا واحد مقصد ــــ اگر یہ کامیاب ہو جاتا ــــ تو یہ ہوتا کہ مسلمانوں کے ساتھ بے وفائی ہوتی۔ اس وقت تک وہ اس بات کے قائل تھے کہ سول نافرمانی کی کوئی تحریک نہیں چلائی جا سکتی۔ چونکہ مسلم لیگ اس کی مخالف ہے اور یہ کہ وہ برطانوی حکومت کو ہراساں نہیں کرنا چاہتے۔ لیکن انہوں نے جبر کے طریقے کو جاری رکھا اور "آزادی تقریر" کا نعرہ دریافت کر لیا۔ آزادی تقریر کی نقاب پہن کر وہ مساعی جنگ کے ضمن میں اپنی مخالفت کی تشہیر کرنا چاہتے تھے۔ یہ منصوبہ ان کے ہاتھ لگ گیا۔ بدیہی طور پر اس کا مطلب حکومت کو مجبور اور ہراساں کرنا تھا' اور ان کا گھیراؤ کرنا تھا تاکہ وہ ان کے مطالبے کے سامنے سپرانداز ہو جائے۔ چودہ مہینے کے بعد جب انہوں نے یہ دیکھا کہ انفرادی ستیہ گرہ کی بیل مرجھانے والی ہے' تو مسٹر گاندھی نے اور ان کے ساتھ کانگرس نے یہ دریافت کیا کہ کانگرس کی قرارداد میں مسٹر گاندھی کو یہ اختیار ہی نہیں دیا گیا کہ وہ اس راہ پر گامزن ہو جائیں اور اس تحریک کو ختم کر دیا گیا۔

پھر مارچ ۱۹۴۲ء میں سر اسٹیفورڈ کرپس ہند تشریف لے آئے۔ قدرتی طور پر برطانوی حکومت اس بارے میں مضطرب تھی کہ اگر وہ اپنے مفاد میں ہند کے دو بڑے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فریقوں میں مصالحت کرا دے، تو یہ اچھا ہو گا کہ اس طرح وہ مساعی جنگ کے سلسلے میں ان کا تعاون حاصل کر لے گی۔ پس انہوں نے سر اسٹیفورڈ کرپس کے توسل سے تجاویز کا ایک مسودہ ارسال کر دیا۔ آیئے میں آپ کو بتا دوں کہ اس کا مطلب کیا تھا۔ اولاً اس میں وعدہ کیا گیا تھا کہ اختتام جنگ کے بعد برطانوی حکومت ہند کو مکمل طور پر خود مختار حکومت کا نظام دے دے گی، جیسا کہ کسی قلمرو میں ہے، بلکہ جس طرح کا خود انگلستان میں موجود ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ انہوں نے یہ بھی واضح کر دیا کہ اگر اس کی خواہش ہو تو ہند برطانوی دولت مشترکہ سے بھی علیحدہ ہو سکتا ہے۔ مسودہ اعلان میں مجلس دستور ساز کا اہتمام بھی تھا جس کے ارکان کی تعداد صوبائی مجالس قانون ساز کے ارکان کی تعداد کا دسواں حصہ ہوتی اور وہی ان ارکان کو منتخب کرتیں۔ اس طریقے کے مطابق مسلم ہند کو ۲۵ فیصد نشستیں بھی نہ ملتیں۔ یہ ادارہ متحد ہند کے لئے "یونین" کے طور پر جمہوری خطوط پر دستور مرتب کرے گا۔ اس کا مقصد کانگرس کی چاپلوسی کرنا تھا۔ لیکن برطانوی حکومت کو اس بات کا احساس تھا کہ اگر وہ یہیں پر رُک گئے تو اس سے مسلمان خفا ہو جائیں گے جن کا شمار بھی ملک میں ایک طاقت کے طور پر ہوتا ہے۔ انہیں یہ سوچنا تھا کہ وہ ان کے مطالبہ پاکستان کے تعلق میں مسلم ہند کا کس طرح سامنا کریں گے۔ اس مقصد کے لئے مسودۂ اعلان میں یہ شامل کیا گیا کہ بطور "یونین" سارے ہند کے لئے دستور مرتب ہو جانے کے بعد اسے ہر صوبائی مجلس قانون ساز کے سامنے پیش کیا جائے کہ وہ اس سے الحاق کرے یا نہ کرے۔ اس نوع کے ادارے میں کُل ہند کی ایک یونین کے لئے دستور تیار ہونا تو بالکل یقینی بات تھی۔ تاہم مسلم ہند کی اشک شوئی کر دی گئی کہ وہ یونین سے باہر رہ سکتے ہیں۔ جو طریقہ کار طے کیا گیا تھا وہ ایسا تھا گویا پتے لگا کر مخالف کے ہاتھ میں تھما دیئے ہوں۔ دو بڑے مسلمان صوبوں پنجاب اور بنگال میں اگرچہ آبادی کے لحاظ سے مسلمان اکثریت میں ہیں لیکن صوبائی مجالس قانون ساز میں واقعتاً وہ اقلیت میں ہیں۔ ہمیں جو کام سونپا گیا وہ یہ تھا کہ اگر ہمیں مجلس قانون ساز میں یونین قائم کرنے والے دستور کے خلاف ۶۰ فیصد ووٹ مل جائیں تو ہم سارے صوبے میں استصواب رائے عامہ منعقد کرا سکتے ہیں۔ پس آپ دیکھیں کہ مجلس دستور ساز میں جہاں ہم کسی شمار قطار میں نہ ہوتے رکاوٹ نمبر ا تھی۔ صوبائی مجلس قانون جو یہ فیصلہ کرتی کہ الحاق کرے یا نہ کرے رکاوٹ نمبر ۲، اگر ہم کامیابی کے ساتھ ان دونوں رکاوٹوں کو عبور کر جائیں تو ہمارے سامنے رکاوٹ نمبر ۳

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئے گی اور معاملہ استصواب رائے کے حوالے کر دیا جائے گا۔ لیکن کس کا استصواب؟ استصواب سارے صوبے کا۔ اعلان میں جو طریقہ کار تجویز کیا گیا تھا وہ ہمارے لئے صرف اشک شوئی کے سوا کچھ نہ تھا۔ مسلمانوں کا حق خود ارادیت تسلیم نہیں کیا گیا تھا۔ پس ہمارے لئے اسے قبول کرنا ناممکن امر تھا۔ لیکن مسٹر گاندھی نے کرپس کی تجاویز کو کیوں مسترد کیا؟ انہوں نے یہ سوچا کہ اگر کانگرس نے ایک مرتبہ علیحدگی کے اصول کو تسلیم کر لیا' تو انہیں طریقۂ کار کے ضمن میں ہتھیار ڈالنے پڑ جائیں گے۔ کیونکہ واضح طور پر وہ غیر منصفانہ تھا۔ چونکہ اس میں پاکستان کے قیام کا امکان نظر آتا تھا اس لئے مسٹر گاندھی نے اس پیشکش کو مسترد کر دیا۔ پھر انہوں نے پاکستان کے مسئلہ سے کنی کاٹنے کے لئے کسی دوسرے فریق سے مشورہ کئے بغیر "ہند چھوڑ دو" کا نعرہ ایجاد کیا۔ گزشتہ بیس برس کے دوران وہ اس نظریئے کا ڈھنڈورا پیٹتے رہے کہ ہندو مسلم اتحاد کے بغیر سوراج نہیں مل سکتا۔ لیکن انہوں نے سوچا کہ اس بارے میں انہوں نے بہت باتیں کر لی ہیں۔ وہ خود اتحاد کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ تھے۔ انہوں نے سول نافرمانی کی عوامی تحریک شروع کرنے کا فیصلہ کر لیا اور اعلان کر دیا کہ ہندو مسلم اتحاد کو انگریزوں کے ہند سے واپس چلے جانے تک انتظار کرنا چاہئے۔ یہ ہند چھوڑ دو کا نعرہ بھی دریا بُرد ہو جاتا اگر انگریز مسٹر گاندھی کی خواہشات کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے۔ کانگرس کی خوشامد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کو قربان کر دیا جائے۔ مَیں یہ نہیں کہتا کہ برطانوی حکومت نے کانگرس کے سامنے اس لئے جھکنے سے انکار کر دیا کہ انہیں ہم سے کوئی محبت ہے۔ انہوں نے ایسا صرف اس لئے کیا کہ یہ ان کے بھی مناسب حال تھا۔ ایسے موقع بھی ہوتے ہیں کہ جب دو شخصوں کے سامنے جن کے درمیان آپس میں کوئی محبت نہیں ہوتی' ایک راہ پر چل پڑنے کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں انہوں نے یہ محسوس کیا کہ مسلم لیگ اتنی طاقتور ہے کہ اگر زیادہ بڑا نہیں تو کم سے کم کانگرس جتنا بڑا فساد تو کھڑا کر ہی دے گی۔ وہ ہم سے خوفزدہ تھے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ مسٹر گاندھی کی یہ مہم جواری کی آخری چال تھی۔ آپ کیا توقع کرتے ہیں کہ مسلم لیگ کو اس تحریک کے بارے میں کیا کرنا چاہئے؟ کیا آپ یہ امید کرتے ہیں کہ مسلم لیگ کو کانگرس کی تمام چالوں اور حربوں سے واقف ہوتے ہوئے بھی سول نافرمانی کی عوامی تحریک میں اُن کی مدد کرنی چاہئے تھی؟ یہ صرف انگریزوں کے خلاف ہی جنگ نہیں ہے بلکہ یہ خانہ جنگی بھی ہے۔ کیونکہ یہ کانگرس کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطالبات کے حق میں لڑائی ہے جو مسلمانوں کے حقوق کے منافی اور ان کے لئے تباہ کن ہیں۔ کانگرس کی چاپلوسی کرنے سے برطانوی حکومت کے ہاتھ کیا آئے گا؟

اس سے دیگر عناصر کی مخاصمت بڑھ جاتی اور زیادہ مشکلات پیدا ہو جاتیں۔ اگر مسلمان آزادی اور خودمختاری کے نام پر کانگرس کی تحریک میں شامل ہو جاتے تو وہ انگلستان اور امریکہ سے یہ کہتے کہ وہ تنہا سارے ہند کی نمائندگی کرتے ہیں' کہ مسلم ہند بھی ان کے مطالبے کی حمایت کرتا ہے۔ اگر وہ اس جال میں پھنس جاتے تو اس سے بڑی حماقت اور غلطی مسلمانوں سے سرزد ہو ہی نہیں سکتی تھی۔ قدرتی لائحہ عمل تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ اگر ہمیں انگریزوں کی حقیقت اور دیانت کا اعتبار ہوتا تو ہم اس تحریک کو کچلنے کے لئے ان کے شانہ بشانہ کھڑے ہو جاتے کیونکہ یہ ہمارے بھی اتنی ہی خلاف تھی۔ لیکن مجھے یہ کہتے ہوئے دکھ ہوتا ہے کہ ہم انگریزوں پر بھی اعتماد نہیں کر سکتے۔ وہ اپنا کھیل کھیل رہے ہیں۔ اس لئے ہم نے مسلمانوں سے صرف یہ کہا کہ وہ اس تحریک سے الگ رہیں۔ انہیں اس کا مقابلہ کر لینے دیجئے۔ یہ ایسا معاملہ ہے کہ جس میں غیرجانبداری ہمارے حق میں بہترین حکمت عملی ہو گی۔

اب ہند چھوڑ دو کے نعرے کا کیا بنا۔ ۸ اگست سے ہندو تنظیمیں کیا مانگ رہی ہیں اور کس سے؟ اپنے ابنائے وطن — ۱۰ کروڑ مسلمانوں سے — معاملات طے کرنے کی بجائے وہ انگلستان' امریکہ اور چین اور اب روس کو اپیلیں بھیج رہے ہیں کہ وہ پیش رفت کریں اور ان کی مدد کریں۔ مسٹر جناح نے پھر کانگرس اور ہندو ہند سے دریافت کیا کہ آپ نے انگلستان سے کہا تھا کہ "ہند چھوڑ دو" اب تم ان سے پیش رفت کرنے کی بات کیوں کرتے ہو؟ آپ ان قوموں سے یا ان کی حکومتوں سے اس معاملے میں کس طرح کی پیش رفت کی توقع رکھتے ہیں؟ کیا آپ کی یہ خواہش ہے کہ اتحادی قومیں دس کروڑ مسلمانوں کی مرضی کے خلاف اور ان کی مخالفت کے باوصف ہند پر کوئی دستور مسلط کر دیں؟ اگر ہندو ہند کی مسلم ہند کے ساتھ تصفیہ کرنے کی ذرا سی بھی خواہش ہوتی تو کیا یہ طریقہ کار ہونا چاہئے جس پر انہیں عمل کرنا چاہئے تھا؟ دوسری طرف انگریزوں کا کیا رویہ ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ کانگرس ہندو تنظیم ہے اور من جملہ دیگر فریقوں کے ایک فریق ہے۔ درست! کانگرس ہند کے باشندوں کی اکثریت کی نمائندگی نہیں کرتی۔ درست! لیکن جب میں ان سے دریافت کرتا ہوں کہ دس کروڑ مسلمانوں اور لاکھوں دیگر ہندیوں کے بارے میں کیا خیال ہے جو کانگرس کی حمایت نہیں کرتے؟

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو ان کا جواب بڑا عجیب و غریب ہوتا ہے۔ وہ اس دلیل کا سہارا لیتے ہیں کہ کانگرس کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن یہ بات تسلیم کی جاتی ہے کہ کانگرس نے خود کو ناممکن بنا لیا ہے۔ اور تاہم وفاع اور اپنے ملک کے وسائل کو مجتمع کرنے کے معاملے میں باقی سب کو اتنا ہی نظرانداز کیا جاتا ہے۔

میں کسی بھی دیانتدار شخص سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا پاکستان کی تجویز جس کی اساس ہندو ہند اور مسلم ہند کی خودمختاری اور آزادی کے مفروضے پر استوار ہے اور جس کے تحت تین چوتھائی ہند' ہندو اور ایک چوتھائی مسلمانوں کو ملتا ہے' نامنصفانہ ہے؟ مَیں کہتا ہوں کہ ہم اچھے ہمسایوں کی طرح رہیں اور عہد کریں کہ آپ اپنے خطے میں ہماری اقلیتوں کی حفاظت اور نگہداشت کریں گے اور ہم اپنے علاقوں میں آپ کی اقلیتوں کا تحفظ اور ان کی پاسبانی کریں گے۔ (تالیاں) سارے فریق بشمول حکومت مسلمانوں کے حق خودارادیت اور مسلم استصواب رائے کے فیصلے کو قبول کرنے پر اتفاق رائے کر لیں اور پاکستان اسکیم کو جامہ عمل پہنانے کی ضمانت دے دیں اور عہد کر لیں تب عبوری حکومت کے سوال کو آسانی کے ساتھ نمٹایا جا سکتا ہے۔ حال ہی میں مجھے بہت سے ہندو رہنماؤں سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے جو ازراہ عنایت مجھ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ اور مَیں نے ان سے' دل آزاری کئے بغیر' یہ دریافت کیا کہ آخری مرتبہ ہندوؤں نے ہند پر کب حکمرانی کی اور اس کے کس حصہ پر؟ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے کہ کم و بیش ایک ہزار برس سے ہندوؤں نے ہند کے کسی قابل ذکر حصہ پر حکومت نہیں کی۔ ہماری تجویز سے انہیں ہند کا تین چوتھائی حصہ مل جاتا ہے۔ اور ہماری تجویز کے مطابق وہ ہندو خطوں کی حکومت کا کنٹرول سنبھال سکتے ہیں۔ مَیں ان سے اپیل کر سکتا ہوں کہ وہ لالچ نہ کریں' چونکہ مجھے یہ نظر آتا ہے کہ ہندو یہ سوچتے ہیں کہ تین چوتھائی تو ہم نے چھوڑ ہی دیا اور ہماری تجویز کے مطابق تین چوتھائی تو ان کی جیب میں ہُوا' پھر کوئی ایسی چال کیوں نہ چلیں کہ باقی ماندہ ایک چوتھائی بھی جھپٹ لیں اور سارے برصغیر پر ہندو راج قائم کر دیا جائے۔ مَیں کہتا ہوں کہ تین چوتھائی لے لیں اور میرے ایک چوتھائی پر بُری نظر نہ ڈالیں۔ مجھے اسلام کی روشنی میں اپنی تاریخ' اپنی روایات' ثقافت اور زبان کے مطابق زندگی بسر کرنے دیں اور آپ اپنے خطوں میں ایسا ہی کریں۔ (تالیاں) آیئے' ہم امن و لمان سے زندگی بسر کریں۔ لیکن بدقسمتی سے ہندو قیادت کا مقصد یہ ہے کہ ہم ان کے سامنے سپر ڈال دیں اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سارے ہند میں ایک اقلیت کی حیثیت سے ہندو راج کے تحت زندگی بسر کرنے پر آمادگی کا اظہار کر دیں۔ ہم اس صورت حال کو ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ جب ہم مسلمانوں کے استصواب رائے کی تجویز پیش کرتے ہیں تو اس کی بنیاد یہ ہے کہ مسلمانان ہند کسی بھی تعریف کے لحاظ سے ایک قوم ہیں (تالیاں) دنیا میں کسی جگہ بھی دس کروڑ انسانوں کو اقلیت نہیں سمجھا جا سکتا۔ اس طرح یہ رعایت یا مفاہمت' حفاظت یا تحفظات کا سوال نہیں ہے۔ یہ ایک سوال ہے مسلمانوں کے بنیادی اور پیدائشی حق خود ارادیت کا کہ وہ اس برصغیر کے ان خطوں میں ایک قومی گروہ کی حیثیت سے جہاں آباد ہیں اور اکثریت میں ہیں اپنی ریاستیں قائم کریں (تالیاں)۔ ہم اس مسئلہ پر کوئی مفاہمت نہیں کر سکتے۔ یہ ہمارے اپنے وجود کے ساتھ مفاہمت کرنا ہو گا۔ اگر آپ مجھ سے ایک اقلیت کی حیثیت سے بات کرنا چاہتے ہیں تو پھر کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکتا۔ اگر ہم ایک قوم ہیں تو اپنے مستقبل کا فیصلہ صرف مسلمان ہی کر سکتے ہیں۔ لیکن ہم آپ سے کہتے ہیں کہ آپ مسلمانوں کے استصواب رائے کے فیصلے کو جامہ عمل پہنانے پر اتفاق کریں۔ دریں اثناء ہمیں اس بات پر کوئی اعتراض نہیں کہ ہند کے جملہ وسائل کو اس کے دفاع کی غرض سے مجتمع کرنے کے لئے عبوری حکومت قائم ہو جائے۔ ہمیں ہند کے دفاع سے زیادہ گہرا تعلق ہے کیونکہ ہمارے گھربار یہیں ہیں۔ امریکی' امریکہ جا سکتے ہیں' چینی' چین اور انگریز' انگلستان لیکن میرا گھر تو یہیں ہے۔ لہٰذا مجھے اپنے گھر کے دفاع کے بارے میں زیادہ تشویش ہے۔ تاہم مسلم ہند عبوری حکومت میں محض ایک اقلیت کی حیثیت سے شمولیت نہیں کر سکتا بلکہ صرف مساوی سطح کی بنیاد پر۔ ہماری تجاویز کے جواب میں بے پر کی اڑائی جاتی ہے۔ کبھی جوڑ توڑ' اور کبھی اس ملک سے' کبھی اس ملک سے اپیل کی جاتی ہے۔

لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں' فرض کیجئے انگریز اور کانگرس اپنے اختلافات رفع کر لیتے ہیں اور اوّل الذکر کانگرس کے سامنے جھک جاتے ہیں اور اس کا مطالبہ تسلیم کر لیتے ہیں' پھر ہمارا کیا بنے گا؟ جواب یہ ہے کہ اگر برطانوی حکومت اپنے عہد کے باوصف ہمیں قربان کر دینے کی کوشش کرتی ہے' ہم سے بے وفائی کرتی ہے اور ہمیں کانگرس راج کے رحم و کرم پر چھوڑ دیتی ہے تو باور کیجئے کہ دونوں متحد ہو کر بھی کامیاب نہیں ہو سکتے' اگر ہم متحد اور منظم ہوں۔ (تالیاں) اس وقت ہم اتنی اہلیت رکھتے ہیں کہ ہم کھڑے ہو جائیں اور اس نوع کی حکومت کو ناممکن بنا دیں۔ چین اور امریکہ کی مشترکہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوتیں مل کر بھی ہم پر ایسا دستور مسلط نہیں کر سکتیں جو مسلم ہند کو قربانی کی بھینٹ چڑھا دے۔ لیکن اگر ایسی مجنونانہ غلطی کا ارتکاب کیا گیا تو یاد رکھئے ایک کیڑا بھی مقابل آجاتا ہے اور کانگرس راج کی پشت پناہ غیر ملکی سنگینوں کی پرواہ کئے بغیر ہم ملک کے انتظام و انصرام کو ناممکن بنا دیں گے (پُرزور تالیاں) کیونکہ یہ ہمارے لئے اس درجہ سنگین مسئلہ ہو گا کہ اس کے سامنے سر تسلیم خم نہ کیا جا سکے گا۔ یہ ایسی خبیث چال ہے جس کا تعلق اس ملک کے دس کروڑ مسلمانوں کی آئندہ تقدیر اور خوشحالی سے ہو گا۔ مَیں نے پچھلی مرتبہ آپ پر زور دیا تھا کہ ایمان' اتحاد اور نظم و ضبط آپ کا موٹو ہونا چاہیے۔ اگر آپ زندہ رہنا چاہتے ہیں اور اس سب کچھ کو سربلند رکھنا چاہتے ہیں جو آپ کو عزیز ہے' یعنی اسلام کا بیش قیمت سرمایہ' تو اب عہد کر لیجئے اور کام شروع کر دیجئے اور کام کیجئے اور مسلم لیگ کی تنظیم کیجئے۔ یہ آپ کی حتمی ضمانت ہے اور یہی آپ کا آخری ہتھیار ہے جو آپ ڈھال سکتے ہیں۔ (تالیاں) مزید یہ کہ مسلم ہند میں ایک عمدہ تبدیلی آئی ہے۔ اشتراک عمل' بے لوثی' تعاون' مدد اور خدمت' اگر آپ ان صفات سے متصف ہو جائیں تو دنیا کی کوئی طاقت آپ کو دبا نہ سکے گی۔ (مسلسل نعرہ ہائے تحسین)

(دی سٹار آف انڈیا' ۱۲ نومبر ۱۹۴۲ء)

آزادی اور مسلمان! آل انڈیا مسلم لیگ کونسل سے خطاب

دہلی' ۹ نومبر ۱۹۴۲ء

"اپریل کے گذشتہ اجلاس کے بعد ہم آج جمع ہو رہے ہیں۔ اپریل سے اب تک ملک میں اور بیرون ملک مختلف واقعات رونما ہوئے ہیں اور حال ہی میں مَیں نے علی گڑھ میں موجودہ سیاسی صورت حال کا بالخصوص ہند کی سیاسی صورت حال کا ایک مکمل اور جامع تجزیہ پیش کیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ لوگ ہند میں ہونے والے واقعات کا احتیاط کے ساتھ مطالعہ کر رہے ہوں گے۔

ہند کا ایک حلقہ ــــ ایک بہت ہی منظم حلقہ ــــ جس کا اہم کام یہ ہے کہ وہ بیرون ملک ہمیں غلط طور پر پیش کرے اور امریکہ' چین اور انگلستان اور دنیا کے دیگر علاقوں میں رائے عامہ کو گمراہ کرے' اپنا پروپیگنڈہ کر رہا ہے۔ قدرتی طور پر امریکی عوام ہند کے بارے میں بہت کم جانتے ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم لیگ کی غلط تصویر پیش کرنے کے لئے باقاعدگی کے ساتھ پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے۔ یا تو ہمیں غلط سمجھا جاتا ہے یا ہماری غلط تاویل کی جاتی ہے یا بڑے دلیرانہ طریقے سے ہمیں غلط طور پر ہند میں برطانوی سامراج کا اتحادی بتایا جاتا ہے' جو اس ملک کی آزادی اور خودمختاری کی راہ میں روڑے اٹکا رہا ہے۔

ان لوگوں کے نزدیک جو ہند میں رونما ہونے والے واقعات پر صحیح نظر رکھے ہوئے ہیں' آزادی کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے کا الزام نہ صرف شرمناک ہے بلکہ جھوٹا بھی ہے۔ آج کل کے زمانے میں پروپیگنڈے کے خبیث طریقے کے ذریعے سمجھدار لوگوں کو بھی گمراہ کیا جا سکتا ہے۔

مسلم لیگ کا موقف یہ ہے جو سہل ترین زبان میں قرارداد بمبئی میں بیان کر دیا گیا ہے۔ اس میں مطلق کوئی شبہ نہیں کہ مسلمان ایک قوم ہیں۔ ایک قومی گروہ کی حیثیت سے اپنے اوطان' شمال مغربی اور مشرقی خطوں میں وہ تعداد میں سات کروڑ سے کم نہیں ہیں۔ ہماری تجویز یہ ہے کہ ان خطوں میں ہم اپنی آزاد ریاستیں قائم کرنا چاہتے ہیں اور ہم ہند میں جمہوری مرکزی حکومت کی بنیاد پر کوئی دستور قبول نہیں کریں گے۔

ہم کہتے ہیں کہ ہمیں حق خودارادیت حاصل ہے۔ اور ان خطوں میں جہاں ہم اکثریت میں ہیں ان علاقوں کو آزاد ریاستیں بنا دیا جائے۔ یہ ہمارا بنیادی اور پیدائشی حق ہے۔ (مرحبا۔ مرحبا)

انگریزوں کی تخلیق

ہند کبھی ایک نہیں تھا' کبھی ایک قوم نہیں تھا' کبھی ایک ملک نہیں تھا جس پر ایک طاقت کی حکمرانی ہو خواہ وہ بزور شمشیر ہی ہو۔ یہ مختلف قومیتوں اور لوگوں کا ایک برصغیر ہے۔ تاریخ میں اس پر کبھی ایک طاقت کی حکمرانی نہیں ہوئی۔ آج بھی جب دستوری اور قانونی اعتبار سے برطانیہ ہند پر فرمانروائی کر رہا ہے' ایک تہائی برطانوی (عملداری میں) نہیں ہے۔ یہ انتظامی یکتائی "کلیتا" انگریزوں کی تخلیق ہے۔ یہ حکومت جو برصغیر میں ۱۵۰ یا ۱۹۰ برس سے قائم ہے اس حکومت کو عوام کی منظوری حاصل نہیں (مرحبا۔ مرحبا)

یہ ایک جمہوری نظام ہے جو مغلیہ نظام پر نافذ کر دیا گیا ہے۔ اس کی پشت پناہ انگریزوں کی سنگینیں ہیں' قوموں کی حمایت نہیں (مرحبا۔ مرحبا) لوگوں میں زبردست

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیاسی شعور پیدا ہو گیا ہے اور ہمیں اپنی آزادی مطلوب ہے۔ ہم اپنی سرزمین کے خود آقا بننا چاہتے ہیں اور اس سرزمین پر برطانوی غلبے کو خدا حافظ اور الوداع کہنا چاہتے ہیں۔ (مرحبا۔ مرحبا) پاکستان کے بارے میں ہماری تجویز میں ہند کی آزادی اور خودمختاری مضمر ہے۔ (پرزور تالیاں)

یہ بدیہی بات ہے ــــ میں نہیں جانتا کہ کوئی بھی اسے کس طرح غلط سمجھ سکتا ہے ــــ کہ ہماری تجویز کے مطابق: ہمیں اپنے علاقوں میں حکومت کرنے دیجئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندو قیادت یہ سوچتی ہے کہ "تین چوتھائی تو ہماری جیب میں ہے ہی' کوشش کرتے ہیں کہ ایک چوتھائی بھی ان سے ٹھگ لیں۔" اب تک جو تجاویز ہمارے سامنے آئی ہیں' ان کے پیچھے یہی جذبہ اور حربہ کارفرما ہے۔

ان سب کا ماحصل یہی ہے: "قومی" حکومت' کس کی "قومی" حکومت؟ ہندو قومی حکومت! دوسری' اکثریتی حکومت جو مجلس قانون ساز کے سامنے جوابدہ ہو۔ یہ آج کی نہایت عمدہ تراکیب ہیں۔ حاصل اس کا یہ ہے مسلمان ایک اقلیت کی حیثیت سے ہندو راج کے سامنے سر تسلیم خم کر دے۔ یہ وہ صورت ہے جسے مسلمان ہرگز قبول نہیں کریں گے۔

ہم زمانہ قدیم میں زندگی بسر نہیں کر رہے ہیں۔ حیات اور موت کی ایک کشمکش جاری ہے۔ سنگین خطرے ہند کی سرحدوں پر دستک دے رہے ہیں۔ قدرتی طور پر ہر سمجھدار ہندی جارح کو روکنے کے لئے اپنے جملہ وسائل مجتمع کرنے کی غرض سے جو کچھ بھی اس سے بَن پڑے گا' کرے گا۔ ہمارے امریکی دوست واپس امریکہ جا سکتے ہیں' ہمارے انگریز دوست واپس انگلستان جا سکتے ہیں۔ مَیں کہاں جاؤں گا؟ پس میرا اس سرزمین کی حفاظت اور تحفّظ سے کسی اور کے مقابلے میں زیادہ گہرا تعلق ہے۔ (مرحبا۔ مرحبا) اسی وجہ سے ہم نے کہا ہے کہ ہم برطانوی حکومت اور اس سرزمین کے دوسرے فریقوں سے یہ چاہتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے حق خوداراویت کو تسلیم کر لیں اور مسلمانوں کے استصواب کے فیصلہ کے پابند ہو جائیں۔ اگر وہ فیصلہ تقسیم ہند' آزاد مسلم خطوں کی تشکیل کے حق میں ہو تو جملہ فریقوں کو اس امر پر اتفاق کرنا چاہئے اور اسے جامہ عمل پہنانے کا عہد کر لینا چاہئے۔

ایک باقاعدہ اور عزت مندانہ سمجھوتے کے ذریعے ایک بار ہمیں اس کی ضمانت مل جائے تو ہم نے بار بار یہ بات کہی ہے کہ عبوری حکومت کی تشکیل میں ہم' ایک

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقلیت کی حیثیت سے نہیں بلکہ مساویانہ حیثیت میں' نہ صرف کوئی رکاوٹ نہیں ڈالیں گے بلکہ حتی الامکان کوشش کریں گے کہ اس عبوری حکومت کو جملہ ضروری اقتدار منتقل ہو جائے۔

سوال از آسماں جواب از ریسماں

اب تک ہر حلقہ کی جانب سے جو جواب آتا ہے' میرا مطلب ہے ہندو قیادت کی طرف سے' وہ سوال از آسماں جواب از ریسماں کے مصداق ہوتا ہے۔ اور کبھی اس غیر قوم سے اپیل ہوتی ہے اور کبھی اُس غیر قوم سے۔ کسی غیر قوم سے اپیل کا کیا فائدہ؟ کیا وہ غیر قوم اس برصغیر کی حکومت چلائے گی؟

اس سرزمین کی حکومت اصولاً دو بڑے فریق ہندو اور مسلمان ہی چلائیں گے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اقلیتوں کے مفاد نظرانداز کر دیئے جائیں گے۔ جس اسکیم پر اتفاق رائے ہو گا اس میں ان کا بھی خیال رکھا جائے گا۔

نیا جذبہ

یہ ہے صورت حال۔ میں دیکھتا ہوں کہ ہندوؤں کے بامرّوت طبقوں کے خیالات میں کچھ تبدیلی آ رہی ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ محسوس کریں گے کہ ہمیں مل بیٹھنا چاہئے اور دوستوں کی طرح اپنے پتے کھول کر میز پر رکھ دینے چاہئیں اور اس بات کا اہتمام کرنا چاہئے کہ دونوں کے ساتھ انصاف ہو۔ (مرحبا۔ مرحبا) ہمیں توقع کرنی چاہئے کہ یہ جذبہ جلد اُبھرے گا۔ دریں اثناء ہم اس سے آگے نہیں جا سکتے۔

جہاں تک برطانوی حکومت کا تعلق ہے ہم ممکنہ طور پر کانگرس کے موقف کا دفاع نہیں کر سکتے۔ نہ صرف اس لئے کہ یہ مسلم مفاد کے منافی ہے بلکہ اس لئے بھی کہ انہوں نے حکومت کو اس امر پر مجبور کرنے کے لئے تحریک شروع کی ہے کہ وہ کانگرس کے سامنے ہتھیار ڈال دے اور ان کے مطالبات منظور کر لے۔ جس کا مطلب ہے مسلم مفادات کا خاتمہ۔ مجھے امید ہے کہ ہندو رائے عامہ کو اس کا احساس ہو جائے گا اور وہ اس حکمت عملی پر نظرثانی کر لیں گے۔

انگریزوں کا رویّہ

انگریزوں کا رویہ بھی ناقابل فہم اور عجیب و غریب ہے۔ چونکہ ایک فریق نے یہ راہ اختیار کی ہے جو بے معنی اور ناممکن ہے۔ برطانوی حکومت وقت گزار رہی ہے اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السکویتھ کی اس حکمت عملی پر عمل پیرا ہے کہ "تیل دیکھو اور تیل کی دھار دیکھو"! یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ آپ نہ تیل دیکھ سکتے ہیں نہ تیل کی دھار۔ وقت نہایت تیزی سے گزر رہا ہے۔ ہماری سرحدیں محفوظ نہیں ہیں۔ ہمارے میدان کارزار خطرے سے باہر نہیں ہیں اور یہ تیل دیکھو اور تیل کی دھار دیکھنے کی حکمت عملی عظیم ترین غلطی ہے جس کی برطانوی حکومت مرتکب ہو سکتی ہے۔

مجھے کہنا چاہئے' تیار ہو جایئے' تیار ہو جایئے اور مجتمع کیجئے۔ اگر آپ صد فی صد مجتمع نہیں کر سکتے تو ۹۰ فیصد مجتمع کیجئے۔ اگر ۹۰ فیصد نہیں تو ۸۰ فیصد مجتمع کیجئے' لیکن مجتمع کیجئے۔ کیسے؟ جس قدر جلد وہ غور کریں گے' دوبارہ غور کریں گے اور اپنی حکمت عملی پر نظرثانی کریں گے' اتنا ہی بہتر ہو گا۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ انہیں بغیر مزید تاخیر کے مسلمانوں کا مطالبہ منظور کر لینا چاہئے جو ہندوؤں کے لئے منصفانہ اور ہمارے لئے عاولانہ ہے۔ اس مطالبے کو منظور کر لیجئے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر برطانوی حکومت ایسا کر لے تو وہ نہ صرف ہند کی رائے عامہ کے سامنے بلکہ ساری دنیا کے سامنے یہ ثابت کر دے گی کہ وہ ہند کی قوموں کو جس قدر جلد ممکن ہو سکتا ہے آزادی دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔

مَیں محسوس کرتا ہوں کہ ہندو ہند اس ملک میں یا کہیں اور رائے عامہ کے سامنے اس موقف کی مذمت نہیں کر سکتا چونکہ یہ ان کے لئے منصفانہ اور عادلانہ سے کچھ زیادہ ہی ہے۔

ہم نے اجتماعی جرمانوں کے بارے میں ایک قرارداد منظور کی ہے۔ کچھ مثالیں میرے نوٹس میں لائی گئی ہیں جن کے مطابق مسلمانوں پر بھی اجتماعی جرمانے عائد کئے گئے۔ اس امر کے باوصف کہ حکومت ہند اور برطانوی حکومت نے خود یہ اعتراف کیا کہ مسلمان اس تحریک سے کلیتا" الگ رہے۔ جس پر مَیں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسلمانوں کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ انہوں نے آل انڈیا مسلم لیگ کی ہدایات پر عمل کیا۔ درحقیقت اس نے بغیر کسی شک شبہ کے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کیا اس کے بعد بھی مسلمانوں کے استصواب رائے کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟ کہ مسلمان کانگرس کے ساتھ نہیں ہیں اور اس کی حکمت عملی اور پروگرام کو قبول نہیں کرتے۔ (مرحبا۔ مرحبا)

ہم جانتے ہیں کہ حکومت ہند کی انتظامی مشنری کا اپنا ہی طریقہ ہے۔ مَیں اس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پلیٹ فارم سے ایک بار پھر گورنروں اور حکومت ہند کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں' اور ان سے مطالبہ کرتا ہوں کہ پوری احتیاط سے کام لیں کہ یہ جرمانے مسلمانوں سے جو معصوم ہیں وصول نہ کئے جائیں اور ان کا شکریہ ادا کیا جانا چاہئے اور انہیں سزا نہ دی جائے۔

کشمیر سے جو اطلاعات موصول ہو رہی ہیں وہ خاصی تشویشناک ہیں۔ کشمیر کے بارے میں ایک قرارداد ہے جہاں تک قازقوں (اہالیان قازقستان) کا تعلق ہے یہ ممکن نہیں ہو سکا کہ حکومت سے کوئی قطعی اور حتمی فیصلہ کرایا جا سکے۔ مجھے امید ہے کہ حکومت اس امر کا بندوبست کرے گی کہ یہ مسئلہ تسلی بخش طور پر طے ہو جائے۔

حج کا سوال بھی مسلمانوں میں زبردست اضطراب پیدا کر رہا ہے۔ حکومت نے اعلانات اور وضاحتیں جاری کی ہیں کہ راستے کے تحفظ کو کیوں برقرار نہیں رکھا جا سکتا۔ حج کمیٹی کے ارکان ہمارے درمیان موجود ہیں اور وہ اس ضمن میں تفصیلات پیش کریں گے۔ اگلا سوال ہے سندھ کی صورت حال کے بارے میں۔ مجلس عاملہ نے کل اس سارے معاملہ کا جائزہ لیا ہے اور اس سارے مسئلہ کو ایک ذمہ دار کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے۔ مجلس عاملہ ان کے فیصلے کا انتظار کرے گی۔

جہاں تک مسلم لیگ کا تعلق ہے اپریل سے جب ہمارا پچھلا جلسہ ہوا' میں کہہ سکتا ہوں کہ لیگ کی تنظیم حقیقتاً سارے ہند میں دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ ہم نے شہری دفاع کی ایک کمیٹی مقرر کی تھی جس نے دو ماہ کی مدت میں ۱۴ ہزار میل کا دورہ کیا۔ مقصد یہ تھا کہ ہر جگہ مسلمانوں کو منظم کیا جائے۔ کوئی فتنہ و فساد برپا کرنے کے لئے نہیں' بلکہ کسی اندرونی گڑبڑ کے پیش نظر جو رُونما ہو جائے یا کچھ بیرونی عناصر جو کوئی گڑبڑ پیدا کر دیں۔ مسلمانوں سے کہا گیا کہ خالصتاً دفاعی اور انسانی خدمت کے نقطۂ نظر سے خود کو منظم کریں' تاکہ اپنی جان' عزت اور املاک کا تحفظ کیا جا سکے۔ اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ اگر ان کے مقدور میں ہو تو وہ غیر مسلموں کو کوئی امداد یا اعانت بہم نہ پہنچائیں۔

ہمارا پنج سالہ منصوبہ ختم ہو گیا ہے۔ یہ بغیر کسی سرمائے اور مسلمانوں سے اپیل کئے بنا پورا کیا گیا۔ آپ اتفاق کریں گے کہ ہمارا پنج سالہ منصوبہ کامیاب رہا۔ آج مسلم لیگ کے پرچم تلے ہزاروں اور لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں مسلمان جمع ہیں۔ میں نے غیر ملکی اخبار نویسوں اور انگریزوں کے منہ سے' جو ادھر اُدھر گھوم رہے ہیں' یہ سُنا ہے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ جہاں کہیں بھی گئے مسلمان پوری مضبوطی کے ساتھ مسلم لیگ کی پشت پر تھے۔ میں کہتا ہوں کہ مسلم لیگ کے ساتھ کروڑوں مسلمان ہیں۔ آپ نے مسلم لیگ کو اس انداز سے منظم کیا ہے جس سے ہند کی تاریخ ناآشنا ہے۔ آپ کے سامنے راستہ صاف ہے۔ اب یہ ناخواندہ لوگوں کے لئے بھی صاف کر دیا گیا ہے۔ ہمارے سامنے ایک قطعی منزل ہے' جس کے بارے میں ذرا سا بھی شبہ نہیں اور ہم اپنی منزل حاصل کرنے کا عزم کر چکے ہیں۔

میں نے سرمایہ فراہم کرنے کے لئے جو اپیل کی تھی وہ بھی ایک زبردست تنظیم کو چلانے کے لئے ضروری ہے۔ یہ ایک کھرا طریقہ تھا۔۔۔۔ ایسا طریقہ جو بہت سوں کے لئے بہت مشکل تھا۔ میں نے کسی کو پیسے جمع کرنے کا اختیار نہیں دیا' بلکہ میں نے معطّی حضرات سے کہا کہ وہ عطیّات براہ راست مجھے ارسال کریں۔ اس طریقے کے باوجود مجھے مسرّت ہے کہ مجھے چار لاکھ روپے وصول ہوئے۔ نہ کسی پر زور ڈالا گیا اور نہ کسی کو مائل کیا گیا۔

یہ بھی پہلا موقع ہے کہ ہم نے ایک اعلیٰ درجہ کا انگریزی اخبار نکالا۔ اس کی ابھی صرف چند ہفتے عمر ہے۔ یہ ابھی وہ کچھ تو نہیں جو ہم چاہتے ہیں کہ وہ ہو۔ تاہم اب بھی اس کا ہند کے اُن اخبارات کے ساتھ مقابلہ کیا جا سکتا ہے جو گذشتہ پانچ برس کے دوران نکلے۔ جُوں جُوں وقت گزرتا جائے گا' ہو سکتا ہے کہ ہم ہند کے ممتاز اخبارات سے بھی آگے نکل جائیں۔ اس کے سرمائے کا مسلم لیگ کے سرمائے سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ دو تین افراد کی کوششوں کا ثمر ہے۔ اخبار زندہ رہے گا۔ (زوردار اور مسلسل تالیاں)

آل انڈیا مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے سالانہ اجلاس سے خطاب

جالندھر' ۱۵ نومبر ۱۹۴۲ء

مسٹر محمد علی جناح نے مسلم لیگ کی اس پیشکش کا اعادہ کیا کہ وہ ہند کی سرحدوں سے دشمن کو دُور رکھنے کے لئے مسلمانوں کو مجتمع کرنے اور ایک عبوری حکومت کی تشکیل کے لئے آمادہ ہے' جسے حقیقی اقتدار منتقل کر دیا جائے۔ بشرطیکہ برطانوی حکومت یہ اعلان کرے اور دیگر فریق مسلمانوں کے حق خوداراویت کو قبول کر لیں' اس امر کی ضمانت دیں اور عہد کریں کہ وہ پاکستان اسکیم کے بارے میں مسلمانوں کے استصواب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رائے کے فیصلے کو جامہ عمل پہنا دیں گے۔ وہ جالندھر میں آل انڈیا مسلم اسٹوڈنٹس کانفرنس کے دوسرے کھلے اجلاس سے خطاب کر رہے تھے۔

مسٹر جناح نے آل انڈیا مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے اراکین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ "آپ نے مجھے اس اجلاس کی صدارت کی دعوت دے کر ایک اعزاز بخشا ہے جس میں وہ امور زیر غور آئیں گے جو آج کل مسلم طلباء کو درپیش ہیں۔ انہوں نے فیڈریشن کے اغراض و مقاصد کی تصدیق کی اور انہیں تلقین کی کہ وہ فیڈریشن کے دستور کی پہلی دفعہ پر، یعنی مسلم طلباء میں سیاسی شعور پیدا کرنا اور انہیں حصول پاکستان کی جدوجہد میں مناسب حصہ لینے کے لئے تیار کرنا' پرخلوص اور وفاداری کے ساتھ عمل پیرا ہوں۔"

تاہم انہوں نے انہیں خبردار کیا کہ "جب تک وہ طالب علم ہیں انہیں خود کو تیار کرنا چاہئے۔ لیکن اس سیاسی تحریک میں جو آج کل ملک میں جاری ہے' سرگرم حصہ نہیں لینا چاہئے۔ انہیں ہند کے مسلم طلباء کو ایک مربوط تنظیم کی حیثیت سے منظم کرنا چاہئے تاکہ اپنے مفادات کا تحفظ کر سکیں' مسلم فرقے کی معاشرتی' اقتصادی اور تعلیمی ترقی کے لئے تعمیری پروگرام کو روبہ عمل لانا چاہئے' اسلامی ثقافت اور مطالعہ کو عام کرنا چاہئے اور ہند کی مختلف قوموں کے مابین بہتر مفاہمت اور خیرسگالی کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔ انہیں ہند کے مسلم طلباء اور اسلامی ممالک اور دنیا کے باقی ماندہ طلباء کے درمیان رابطے اور تعاون کو بھی فروغ دینا چاہئے۔"

احتیاط کی ضرورت

مسٹر جناح نے سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا "مَیں نہیں چاہتا کہ آپ مجھے غلط سمجھیں جب مَیں یہ کہتا ہوں کہ آپ سرگرم سیاست میں حصہ نہ لیں تو مَیں چاہتا ہوں کہ آپ خود کو تیار کریں' لیس کریں اور اہلیت حاصل کریں۔ پہلی اور سب سے مقدم ضرورت ہے مطالعہ کرنا' مطالعہ اور مطالعہ۔ اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ زبردست بیداری ہوئی ہے' جوش و خروش ہے' قومی احساس اور جذبہ ہے' بلکہ دلفریب نعرے ہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ ہند کا مسئلہ بے حد پیچیدہ اور دشوار ہے جس کی تاریخ عالم میں اور کوئی مثال موجود نہیں ہے۔ مناسب سمجھ بوجھ کے ساتھ آپ کے اپنے ذہن صاف ہوں تو آپ دوسروں کو ہم خیال بنا سکتے ہیں۔ بالخصوص آج کے منظم پروپیگنڈے کے زمانے میں جو بدقسمتی سے پستی کی اس قدر گہرائی میں چلا جاتا ہے اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس قدر غلط عکاسی کرتا ہے۔"

مسٹر جناح نے پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کو مبارکباد دی کہ انھوں نے مارچ ۱۹۴۱ء سے اب تک لیگ کا پیغام اور پروگرام ایک ضلع سے دوسرے ضلع تک پہنچانے کے ضمن میں اتنا عمدہ کام کیا۔

موجودہ بُحران

مسٹر جناح نے ملک کی سیاسی صورت حال کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا کہ "اس وقت ایک بحران ہے۔ مئی ۱۹۴۲ء میں مسٹر راج گوپال اچاریہ نے پاکستان کے تخیل کی موافقت کی۔ (طویل تالیاں) وہ ایک عظیم ہندو رہنما ہیں' ایک قابل انسان ہیں اور کانگرس کے ممتاز رہنماؤں کی صف میں شامل ہیں۔ نہ صرف یہ کہ یہ تجویز —— جو ہماری تجویز سے مختلف ہے —— آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے اجلاس الہ آباد میں سرسری طور پر بھاری اکثریت سے مسترد کر دی گئی بلکہ ایک اور تجویز' جس میں کہا گیا کہ کانگرس کو پاکستان کے مسئلے یا تقسیم ہند سے کوئی سروکار نہیں ہو گا۔ اکھنڈ ہند کی تجویز بھی دوبارہ بھاری اکثریت سے منظور کر لی گئی۔ اس طرح انھوں نے دروازہ بند کر دیا۔ کیونکہ وہ مسلمانوں کے مطالبہ پاکستان پر تبادلہ خیال کے لئے بھی تیار نہیں تھے۔"

مسٹر جناح نے زور دے کر کہا کہ اس میں ذرا سا بھی شبہ نہیں کہ مسلم لیگ مسلم ہند کی نمائندگی کرتی ہے لیکن اس کو مکمل طور پر نظرانداز کیا گیا اور اس کے ساتھ حد درجہ اہانت آمیز سلوک روا رکھا گیا۔

مسٹر جناح نے کہا "اس کے بعد ایک عجیب و غریب فارمولا مسٹر گاندھی کے ہاتھ لگ گیا' جو یہ تھا کہ انگریزوں کو واپس چلا جانا چاہیے۔ مجھے بڑی مسرت ہو گی اگر وہ کل چلے جائیں۔ ہم اپنے معاملات ٹھیک ٹھاک طریقے سے طے کر لیں گے۔ (پُرزور اور طویل نعرہ ہائے تحسین)

"اب مسٹر گاندھی کہتے ہیں کہ جب تک انگریز ہند نہ چھوڑیں' ہندو مُسلم سمجھوتے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ تقریباً ایک عقیدہ اور ایمان تھا' جس کا مسٹر گاندھی نے بار بار اعلان کیا کہ ہندو مسلم سمجھوتے کے بغیر ہند کو کوئی آزادی اور خودمختاری نہیں مل سکتی۔ اس کی رات دن تشہیر کی جاتی تھی اور ہند کی آزادی کے حصول کے چار ستونوں اور شرائط میں سے ایک یہ شرط تھی۔ لیکن راتوں رات اسے خیرباد کہہ دیا گیا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برطانوی حکومت کو الٹی میٹم دے دیا گیا کہ وہ ہند چھوڑ دیں۔ اب یہ اچانک ایسا کیوں ہوا؟ اس وقت جب مسٹر گاندھی جزوی طور پر مذاکرات کر رہے ہیں' جزوی طور پر چاپلوسی کر رہے ہیں اور جزوی طور پر جبر کر رہے ہیں۔ ایک مرتبہ انہوں نے آنسو بہائے اور یہ تک کہا کہ "ہند کی آزادی کس کام کی اگر ویسٹ منسٹرایبے اور پارلیمان پر بمباری ہو جائے؟" جب یہ طریقے ختم ہو گئے تو مسٹر گاندھی اس قدر ناراض ہوئے کہ انہوں نے انگریزوں سے کہا ہند چھوڑ دو۔ کیوں؟ وجہ ظاہر ہے۔ ان کا وہ مطلب نہیں ہوتا' جو وہ کہتے ہیں' اور وہ نہیں کہتے جو ان کا مطلب ہوتا ہے۔

"کوئی سمجھدار آدمی بھی یہ دیکھ سکتا ہے کہ جب انہوں نے سول نافرمانی کی عوامی تحریک شروع کی تو ان کا واحد مقصد برطانوی حکومت کو مجبور اور ہراساں کرنا تھا' جو پہلے ہی جنگ کی وجہ سے مصیبت میں گرفتار تھی' کہ وہ ان کے مطالبات کو مراعات سے نوازے جس کے معنی ہیں مسلمانوں کی بربادی۔ یہ ہے وہ موقف جو کانگرس نے اختیار کیا۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ سول نافرمانی کی عوامی تحریک چلائیں۔ الٹی میٹم خود فیصلے میں موجود تھا لیکن وہ وقت متعین نہیں کیا گیا کہ فائر کھولنے اور قدم آگے بڑھانے کا حکم کب دیا جائے گا؟ تاہم حکم دینے سے پہلے برطانوی حکومت نے سب کو سپردِ زنداں کر دیا۔ اب میں ہر مسلمان اور منصف مزاج ہندوؤں سے کہتا ہوں کہ وہ کیا توقع کرتے ہیں کہ اب مسلم لیگ کیا کرے؟ یہ وہ مقام ہے جہاں میں رُک جاؤں گا۔

جان بُل کا موقف

اس کے بعد مسٹر جناح نے جان بُل کے موقف کا تجزیہ کیا جنہوں نے کہا تھا کہ وہ آخیر تک کانگرس سے لڑیں گے۔ انہوں نے ساری دنیا کو بتایا کہ کانگرس صرف ایک جماعت ہے۔ اس ملک کی اکثریت تو دُور کی بات ہے وہ تو سارے ہندوؤں کی نمائندگی بھی نہیں کرتی۔ مسٹر جناح نے دریافت کیا کہ اگر کانگرس نے لایعنی اور ناممکن موقف اختیار کر لیا ہے تو باقی ماندہ ہند کے بارے میں کیا خیال ہے؟ انہوں نے ان اعداد و شمار کا حوالہ دیا جو برطانوی مدبّرین نے مسلمانوں' سکھوں' عیسائیوں' پست اقوام اور ان ہندوؤں کے بارے میں دیئے تھے جو کانگرس کے ساتھ نہیں تھے اور دریافت کیا کہ برطانوی حکومت کا مسلمانوں کے لئے کیا جواب ہے؟

مسٹر جناح نے بسلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ "بلاشبہ مجھے یہ کہتے ہوئے مسرّت ہوتی ہے اور مَیں مسلمانوں کو مبارکباد دیتا ہوں کہ وہ ایک جمعیّت کے طور پر ہند

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک کانگرس کی سول نافرمانی کی تحریک سے کیلتا" علیحدہ رہے (تالیاں) اس کا الیّہ یہ ہے کہ یہ اس ملک میں ایک تباہ کُن خانہ جنگی ہے اور بجز اس کے کچھ نہیں۔ مجھے یہ بھی مسرّت ہے کہ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے ان کانگرسی رہنماؤں نے جو اس تحریک کی حمایت کر رہے ہیں' اپنی پوری کوشش کی کہ وہ مسلمانوں سے تعرّض نہ کریں اور انہیں یہ علم تھا کہ اگر انہوں نے ایسا کیا تو یہ اُن پر اُلٹا پڑے گا۔

مسٹر جناح نے کہا "جو ہوا سو ہوا' لیکن برطانوی حکومت نے جو موقف اختیار کیا ہے وہ ناقابل فہم ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ کیا کر سکتے ہیں؟ وہ کانگرس کو نظرانداز کر کے کس طرح کوئی عبوری حکومت تشکیل دے سکتے ہیں؟ یہ بہت ہی ناقابل فہم ہے۔ اگر وہ واقعی مخلص ہیں اور ہمارے تعاون اور دوستی کا ہاتھ طلب کرتے ہیں' جو ایک سے زیادہ مرتبہ ان کی طرف بڑھایا گیا' اگر انہیں سو فیصد حمایت حاصل نہیں ہوتی تو انہیں سو ملین (دس کروڑ) مسلمانوں سے تو آغاز کر دینا چاہئے۔"

قرارداد بمبئی

پھر مسٹر جناح نے قرارداد بمبئی کی وضاحت کی جس کی ۹ نومبر کو کونسل نے بھی توثیق کر دی تھی۔ انہوں نے کہا "ہم نے اپنے موقف کو واضح کر دیا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ برطانوی حکومت ایک اعلان کرے اور چاہتے ہیں کہ دوسرا فریق مسلمانوں کے حق خودارادیت کو قبول کر لے اور ضمانت دے اور یہ عہد کرے کہ مسلمانوں کے استصواب رائے کے فیصلے کو جامہ عمل پہنا دیا جائے گا اور پاکستان کی اسکیم کو رُوبہ عمل لایا جائے گا جس کے بنیادی خطوط کی ۱۹۴۰ء کی قرارداد لاہور میں نشاندہی کی گئی تھی۔

"اگر یہ کر دیا جائے تو ہم کسی اور کے مقابلے میں زیادہ آمادہ ہوں گے۔ کیونکہ ہم اپنے گھر بار کا دفاع کرنا چاہتے ہیں اور دشمن کو اپنے دروازے سے باہر رکھنے کے لئے اپنی قوتوں کو مجتمع کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہم ضمانت اور عہد کی بنیاد پر ایک عبوری حکومت مرتب کرنے کے لئے تیار ہیں' جسے جنگ کے زمانے میں حقیقی اقتدار منتقل کر دینا چاہئے۔ یہ ہے ایک واضح تعمیری پروگرام جس کی اساس بنیادی اصولوں پر استوار ہے۔ اس کا کیا جواب ہے؟"

مسٹر جناح نے پھر پنجاب بالمیک اچھوت فیڈریشن لدھیانہ کی جانب سے پیش کردہ سپاسنامہ کا جواب دیا اور کہا کہ میں جہاں بھی ہوں' آپ کے فرقے کے مفادات کو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہرگز فراموش نہیں کروں گا۔ آپ میں سے جو لوگ ہمارے پاکستان میں رہتے ہوں گے ان کے ساتھ انسانی مساوات کی بنیاد پر سلوک کیا جائے گا۔ نہ صرف مہذب حکومت کے بارے میں ہمارے تصور کے مطابق بلکہ اس لئے بھی کہ ہماری مذہبی تعلیمات کا یہ تقاضا ہے کہ ایک مسلم حکومت کے تحت ہر غیر مسلم اقلیت کے ساتھ عادلانہ اور منصفانہ سلوک کیا جائے۔ (طویل تالیاں)

سکھوں کے بارے میں

مسٹر جناح نے کہا کہ "جہاں تک سکھوں کا تعلق ہے' چونکہ میں سرزمین پنجاب پر موجود ہوں' میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین مسئلہ ایک ہند گیر مسئلہ ہے' اور سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان مسئلہ پاکستان کا مسئلہ ہے۔ عملاً یہ پنجاب میں سکھوں اور مسلمانوں کا مسئلہ ہے۔ اگر ہمارے سکھ دوست چاہتے ہیں۔۔۔۔ ہم چاہتے ہیں۔۔۔ کہ ان کے اور ہمارے درمیان مفاہمت اور سمجھوتہ ہو' تو میں انہیں بتاتا ہوں کہ ہمیں ایک دوسرے کے گلے نہیں پڑنا چاہئے بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ بات چیت کرنی چاہئے۔"

"ہمارے اپنے سکھ دوستوں کے خلاف کوئی عزائم نہیں۔ میں صرف ان سے اپیل کرتا ہوں کہ خارجی اثرات سے چھٹکارا پا لیں' ہمارے ساتھ مل بیٹھیں' اور مجھے بھروسہ ہے کہ ہم کسی ایسے سمجھوتے پر پہنچ جائیں گے جو معقول طور پر ہمارے سکھ دوستوں کو مطمئن کرے گا۔" (تالیاں)

مسٹر جناح نے کہا کہ "ان کی سکھوں سے ملاقات ہوئی ہے اور ان کے ساتھ غیر رسمی طور پر گفتگو ہوئی ہے۔ اُن میں سے بعض نے انہیں بہت ہی مخلصانہ دعوت دی ہے اور وہ اُن کا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں۔ جب تک سکھ اپنے فرقے کے مفاد میں ان خطوط پر چلتے رہیں گے' میں اُن سے اپیل کروں گا' آیئے ہم مل بیٹھیں اور میں خدائے تبارک و تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ہم کسی سمجھوتہ پر پہنچ جائیں گے۔"

پنجاب کے مذاکرات

ان مذاکرات کا ذکر کرتے ہوئے جو فرقہ وارانہ تصفیے کے لئے ایک فارمولے کی بنیاد پر جاری تھے' مسٹر جناح نے دریافت کیا "اس فارمولے کا مصنّف کون ہے؟ یا تو یہ زبردست عدم واقفیت ہے یا ان لوگوں کا معاملہ ہے جو یہ دیکھتے ہیں' یہ جانتے ہیں اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھتے ہیں' لیکن نہ یہ دیکھیں گے اور نہ اسے سمجھنا چاہتے ہیں۔

انہوں نے پاکستان کی اسکیم کے خلاف مختلف قسم کی تنقیدوں کا تذکرہ کیا جن کی اب کوئی وقعت باقی نہیں رہی' اور کہا "اب تازہ ترین چال ــــــ مَیں اسے چال کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتا' جس کا مقصد ناواقف کو اُلجھانا اور گمراہ کرنا ہے' اور جو یہ کھیل کھیل رہے ہیں وہ اسے سمجھتے ہیں ــــــ یہ ہے کہ حق خوداراویت صرف مسلمانوں تک ہی کیوں محدود رہے اور اسے دوسرے فرقوں تک کیوں نہ بڑھا دیا جائے۔ یہ کہنے کے بعد کہ سب کو حق خوداراویت دے دیا جائے' وہ کہتے ہیں کہ پنجاب کو اتنے ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا جائے' اسی طرح صوبہ سرحد اور سندھ کو' اس طرح سینکڑوں پاکستان وجود میں آ جائیں گے!

اس نئے فارمولے کا مصنّف کون ہے؟ کہ ہند کے طول و عرض میں ہر فرقے کو حق خوداراویت کا استحقاق ہے۔ مجھے انہیں جواب دینے کی اجازت دیجئے۔ مسلمان اس بنا پر حق خوداراویت کا دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ایک مخصوص سرزمین پر جو اُن کا وطن ہے اور اُن خطّوں میں ہے جہاں ان کی اکثریت ہے ایک قومی گروہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کیا آپ کو تاریخ میں کسی ایسی مثال کا علم ہے کہ جہاں ذیلی قومی گروہوں کو جو چاروں طرف منتشر ہوں ایک ریاست دے دی گئی ہو؟ ان کے لئے آپ ایک ریاست کہاں سے لا کر دیں گے؟ اس طرح سے تو صوبہ یوپی میں ۱۴ فیصد مسلمان آباد ہیں۔ ان کے لئے ایک ریاست کیوں نہ ہو؟ یوپی میں مسلمان ایک قومی گروہ نہیں ہیں' وہ منتشر ہیں لہٰذا دستوری زبان میں انہیں ایک ذیلی قومی گروہ کہا جائے گا۔ ان کے لئے ہم اس سے زیادہ کی توقع نہیں کرتے جو ایک مہذب حکومت کی طرف سے ایک اقلیّت کو ملنا چاہیے۔ مسلمان ذیلی قومی گروہ نہیں ہیں یہ اُن کا پیدائشی حق ہے کہ حق خوداراویت طلب کریں اور اسے استعمال کریں۔ (دی سٹار آف انڈیا' ۲۰ نومبر ۱۹۴۲ء)

آل انڈیا مسلم لیگ کا ۳۰ واں سالانہ اجلاس' فی البدیہہ خطاب

دہلی' ۲۴ اپریل ۱۹۴۳ء

آل انڈیا مسلم لیگ کے مندوبین صاحبان' خواتین و حضرات! مَیں صمیم قلب کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ایک بار پھر مجھے آل انڈیا مسلم لیگ کا صدر منتخب کیا۔ یہ ایک ایسا اعزاز ہے جس پر آج کوئی بھی شخص رشک کرے گا اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی تمنا کرے گا۔ مجھے امید ہے کہ مَیں آئندہ برس کے دوران آپ کے تعاون اور آپ کی تائید کے ساتھ آل انڈیا مسلم لیگ کی روش، حکمت عملی اور پروگرام کی رہنمائی کر سکوں گا۔ مَیں آپ کے سامنے رپورٹ پیش کروں گا اور آپ کو بتاؤں گا کہ جہاں تک آل انڈیا مسلم لیگ کے داخلی معاملات کا تعلق ہے کون کون سے مختلف واقعات رونما ہوئے۔

امورِ بنگال

خواتین و حضرات! اس ایک برس کے دوران یعنی گذشتہ اجلاس الٰہ آباد سے لے کر اب تک مسلم لیگ ہمارے ہند میں قوی سے قوی تر ہوئی [تالیاں] بنگال میں آپ حضرات کو علم ہے کہ گذشتہ ۱۶ ماہ کا عرصہ ہمارے لئے ابتلا کا زمانہ تھا۔ یہ ہماری بدقسمتی تھی کہ ہماری اپنی صفوں سے، ہمارے اپنے لوگوں کے ہاتھ میں غدّاری کا علَم تھما دیا گیا جنہوں نے مُسلم مفادات سے بے وفائی کی [مرحبا۔ مرحبا] مَیں سمجھتا ہوں کہ اب یہ بات بغیر کسی شُبے کے طے ہو گئی ہے کہ گذشتہ پندرہ ماہ کے دوران مسلمانانِ بنگال نے خود کو اِس انداز سے منظّم کیا جیسا کہ انہوں نے بنگال کی تاریخ میں اس سے پہلے کبھی نہیں کیا تھا [تالیاں] وہ ایک چیف منسٹر کے تحت ستم رانیوں کا شکار ہوئے جس کے بارے میں مجھے یہ کہتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے کہ وہ ایک مسلمان تھا [شرم شرم کی آوازیں] خواتین و حضرات! اگر مَیں آپ کے سامنے یہ روئیداد بیان کروں کہ فضل الحق کی سربراہی میں یہ وزارت کس قدر پستی میں گری —— کوئی شریف النفس انسان کبھی اتنی پستی میں نہیں گر سکتا جس قدر گھٹیا طریقے انہوں نے استعمال کیے [شرم شرم] لیکن میں مسلمانانِ بنگالہ کو مبارکباد دیتا ہوں [مرحبا مرحبا] اور اس کا سہرا بنگال کے مسلمان نوجوانوں کے سر باندھتا ہوں جنہوں نے بڑی حد تک اس حربے کا مقابلہ کیا [مرحبا مرحبا کی آوازیں اور تالیاں] چند ماہ قبل ہمیں نیٹور کے انتخاب میں اندازہ ہو گیا تھا۔ ہمارے مخالفین نے ہمارے امیدوار کے خلاف جو امیدوار کھڑا کیا مجھے یہ کہتے ہوئے مسرّت ہوتی ہے کہ وہ اپنی ضمانت ضبط کرا بیٹھا اور ہر ضمنی انتخاب ہم نے جیتا اور آخر میں ایوانِ بالا کے انتخاب میں تو ہم نے سو فی صد کامیابی حاصل کی۔ یہ ظلم، یہ ستم رانیاں یہ حربے اور یہ ریشہ دوانیاں عدل اور انصاف کے اصولوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ایک منظّم حکومت نے مسٹر فضل الحق کی سربراہی میں روا رکھے۔ اس طرح بنگال میں ہم آگ کی بھٹّی میں سے ہو گذرے اور آج فضل الحق کا کہیں پتہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں اور مجھے توقع ہے کہ باقی ماندہ زندگی میں بھی اُن کا کہیں پتہ نہیں چلے گا۔ [مرحبا۔ مرحبا کی آوازیں اور پُر زور تالیاں] انہوں نے اکثر کہا کہ اگر وہ رُکاوٹ ہیں تو وہ جانے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن گئے کبھی نہیں [قہقہہ] مَیں نہایت سوچ سمجھ کر اور پوری ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ نہ صرف ایک رُکاوٹ تھے بلکہ بنگال کی سیاست کے لئے ایک لعنت تھے۔ وہ مسلمانوں کے لئے ایک لعنت تھے کیونکہ انہوں نے ہمارے ساتھ بے وفائی کی۔ وہ ہندوؤں کے لئے ایک لعنت تھے کیونکہ انہوں نے ایک کٹھ پتلی اور ان کی تخلیق کی حیثیت سے ان کی خدمت کی۔ آخر کار انہیں نپولین کی طرح فیصلہ کُن شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ [قہقہہ] اب وہ سینٹ ہیلنا میں قیام کریں' باقی ماندہ زندگی کف افسوس ملیں اور اللہ سے دعا کریں کہ وہ ان کے گناہوں کو معاف کر دے۔

لہٰذا بنگال نے ثابت کر دیا ہے کہ وہاں منافقت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ بنگال نے ایک مثال قائم کر کے جس سے دوسرے لوگ سبق حاصل کر سکتے ہیں [مرحبا۔ مرحبا کی آوازیں اور پُرزور تالیاں] اب لیگ کی آواز ہے' عوام کی آواز ہے' اب ملّت کا اقتدار ہے جس کے سامنے آپ کو سر تسلیم خم کرنا ہے خواہ آپ مسلم دنیا کے دراز ترین کونار ہوں۔ [دوبارہ تالیاں]

مجھے مسرّت ہے۔ اگرچہ ہمیں اس پر زیادہ بغلیں نہیں بجانا چاہئیں کہ مسلم لیگ پارٹی آسام میں وزارت چلا رہی ہے۔ صدر مجلس استقبالیہ نے بجا طور پر کہا ہے کہ مسلم لیگ وزارت یا غالب اکثریت والی مسلم لیگ پارٹی آسام میں وزارت چلا رہی ہے۔ اسی طرح لیگ نے بنگال میں وزارت تشکیل دے دی ہے اور اس طرح سندھ میں اور پنجاب میں۔ لیکن اب جبکہ ہم اس کی توثیق کرتے ہیں تو اس خیال میں مگن نہ ہو جائیں کہ ہم جیت گئے ہیں اور صرف یہی کچھ ہماری طلب تھی۔ یہ تو صرف آغازِ کار ہے [تالیاں] یہ بات نہیں ہے کہ تمام تر قربانیاں ہم وزارتوں کی خاطر دینے کے لئے تیار اور آمادہ تھے۔ ہم توقع کرتے ہیں وزارتیں ہمارے لئے ساری قربانیاں پیش کریں [پُرزور تالیاں] جب تک وزارتیں لیگ کے بنیادی اصولوں اور حکمت عملی کے محور میں رہیں گی انہیں یقیناً ہماری حمایت حاصل رہے گی۔ لیکن مَیں ایک بار پھر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ وہ وقت آ گیا ہے کہ ہمیں کسی ایسی وزارت کی حمایت سے دست کش ہونے میں کوئی پس و پیش نہیں ہوگی جو لیگ کے اُصولوں پر کاربند نہیں ہو گی [تالیاں] مَیں بنگال کے بارے میں آپ کو بتا چکا ہوں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سندھ اور سرحد

اب مَیں آپ کو بتاؤں کہ آپ دیکھیں گے کہ سندھ میں آج ـــــ باور کیجیے مَیں مبالغہ نہیں کر رہا ہوں ـــــ ۹۹ فی صد مسلمان لیگ کے ساتھ ہیں [تالیاں] اور وہاں لیگ اس انداز سے منظم کی جا رہی ہے کہ اگر آپ اس پر دھیان دیں تو آپ کو یقین آجائے گا کہ اتنی ترقی کیسے کی ہے۔ شمال مغربی سرحدی صوبے میں۔ یہ واحد مسلم صوبہ ہے جو ابھی تک دفعہ ۹۳ [گورنر راج] کے تحت ہے۔ میری اطلاع یہ ہے اور یہ نہایت باوثوق ذرائع پر مبنی ہے کہ پچھلے ۱۶ یا ۱۸ مہینوں میں مسلم عوام بالکل مسلم لیگ کے ساتھ چلی گئی ہے' یہ اطلاع ہمارے ایجنٹوں یا دوسرے لوگوں پر مبنی نہیں ہے بلکہ اس کے بارے میں اُن اخبار نویسوں کی مزید شہادت ملی ہے جو وہاں ہو کر آئے اور جنھوں نے صورت حال کا تجزیہ کیا۔

پاکستان کا اہم گوشہ' پنجاب

ایسی ہی صورت حال پنجاب میں ہے۔ مگر مجھے یہ کہتے ہوئے دُکھ ہوتا ہے کہ پنجاب نے ابھی تک وہ کردار ادا نہیں کیا جو اسے کرنا چاہیے تھا اور جو اس کا حق تھا۔ کیونکہ یاد رکھیے' پنجاب پاکستان کا اہم گوشہ ہے۔ اور مَیں خصوصیت کے ساتھ پنجاب کے مندوبین سے اپیل کرتا ہوں ـــــ پنجاب کے لوگ ٹھیک ٹھاک ہیں۔ جب آپ لوگ واپس جائیں تو ازراہِ عنایت ـــــ مَیں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہوں گا ـــــ ازراہِ عنایت' طبقاتی مفادات' نظریات اور خود غرضی کی بجائے اسلام اور اپنی قوم سے محبت جاری و ساری کر دیجیے [تالیاں] کیونکہ ان بُرائیوں نے آپ کو مغلوب کر لیا ہے اور گزشتہ دو سو برسوں سے آپ کی پیٹھ زمین سے لگ گئی ہے۔ لیکن مجھے روشنی نظر آتی ہے۔ ایک بہت تابناک روشنی۔ کیونکہ' مَیں کہتا ہوں کہ جب مَیں گزشتہ نومبر میں پنجاب گیا تو مجھے اپنے پورے دورے میں یہ دیکھ کر حقیقتاً مسرّت ہوئی کہ لوگوں کی بڑی تعداد بالکل ٹھیک ٹھاک اور کھری ہے۔ میری اپیل رہنماؤں سے ہے' اور ہمارے پاس بہت قابل لوگ ہیں بہت باصلاحیت لوگ۔ اگر وہ اپنے ذہن تیار کر لیں' مجھے بھروسہ ہے کہ چھ ماہ کے اندر اندر پنجاب کا چہرہ بدل جائے گا۔ پس مَیں نے آپ کو اندازاً اور کسی نہ کسی طرح سے بتا دیا ہے کہ ان اکثریتی صوبوں میں لیگ کی صورت حال کیا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقلیتی صوبے

اقلیتی صوبوں کو فراموش نہ کیجئے۔ یہ وہی ہیں جنہوں نے اُس وقت روشنی پھیلائی جب اکثریتی صوبوں میں تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ یہ وہ ہیں جو پیش رو دستے میں شامل تھے اور جنہیں کانگرس نے مسلم اقلیتی صوبوں میں اپنی بھاری اکثریت کے بل پر کچلنے کی کوشش کی۔ یہ وہ ہیں جنہوں نے آپ' اکثریتی صوبوں کے لوگوں کے لئے ظلم و ستم سہے' آپ کی خاطر' آپ کے سُود و بہبود اور آپ کے فائدے کے لئے۔ لیکن پُرواہ نہ کیجئے' ستم سہنا ہی اقلیت کے کردار کا جزو ہے۔ ہم اقلیتی صوبوں کے لوگوں نے ظلم سہا اور جُملہ نتائج و عواقب کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہیں' اگر ہم اپنے شمال مغربی اور مشرقی خطوں کے ساڑھے سات کروڑ بھائیوں کو آزاد کرا سکیں۔

ہمیں ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ بلاشبہ یہ بات اب واضح ہو گئی ہے کہ ہم کس چیز کے لئے جدوجُہد کر رہے ہیں۔ جو کوئی اب یہ بیان کرتا ہے کہ وہ نہیں سمجھتا' میں کیا کہوں؟ وہ بے وقوف ہے یا ـــــ بددیانت آدمی ہے۔ یہ ہے ہماری منزل اور ہمارے مطالبات واضح ہیں۔ ہم کیا طلب کرتے ہیں یا ہم ان خطّوں میں خود مختار ریاستیں قائم کرنا چاہتے ہیں جو ہمارے وطن ہیں اور جہاں ہماری اکثریت ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہم ان خطّوں کے ساتھ اتحاد نہیں چاہتے جہاں ہندو اکثریت میں ہیں اور مسلمان اقلیت میں۔ اب مجھے اجازت دیجئے کہ مَیں آپ کو آزادی ہند کے لئے ہند میں تحریک کا پس منظر بتادوں۔

احوال گذشتہ

خواتین و حضرات! اولاً' قانون مجریہ ۱۸۶۱ء اور قانون مجریہ ۱۸۸۴ء میں گورنر جنرل کی نام نہاد کونسل میں بہت تھوڑی سی نمائندگی دی گئی تھی' اگر آپ کو یاد ہو کہ منتخب نمائندے امپیریل لیجسلیٹو کونسل میں' جیسا کہ وہ اس وقت موسوم تھی' یا ملک کے مقامی بلدیاتی اداروں میں بھیج کر ایک چھوٹی سی ابتدا کی گئی' اس قانون پر عملدرآمد کا نتیجہ یہ تھا ـــــ مَیں مبالغہ نہیں کر رہا۔ کہ کسی مسلمان کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ منتخب ہو سکے۔ پھر ۱۹۰۷ء میں منٹو مارلے تجاویز آئیں۔ یہ پہلا موقع تھا جب سنجیدگی کے ساتھ اس اصول انتخاب میں توسیع ہونی تھی یا اسے بڑھایا جانا تھا۔ اس وقت مسلمانوں نے' ۱۸۸۴ء سے ۱۹۰۷ء کے تجربے سے کچھ سیکھ لیا تھا' جُداگانہ انتخاب کا مطالبہ کیا۔ مسٹر گوکھلے جو ایک عظیم ہندو تھے ـــــ اور مَیں اس وقت ایک نوجوان تھا ـــــ اور جس نے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مردِ عظیم دادا بھائی نورو جی کے قدموں میں بیٹھ کر سیکھا تھا ــــ قدرتی طور پر کچھ اصول جذب کر لئے تھے جن میں سے ایک یہ تھا کہ اس سرزمین پر ان دو بڑے فرقوں میں منصفانہ تصفیہ ہونا چاہیے۔ مسٹر گوکھلے نے اس وقت مسلمانوں کے کاز کی حمایت کی۔ اپنی آزاد خیالی' وسیع القلب تدبّر ــــ وہ دانش کا مینار تھے ــــ انہوں نے ۱۹۰۷ء میں جو کچھ کہا' وہ یہ تھا:

"بھاری ہندو اکثریت کے مد مقابل مسلمان قدرتی طور پر اس بات سے خوف زدہ ہیں کہ انگریزوں کی غلامی کا جُوا کاندھوں سے اُترنے کا معاملہ ان کے لئے ہندو کی غلامی بن جائے۔(یہ ایسا خوف ہے جس کا مذاق نہیں اُڑانا چاہیے) تعداد اور دیگر معاملات کے لحاظ سے اگر ہندو اس حال میں ہوتے جس میں مسلمان ہیں تو کیا انہیں اسی قسم کے خدشات لاحق نہ ہوتے؟ بلاشبہ ہمیں بھی یہ اندیشے محسوس ہوتے اور ہم بھی اسی نوع کی حکمتِ عملی اختیار کرتے جو مسلمان آج اختیار کر رہے ہیں۔"

ہندو قوم پرستی

یہ عظیم دادا بھائی نورو جی کے سے اخلاق کے لوگوں کی وجہ سے ہمیں منصفانہ تصفیہ کی اُمید بندھی۔ لیکن' یاد رکھیے' اس وقت بھی اس کے شواہد موجود تھے کہ ایک طبقہ ہندو راج کے خواب دیکھ رہا ہے۔ مَیں ایک ممتاز ہندو رہنما مسٹر بپن چندر پال کا ایک قول آپ کو سناتا ہوں' آپ دیکھیں گے کہ ۱۹۱۳ء میں بھی ہندوؤں کے ایک بہت بڑے طبقے کا یہ قطعی مقصد تھا۔ مسٹر پال مئی ۱۹۱۳ء میں کہتے ہیں:

"لہٰذا ہمارے درمیان قومی امتیاز کی بنیاد صرف علاقائی تقسیم یا سیاسی یا اقتصادی مقابلے اور تصادم پر ہی نہیں ہے بلکہ یہ ثقافتی اختلافات پر مبنی ہے۔ مسلمانوں کی فرمانروائی میں ہندوؤں کی ہو یا مسلمانوں کی ایک مشترکہ حکومت تھی لیکن اس نے ہندو ثقافت کی سالمیت کو تباہ نہیں کیا۔ ہم نے مسلمان ہمسایوں سے بہت کچھ لیا اور اپنا بھی انہیں کچھ نہ کچھ دیا لیکن اس خیالات اور اداروں کے تبادلے سے ہمارا خصوصی کردار یا خصوصی ثقافت تباہ نہیں ہوئی اور وہ خصوصی کردار اور ثقافت اب اس شے کی روح یا جوہر ہے جسے ہم قوم پرستی کے نام سے جانتے ہیں۔ یہ محض ایک سیاسی خیال یا تخیل نہیں ہے۔ یہ ایسی چیز ہے جو ہماری اجتماعی زندگی اور سرگرمی کے ہر شعبے کو مَس کرتی ہے' یہ ہماری داخلی' ہماری فرقہ وارانہ' ہماری معاشرتی اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمرانیاتی معیشی اداروں کے تانے بانے میں شامل ہے۔ درحقیقت' بعض نقطہ ہائے نظر کے مطابق ہمارے اس تخیل میں سیاست سب سے کم اہم جزو ہے۔ یورپ کے نام نہاد آزاد سیاسی ادارے فی الحقیقت ہماری حقیقی قومی زندگی کی نشوونما میں ممد معاون ہونے کی بجائے رُکاوٹ بن سکتے ہیں۔ قابل فہم حالات کے تحت محض سیاسی تسلّط اس زندگی کے بالکل باہر کے کناروں کو بھی نہ چُھو سکے۔"

آگے چل کر وہ کہتے ہیں:

"ہند میں قوم پرست تحریک اب تک ایک ہندو تحریک ہے جو قائل ہے:

۱۔ بہترین طور پر [الف] ہندو قوم پرستی [ب] وفاقی بین الاقوامیت [ج] عالمی وفاق

۲۔ عملاً [ا] اس کے لئے ہندو ثقافت اور تہذیب کے امتیازی کردار کو برقرار رکھنا۔

[ب] دیگر عالمی ثقافتوں مثلاً عیسائیت اور اسلام جو جدید ہند کے مرکّب کی نمائندگی کرتے ہیں' کا ہمدردانہ اور مؤدبانہ مطالعہ اور ان کے ساتھ باہمی مفاہمت اور ممد تعاون کے جذبے کو فروغ دینا [ج] موجودہ انجمن موسوم بہ سلطنت برطانیہ کے لئے ایک وفاقی دستور تشکیل دے کر انگریزوں کے ساتھ تعلق جاری رکھنا۔ ایک وفاق جس میں ہند اور مصر برطانیہ کے دو مساوی رُتبہ کے شریک کار ہوں اور برطانیہ میں آئرلینڈ اور برطانوی نو آبادیات شامل ہوں [د] عالمی وفاق کی جانب پیش رفت۔"

وہ کس چیز کے قائل ہیں؟ ہندو قوم پرستی کے۔ لیکن جیسا کہ مَیں کہتا ہوں' بے خوف' میرے قلب و روح میں تقریباً ہمیشہ رہنے والی اُمید پیدا ہوئی جسے مَیں نے دادا بھائی نوروجی سے اخذ کیا۔ مَیں اسے تج دینا نہیں بلکہ اس کی پرورش کرنی چاہتا تھا۔ ۱۹۱۳ء میں کانگرس کے اجلاس کراچی کے بعد مَیں نے اپنی کوششوں کو دو چند کر دیا۔ کیا ہوا؟ آپ میں سے جن کو یاد ہے وہ جانتے ہیں کہ ہمارا اصل کام یہ تھا کہ اس غلط فہمی کو رفع کیا جائے۔ بہت سے اور لوگ بھی تھے جو طاقت کے ستون تھے' مسلمانوں میں بھی اور ہندوؤں میں بھی' اس مشن میں مَیں سب سے بڑا مجرم تھا۔ لہٰذا مَیں نے سعی کی اور مَیں اس میں کامیاب رہا کہ ان دونوں تنظیموں کے اجلاس کم سے کم ایک شہر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تو منعقد ہو جائیں۔ یہ ۱۹۱۵ء میں ہوا۔ اَن تھک کوششوں کے بعد میں نے ان دونوں کو بمبئی شہر میں اکٹھا کر دیا۔ اس وقت بھی جنگ جاری تھی اور یہ توقع کی جا رہی تھی کہ حکومت اس ملک میں دستوری اصلاحات کے ضمن میں حکمت عملی کے بارے میں کوئی اعلان کرنے والی ہے۔ ہمارے دوست انگریز اُس وقت' آج بھی مَیں نہیں سمجھتا کہ انہوں نے یہ کھیل ترک کر دیا ہے ـــــ یہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ دو تنظیمیں ایک چھت کے نیچے تو درکنار ایک شہر میں بھی جلسہ کریں۔ خواتین و حضرات! آپ کو علم ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس کی پہلی نشست کو پولیس کی عین ناک کے نیچے تہہ و بالا کر دیا گیا۔ ہم نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ اس کی تحقیقات کرائے کیونکہ ہمیں اس کا احساس تھا کہ مسلم لیگ کا جلسہ پولیس کی مدد اور نوکر شاہی کی اعانت سے درہم برہم کیا گیا۔ مَیں اس تفصیل میں جانا نہیں چاہتا ہوں۔ انہوں نے اندازہ لگا لیا تھا اور ہم بھی کچھ زیادہ غلط نہیں تھے۔ اگلے سال کے آخر میں یعنی ۱۹۱۶ء میں کانگرس اور لیگ کے اجلاس دوبارہ لکھنؤ میں منعقد ہوئے اور وہاں ہم نے میثاق لکھنؤ پر دستخط کئے' اسے سربمہر کیا اور ارسال کر دیا۔ میثاق لکھنؤ کو ہندو مسلم لکھنؤ معاہدے کا نام دیا گیا۔ لیکن برطانوی پارلیمان نے متعدد طریقوں سے اس میثاق کا حُلیہ مسخ کیا۔ اس کے بعد مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات کا اعلان آیا۔

مسٹر گاندھی نمودار ہوتے ہیں

یہ سال ۱۷۔۱۹۱۶ء تھا جب یہ کچھ ہو رہا تھا کہ اُفق پر مسٹر گاندھی نمودار ہوئے۔ انہوں نے ۱۲ مئی ۱۹۲۰ء کو "ینگ انڈیا" میں اپنا اعلان شائع کیا۔ آپ کو یاد ہو گا کہ سات برس قبل مئی کے مہینے میں ہی مسٹر بی سی۔ پال نے اپنا اعلان کیا تھا۔ اور مسٹر گاندھی کیا کہتے ہیں؟

"یہ دیکھا جائے گا کہ میرے لئے سیاست نہیں بلکہ مذہب ہے۔ وہ مذہب کے تابع خدمت گار ہیں"

آپ بعد میں دیکھیں گے کہ مسٹر گاندھی نے اس اعلان کو رُو بہ عمل لانے کے لئے کیا کیا۔ وہ مزید کہتے ہیں۔

> "میرے اندر جو سیاستدان ہے وہ میرے ایک فیصلے پر بھی حاوی نہیں ہوا۔ اور اگر مَیں سیاست میں حصہ لیتا ہوں تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ سیاست نے ہمیں سانپ کی طرح کُنڈلی میں جکڑ رکھا ہے جس میں سے کوئی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باہر نہیں نکل سکتا۔ اس سانپ سے کشتی کرنے کے لئے مَیں سیاست میں
مذہب کو داخل کر کے خود اپنے ساتھ اور اپنے دوستوں کے ساتھ تجربے کر
رہا ہوں۔"

خواتین وحضرات: مَیں آپ کو بتاؤں کہ ایسا انہوں نے اشتقاقاً کیا۔ یہ بات آپ کی سمجھ میں اس وقت آجائے گی جب مَیں آگے بڑھوں گا۔ ۱۹۲۱ء میں' ناگپور میں کانگرس کو فتح کر لینے کے بعد انہوں نے ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۱ء کے "ینگ انڈیا" میں کہا:

"مَیں خود کو سناتنی ہندو [قدامت پسند] کہاتا ہوں چونکہ اولاً مَیں ویدوں' اپنشد' پران اور ان تمام کتابوں پر ایمان رکھتا ہوں جو ہندوؤں کی مقدس کتابیں کہلاتی ہیں۔ لہٰذا اوتاروں اور تناسخ کا قائل ہوں۔" آخر کار وہ خود ایک اوتار بن گئے۔ [قہقہہ اور مرحبا]

"دوم میں ورن آشرم دھرم [ذات پات کا نظام] میں یقین رکھتا ہوں ویدوں کی بتائی ہوئی شکل میں۔"

"سوم گائے کا تحفظ [گئو رکھشا] میرے ایمان کا جزو ہے۔ اور چہارم میں بُت پرستی سے انکار نہیں کرتا" وہ ذرا نرم انداز میں کہتے ہیں کہ مَیں بُت پرستی سے انکار نہیں کرتا۔

ان اعلانات کے بلاوصف جو اس قدر واضح اور غیر مبہم ہیں' ہندو قوم پرست قدرے مضطرب ہو گئے۔ انہیں علم نہیں تھا کہ یہ ایک شخص ہے دُوراندیش اور چالاک شخص۔ تھوڑا سا وسوسہ اور اضطرب تھا' چنانچہ اُن کو مطمئن کرنے کے لئے انہوں نے ۱۹۲۴ء میں لکھا:۔

> "یہ سرگوشیاں کی جاتی ہیں کہ مسلمان دوستوں کے ساتھ اس قدر رہنے کی وجہ سے مَیں ہندو ذہن کو سمجھنے کے ناقابل ہو گیا ہوں۔ ہندو ذہن تو مَیں خود ہوں۔ یقیناً مَیں ہندو ذہن کو سمجھنے کے لئے ہندوؤں کے درمیان نہیں رہتا' جب میرے وجود کا ریشہ ریشہ ہندو ہے۔" "میرا ہندو مت بہت کمزور شے ہو گی اگر وہ بہت مخالف اثرات کے تحت نشوونما نہ پائے۔"

خواتین و حضرات: آپ کو یاد ہو گا کہ اس کے باوجود جب مَیں نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ مَیں ان سے ایک ہندو رہنما کی حیثیت سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں تو اُنہیں بہت غصّہ آیا۔ اور اس کے بلاوصف وہ کہتے ہیں کہ "میرے وجود کا ہر ریشہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہندو ہے" جس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ہندو ذہن کو کوئی چیز متاثر نہیں کر سکتی۔ یہ تھا ۱۹۲۴ء میں [مرحبا۔ مرحبا]

۱۹۲۵ء اور اس کے بعد

خواتین و حضرات : جیسا کہ آپ کو علم ہے ۱۹۲۵ء کے بعد سے ہندو مسلم اختلافات کے تصفیہ کے ضمن میں بہت سی کوششیں ہوئیں۔ ہر بار ہم درخواست گذار تھے۔ سائل کی حیثیت سے مسٹر گاندھی اور کانگرس کے دروازے پر اپنی تجاویز در دست۔ کسی نہ کسی وجہ کی بنا پر جواب نفی میں ملتا۔ انہوں نے کبھی جوابی تجاویز پیش نہیں کیں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ ۱۹۲۷ء میں ہم نے دہلی میں کچھ تجاویز مرتب کیں۔ کسی نہ کسی طرح ۱۹۲۷ء کے اخیر میں مدراس میں کانگرس نے ان تجاویز کو کافی حد تک قبول کر لیا۔ لہٰذا فرقہ وارانہ مسئلے کا تصفیہ ہو گیا۔ چنانچہ مسلم لیگ اور کانگرس کی جانب سے دو کمیٹیاں مقرر کر دی گئیں جن کے ذمے ایک مشترکہ سیاسی مطالبہ مرّتب کرنے کا کام لگایا گیا۔ مَیں آپ کو بتاؤں کہ جب ان دونوں کمیٹیوں کا اجلاس ہوا تو یہ مسٹر گاندھی تھے جنھوں نے انہیں درہم برہم کر دیا اور دونوں جماعتوں کی قراردادوں کے برعکس نہرو رپورٹ کی داغ بیل ڈال دی گئی۔ یہ دونوں کمیٹیوں کے اجلاس کے بعد اور ان کی برطرفی کے بعد ہوا۔ چنانچہ ہم نے مجبور ہو کر اپنی تجاویز واپس لے لیں۔ اس کے بعد کیا ہوا؟ پھر نہرو رپورٹ آئی۔ اس کی تاریخ کا آپ کو علم ہے۔ مَیں صرف آپ کو یہ بتاؤں گا کہ مولانا محمد علی نے نہرو رپورٹ کے بارے میں کیا کہا۔ وہ آزاد منش انسان تھے اور بعض مسلمانوں نے کانگرس میں دوسروں کے مقابلے میں زیادہ جور و ستم سہے۔ مولانا محمد علی نے کہا:

"برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانے میں سرکاری منادی والا ہند پر دو طاقتوں کی فرمانروائی کا اعلان کرنے کے بعد کوئی سرکاری اعلان سناتا۔ اعلان کا فارمولا اس طرح ہوتا۔ خلق خدا کی۔ ملک ملکہ کا' حکم کمپنی بہادر کا [قہقہہ] لیکن مسٹر گاندھی کی نہرو اسکیم کے تحت مجوزہ سرکار کے تحت منادی کرنے والا ہند پر دو طاقتوں کی حکمرانی کا اظہار اس طرح کرے گا: خلق خدا کی' ملک برٹش کا' حکم مہاسبھا بہادر کا [زبردست نعرہ ہائے تحسین]

۱۹۳۰ء میں بمبئی میں ایک جلسہ عام کی صدارت کرتے ہوئے مولانا محمد علی جنھوں نے کانگرسیوں کے ساتھ کام کیا۔ ظلم و ستم برداشت کئے اور قربانیاں پیش کیں'

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہیں :

"مسٹر گاندھی/فرقہ پرست ہندو مہاسبھا کے زیر اثر کام کر رہے ہیں۔ وہ ہندو مت کی برتری اور مسلمانوں کی محکومی کے لئے کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے سول نافرمانی کی تحریک شروع کرنے کے مسئلہ پر مسلم فرقے سے کبھی مشورہ نہیں کیا۔ وہ چاہتے ہیں کہ مسلم فرقے کے سروں پر سے ایک فاتح کی حیثیت سے گزر جائیں۔ ہم نے کوئی عہد' سمجھوتہ یا معاہدہ نہیں توڑا۔ ہم ہند کے غدّار نہیں ہیں۔ گذشتہ دس برسوں کے دوران ہندو اکثریت نے مسلمانوں پر ظلم ڈھائے اور ستم توڑے لیکن مسٹر گاندھی نے کبھی اصلاح احوال کی کوشش نہیں کی یا مسلمانوں کے خلاف ہندو دہشت گردی کی مذمت نہیں کی۔ انہوں نے کبھی شدھی اور سنگٹھن کی تحریکوں کو برا نہیں کہا جن کا برملا اور واضح مقصد ہند میں مسلمانوں اور اسلام کو تباہ و برباد کرنا تھا۔ انہوں نے مدراس کے ہندو مسلم سمجھوتے کو مسترد کیا اور اسے توڑا۔ اب ہمارے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کہ ہم قرآنی تعلیم پر عمل پیرا ہو جائیں۔ یعنی اگر تمہیں کسی فرقے کی طرف سے غدّاری یا عہد شکنی کا خدشہ ہو تو ان کے ساتھ طے شدہ معاہدہ اُن کے منہ پر دے مارو۔ اللہ غدّاروں اور عہد شکنوں کے اعمال کو پسند نہیں کرتا۔" [نعرہ ہائے تحسین]

اب ہم دوسری گول میز کانفرنس پر آتے ہیں جس میں مسٹر گاندھی کانگرس کے واحد نمائندے کی حیثیت سے شریک ہوئے۔ وہاں کیا ہوا؟ تصفیے کی جملہ کوششوں کو انہوں نے نہایت واضح طور پر کسی نہ کسی عذر کی بنا پر ناکام بنا دیا۔ آپ ڈاکٹر امبیدکر کی کتاب میں دیکھیں گے کہ مسٹر گاندھی نے لندن میں مسلم وفد پر جو شرائط عائد کیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ وہ ہماری تجاویز کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں' صرف ایک شرط پر کہ ہم مسلمان اچھوتوں کے جُداگانہ انتخاب یا کسی خصوصی برتاؤ کے مطالبے کی مخالفت کریں۔ دوسرے لفظوں میں مسٹر گاندھی نہیں چاہتے تھے کہ اچھوتوں کے ساتھ کوئی خصوصی برتاؤ روا رکھا جائے۔ خواتین و حضرات 'اب میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ کسی بھی شخص کے لئے جس میں وقار' دیانت' عدل اور انصاف کا ذرا سا شائبہ بھی ہو' کس طرح ممکن ہو گا کہ وہ اس شرط کو تسلیم کر لے۔ یہ کہ یہ ۶ کروڑ اچھوتوں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو' جو ہند کی روشن پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ ہیں' اچھوت رکھا جائے اور انہیں سناتن دھرمیوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے' جن میں مسٹر گاندھی شامل ہیں۔ مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انسانیت کے نام پر مجھے مسلمانوں سے زیادہ ان کا خیال ہے [آوازیں مرحبا' مرحبا اور تالیاں] آخر کار ہم مسلمان لین دین کی اہلیت رکھتے ہیں [تالیاں] اس طرح کی مکروہ اور بے ہودہ شرط سے بدتر بھی کوئی شرط ہو سکتی ہے جو مسٹر گاندھی نے پیش کی؟ ہم اسے کیسے قبول کر سکتے تھے۔ دوسری شرط یہ تھی کہ تم مسلمان مانتے ہو کہ تم ملک کی آزادی کے لئے لڑو گے۔ کیا مَیں اس قدر گرا ہوا ہوں کہ مَیں ایسی شرط کو قبول کر لوں؟ مَیں اس ملک کے عوام کی آزادی کسی اور کے مقابلے میں زیادہ ہی چاہتا ہوں [تالیاں] ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے اس ملک کی محبّت اور آزادی کا ٹھیکہ مسٹر گاندھی نے لے رکھا ہے۔ قدرتی طور پر معاملہ ختم ہو گیا۔ جب گول میز کانفرنس کی اقلیتی کمیٹی کا اجلاس ہوا تو مسٹر گاندھی نے کہا۔۔۔۔ اور اصلی بات جو اُن کے تحت الشعور میں ہوتی ہے ہمیشہ کسی سنگین لہجے میں گول مول انداز میں باہر آ جاتی ہے۔ وہ اقلیتی کمیٹی سے خطاب کر رہے تھے اور مسٹر میکڈانلڈ (وزیراعظم برطانیہ) کرسی صدارت پر متمکن تھے۔ گاندھی نے کہا:

"مزید' آپ مجھے یہ کہنے کی اجازت دیں گے کہ یہ وقت اقلیتی کمیٹی کا اجلاس طلب کرنے کا نہیں تھا۔ فرقہ وارانہ گتھی سلجھانا سوراج کے دستور کا تاج تو ہو سکتا ہے' اس کی اساس نہیں۔ اگر غیر ملکی تسلّط کے باعث ہمارے اختلافات پیدا نہیں ہوئے تو سخت ضرور ہوئے ہیں۔ مجھے اس باب میں ذرہ برابر بھی شبہ نہیں کہ فرقہ وارانہ اختلافات کا تودۂ برف آفتاب حرّیت کی حرارت سے پگھل جائے گا۔"

مسٹر میکڈانلڈ نے کیا کہا؟ وزیراعظم بھی اس پر اس درجہ مشتعل ہوئے کہ وہ بول پڑے۔ مسٹر میکڈانلڈ کے بارے میں کچھ بھی کہا جائے' فی الحقیقت ان کے دل میں ہند کی امنگوں کے لئے ایک بہت ہی نرم گوشہ تھا۔ انہوں نے مسٹر گاندھی سے یہ کہا:

"راست باز بنو اور حقائق کا سامنا کرو۔ فرقہ وارانہ مسئلہ حقیقت کا مسئلہ ہے۔ کیا یہ مسئلہ ہند میں موجود ہے یا موجود نہیں ہے؟ مَیں جواب نہیں دیتا۔ مَیں چھوڑتا ہوں' آپ دیانتداری سے اس کا جواب دیں' اپنے لئے اور اپنے تئیں۔ پھر اگر فرقہ وارانہ مسئلہ واقعی موجود ہے تو اس کے تصفیے کے لئے کس طرح بحث و تمحیص ہونی چاہیے'

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہند میں یا یہاں؟ ہند کی دستوری ترقی کی کسی بھی بنیاد میں فرقہ وارانہ نمائندگی کا مسئلہ موجود ہے' فرقے کے حقوق' فرقے کے تحفظ اور وغیرہ وغیرہ..."

یہاں گول میز کانفرنس کا باب ختم ہو گیا۔ پھر کیا ہوا؟ میں آپ کو نہایت مختصر طور پر بتاؤں گا۔ مسٹر گاندھی نے حسب ذیل ادارے قائم کئے :

گاندھی کے ادارے

۱۔ "گاندھی آشرم" سیواگرام میں۔ واردھا کو گاندھی مت کا ویٹی کن اور کانگرس کا دارالحکومت بنا دیا گیا۔

۲۔ "گاندھی سیوا سنگ"[ایک چھوٹی سی تنظیم جو گاندھی مت کے نو اسنتوں پر مشتمل ہے' جو گاندھی اور گاندھی مت کی مستقل داخلی کابینہ ہے]

۳۔ "گاندھی ہریجن سیوا سنگ" [جو پست اقوام کو ہندو مت کا اٹوٹ انگ بنائے رکھنے اور انہیں اسلام یا عیسایت قبول کرنے سے روکنے کے لئے]

۴۔ "گاندھی ہندی پرچار سنگ"[سنسکرت سے بوجھل ہندی کو ہند کی ملکی اور قومی زبان کے طور پر فروغ دینے اور اردو کو اس کے اولیت اور ہر دلعزیزی کے مقام سے ہٹانے کے لئے]

۵۔ "گاندھی ناگری پرچار سبھا"[اس امر کی تشہیر کہ ہند کی زبانیں ہندی دیو ناگری رسم الخط میں تحریر کی جائیں اور اردو رسم الخط کو ہٹانے کے لئے]

۶۔ "گاندھی گرام سدھار سبھا"[دیہات میں گاندھی کے اصولوں کی تشہیر اور تبلیغ کے لئے]

۷۔ "گاندھی کھادی پرا تھستان"[چرخہ کاتنے اور ہاتھ سے کپڑا بننے کے فروغ کے لئے جس کی ایک عقیدے کے طور پر پرستش کی جاتی ہے۔]

۸۔ گاندھی واردھا تعلیمی سنگ" بھی بعد ازاں منظم کیا گیا تاکہ گاندھی کے مذہبی اصولوں' روحانیت' قومی اقتصادیات اور قوم پرستی کو ریاستی کنٹرول میں لازمی ابتدائی تعلیمی نظام کے طور پر فروغ دیا جا سکے۔ واردھا اسکیم کے تحت ملک کے سارے تعلیمی نظام کو گاندھی مت کی تشہیر کے تابع لانا تھا۔[جو ہندو مت کی ایک نئی شکل تھا اور جس سے دیگر تمام مذاہب کو باہر رکھنا مقصود تھا]

۹۔ "گاندھی گاؤ رکھشا سبھا"[ہند میں گائے کا تحفظ اور مسلمانوں کو گائے کی قربانی اور اسے ذبح سے باز رکھنا]۔ گاندھی ہندوؤں کے اس مذہبی عقیدے کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبردست حامی ہیں کہ گائے کی حفاظت کی جائے اور اس کی خدمت اور پرستش کی جائے لہٰذا انہوں نے گاؤ رکھشا سبھا اور گائے کی نمائش کو کانگرس کا تتمہ بنا دیا۔

۱۰۔ گاندھی سیوا سنگ ان تمام انجمنوں کی مادر اعلیٰ ہے [قہقہہ] مسٹر گاندھی' گاندھی سیوا سنگ سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"ان تمام انجمنوں کے کام کے دائرے محدود ہیں۔ آپ کی انجمن ایک زبردست تناور درخت ہے۔ اور یہ تمام انجمنیں اس کی شاخیں کہی جا سکتی ہیں۔

اس طرح انہوں نے مادر اعلیٰ سے خطاب کیا۔ نہ صرف یہ بلکہ آپ دیکھیں گے کہ انہوں نے اپنے نائبین کو بھی مقرر کیا۔ علاوہ ازیں ہند کے سارے برصغیر کو تین قطعی پارلیمانی خطوں میں تقسیم کرتے ہوئے تین پارلیمانی خطوں کے آمر مقرر کئے' بالکل اپنے نازی ہم منصبوں' ضلعی آمروں کی طرح۔ بتدریج تمام صوبوں اور خطوں میں مستقل نائب مہاتما پیدا ہو گئے۔ یہ نائب مہاتما گاندھی مت کے مستقل اُسقف ہیں۔ گاندھی مت کے اصولوں اور گاندھی مت کی آمریت پر یقین رکھتے ہیں۔ اس کے پیام پر اس کے احکام کی تعمیل کرانے والے۔ مثال کے طور پر آل انڈیا کانگرس کے صدر دفتر کے مستقل سیکرٹری' اچاریہ کرپلانی ہیں۔ وہ زبردست شارح اور گاندھی مت کو نظریہ کی شکل بخشنے والے ہیں' اور مشہور مقالے "گاندھی کی راہ" کے مصنف ہیں۔ "کاکا" کالیکر' گاندھی کے ہندی اور ناگری کے پروگرام کے ناظم ہیں۔ مسٹر مشرو والا گاندھی مت کی اسقف صاحبان کی مجلس اعلیٰ' گاندھی سیوا سنگھ کے مدار المہام ہیں۔ مسٹر آریہ نیاکام اور مسٹر کمار آپا واردھا تعلیمی اسکیم کے ناظم ہیں۔ ڈاکٹر پرافلا چندر گھوش' نائب مہاتما بنگال' بنگال میں کھادی پرا ستھان اور گاندھی آشرم کے ناظم ہیں۔ بہار کے نائب مہاتما ڈاکٹر راجندر پرشاد بہار میں صداقت آشرموں کے ناظم ہیں۔ سرحدی گاندھی عبدالغفار خاں ہندویت کے اثرات کو فروغ دینے اور جنگجو پٹھانوں کو آختہ کرنے کے ذمہ دار ہیں ـــــ ہندو راج کا خواب دیکھنے والوں کے لونو [تالیاں] وہ صوبہ سرحد میں گاندھی آشرم کے ناظم ہیں۔ سردار پٹیل گجرات اور بمبئی میں نائب مہاتما ہیں۔ شنکر راؤ دیو مہاراشٹر میں نائب مہاتما ہیں۔ ڈاکٹر پٹا بھائی سیتارامیہ ایک اور نظریہ باز اور گاندھی مت کے شارح صوبہ اندھرا میں نائب مہاتما ہیں اور وغیرہ وغیرہ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گاندھی، ہٹلر اور مسولینی

یہ میرا بیان نہیں ہے بلکہ آل انڈیا نیشنل کانگرس کے اجلاس تری پورہ کی مجلس استقبالیہ کے چیئرمین کی شہادت ہے۔ اس وقت تک تنظیم کافی حد تک ترقی پا چکی تھی۔ میں چاہتا ہوں کہ لوگ حقائق کو سمجھیں اور خود نتائج اخذ کریں۔ سیٹھ گووند داس چیئرمین مجلس استقبالیہ نے کہا:

"ہماری تنظیم کانگرس کا مقابلہ اٹلی کی فاشسٹ پارٹی سے، جرمنی کی نازی پارٹی سے اور روس کی کمیونسٹ پارٹی سے کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ انہوں نے تشدّد کو گلے لگا رکھا ہے اور ہم عقیدہ عدم تشدّد کے پرستار ہیں۔ اٹلی کے تمام باشندے فاشی نہیں ہیں۔ جرمنی کے تمام عوام نازی نہیں ہیں، نہ ہی تمام روسی اشتراکی ہیں۔ ہر ہندی کانگرس کا چار آنے کا ممبر نہیں ہے۔ تاہم تمام ہندی کانگرس کے ساتھ ہیں۔ مہاتما گاندھی کو کانگرسیوں میں وہی مقام حاصل ہے جو مسولینی کو فاشیوں میں، ہٹلر کو نازیوں میں اور اسٹالین کو اشتراکیوں میں حاصل ہے۔ کانگرس اپنی موجودہ تشکیل کے اعتبار سے مہاتما گاندھی کی تخلیق ہے۔"

اب ہمیں بار بار یہ بات بتائی جاتی ہے کہ ہند میں مسلم لیگ ایک فرقہ وارانہ تنظیم ہے۔ یہ ہندو رہنما ہیں جنہوں نے دانستہ طور پر، ایک خاص مقصد کے تحت ان دو فرقوں کے مابین تصفیے کا کوئی بھی موقع عمدہ منصوبہ بندی اور باقاعدہ چالوں اور خود کو منظم کر کے تباہ کر دیا۔ اور پھر وہ اسے کہتے ہیں قوم پرستی، قوم پرستی، جمہوریت، جمہوریت۔

مَیں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا یہ قوم پرستی ہے۔ کیا یہ جمہوریت ہے (تمام گوشوں سے آوازیں: نہیں۔ نہیں) جب ہم "نہیں" کہتے ہیں تو ہمارے پیچھے رُبع صدی کا تجربہ ہوتا ہے اور ناقابل تردید شہادت۔ لیکن ہم نے سُنا اور ہمیں دُکھ ہوا جب انہوں نے بے بنیاد طور پر کہا "تم نے اسے تباہ کر دیا ہے۔" آپ قوم پرستی اور جمہوریت کی بات کرتے ہیں۔ یا وہ سمجھ نہیں سکتے یا وہ بددیانت ہیں۔ کیا وہ یہ بات نہیں سمجھتے جب ہم کہتے ہیں کہ جمہوریت کا پارلیمانی نظام اس ملک کے مزاج کے مناسب نہیں ہے؟ یقیناً یہ بدیہی بات ہے یہ عوامی نمائندہ دستوری حکومت کی بنیاد کے طور پر جمہوریت کا سوال نہیں ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس انداز کو چھوڑ دیجئے

ہم نے یہ بات واضح کر دی ہے جب ایک قوم ان خطوں پر کام کر رہی ہو تو جمہوریت کی کوئی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ نہ صرف یہ کہ ہمارے پاس شہادت ہے بلکہ ہم اس ابتلا سے گزرے ہیں' اور ہم نے اس کا تجربہ کیا ہے۔ جب آپ جمہوریت کی بات کرتے ہو تو آپ اوّل درجے کے بددیانت ہوتے ہیں۔ جب آپ جمہوریت کی بات کرتے ہو تو آپ کی مُراد ہوتی ہے ہندو راج' مسلمانوں پر غلبہ پانے کے لئے' ایک بالکل مختلف قوم' ثقافت میں مختلف' ہر شے میں مختلف! آپ خود ہندو قوم پرستی اور ہندو راج کے لئے کام کر رہے ہیں۔

خواتین و حضرات' ہم نے تیرہ سو برس پیشتر جمہوریت کا درس سیکھا تھا [تالیاں] یہ ہمارے خون میں ہے اور اس سے ہندو معاشرہ اتنا ہی دُور ہے جتنا قطب شمالی کے علاقے۔[دوبارہ تالیاں] تم ہمیں بتاتے ہو کہ ہم جمہوری نہیں ہیں۔ یہ ہم ہیں جنہوں نے انسانوں کی مساوات اور اُخوّت کا سبق پڑھا ہے۔ تمہارے ہاں تو ایک ذات کا آدمی دوسری ذات والے سے پانی کا گلاس نہیں لے گا۔ کیا یہ جمہوریت ہے؟ کیا یہ دیانتداری ہے؟ ہم جمہوریت کے ہمنوا ہیں۔ لیکن آپ کے تصوّر کی جمہوریت کے نہیں' جو سارے ہند کو گاندھی آشرم بنا دے گی۔[تالیاں] یا ایک معاشرہ اور ایک قوم اس دائمی اکثریت کے بَل پر ایک معاشرے اور ایک قوم کو جو دائمی طور پر اقلیّت میں ہے تباہ اور برباد کر دے گی اور اس سب کچھ کو بھی جو اقلیت کو عزیز ہے۔

مَیں یہ حقائق آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ مَیں کہتا ہوں چھوڑ دیجئے' اس انداز کو چھوڑ دیجئے۔ آپ نے اپنا بستر تیار کر لیا ہے۔ آپ اس پر استراحت فرما سکتے ہیں۔ آپ اپنی ہندو قوم پرستی سنبھالیں۔ اپنی جمہوریت سے جی بھر کے لطف اندوز ہوں۔ اگر آپ لے سکتے ہیں تو اپنا ہندوستان بھی لے لیں۔ مَیں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں۔ لیکن جب تک ایک مسلمان میں بھی زندگی کی رمق باقی ہے مَیں اس ہندو راج کو نہیں آنے دوں گا۔ آئرلینڈ کے قوم پرست رہنما ریڈمونڈ کی السٹر کے رہنما کارسن سے ملاقات ہوئی۔ ریڈمونڈ نے کارسن سے کہا سنئے کیا ہم کوئی تصفیہ نہیں کر سکتے؟ آخر آپ آئرلینڈ سے علیحدہ کیوں ہونا چاہتے ہو؟ السٹر اور آئرلینڈ کے لوگوں میں شمہ برابر بھی فرق نہیں۔ کارسن کا کیا جواب تھا "مَیں نہیں چاہتا کہ آپ مجھ پر حکمرانی کریں"۔ میرا مسٹر گاندھی کو جواب ہے۔ "مَیں نہیں چاہتا کہ آپ مجھ پر حکمرانی کریں۔" [تالیاں]

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعلان جنگ بندی کر دیجئے

یہ ہے صورت حال۔ میں صرف اپیل کرتا ہوں۔ اگر میری نحیف آواز ہندو ہند تک پہنچ سکتی ہے۔ میں ان سے اپیل کرتا ہوں: "اس انداز کو ترک دیجئے" آپ اس سرزمین کے لوگوں کے لئے آزادی طلب کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں صرف میرے ہی لئے نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے۔ وہ جو کچھ ہندو رہنماؤں کے لڑکپن کا خواب تھا اسے ترک کر دیجئے اور جو ان کی جوانی کا مقصد تھا' آپ ناکام ہو گئے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ ناکام ہو گئے ہیں۔ آیئے ہم اس باب کو ختم کر دیں۔ وہ قومیں بھی جنہوں نے ایک دوسرے کے لاکھوں انسانوں کو تہہ تیغ کر ڈالا —— جو ہم نے ابھی تک نہیں کیا —— جو آج ایک دوسری کی بدترین دشمن ہیں کل دوست بن سکتی ہیں' یہ سیاست ہے۔ اگر آپ کے رہنما اس راہ پر گامزن ہیں جیسا کہ مَیں کہتا ہوں کہ ہیں اور آپ اس کو پسند نہیں کرتے تو یہ آپ کی ذمہ داری ہے' ہندو عوام کی ذمہ داری ہے کہ وہ آگے بڑھیں اور کہیں کہ "اس ہلاکت آفریں جنگ کو ختم کر دیجئے' اعلان جنگ بندی کر دیجئے۔ آیئے ہم برابری کی حیثیت سے مل بیٹھیں اور کوئی تصفیہ کر لیں۔" اب مسئلہ یہ ہے۔ مَیں آپ سے دریافت کرتا ہوں —— ممکن ہے کہ مَیں غلط ہوں۔ آپ یہ بات کب تک کہتے رہیں گے کہ یہ برطانوی حکومت ہے جس نے ہمیں الگ الگ کر رکھا ہے۔ آپ ایک ہی راگ کب تک الاپتے رہیں گے۔ مَیں برطانوی حکومت کی وکالت نہیں کر رہا ہوں [آفریں۔ آفریں] مجھے کچھ اُن کے بارے میں بھی' کہنا ہے جب میں اس نکتہ پر پہنچوں گا۔

مَیں اس سرزمین پر اپنے لوگوں کو دلیل سے قائل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اس بات کا کوئی فائدہ نہیں کہ انگریز یہ نہیں چاہتے کہ ہم میں کوئی تصفیہ ہو۔ بلاشبہ مَیں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ انگریز ہماری حماقت کا فائدہ اٹھاتے ہیں۔ لیکن ہمارے پاس اپنی ترکیبیں ہیں جو انگریز کی ان ترکیبوں سے بہتر ہیں جو وہ ہمیں غیر متحد رکھنے کے لئے وضع کرتے ہیں۔ جب ہم نے یہ بات لاکھوں بار سُنی ہے کہ ہند میں انگریزوں کی حکمت عملی یہ ہے کہ تقسیم کرو اور حکومت کرو' تو ہم متحد کیوں نہیں ہو جاتے اور کیوں انگریزوں کو نکال باہر نہیں کرتے؟ ہم ان کے باوجود ایسا کیوں نہیں کر سکتے؟ لہذا مُیں کہتا ہوں کہ دنیا کی دیگر قوموں سے اپیلیں کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

دنیا کی دیگر قومیں ہماری آزادی اور خود مختاری کے ضمن میں ہم سے صرف

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمدردی ہی کر سکتی ہیں۔ بلاشبہ وہ جو کچھ کر سکتی ہیں کریں گی۔ لیکن ہمارے معاملات کو طے کرانے کے سلسلے میں دوسری قوموں سے اپیل کرنے سے کیا حاصل؟ یہ کوئی کیسے کرا سکتا ہے؟ کیا وہ یہاں حکومت چلا سکتے ہیں؟ کیا امریکہ سے آپ کی پارلیمان میں نمائندے بھیجے جائیں گے یہ دیکھنے کے لئے کہ آپ کی پارلیمان میں کام ٹھیک طرح سے ہو رہے ہیں؟ کیا کوئی اور ملک آپ کی مجلس قانون ساز میں ممبر بھیجے گا اور دیکھے گا کہ آپ کی مجلس قانون ساز صحیح طرح سے کام کر رہی ہے؟ اگر وہ ایسا کریں گے تو ہم بالکل اسی مقام پر ہوں گے جہاں ہم ہیں۔ یہ آپ کے نمائندے ہوں گے' یہ آپ کی کابینہ ہو گی جو کام کرے گی۔ پس میں کہتا ہوں کہ آپ کی تقدیر آپ کے اپنے ہاتھوں میں ہے۔ خاص طور پر جب ہمارے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کی جا رہی ہوں تو یہ وجہ بن جاتی ہے کہ کیوں نہ ہم ان کے باوصف تصفیہ کر لیں۔

نہرو کا دوہرا کردار

اب ہم حالیہ واقعات کی جانب آتے ہیں۔ ملک معظم کی حکومت کی طرف سے سر اسٹیفورڈ کرپس جو تجاویز لائے ان کے بارے میں اپنی قرارداد میں کوئی اضافہ کرنا نہیں چاہتا۔ اگرچہ لیگ نے حتمی فیصلہ اجلاس الہ آباد کے بعد کیا۔ آپ کو وجوہ اور اسباب کا علم ہے۔ میں انہیں دُہرا کر آپ کا وقت نہیں لوں گا۔ کرپس تجاویز مختلف وجوہات کی بنا پر نہ ہمیں قبول تھیں اور نہ کانگرس کو۔ جہاں تک کانگرس کا تعلق ہے مسٹر گاندھی نے جو آخری تقریر کی اس سے بھی یہ بات واضح ہے کہ وہ نہ صرف پاکستان اسکیم کے خلاف ہیں بلکہ اسے ایک گناہ سمجھتے ہیں۔ اگر آپ مسٹر گاندھی سے واقف ہیں تو سمجھ لیجئے کہ وہ اس سے زیادہ سخت لفظ استعمال نہیں کر سکتے تھے۔ خیال کیجئے' یہ جرم نہیں ہے' یہ گناہ ہے یعنی اگر آپ پاکستان کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں تو آپ اس دنیا میں بھی مردود اور عقبیٰ میں بھی۔ کہا یہ گیا کہ کرپس تجاویز کانگرس کے لئے قابل قبول نہیں ـــــ مجھے معلوم نہیں کہ کرپس اور کانگرس کے درمیان واقعتاً کیا ہوا۔ کہا یہ گیا کہ تجاویز کو ان وجوہ کی بنا پر مسترد کیا گیا' اوّل : ویٹو' دوم قلمدان وزارت دفاع۔ دریں اثناء کہ سر اسٹیفورڈ کرپس اور کانگرس کے مابین یہ بحث مباحثہ جاری تھا' پنڈت جواہر لال نہرو نے وائرلیس کے ذریعہ ایک مضمون امریکہ بھیجا جو ۱۹ جولائی ۱۹۴۲ء کے نیویارک ٹائمز میں شائع ہوا۔ اس میں کہا جاتا ہے :

"تیس برس قبل برطانوی حکومت نے ہند میں جداگانہ مذہبی انتخاب کا اصول

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رائج کیا' ایک مہلک چیز جو سیاسی جماعتوں کی نشوونما کی راہ میں رکاوٹ بن گئی۔ اب انہوں نے ہند کو تقسیم کرنے کا خیال پیش کیا ہے' نہ صرف دو حصوں میں بلکہ ممکنہ طور پر بہت سے الگ الگ حصوں میں' ایک یہ بھی وجہ تھی جو کرپس تجاویز کے خلاف تلخ مزاحمت پر منتج ہوئی۔ آل انڈیا کانگرس اسے قبول نہ کر سکی۔"

کیا وجہ ویٹو تھی یا سبب قلمدان وزارت دفاع تھا؟ یا وجہ یہ تھی کہ آل انڈیا کانگرس پاکستان کے کسی خیال کو قبول نہیں کرے گی۔ اس ملک کو ایک طرح کا بیان اور امریکہ کو دوسری طرح کا! امریکی خود بھی پروپاگنڈا باز ہیں۔ لیکن مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ انہیں یہ محسوس کرنا چاہیے اور پوری طرح سے محسوس کرنا چاہیے کہ وہ انڈین نیشنل کانگرس سے بہتر پروپاگنڈا باز نہیں ہیں۔

سول نافرمانی

پس' اس کے بعد آجاتے ہیں انفرادی سول نافرمانی پر۔ اس کا کوئی سیاسی مقصد نہیں تھا بلکہ یہ صرف آزادی تقریر کی خاطر تھی۔ اب آپ کو تقریر کی کون سی آزادی مطلوب ہے؟ سعی جنگ کو روکنے کے لئے ہر ممکن طریقے سے تبلیغ اور وکالت کی خاطر تقریر کی آزادی؟ مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر ہماری اپنی حکومت ہوتی اور مجھے اس میں کوئی اختیار ہوتا' اور اگر کوئی تنظیم' ملک کی سب سے زیادہ طاقتور جماعت اپنے جملہ وسائل کے ساتھ یہ چاہتی کہ اسے سعی جنگ کے خلاف بات کرنے کی کھلی چھٹی دے دی جائے تو مَیں اسے برداشت نہ کرتا۔ مَیں انہیں جیل میں ڈال دیتا۔ لیکن اگر کوئی اپنے ضمیر کی آواز پر معترض ہوتا تو مَیں اس بات کو سمجھتا۔ آپ کس طرح یہ توقع کر سکتے ہیں کہ کوئی حکومت بالخصوص غیر ملکی حکومت اس کو جاری رکھنے کی اجازت دے دے گی۔ آیئے ہم اسے عام سُوجھ بوجھ کے نقطۂ نظر سے دیکھیں۔ کیا یہ فی الواقعی آزادی تقریر کے حق کے حصول کا ارادہ تھا۔ یا کیا اس کا مقصد نہ صرف سعی جنگ کو روکنا بلکہ برطانوی حکومت کو ہراساں اور مجبور کر کے اپنا مطالبہ منظور کرانا تھا؟ دریں اثناء مسٹر گاندھی یہ بھی کہتے رہے کہ وہ سول نافرمانی کی تحریک ہرگز شروع نہیں کریں گے کیونکہ یہ خودکشی کے مترادف ہو گی۔ لیکن خیال رہے کہ مسٹر گاندھی نے کہا تھا کہ وہ سول نافرمانی کی تحریک ہرگز شروع نہیں کریں گے کیونکہ یہ مسلم لیگ کی خواہشات کے خلاف ہو گی۔ وہ گذشتہ بائیس برس سے یہ کہہ رہے تھے کہ وہ ہندو مسلم اتحاد کے لئے زندہ ہیں اور یہ کہ یہ ان کی زندگی کا واحد مقصد ہے۔ اور وہ بغیر ہندو مسلم اتحاد کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کبھی بھی آزادی حاصل نہیں کر سکیں گے۔ گزشتہ برس جولائی میں جب ایک نئی تیکنیک ان کے ہاتھ لگی' ایک بالکل نئی تکنیک' تو پھر مسلم لیگ کو نظرانداز کرنا خودکشی کے مترادف نہیں رہا۔ اور یہ کہ مسلم لیگ آئے یا نہ آئے۔ انہوں نے اپنے بائیس سالہ پُرانے اعلان پر نظرثانی کرلی کہ بغیر ہندو مسلم اتحاد کے نہ سوراج مل سکتا ہے اور نہ آزادی۔ یہ سب کچھ اچانک خیرباد کہہ دیا گیا' جب مسٹر گاندھی نے ۸ اگست کی مشہور قرارداد میں اپنی حکمت عملی اور پروگرام کا اعلان کیا۔ وہ کیا ہے؟ "ہند چھوڑ دو" ذرا اس زیادتی کا خیال کیجئے! کوئی پرواہ نہ کیجئے' کوئی پرواہ نہ کیجئے کہ اس ملک کے دس کروڑ باشندے کیا کہتے ہیں! مَیں اس حکومت کو جُھکا کر رہوں گا تاکہ وہ میری خواہش کے سامنے ہتھیار ڈال دے۔ انگریزوں نے کہا اور خیال رہے کہ مَیں ہر اس بات کو جو وہ کہتے ہیں درست نہیں سمجھتا ـــــ انہوں نے کہا "کانگرس کی مزاحمت کر کے دراصل ہم آپ کا تحفظ کر رہے ہیں۔ آپ کے مفادات کی حفاظت کر رہے ہیں کیونکہ اگر ہم کانگرس کے مطالبات کے سامنے سرانداز ہو جائیں تو ایسا آپ کو خطرہ میں ڈال کر اور آپ کو قربان کر کے ہی ہو سکتا ہے۔ لیکن مسلمان کہتے ہیں "ہم یقین نہیں کرتے کہ آپ ہم سے اتنی محبت کرتے ہیں۔" ہم جانتے ہیں کہ یہ ان کے حسب حال بھی ہے اور وہ صورت حال کا پورا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ کیونکہ اگر ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین کوئی تصفیہ ہو جائے تو انہیں علم ہے کہ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ انہیں اقتدار سے ہاتھ دھونا پڑیں گے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ تو اقتدار منتقل کرنے کے لئے بے چین ہیں لیکن ہم متحد ہونے پر اتفاق نہیں کرتے۔ اگر ہم متحدہ ہند کی شکل میں اقتدار حاصل نہیں کر سکتے ہیں تو ہمیں یہ منقسم ہند کی صورت میں لے لینے دیجئے۔

فساد کی آماجگاہ

خواتین و حضرات: اجازت دیجئے کہ مَیں آپ کو بتاؤں ـــــ اور لیجئے مَیں آپ کو بتاتا ہوں' اگر میری نحیف آواز ہندو عوام تک پہنچ سکے تو وہ اس پر احتیاط کے ساتھ غور کریں کہ مَیں درست کہہ رہا ہوں یا غلط' مَیں ممکنہ طور پر صاف گوئی سے بات کروں گا۔ اس برِصغیر میں کم و بیش گذشتہ سو برس سے انگریزوں کی حکمت عملی ان کی اس پُختہ رائے پر قائم ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں کبھی سمجھوتہ نہیں ہو سکے گا۔ اور اگر کسی نہ کسی طرح سمجھوتہ ہو ہی گیا تو ان [انگریزوں] کے اثر یا دباؤ کے تحت فساد کی آماجگاہ کے سوا کچھ نہ ہو گا' جس پر متحدہ ہند کا چھاتہ محیط ہو گا' جس کی پُھنگل پر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انگریز براجمان ہو گا۔ لہٰذا انگریز اپنی دُور اندیشی سے ایسی حکمت عملی پر کار بند رہا جس نے ہمیں متحدہ جمہوری پارلیمانی نظام حکومت کی راہ پر ڈال دیا۔ انگریز جانتے ہیں کہ اگر ہم اس راہ پر لگے رہے اور ہمیں جمہوری متحدہ ہند کا دستور بنانے کی اجازت بھی مل گئی' ہم ان کی ثالثی کے بغیر کبھی کوئی سمجھوتہ نہیں کر سکیں گے۔ یہ طریقہ ہے ان کے اقتدار کی اجارہ داری کو طول دینے کا۔ جب آپ آپس میں لڑتے رہیں اور ایک دوسرے کا سر پھوڑتے رہیں تو دو بلیوں کے درمیان انصاف کرنے کے لئے بندر آ ہی جائے گا [قہقہہ] یہی سبب ہے کہ کٹر انگریزوں [قدامت پسندوں] کا ایک مکتب فکر موجود ہے۔ ہمارے دوست جو اتفاق سے اس وقت حکومت ہند کی سربراہی کر رہے ہیں ــــ مرد عظیم لارڈ لنلتھ گو وائسرائے اور مسٹر ایمرے وزیر ہند جو پکّے قدامت پسند قسم کے ہیں ــــ اب بھی گدھے کے سامنے گاجر لہرا رہے ہیں یہ کہہ کر کہ جغرافیائی اعتبار سے ہند ایک ہے۔ دوسرے عظیم انسان نے لندن میں اچانک یہ دریافت کر لیا کہ تاریخی طور پر اکبر کے عہد میں ہند متحد تھا [قہقہہ]

میرے دوستو! مجھے ہندوؤں کے ساتھ کوئی مخاصمت نہیں۔ مَیں چاہتا ہوں کہ آپ کو یہ معلوم ہو جائے کہ اگر معجزاتی طور پر آپ دستوری لحاظ سے جمہوری ہند تک پہنچ گئے تو ہم ایسا صرف برطانوی ہند کی حد تک کر سکیں گے۔

آزادی کی راہ

مَیں آپ کو بتادوں کہ انگریز جانتے ہیں کہ ہمیں ایک اور رُکاوٹ کو بھی عبور کرنا پڑے گا۔ سب سے بڑی رکاوٹ ــــ یعنی ہندی ریاستیں۔ بہت سی رکاوٹیں آپ کی راہ میں آئیں گی ــــ ایک' دو' تین اور چار۔ آپ سے کہا جاتا ہے کہ آپ ان رکاوٹوں کو عبور کریں اور آخری رکاوٹ کو عبور کرنا بہت ہی مشکل کام ہو گا۔ آپ جتنا چاہیں سوچ لیں۔ برطانوی حکومت جس حکمت عملی پر سو برس سے کار بند ہے یہ اس کا نتیجہ ہے۔ نہ صرف یہ کہ انہوں نے کسی نہ کسی طرح آپ کی بس چھڑوا دی بلکہ آپ کو غلط بس میں سوار کرا دیا [قہقہہ] اب آپ خود کو مزید بے وقوف نہ بننے دیں۔ یہ قریباً ایک صدی ہوئی۔ مَیں ہندوؤں سے کہتا ہوں ــــ اور انگریز کسی اور کے مقابلے میں زیادہ بہتر جانتے ہیں ــــ کہ عوام' ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کی آزادی کا مختصر ترین راستہ ہے پاکستان۔ یہ میری زندگی میں آئے یا نہ آئے' [ہر طرف آوازیں سنائی دیں۔ یہ آئے گا' یہ آئے گا] آپ میرے ان الفاظ کو یاد رکھیے گا۔ مَیں یہ کسی کی بُرائی یا دل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آزاری کے لئے نہیں کہتا۔ بعض قوموں نے ایک دوسرے کے لکھوکھا انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ یہ کوئی دائمی بات نہیں۔ آج کا دشمن کل کا دوست ہوتا ہے۔ یہی زندگی ہے۔ یہ ہی تاریخ ہے۔

پس، مَیں یہ صاف ضمیر کے ساتھ کہتا ہوں۔ میرا گہرا دُکھ یہ ہے کہ یہ کانگرس اور اس کی ہندو قیادت ہے جو ہندوؤں اور مسلمانوں کی آزادی کے حصول کو روکے ہوئے ہے۔ ہمارا ضمیر بالکل صاف ہے۔ مَیں ہندو عوام اور ہندو رہنماؤں سے اپیل کرتا ہوں : اپنی حکمت عملی کا دوبارہ جائزہ لیجئے اور اس پر نظرثانی کیجئے۔ کانگرس کی طرف سے بہت پروپاگنڈہ، جھوٹا پروپاگنڈا کیا جا رہا ہے۔ یہ پروپاگنڈہ آج کل زیادہ تر کمیونسٹ پارٹی کی طرف سے کیا جا رہا ہے، انہوں نے جو اپیلیں اور بیانات شائع کئے ہیں وہ بنیادی طور پر غلط ہیں۔

کانگرس کا موقف شروع سے لے کر ۸ اگست تک یہ ہے کہ پاکستان کے بارے میں حکمت عملی اور مطالبہ جھوٹ ہے۔ وائسرائے کے ساتھ اپنی مراسلت میں مسٹر گاندھی اس نکتے کا تذکرہ سرے سے ہی بھول گئے تھے۔ چنانچہ وہ اس عبارت کا بعد میں تذکرہ کرتے ہیں : ”حکومت نے صریحاً اور اہم حقیقت کو مسترد یا نظرانداز کر دیا کہ کانگرس نے اپنی اگست کی قرارداد کے ذریعہ اپنے لئے تو کچھ طلب نہیں کیا۔ اس کے جملہ مطالبات سب لوگوں کے لئے تھے۔ جیسا کہ آپ کو علم ہونا چاہیے کانگرس اس بات کے لئے آمادہ اور تیار تھی کہ حکومت قائداعظم مسٹر جناح کو ایک قومی حکومت کی تشکیل کی دعوت دے دے، صرف اس شرط کے ساتھ کہ یہ ایسے متفقہ سمجھوتے کے تحت ہو جو زمانہ جنگ کے دوران ضروری ہو۔ ایسی حکومت باقاعدہ منتخبہ مجلس قانون ساز کے سامنے جواب دہ ہو۔“

کیا مَیں غلط کہتا ہوں

یہ مسٹر گاندھی کے الفاظ ہیں۔ اس تجویز کا لُب لباب یہ ہے کہ اس نوع کی حکومت باقاعدہ منتخبہ مجلس قانون ساز کے سامنے جواب دہ ہو گی۔ مَیں آپ سے دریافت کرتا ہوں۔ اگر یہ ہو جائے تو باقی رہ کیا گیا۔ کیا اس میں کوئی شبہ ہے کہ لارڈ لنلتھگو فوری طور پر ایک دستوری گورنر جنرل بن جائیں گے یا انہیں ٹھوکر مار دی جائے گی؟ انڈیا آفس بند کر دیا جائے گا۔ وزیرِ ہند کا دفتر ختم کر دیا جائے گا۔ اور ہند میں برطانوی پارلیمان کا کوئی عمل دخل باقی نہیں رہے گا۔ یہ مرکزی دستور صرف اسی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صورت میں رُو بہ عمل لایا جا سکتا ہے جب موجودہ دستور منسوخ کر دیا جائے اور اس کی جگہ دوسرا لے لے۔ اگر مَیں غلط کہتا ہوں تو مَیں اپنی اصلاح کر لوں گا۔ جب مرکزی بنیاد ختم ہو جائے گی تو صوبائی حصار کرنے والا ڈھانچہ برقرار نہیں رہ سکتا۔ صوبوں کے بارے میں کیا خیال ہے؟ کیا وہ گورنر کے ماتحت رہیں گے؟ کیا وہ موجودہ دستور کے تحت برقرار رہیں گے؟ لہٰذا آپ کو موجودہ دستور کو کھنگالنا اور منسوخ کرنا پڑے گا اور پورے ہند کے لئے بشمول ہندی ریاستوں کے ایک بالکل نیا دستور مرتب کرنا پڑے گا۔ ہم سے کہا جاتا ہے: اس میں خرابی کیا ہے؟ پاکستان کو صرف ملتوی کرنا پڑے گا۔ جواب یہ ہے کہ جیسے ہی آپ مسٹر گاندھی کی تجویز کی بنا پر یہ موقف قبول کر لیں گے اور اس کو رُو بہ عمل لے آئیں گے پاکستان کا مطالبہ ہماری رضامندی سے تارپیڈو ہو جائے گا اور مسٹر گاندھی کے تجویز کردہ خطوط پر نئے دستور کی ترتیب نہایت تلخ تنازعات پر منتج ہو گی، اگر ایسی کوئی کوشش کی گئی —— یہ کہے بغیر کہ ایسے دستور کو مرتب کرنے کا اختیار کس کی طرف سے دیا جائے گا۔ لہٰذا کانگرس کا موقف ہمیشہ وہی ہے جو پہلے تھا۔ صرف اس کا اظہار مختلف الفاظ اور مختلف زبان میں کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے معنی اکھنڈ ہندوستان کی بنیاد پر ہندو راج ہی ہیں۔ اس صورت کو ہم کبھی قبول نہیں کر سکتے۔

مسٹر گاندھی اور سمجھوتہ

کوئی بھی مجھ سے زیادہ اس بات کا خیر مقدم نہیں کرے گا اگر اب بھی مسٹر گاندھی پاکستان کی بنیاد پر مسلم لیگ کے ساتھ تصفیہ کرنے کے لئے واقعی تیار ہوں۔ مَیں آپ کو بتا دوں کہ یہ ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کے لئے عظیم ترین دن ہو گا۔ اگر وہ ذہنی طور پر آمادہ ہو جائیں تو مجھے براہ راست خط لکھنے سے مسٹر گاندھی کو کونسی چیز باز رکھ سکتی ہے؟ وہ وائسرائے کو خطوط لکھ رہے ہیں۔ وہ مجھے براہ راست کیوں نہیں لکھتے؟ وہ کون ہے جو انہیں ایسا کرنے سے روک سکتا ہے؟ وائسرائے کے پاس جانے، ان کے پاس لے جانے کے لیے وفد کی قیادت کرنے اور ان کے ساتھ خط و کتابت کرنے سے کیا حاصل؟ آج مسٹر گاندھی کو کون روک سکتا ہے؟ مَیں ایک لمحہ کے لئے بھی یہ باور نہیں کر سکتا —— اس ملک میں یہ حکومت خواہ کتنی بھی مضبوط کیوں نہ ہو۔ آپ اس حکومت کو جو چاہیں سو کہیں، مَیں اس بات کا یقین نہیں کر سکتا کہ اگر اس طرح کا خط مجھے ارسال کیا جائے تو اُن میں اتنی جرات ہو گی کہ وہ اسے روک لیں۔ [پُرزور تالیاں اور آفریں۔ آفریں]

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر حکومت کوئی ایسا اقدام کرتی ہے تو فی الحقیقت یہ بہت ہی سنگین معاملہ ہو گا۔ لیکن مجھے ایسی کوئی شہادت نظر نہیں آتی کہ مسٹر گاندھی' کانگرس یا ہندو قیادت کی حکمت عملی میں کوئی تبدیلی واقع ہوئی ہو۔

مجھ سے کہا جاتا ہے کہ ہمیں کچھ کرنا چاہیے۔ جہاں تک میری اطلاعات کا تعلق ہے کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ ہم کیا کریں؟ جب مجھے نام نہاد غیر جماعتی کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی گئی تو مَیں نے سی۔ راج گوپال اچاریہ سے کہا کہ مَیں کانفرنس میں شرکت کرنا نہیں چاہتا اور مَیں نے اپنی وجوہ ان کے سامنے رکھیں۔ مَیں ان پر کسی طرح کا حملہ کرنا نہیں چاہتا۔ مَیں کوئی غیر ضروری تلخی بھی پیدا نہیں کرنی چاہتا۔ بلاشبہ ہمیں اس کا علم ہے کہ ان کے کوئی پیروکار نہیں ہیں ــــــ لیکن وہ ایسے لوگ ہیں جن کا زندگی میں کوئی مقام ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا کوئی تجربہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ہمارے سیاسی مخالفین ہی ہوں۔ لیکن جب وہ ایک بار آگے آ گئے اور ملک کی سیاسی تحریک کے پیش رَو دستے میں شامل ہو گئے تو ان شرفاء کو اس مسئلہ کو حل کرنے کا زیادہ مُوثر طریقہ اختیار کرنا چاہیے تھا بجائے اس قرارداد کے جو انہوں نے منظور کی اور جو طریق کار انہوں نے اختیار کیا۔ لیکن عظیم افراد بھی غلطیوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔ مسٹر گاندھی کو تمام اطلاعات ملتی رہتی ہیں۔ تمام اخبارات ملتے رہتے ہیں وہ جانتے اور سمجھتے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ اگر ان کے قلب میں ذرا سی بھی تبدیلی آئے تو انہیں صرف مجھے دو سطریں لکھنے کی ضرورت ہو گی اور مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ماضی میں ہمارے تنازعات خواہ کچھ بھی ہوں مسلم لیگ ناکام نہیں ہو گی۔ [تحسین کے زبردست نعرے اور تالیاں]

مُشکل ترین معاملے

اب مَیں انگریزوں کی طرف آتا ہوں۔ یہ بہت بے ڈھب لوگ ہیں۔ ان کا موقف کیا ہے؟ ان کا موقف یہ ہے ــــــ کانگرس ایک باغی تنظیم ہے۔ یہ غدّاری کی مجرم ہے۔ وہ حکومت اور تاج کے دشمن ہیں۔ لہٰذا ان سے کوئی علاقہ نہیں ہو گا۔ وہ صرف ایک فریق ہیں۔ لیکن ہند کے عوام کی عظیم اکثریت ان کے ساتھ نہیں ہے بلکہ برطانوی حکومت کے ساتھ ہے۔ وزیر اعظم کے حالیہ بیانات کیا کہتے ہیں؟ لندن میں اخبارات کیا کہتے ہیں؟ "دی سنڈے کرانیکل" ایک اداریئے میں کہتا ہے "وزیر اعظم کے اس پیغام کی گونج برطانوی قوم کے قلوب میں سُنی جائے گی جس میں انہوں نے ہند

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے فوجی جوانوں کی شجاعت کی داد دی۔ "گونج کہاں ہے؟ مسٹر چرچل نے اعداد و شمار سے حساب لگایا اور کہا کہ ہند کے عوام کی بھاری اکثریت کانگرس کے ساتھ نہیں تھی۔ جہاں تک مسلم لیگ کا تعلق ہے اس میں ذرا سا بھی شبہ نہیں کہ ہم اس سے الگ رہے اور خدا کا شکر ہے کہ ہم الگ رہے کیونکہ ہم تو شیطان اور گہرے سمندر کے درمیان ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا کہ مَیں ان انگریزوں سے مطمئن نہیں ہوں جو یہ کہتے ہیں کہ وہ اقلیتوں کے مفاد اور ہمارے تحفظ کی خاطر کانگرس سے لڑ رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ آمادہ اور تیار ہیں اور درحقیقت وہ تو اقتدار چھوڑنے کے لئے مرے جا رہے ہیں۔ وائسرائے نے اس نوع کے حوالے کرسمس کے ہفتے کے دوران کلکتہ میں دیئے۔ کانگرس کو باغی اور خلاف قانون قرار دینے کے بعد انگریز دوسروں سے کیا کہتے ہیں؟ وہ کہتے ہیں "ہم کانگرس کو نظرانداز کس طرح کر سکتے ہیں؟" اس صورت میں کیا آپ یہ نہیں دیکھتے کہ نہ صرف کوئی آپ کا اعتبار نہیں کرے گا بلکہ خود آپ کے اپنے اعتراف کے مطابق آپ کی خواہش، آپ کی پُرجوش خواہش کو کہ آپ عبوری طور پر انتقال اقتدار کی سمت بڑھیں، ایک باغی تنظیم۔ کانگرس نے نہایت کامیابی کے ساتھ روک رکھا ہے۔ یہ ان کی طرف سے اعتراف ناکامی ہے۔ یا تو ہند کے عوام کانگرس کے پیچھے ہیں یا نہیں ہیں۔ اگر بھاری اکثریت کانگرس کے پیچھے نہیں ہے جیسا کہ دس کروڑ مسلمان یقیناً نہیں، تب باقی ماندہ ہند کو کیا جواب ہے؟ وہ کہتے ہیں "ہم کچھ نہیں کر سکتے کیونکہ اس باغی تنظیم نے ہمیں مفلوج کر کے رکھ دیا ہے۔ ہم صرف آپ کی خدمات کی تعریف کر سکتے ہیں جب آپ میدان جنگ میں جان دے دیں اور اس سے زیادہ نہیں۔" کیا یہ ایک دیانتدارانہ رویّہ ہے؟

کیا اس رویّہ سے کوئی شخص یہ باور کر سکتا ہے کہ انتقال اقتدار کی ایماندارانہ خواہش موجود ہے؟ ہم نے بے شمار مرتبہ یہ بات واضح کی ہے۔ لیکن ہمیں نظرانداز کیا جاتا ہے، ہماری جماعت کو نظرانداز کیا جاتا ہے کیونکہ یہ ان کے مناسب حال ہے۔ اس کے برعکس ہم پر الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم سعی جنگ میں اعانت نہیں کرتے اور اکثر ہمیں اس حکومت کی طرف سے یہ دھمکی دی جاتی ہے کہ جو "ہمارے ساتھ نہیں وہ ہمارے خلاف ہیں۔" خواتین و حضرات، اب میں کہتا ہوں کہ جہاں تک مسلم ہند کا تعلق ہے، جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے ہماری تلخی کا پیمانہ کناروں تک پہنچ گیا ہے۔ اگر ان کے نمائندے ایماندار اور لائق ہیں تو انہیں لندن میں مطلع ہونا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیے۔ میں ایک بار پھر برطانوی حکومت کی توجہ اس حقیقت کی جانب مبذول کرانی چاہتا ہوں۔ درحقیقت یہ بہت ہی سنگین صورت حال ہے اور مَیں انہیں اس پلیٹ فارم سے اطلاع دیتا ہوں کہ تلخیوں اور مایوسیوں کا پیالہ [لبریز ہو گیا ہے] ــــ مَیں زیادہ سخت زبان استعمال کرنا نہیں چاہتا ـــــ یہ ذلیل برتاؤ جو مسلم ہند کے ساتھ روا رکھا گیا ہے اُن کے لئے خطرے کا باعث ہے' آپ اس طرح [صورت حال کو] جاری نہیں رکھ سکتے۔ لہٰذا آپ اپنے موقف پر نظرثانی کیجئے۔ ہمارا مطالبہ کیا ہے؟ اعلان کر دیجئے۔ مسلم لیگ برطانوی حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ آگے بڑھے اور مزید تاخیر کے بغیر اور غیر مبہم انداز میں اعلان کرے جس میں مسلمانوں کے حق خودارادیت کی ضمانت دی جائے اور عہد کرے کہ مسلم لیگ کے اجلاس لاہور ۱۹۴۰ء میں منظور کردہ قرارداد کے خطوط پر مسلمانوں کے استصواب رائے کے فیصلہ پر عملدرآمد کیا جائے گا۔

جنگ سے متعلق رویّہ

مسلم لیگ تیار تھی اور اب بھی آمادہ ہے کہ کسی تجویز پر غور کرے اور مساویانہ سطح پر کسی بھی جماعت کے ساتھ مذاکرات کرے تاکہ ہند کے دفاع اور کامیاب مساعی جنگ کی خاطر ملکی وسائل کو مجتمع کرنے کے لئے مرکز میں ایک عبوری حکومت قائم کی جا سکے۔ یہ قرارداد ۲۰ اگست ۱۹۴۲ء کو بمبئی میں منظور کی گئی تھی جسے ابتک کلیتاً" نظرانداز کیا گیا۔ اب اس جنگ میں ہمیں محض تماشائی کی حیثیت دی گئی ہے۔ مَیں نے ایک بار پہلے بھی یہ بات کہی ہے اور اس موقع پر دوبارہ کہتا ہوں کہ ہمارے خیالات اور ہماری آراء خواہ کچھ بھی کیوں نہ ہوں اس باب میں ذرہ برابر بھی شبہ نہیں کہ ـــــ حقیقت' حقیقت ہے ــــ ہند جنگ میں شریک ہے۔ جنگ میں ملوث ہونے کے بعد اب کس کا مفاد بالاتر ہے؟ کیا یہ زیادہ انگریزوں کے مفاد میں ہے یا زیادہ اتحادیوں کے مفاد میں ہے جو جنگ میں شامل ہیں' جیسے امریکہ' یا زیادہ ہمارے مفاد میں کہ ہمیں محض لاچار تماشائی نہ بنا کر چھوڑ دیا جائے کسی ایک ترکیب سے یا دوسری سے' کسی ایک حربے سے یا دوسرے سے' کسی ایک بہانے سے یا دوسرے کے ذریعے اور اسے دس کروڑ مسلمانوں کے تعاون کے بنا جاری رکھا جائے؟ وہ ایک بڑی غلطی کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ وہ ابھی خطرے سے باہر نہیں نکلے۔ مَیں آپ کو بتانا چاہتا ہوں جیسا کہ مَیں نے اکثر کہا ہے: اگر انہیں شکست ہو جائے تو ہمارے امریکی دوست نیویارک یا شکاگو جا سکتے ہیں۔ اور انگریز لندن جا سکتے ہیں اور مزید مَیں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ان کے ملک پر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہٹلر، مسولینی یا میکاڈو کی فرمانروائی نہیں ہو گی۔ میرا ذہن اسے قبول نہیں کرتا۔ یہ ہو سکتا ہے کہ جنگ کے بعد امریکہ دوسرے درجے کی طاقت ہو کر رہ جائے۔ یہ خطرہ موجود ہے۔ لیکن ان کا خطرہ اس حد تک نہیں جاتا کہ ان کے ملک پر کسی غیر ملکی طاقت کا تسلط ہو جائے۔ لیکن میری صورت حال کیا ہے؟ وہ یہ ہے۔ اگر اس جنگ میں شکست ہو جائے تو پھر کوئی طاقت موجود نہیں ہے، اس ملک میں یا جاپان آئے گا یا ہٹلر اور ہم ہٹلر یا ٹوجو کے بوٹ کی ایڑی تلے آجائیں گے۔ میرے پاس تو جانے کے لئے نہ شکاگو ہے نہ لندن۔

ہمارا کیا ہو گا؟ اس ملک کے دفاع اور اس جنگ کو چلانے میں کسے زیادہ دلچسپی ہے۔۔۔ یہ کوئی جذباتی بات نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کسی کو ہم سے زیادہ دلچسپی نہیں ہو سکتی [تالیاں] یہ ہم ہیں جو جنگ کی تباہ کاریوں کا شکار ہوں گے، اور مشرق اور مغرب کے مسلمان ملک اور خطّوں میں ہمارے گھربار برباد ہو جائیں گے۔ کیونکہ یہ علاقے ہی دشمن کا فوری ہدف ہیں۔ کس کے نقصان اٹھانے کا زیادہ امکان ہے۔ ہم سے زیادہ مصیبت میں مبتلا ہونے کا امکان اور کس کا ہو سکتا ہے؟ ہند کے دفاع میں کس کو زیادہ دلچسپی ہو سکتی ہے؟ انگریزوں کا یہ کہنا کہ ہم عدم تعاون کر رہے ہیں بالکل بددیانتی کی بات ہے اور یہ کہنا کہ ہم تعاون نہیں کرتے اور زیادہ بددیانتی ہے۔ مسلم لیگ کہتی ہے کہ "ہم اس لئے تعاون نہیں کر سکتے کہ آپ چاہتے ہیں کہ ہم محض خیمہ برداروں کی حیثیت سے آجائیں۔ ہمارے لئے کیا امکانات ہیں؟ ہمارے لئے فتح کا کیا ثمر ہو گا جبکہ ہم نے اپنا روپیہ پیسہ، اپنا خون اور سب کچھ نچھاور کر دیا ہو گا؟ اگر ہمیں شکست ہو گئی تو جاپان یا جرمنی آجائے گا۔ اگر ہم جیت گئے تو ہم محض خیمہ بردار ہیں اور ہو سکتا ہے کہ ہمیں آخر میں بخشش مل جائے۔ کیا تعاون کا یہ میوہ ہے؟ کیا کوئی معزز، خوددار شخص یا منظم قوم اس صورت حال کو قبول کر سکتی ہے؟ یہ ہے تصویر۔ لہٰذا یا تو انہوں نے غلطی کا ارتکاب کیا ہے اور اب بھی غلطی کر رہے ہیں یا واقعتاً وہ اقتدار سے دست کش ہونا نہیں چاہتے۔ وہ ایک جواری کی طرح سے ایک چانس لے رہے ہیں اور اپنے تئیں کہتے ہیں "اگر ہم جیت گئے تو ہم انہیں وہیں رکھیں گے جہاں وہ ہیں۔ اگر ہم ہار جاتے ہیں تو ہمارے بعد طوفان ہے" "ہمارے بعد شدید طوفان" [فرانسیسی ضرب المثل]

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انگریز اور پاکستان

مَیں پاکستان کے بارے میں مزید کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ پاکستان کو سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں۔ غیر ملکیوں نے بھی اسے سمجھ لیا ہے۔ مجھے دوبارہ گوکھلے یاد آتے ہیں جب میجر ییٹس براؤن (Yeats Brown) اپنی نئی کتاب میں کہتے ہیں: "آئیے ہم خود مسلمانوں کی جگہ لے لیں"

[Let us put ourselves in Muslim slippers.] یہ ہے ان کی کتاب سے متعلقہ اقتباس:

"آئیے ہم خود مسلمانوں کی جگہ لے لیں۔ ہم انگریز خود کو ستم رسیدہ تصور کریں گے اگر کوئی مصلح عالم مافوق الانسان یا کوئی مافوق الحکومت یہ اعلان کر دے کہ ہم پر کوئی کُل یوروپ حکومت (بلاشبہ تحفظات کے ساتھ) فرمانروائی کرے گی۔ ٹیوٹن غالب نسل ہو گی یا سلاوی، اگر آپ ترجیح دیں ـــ چونکہ ہم یوروپ میں اقلیت میں ہیں"

پھر وہ آگے چل کر کہتے ہیں کہ:

".... اگر یہ مافوقی حکومت ایسے مافوق الانسانوں پر مشتمل ہو جو بے حد و حساب طاقت اور دانش کے مالک ہوں تب ہم اس کی اطاعت اس وقت تک کریں گے جب تک کہ ہم میں اس کی غلامی کا جُوا اتار پھینکنے کی طاقت پیدا نہ ہو اور اگر ان فوقی انسانوں میں اپنے فیصلوں کی صحت پر شک و شبہ کی علامات ظاہر ہونے لگیں پھر بھی وہ دنیا کے سامنے یہ دعوے کرتے ہیں کہ انہوں نے تو سارے یوروپ کو آزادی کی پیش کش کر رکھی ہے اور یہ کہ اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ اگر کوئی دشواری ہے تو ہم اس کا علاج معلوم کریں، تو ہم وہی جواب دینا چاہیں گے جو مسلم لیگ نے دیا ہے کہ اس طرح کی آزادی ایک ڈھکوسلہ ہے"

کیا مَیں اس میں یہ اضافہ کر سکتا ہوں کہ مافوقی انسان۔ مسٹر گاندھی من و عن اکھنڈ ہندوستان طلب کرتے ہیں اور مسلم ہند ہرگز اسے قبول نہیں کرے گا۔ انگریز کیا کہے گا؟ کیا وہ یہ کہے گا: "چھوٹی قومیں زندہ نہیں رہ سکتیں؟ ہم ایک چھوٹے سے جزیرے میں ہیں: صرف ساڑھے تین کروڑ لوگ۔ وہ ٹیوٹن بھائی ہیں، جرمن آٹھ کروڑ ہیں۔" اگر ایسی کوئی تجویز پیش کی جائے کہ ان کی ایک حکومت ہونی چاہیے تو کیا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انگریز اسے قبول کر لیں گے؟ ایک جرمن اور انگریز میں کیا فرق ہے؟ ابتدا وہ سب اینگلو سیکسن نسل سے ہیں اور سب عیسائی ہیں۔ ان کے لباس مختلف نہیں ہیں۔ ان کی تقویم مختلف نہیں ہے۔ ان کی زبان اور قوانین اور ثقافت بہت مختلف نہیں ہیں۔ ان کی تعمیرات' فنون لطیفہ اور موسیقی اور تہذیب مختلف نہیں ہیں۔ لیکن ایک انگریز کیا کہے گا؟ کینیڈا کیا کہے گا' اگر کل یہ تجویز پیش کر دی جائے کہ کینیڈا اور امریکہ ایک وفاق بنا دیئے جائیں اور کینیڈا وفاق کی اکائیوں میں سے ایک اکائی بن جائے۔ پھر شمالی امریکہ اور جنوبی امریکہ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ جغرافیائی طور سے امریکہ ایک ہے' اسی طرح یورپ' اسی طرح ایشیا۔۔۔۔ اگر یہ سوال اٹھایا جائے تو وہ کیا کہیں گے؟ لہٰذا میجر ییٹس براؤن بجا طور پر کہتے ہیں کہ "خود کو مسلمانوں کی جگہ کھڑا کر کے دیکھیں" اگر مافوقی انسان بے پناہ طاقت اور دانش کے مالک کی اطاعت ہمیں قبول کرنی نہیں چاہیے تاآنکہ ہم میں ان کی بیڑیاں کاٹ کر پھینک دینے کی طاقت نہ ہو' تاہم مسلم لیگ ایسی آزادی کو ڈھکوسلہ ہی تصور کرے گی۔ (تحسین و آفرین کے نعرے)

عوام کی حکومت

یہ وہ بات ہے جس پر ہندو رہنماؤں کو غور کرنا چاہیے۔ جو آزادی وہ ہمیں پیش کر رہے ہیں وہ ان کے تصوّر کی آزادی ہے' وہ ان کے عزم کی آزادی ہے' وہ ان کی حکمرانی کی آزادی ہے' جو ایک ڈھکوسلہ ہے۔ لہٰذا سمجھنے میں کوئی دشواری کی بات نہیں۔ سب سے پہلے ہمیں بنیاد طے کرنی ہو گی۔ کیا آپ واقعی کوئی الجھاؤ پیدا کرنا چاہتے ہیں اور پروپاگنڈے کی غرض سے کچھ مواد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ میرے ذہن میں اس بارے میں کوئی شبہ نہیں کہ ہم میں سے زیادہ تر لوگ پاکستان کو عوام کی حکومت کے رنگ میں دیکھتے ہیں۔ یا آپ اسے بزور بازو حاصل کر سکتے ہیں یا تصفیہ کے ذریعے سے لے سکتے ہیں۔ لیکن جب تک کہ آپ اسے لے نہ لیں' اجنبی قوم سے یا اپنی حکومت سے' دستور اور طرز حکومت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ فرانس کے حل کو لے لیں' پارٹی جو حکومت کو توڑنا چاہتی تھی' ملک پر قبضے کے بعد اسے دستور ساز اسمبلی بنانی پڑی۔ آسٹریلیا کی مثال لے لیجئے' وہاں تصفیہ کے ذریعے سے ہوا۔ پہلے ہمیں اس پر اتفاق کرنا ہو گا کہ دو ہند ہوں گے۔ پھر مجلس دستور ساز کو عوام میں سے کسی نظام کے تحت منتخب کرنا ہو گا جو اپنے نمائندے منتخب کریں گے جو مجلس دستور ساز میں جائیں گے۔ لہٰذا میں تصور کرتا ہوں کہ مجلس دستور ساز بہت ہی مختصر حق رائے دہی کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنیاد پر قائم کی جائے گی۔ یہ روپے میں دو آنے ہو یا پاکستان میں بالغ رائے دہی کی بنیاد پر ہو۔ آپ مجلس دستور ساز کے لئے اپنے نمائندے منتخب کریں گے۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کو اپنے اختیارات کا علم نہ ہو۔ ممکن ہے آپ کو اس کے استعمال کا پتہ نہ ہو۔ یہ آپ کا قصور ہو گا۔ لیکن مجھے ایک بات کا یقین ہے کہ جمہوریت ہمارے خون میں ہے۔ یہ ہمارے مغز میں ہے' صرف صدیوں کے مخالفانہ حالات کے باعث اس خون کی گردش ٹھنڈی پڑ گئی ہے۔ یہ منجمد ہو گیا ہے اور آپ کی رگوں نے بھی کام کرنا چھوڑ دیا تھا۔ لیکن اللہ کا شکر ہے کہ لہو ایک بار پھر رگوں میں دوڑنے پھرنے لگا ہے۔ مسلم لیگ کی مساعی کا شکریہ' یہ عوام کی حکومت ہو گی۔

یہاں میں جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کو انتباہ کر دینا چاہتا ہوں جو ہمارا خون چوس کر ایسے نظام کے تحت پلے بڑھے جو اس قدر خبیث اور اس قدر فاسد ہے جو انہیں اس درجہ خود غرض بنا دیتا ہے کہ ان کے ساتھ معقول بات کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ [تحسین کے زبردست نعرے] عوام کا استحصال ان کی رگ و پے میں داخل ہو گیا ہے' وہ اسلام کی تعلیم کو فراموش کر بیٹھے ہیں۔ ان لوگوں کی حرص اور خود غرضی نے دوسروں کے مفادات کو اپنے تابع کر لیا ہے تاکہ وہ موٹے ہوتے رہیں۔ یہ درست ہے کہ آج ہم اقتدار میں نہیں ہیں۔ آپ کہیں بھی دیہات کی طرف نکل جائیں۔ مَیں گاؤں میں گیا ہوں۔ ہمارے لوگوں میں لاکھوں ایسے ہیں جنہیں نان شبینہ بھی میسّر نہیں۔ کیا یہ تہذیب ہے؟ کیا پاکستان کا یہ مقصد ہے؟[آوازیں نہیں' نہیں] کیا آپ یہ تصوّر کر سکتے ہیں کہ لاکھوں کا استحصال کیا گیا اور انہیں دن میں ایک بار بھی روٹی نہیں ملتی۔ اگر پاکستان کا تخیل یہ ہے تو مَیں ایسا پاکستان نہیں لوں گا۔ [تالیاں] اگر ان میں عقل ہے تو انہیں خود کو زندگی کے نئے اور جدید حالات سے ہم آہنگ کرنا ہو گا۔ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو پھر اللہ ہی ان کی مدد کرے تو کرے ہم تو ان کی کوئی مدد نہیں کریں گے۔ [تحسین و آفریں کے دوبارہ نعرے اور تالیاں] لہٰذا ہمیں خود پر اعتماد ہونا چاہیے۔ ہمیں ڈگمگانا چاہیے اور نہ ہچکچانا' یہ ہماری منزل ہے جسے ہمیں حاصل کرنا ہے۔ پاکستان کا دستور صرف ملّت اور عوام نے بنانا ہے۔ اپنے آپ کو تیار کیجئے —— اور دیکھئے کہ آپ ایسا دستور وضع کرتے ہیں جو آپ کا دل پسند ہو۔ بہت سی غلط فہمیاں ہیں۔ بہت شرارت کی جا رہی ہے۔ کیا یہ اسلامی حکومت ہو گی؟ کیا یہ ناقابل بیان سوال نہیں ہے؟ کیا یہ خود آپ کے اپنے خلاف اظہار ملامت نہیں ہے؟ دستور اور حکومت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہی ہو گی جس کے بارے میں عوام فیصلہ کریں گے۔ سوال صرف اقلیتوں کا ہے۔

اقلیتوں کا استغاثہ

اقلیتوں کا یہ استحقاق ہے کہ انہیں واضح ضمانت ہو۔ وہ دریافت کرتے ہیں کہ "آپ کے ذہن میں پاکستان کا جو تصور ہے اس میں ہماری کیا صورت ہو گی؟ یہ ایسا معاملہ ہے جس میں اقلیتوں کو قطعی اور واضح ضمانت ملنی چاہیے۔ ہم ایسا کر چکے ہیں، ہم نے ایک قرارداد منظور کی ہے کہ اقلیتوں کو پوری پوری حفاظت اور تحفظ ملنا چاہیے ہم جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا کوئی مہذب حکومت بھی یہ کرے گی اور اسے کرنا چاہیے، جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہماری تاریخ اور ہمارے پیغمبر [صلی اللہ علیہ وسلم] نے اس کا واضح ترین ثبوت پیش کر دیا کہ غیر مسلموں کے ساتھ نہ صرف عادلانہ اور منصفانہ بلکہ فیاضانہ سلوک روا رکھا گیا [تالیاں اور تحسین کے نعرے]

پاکستان کی ابتداء

اب مَیں پاکستان کے بارے میں ایک اور بات کہنا چاہتا ہوں۔ اب ایک نیا پروپاگنڈا ہو رہا ہے۔ اب تک ہم بہت سے خبیث پروپاگنڈوں کا سامنا کر چکے ہیں۔ جیسے گئو ماتا کے دو ٹکڑے کرنا، مادر ہند کے ٹکڑے کرنا اور باقی دیگر۔ تازہ ترین دلیل جسے مَیں سمجھتا ہوں واقعی بہت ہی خبیث ہے ان سب میں خبیث ترین دلیل یہ ہے: مسٹر جناح شمال مغربی اور مشرقی خطوں میں ان علاقوں کے حصول کے لئے کام کر رہے ہیں جو "پاک" ہوں گے اور باقی "ناپاک"۔ مَیں نے یہ بات منفرد حلقوں سے سُنی ہے اور مَیں ششدر رہ گیا۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ آپ میری تصدیق کریں گے۔ جب ہم نے قرارداد لاہور منظور کی ہم نے لفظ "پاکستان" استعمال نہیں کیا۔ یہ لفظ ہمیں کس نے دیا؟

[آوازیں: ہندوؤں نے] مَیں آپ کو بتاؤں کہ یہ ان کا قصور ہے۔ انہوں نے اس قرارداد کی اس بنا پر مذمت کرنی شروع کی کہ یہ پاکستان ہے۔ واقعتاً وہ مسلم تحریک سے نابلد ہیں۔ انہوں نے یہ لفظ تخلیق کیا اور ہم پر جڑ دیا، گویا "کُتّے کا بُرا نام رکھ دو اور پھر اسے سُولی چڑھا دو" وہ چلائے اتحاد عالم اسلام، جب یہ تھُس ہو گیا تب یہ شور اٹھا کہ "پاکستان" کا مطلب ہے دیگر مسلم ممالک—— افغانستان، عراق، ایران اور ترکیہ —— کے ساتھ اتحاد اور یہ ہندو انڈیا کو پیس کر رکھ دیں گے۔ یہ بہت گہری چال ہے جو ہندو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چل رہے ہیں۔ آپ کو بخوبی علم ہے کہ واقعتاً پاکستان ایک لفظ ہے جو ہم پر مسلط کیا گیا۔ ہندو اخبارات کا ایک حصہ اور برطانوی اخبارات یہ نام دینے کے ذمہ دار ہیں۔ ہماری قرارداد بہت عرصے تک قرارداد لاہور کے نام سے موسوم رہی اور پاکستان کے نام سے معروف۔ آخر کب تک ہم اس طویل ترکیب کو چمٹائے رکھتے؟ اب میں اپنے ہندو اور انگریز دوستوں سے کہتا ہوں : ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ نے ہمیں ایک لفظ عطا کیا۔ [تحسین و آفریں کے نعرے]

لفظ پاکستان کی ابتداء کیا ہے؟ یہ مسلم لیگ یا قائداعظم نہیں تھے جنہوں نے یہ اختراع کیا۔ لندن میں کچھ نوجوان تھے جو شمال مغرب کے ایک مخصوص حصے کو باقی ماندہ ہند سے علیحدہ کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے ۳۰' ۱۹۲۹ء میں ایک نام وضع کیا۔ ایک خیال کا آغاز کیا اور ایک خطے کو پاکستان کا نام دیا' انہوں نے 'پ' پنجاب سے لی 'الف' افغان ہے' جیسا کہ آج بھی شمال مغربی سرحدی صوبے کو افغان کے نام سے موسوم کیا جا رہا ہے' 'ک' کشمیر سے 'س' سندھ سے اور 'تان' بلوچستان سے لیا۔ ایک نام وضع کر لیا گیا۔ پس اس وقت اس لفظ کے جو بھی معنی ہوں یہ بدیہی بات ہے کہ مہذب ملک کی زبان نئے لفظ اختراع کرتی رہتی ہے۔ لفظ پاکستان کے معنی قرارداد لاہور ہو گئے ہیں۔ ہمیں ایک لفظ کی طلب تھی اور یہ ہم پر مسلط کر دیا گیا۔ ہم نے اس کا استعمال قرارداد لاہور کے مترادف کے طور پر سہل سمجھا۔

ڈھیلا ڈھالا وفاق

بعض دستوری پنڈتوں کی طرف سے ہمیں بتایا جاتا ہے کہ کیوں نہ کسی قسم کا ڈھیلا ڈھالا وفاق یا نیم وفاق (کانفیڈریشن) بن جائے۔ لوگ اس طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ میں نے اس نکتے پر کیا لکھا ہے وہ میں آپ کو پڑھ کر سناؤں گا کیونکہ یہ ایک اہم بات ہے۔

کچھ لوگ ہیں جو کسی بھی قسم کے ڈھیلے ڈھالے وفاق کی بات کرتے ہیں۔ کچھ لوگ ہیں جو وفاق کی اکائیوں کو زیادہ سے زیادہ آزادی اور اکائیوں کو ہی باقی ماندہ اختیارات تفویض کرنے کی گفتگو کرتے ہیں۔ لیکن وہ دنیا کے مختلف علاقوں کی دستوری تاریخ کو فراموش کر دیتے ہیں۔ وفاق اسے کسی طرح بیان کیجئے اور چاہے جن الفاظ میں اس کا ذکر کیجئے' آخر کار مجملہ اہم امور میں وفاقی اکائیوں کو اختیار سے محروم کر دے گا۔ اکائیوں کو' اپنے وجود کے باوصف' مجبور کر دیا جائے گا کہ وہ مرکزی اقتدار اعلیٰ کو زیادہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے زیادہ اختیارات تفویض کر دیں۔ تاآنکہ مرکز میں ایک مضبوط حکومت قائم ہو جائے۔ اور یہ خود اکائیوں کی جانب سے ہو گا اور انہیں اشد ضرورت کے تحت ایسا کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔ اگر ایک وفاقی حکومت کی اساس کو قبول کر لیا جائے' مثال کے طور پر ریاستہائے متحدہ امریکہ اور اس کی تاریخ کو لے لیجئے۔ کینیڈا اور آسٹریلیا کی قلمروؤں کو لے لیجئے۔ متحدہ جنوبی افریقہ اور جرمنی کو لے لیجئے اور دیگر علاقوں کو جہاں وفاق اور نیم وفاقی کانفیڈرل نظام موجود ہیں۔ ضرورت ہانکتی اور مجبور کرتی ہے کہ ارکان خود اپنی طاقت اور اختیار کو منسلک کرنے والی کڑی یعنی مرکزی حکومت کو منتقل کر دیں اور اس کی طاقت میں اضافہ کر دیں۔

ان خیالات کی بنا بالکل غلط بنیاد پر استوار کی جاتی ہے۔ وجہ صحیح طور سے وفاق کے اصلی معنی اور اس کے مضمرات کو سمجھنے کا فقدان ہے' یہ کوئی زیادہ اہم بات نہیں کہ نظریے کے اعتبار سے باقی ماندہ اختیارات اکائیوں کے پاس ہیں یا مرکز کے پاس' لیکن ایک بار اکائیاں وفاقی مرکزی حکومت کی بنیاد کو قبول کر لیں' نتیجہ یہ ہو گا کہ ناگزیر طور پر اور محض ضرورت کے تحت وہ نہایت طاقتور مرکزی حکومت بن جائے گی اور وفاقی اکائیاں زیادہ سے زیادہ اختیارات مرکز کو تفویض کرنے پر مجبور ہو جائیں گی جو ان اکائیوں کو باہم مربوط رکھ سکیں گے جیسے کونٹی کونسل' یا پُرشکوہ بلدیاتی ادارے یا مرکز کے زیرِ نگیں جاگیردارانہ ریاستیں۔

ہم ہر اسکیم کے مخالف ہیں اور نہ ہی ہم کسی ایسی تجویز کو قبول کر سکتے ہیں جو کسی بھی تصور یا تخیل کے مطابق مرکزی حکومت' وفاقی یا نیم وفاقی پر مبنی ہو' کیونکہ یہ آخر کار پوری مسلم قوم کو اقتصادی' معاشرتی' تعلیمی' ثقافتی یا سیاسی طور پر مخنث بنا دینے اور اس برِصغیر میں ہندو اکثریت کا راج قائم کر دینے پر منتج ہو گی۔

لہٰذا آپ اپنے دماغ سے کسی بھی ڈھیلے ڈھالے وفاق کے خیال کو جھٹک دیجئے۔ ڈھیلے ڈھالے وفاق کے نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ جب مرکزی حکومت ہو گی اور صوبائی حکومتیں ہوں گی' پھر وہ کستے جائیں گے' کستے جائیں گے اور کستے جائیں گے' تاآنکہ آپ اکائیوں کی حیثیت سے جہاں تک آپ کے اختیارات کا تعلق ہے' سرحد بن جائیں۔

جنوبی افریقہ کا مخالف ہند قانون

پس' حضرات' میں سمجھتا ہوں کہ میں نے زیادہ تر نکات پر سیر حاصل گفتگو کر لی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ جنوبی افریقہ میں حال ہی میں ہندیوں کے خلاف جو فرقہ وارانہ قانون وضع کیا گیا ہے وہ سیاہ ترین قانون ہے۔ یہ افسوس کا مقام ہے کہ یہ ایسے نازک موقع پر بنایا گیا ہے کہ جب ایک طرف سلطنت کی ہر اکائی سے کہا جا رہا ہے کہ وہ مساعی جنگ میں حصہ لے' اور ہندیوں کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اپنا خون بہانے میں' سفید فام لوگوں کے شانہ بہ شانہ کھڑے ہونے میں یا جب وہ میدان کار زار میں گر جائیں تو انہیں اٹھانے اور ان کی جان بچانے میں بہت خوب ہیں۔ لیکن دوسری طرف رنگ کی بنیاد پر پابندی کا یہ خوفناک تمغہ دولت مشترکہ کے ایک رُکن کو انعام کے طور پر دیا جاتا ہے جو خون بہانے میں اپنا حصہ ادا کر رہا ہے' جس کا باقاعدہ اعتراف بھی کیا جاتا ہے اور ستائش بھی کی جاتی ہے۔

مجھے اس بات پر حیرت ہوئی کہ جب وزیر ہند سے پارلیمان میں دریافت کیا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ انہیں کوئی بیان نہیں دینا۔ جبکہ سارے ہند میں اس بل کی مذمت کی جا رہی ہے' بشمول حکومت ہند کے جو برطانوی حکومت کی ایجنٹ ہے۔ کیا ہم اپنے داخلی سیاسی تنازعات کے تعلق میں اس سے کوئی سبق نہیں لے سکتے۔

ہندی ریاستیں

ایک اور نکتہ ہے۔ حال ہی میں ایک بدنصیبی کی بات میرے علم میں آئی۔ ہندی ریاستوں میں حالات درست نہیں ہیں۔ مَیں صرف چند ریاستوں کے نام لوں گا: کشمیر' گوالیار اور کھوٹہ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بہت ہی بدقسمتی کی بات ہے اور میں ان ریاستوں سے اپیل کروں گا جہاں ہندو اکثریت میں ہیں اور جہاں واقعی ہندو اختیار ہے کہ وہ بہتر مثال قائم کریں۔ اسی طرح میں ان مسلم ریاستوں کو مشورہ دوں گا جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں کہ وہ اقلیتوں کے ساتھ منصفانہ سلوک کریں اور ان کی جائز شکایات کا مناسب طریقے سے ازالہ کریں۔ مسئلہ ہند کو نمٹانے کا یہ کوئی طریقہ نہیں کہ جہاں کہیں آپ اکثریت میں ہوں وہاں انتقامی کارروائی کریں یا اقلیت پر ستم توڑیں۔ اگر آپ اقلیتوں کی حفاظت کریں گے تو آپ مسئلہ کے حل کے قریب تر پہنچ جائیں گے۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ کوئی اطمینان بخش حل نکل آئے گا۔ اگر مسلم طاقت یا مسلم اکثریت ہندو اقلیت کے ساتھ بُرا سلوک کرے گی تو مجھے اس کا بھی اتنا ہی دکھ ہو گا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرف آخر

اخیر میں صرف ایک چیز رہ گئی ہے۔ مَیں مسلمانوں سے کہتا ہوں کہ ہم کم و بیش سات برس نشیب و فراز سے گزرے ہیں اور ہم اس مرحلے پر پہنچ گئے ہیں جہاں اس بات میں ذرہ برابر بھی شبہ باقی نہیں رہا کہ دس کروڑ مسلمان ہمارے ساتھ ہیں۔ جب میں دس کروڑ مسلمان کہتا ہوں تو میرا مطلب ہوتا ہے کہ ننانوے فی صد ہمارے ساتھ ہیں۔ ان کو چھوڑ کر جو غدّار ہیں' خبطی' مافوق انسان' یا پاگل ہیں' ایسی لعنت جس سے کوئی معاشرہ یا قوم مبّرا نہیں۔ جس طرح سے مَیں ہند کے مسلمانوں کی حیاتِ ثانیہ کو دیکھتا ہوں کہ اٹھارویں اور انیسویں صدیوں کے دوران ہند میں زبردست تباہی کے بعد اسی خاکستر سے ان کا ققنس کی طرح بلند ہونا ایک معجزہ ہے۔ [تالیاں] وہ لوگ جو اپنا سب کچھ لٹا بیٹھے تھے اور جنھیں قدرت نے چکّی کے دو پاٹوں کے درمیان دھر دیا تھا' بہت ہی قلیل مدت میں نہ صرف اپنے مقام پر آگئے بلکہ انگریزوں کے بعد معاشرتی طور پر بہت مضبوط' فوجی اعتبار سے نہایت جاندار اور سیاسی لحاظ سے جدید ہند میں بے حد فیصلہ کُن عنصر بن گئے [پُرزور تالیاں]

آگے قدم بڑھایئے

اب یہ وقت ہے کہ ہم اس قوم کی تعمیر کے لئے تعمیری پروگرام شروع کر دیں تاکہ یہ ہماری منزل مقصود پاکستان کی جانب رواں دواں ہو سکے۔ اب یہ آپ پر منحصر ہے کہ آپ سرجوڑ کر بیٹھیں' آپ کی آل انڈیا مسلم لیگ کونسل ایک اور مناسب اور باقاعدہ منصوبہ مرتب کر لیں' مَیں ایک بار پھر یہ دُہرا سکتا ہوں' قوم کی تعلیمی ترقی' معاشرتی ترقی' اقتصادی ترقی' سیاسی ترقی اور ثقافتی ترقی کے لئے ہمیں بحیثیت ایک قوم کے اس تعمیری پروگرام کے لئے کوشش کرنا ہو گی۔ مجھے امید ہے کہ آپ لوگ یہ کر سکیں گے۔ دریں اثناء میں صرف یہ کہتے ہوئے بات ختم کروں گا۔ منزل نزدیک ہے۔ متحدّ رہیے۔ مستقل مزاجی سے کام لیجئے اور آگے قدم بڑھایئے۔ [پُرزور اور طویل تالیاں اور قائداعظم زندہ باد' پاکستان زندہ باد اور مسلم لیگ زندہ باد کے نعرے]

[قائداعظم: تقاریر و بیانات (انگریزی) جلد ۳ صفحہ ۱۶۸۹-۱۷۲۵]

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجلس عاملہ آل انڈیا مسلم لیگ سے بند کمرے میں خطاب

دہلی' ۲۵ اپریل ۱۹۴۳ء

آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس جو ۲۴ تا ۲۶ اپریل ۱۹۴۳ء کو دہلی میں منعقد ہوا اس کے دوران مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کی ایک نشست بند کمرے میں ہوئی۔ اس میں اراکین مجلس کو خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا:

"مستقبل کے بارے میں دو تجویزیں ہیں۔ اولاً یہ کہ برطانیہ کو مسلم مطالبات منظور کرنے کے لئے ابھی اور اسی وقت راست اقدام کیا جائے۔ اور ثانیاً یہ کہ انتظار کیا جائے اور دیکھا جائے۔ انتہا پسندوں کی خواہش تو یہ ہو گی کہ فی الفور برطانیہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا جائے۔ اب ان میں سے ایک مسٹر جی ایم سید نے تو یہ سفارش بھی کر دی ہے کہ مسلمانوں کی ناراضگی کے اظہار کی علامت کے طور پر مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کے ارکان گرفتاریاں پیش کریں اور اس کے ساتھ ہی مسلم لیگیوں سے یہ کہا جائے کہ وہ وار کمیٹیوں سے علیحدگی اختیار کر لیں۔ پھر اعتدال پسند ہیں جن کا موقف یہ ہے کہ لیگ کو بنگال' سندھ' آسام اور پنجاب میں (مسلم) وزارتوں کے قیام سے مطمئن ہو جانا چاہیے۔ لیکن کوئی بھی صورت حال کے بارے میں متوازن اور حقیقت پسندانہ نقطۂ نظر اختیار نہیں کرتا۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ کانگرس مسلمانوں سے مبارزت پر تلی ہوئی ہے لیکن اب اسے خمیازہ بھگتنا پڑ رہا ہے۔ اس کو کچل دیا گیا اور اس نے اب یہ دعویٰ کرنا چھوڑ دیا ہے کہ وہ مسلمانوں کی بھی نمائندگی کرتی ہے۔ کانگرس' ہماری خواہشات کے مطابق عمل نہ کر سکی لیکن یہ اب ہمیں کوئی خاص نقصان پہنچانے کے قابل بھی نہیں رہی۔ اس نے جو زخم کھائے ہیں انہیں مندمل ہونے میں کچھ وقت لگے گا۔ لہٰذا سردست ہم اس کی دہشت سے آزاد ہیں۔ اس کے علاوہ موجودہ حالات میں یہ ہمیں کچھ دینے کی پوزیشن میں نہیں۔ ہم پاکستان مانگتے ہیں' اور یہ جنس کانگرس کی منڈی میں نہیں بلکہ برطانیہ کی منڈی میں دستیاب ہے۔ دوسرے لفظوں میں سردست کانگرس کا خطرہ ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا ہمیں اس کی زیادہ پرواہ نہیں کرنی چاہیے بلکہ ہمیں چوکسی اور ہوشیاری کا رویّہ اختیار کرنا چاہیے۔ کانگرس کے بعد ہمارا حریف انگریز ہے۔ ہم اس کے مقابلے میں کہاں کھڑے ہیں؟ وہ بھی ہمارے مقصد کے لئے بے کار ہے۔ کیونکہ کانگرس اور وہ دونوں اتنے سنگدل اور منہ زور ہیں جتنا کہ کوئی دشمن ہو سکتا ہے۔ اسے ہمیشہ کانگرس کو خوش رکھنے کی فکر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دامن گیر رہی ہے۔ انگریز سمجھتا ہے کہ اس کے استعماری مفادات کا تقاضا یہ ہے کہ وہ مستقل طور پر مسلمانوں کو دبائے رکھے۔ وہ مسلمانوں کو انتہائی شکوک و شبہات کی نظروں سے دیکھتا ہے۔ مسلم طاقت کے عروج میں اسے مشرق میں اپنی بالادستی کا خاتمہ نظر آتا ہے۔ لہٰذا مسلمان انگریزوں سے نرم الفاظ کے سوا کسی چیز کی توقع نہیں کر سکتے۔ نہ ہی مسلمان جنگ کے بعد کے نام نہاد نئے بین الاقوامی نظام سے کوئی زیادہ اُمیدیں وابستہ کر سکتے ہیں۔ جنگ کے بعد انگریز اپنے ہر اتحادی سے اتنا زیادہ طاقتور ہو گا کہ بین الاقوامی رائے عامہ جہاں کہیں اس کے استعماری عزائم سے متصادم ہو اسے نظرانداز کر دے۔ خاتمہ جنگ کے بعد وہ اپنے اتحادیوں سے زیادہ طاقتور ہو گا اور اگر واقعی ایسا ہوا اور اس نے یہ طاقت اپنے اتحادیوں کے بل پر حاصل کی تو پھر وہ اپنے کمزور اتحادیوں بلکہ دنیا کے مشوروں پر بھی کان کیوں دھرے گا؟ وہ یہ جنگ اس لئے نہیں لڑ رہا ہے کہ وہ تخیل پرستوں کو یہ مشورہ دینے کی صلاحیت سے بہرہ ور کر دے کہ اسے خود اپنی طاقت کیسے ختم کرنی چاہیے۔ لہٰذا اب یا آئندہ اس امر کا کوئی امکان نہیں کہ انگریز خوشی سے ہمیں پاکستان کا تحفہ عطا کر دے۔ اس کے برعکس جنگ کے بعد کے زمانہ میں انگریزوں اور مسلمانوں میں وسیع پیمانے پر تصادم کا قوی امکان ہے۔ ایسے کئی مسائل ہیں جو اس قسم کی آویزش کا باعث بن سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر فلسطین، شام یا ایران، مصر اور بغداد سے برطانیہ کے انخلاء کے مسائل ہیں۔ اجتماعی طور پر یہ مسائل ایک عمومی بین الاقوامی مسئلہ کے حصّہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور جب یہ نوبت آئے گی تو مختلف ممالک کے مسلمانوں کے سامنے "ساتھ مریں گے، ساتھ جئیں گے" کا انداز اختیار کرنے کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں ہو گا۔ برطانوی سامراج کے ذریعے ان مسائل و معاملات کے بارے میں مسلم رائے عامہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ممکن نہیں۔ ان میں سے کوئی نہ کوئی مسئلہ کھلے تصادم کا باعث بنے گا۔ لہٰذا ہمیں اس بڑے تصادم میں اپنا کردار ادا کرنے کی تیاری کرنی چاہیے۔ قدرتی طور پر ہمیں اس کے تفصیلی انتظامات کی ضرورت ہو گی۔

حال ہی میں سندھ یا بنگال کے گورنروں نے ہمیں جن چھوٹی چھوٹی عنایات سے نوازا ہے وہ ہمیں تحفظ کے کسی جھوٹے احساس کی لوریاں نہیں سنا سکتیں۔ یہ مہربانیاں اس لئے روا نہیں رکھی گئیں کہ انگریزوں کو ہم سے محبت ہے۔ ان کا مقصد ہمیں ان عوام کی نظروں میں بے نقاب کرنا ہے جن سے ہم وعدے کرتے رہیں کہ ہم پر یہ ذمہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واری عائد کی گئی ہے۔ کانگرس کو بھی یہی جُل دیا گیا تھا۔ جب انہیں سُولی پر چڑھنے کے لئے وزارتوں کی صورت میں لمبی رسّی مہیا کر دی گئی تھی۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو ایسی ہندو مسلم تلخی پیدا نہ ہوتی جو آج موجود ہے۔ اگر کانگرس عہدے قبول نہ کرتی تو اس کی زرعی اور محنت کش آبادیوں پر گرفت قائم رہتی۔ یا مسلمانوں کے بعض طبقوں میں اس کی سابقہ مقبولیت برقرار رہتی۔ وہی جُل مسلمانوں کو دیا جا رہا ہے۔ انگریز نے لیگ کی وزارتیں اسی لئے قائم کی ہیں تاکہ ہمارے عوام کے ساتھ وعدوں کی آزمائش ہو سکے' تاکہ ہم محسوس کریں اور اپنے آپ کو لعن طعن کریں' اور تاکہ مسلم لیگ میں مقامی اور داخلی پیچیدگیاں پیدا ہوں۔ مَیں واقعی یہ خدشہ محسوس کرتا ہوں کہ انگریز مسلم لیگ کو مسلم عوام کی خاطر کوئی معقول اقدام نہیں کرنے دیں گے تاکہ ہم اپنے عوام کی نظروں میں بدنام ٹھہریں۔ لہٰذا ہمیں محض اپنے ہتھیار رکھ کر نہیں بیٹھ جانا چاہیے۔ صرف اس لئے کہ ہمارے سترہ یا بیس آدمیوں کو صوبائی وزارتوں میں نشستیں مہیا کر دی گئی ہیں۔ ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ کیا ہم خاموش ہو کر بیٹھ جائیں یا لڑیں؟ جہاں تک میرا تعلق ہے یہ ناگزیر نتیجہ ہے کہ ہمیں لڑنا چاہیے۔ سوال یہ ہے کہ کب اور کیسے؟ ہم اس وقت تک نہیں لڑ سکتے جب تک ہر معاملہ سے جنگی بنیادوں پر عہدہ برآ ہونے کا اہتمام نہ کر لیا جائے۔ ہمیں وزارتیں دے کر حریف یہ سمجھتا ہے کہ اس نے ہماری تقدیر پر مُہر لگا دی ہے لیکن آیئے ہم اس کی تقدیر پر انہیں آلات سے مُہر ثبت کر دیں۔ آیئے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم صوبوں میں اپنی پوزیشن مستحکم کریں۔ وزارتوں کو اس انداز سے کام کرنے دیجئے کہ وہ اپنا وقار کھونے کی بجائے عوام میں مسلم لیگ کو مقبول بنائیں' جن سے محاذ آرائی کا راستہ اختیار کرتے وقت امداد و اعانت حاصل کرنی ہے۔ فنڈز جمع کیجئے' نیشنل گارڈز کو مضبوط بنایئے۔ اس بارے میں غور کیجئے کہ ہمیں حملہ کس سمت سے کرنا ہے۔ آیئے ہم ان وزارتوں سے استفادہ کریں تاکہ جب حملہ کریں تو محض یہ حقیقت ہمارے وقار میں اضافے کا موجب بنے کہ ہم حملہ کرنے کی غرض سے اپنی وزارتوں سے مستعفی ہو رہے ہیں۔ ہمیں کب حملہ کرنا چاہیے؟ میرے خیال میں اس بارے میں اپنا منصوبہ مَیں دسمبر تک مکمل کر لوں گا۔ دریں اثنا صوبائی وزارتیں اور لیگیں صوبوں میں اپنا تنظیمی کام مکمل کر کے اپنے آپ کو لڑائی کے لئے تیار کر لیں گی۔ ہم یہ بھی دیکھ لیں گے کہ موسم گرما میں جنگ کیا صورت اختیار کرتی ہے۔ دسمبر میں ہمارا اجلاس سندھ میں ہو گا۔ اپریل میں ہم پنجاب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں پھر اکٹھے ہوں گے۔ وہاں ہم فیصلہ کریں گے کہ کب حملہ کرنا ہے' کہاں حملہ کرنا ہے اور کیسے حملہ کرنا ہے؟ ذاتی طور پر میرا خیال ہے کہ اگر غیر متوقع حالات نے کوئی قدم اٹھانے پر مجبور نہ کیا تو جنگ کے خاتمے کے فوراً بعد پیش قدمی کر دینی چاہیے۔ اس وقت تک ہر کوئی تھک کر چُور ہو چکا ہو گا اور کسی نئی کڑی آزمائش کا سامنا کرنے کے لئے تیار نہیں ہو گا۔ یہ درست ہے کہ اس وقت انگریز کسی اور کے مقابلے میں زیادہ طاقتور ہوں گے۔ یہ قوتِ ارادی محض اس حد تک محدود ہو گی کہ وہ اپنے اتحادیوں کا کوئی حکم ماننے کو تیار نہیں ہوں گے۔ یہ اتحادی بھی انگریز کے مقابلے میں نسبتاً کمزور ہوں گے۔ لیکن انگریز محض اس وجہ سے وسیع پیمانے پر کسی تازہ گڑبڑ کا سامنا کرنے کی ہمّت نہیں کرے گا۔ نارضا مند ہاتھوں سے اپنا گوہرِ مقصود چھیننے کے لئے ہمیں وسیع پیمانے پر گڑبڑ کرنی ہے اور اس طرح اسے سپر انداز ہونے پر مجبور کرنا ہے۔ افغانستان نے اپنی آزادی کس طرح حاصل کی تھی؟ اس نے عین اس وقت اعلان جنگ کر دیا جب جنگ عظیم ابھی ختم ہوئی تھی۔ انگلستان تھکا ماندہ تھا اور اس کے تعیش پرست عوام نئی جنگیں لڑنے کی اجازت نہیں دے سکتے تھے۔ ہمیں بھی اگر ضرورت محسوس ہو اور معاملات میں اس وقت تاخیر کر دی گئی ہو تو افغانستان کی تقلید کرنی چاہیے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اگر اس سے پہلے ہمیں مشتعل کیا جائے تو ہم ہاتھ نہیں اٹھائیں گے۔ ایسی صورت میں ہمیں پہل کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیے۔ ہم نے کانگرس کو پہلے ہی مار دیا ہے۔ اب انگریز کی باری ہے۔ میرے خیال میں جنگ مزید تین سال تک جاری رہ سکتی ہے۔ اس عرصہ میں ہمیں اپنا گھر درست کر لینا چاہیے۔ اس سلسلے میں کچھ امور پیشِ نظر رہنے چاہئیں۔

۱۔ اب جبکہ ہم وزارتوں میں آ گئے ہیں تو جب تک ممکن ہو ہمیں انہیں برقرار رکھنا چاہیے تاکہ ہم انہیں آنے والی جنگ میں صوبوں میں اپنی پوزیشن کے استحکام کے حربہ کے طور پر استعمال کر سکیں۔

۲۔ اگر ممکن ہو تو اس وقت تک انگریز سے نہیں اُلجھنا چاہیے جب تک نفسیاتی لمحہ آ نہیں جاتا اور ہماری تیاریاں مکمل نہیں ہو جاتیں۔

۳۔ لیگ کو عوام میں مقبول بنانے کی غرض سے ہمیں ان صوبوں میں جہاں وزارتیں کام کر رہی ہیں کچھ اچھے قوانین منظور کرنے چاہئیں۔ یہ چیز وقت پر کام آئے گی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ دریں اثنا ایسی ہر چیز کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے جو مسلمانوں کی صفوں میں افتراق پیدا کرے۔ مثال کے طور پر پاکستان میں شہریوں کے بنیادی حقوق کا تعین یا اس سلسلے میں بحث و تمحیص یا پاکستان کے بارے میں کوئی ایسی سکیم زیر غور لانے سے اجتناب کرنا چاہیے جو رائے عامہ میں اختلاف پیدا کرنے کا موجب بن سکتی ہو۔

۵۔ جنگ چونکہ ناگزیر ہے لہٰذا ہماری تیاری سہو و خطا سے مبرّا ہونی چاہیے۔

بلوچستان مسلم لیگ کانفرنس سے خطاب

کوئٹہ ۳ جولائی ۱۹۴۳ء

قائداعظم محمد علی جناح کی افتتاحی تقریر کا پورا متن۔ بلوچستان صوبہ مسلم لیگ کے تیسرے سالانہ اجلاس منعقدہ ۳ جولائی ۱۹۴۳ء بمقام اسلامیہ ہائی اسکول' کوئٹہ زیر صدارت قاضی محمد عیسیٰ' فی البدیہہ ارشاد فرمائی تھی:

جناب صدر' اراکین کانفرنس' خواتین و حضرات!

میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے یہ دعوت دے کر مجھے زبردست اعزاز سے نوازا کہ میں بلوچستان صوبہ مسلم لیگ کی تیسری سالانہ کانفرنس کا افتتاح کروں۔ آپ کو یہ علم ہے کہ ۱۹۴۱ء میں مَیں نے بلوچستان آنے کا قصد کر لیا تھا۔ لیکن بدقسمتی سے بمبئی سے روانگی سے چند روز قبل علالت نے مجھے آن گھیرا اور مجھے بڑی مایوسی ہوئی۔ لیکن مجھے مسرت ہے کہ مَیں آج آپ کے درمیان موجود ہوں۔ خواتین و حضرات' ۱۹۳۶ء' ۳۷' اور ۱۹۳۸ء میں۔ ۱۹۴۰ء میں ہم نے لاہور میں پاکستان' اپنی منزل مقرر کی۔ ۱۹۴۰ء سے اب تک لیگ نے کیا کیا یہ مَیں آپ کو بتاتا ہوں۔ لیکن مجھے ۱۹۴۰ء تک جو ابتدائی کام کیا گیا اس کی تفصیل بتا کر آپ کو پریشان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں مسلم لیگ نے ہند کے مسلمانوں کو ایک دو صوبوں میں نہیں بلکہ سارے ملک میں ایک ہجوم سے ایک قوم میں تبدیل کر دیا۔ آج کل ہم مسلمانوں کو ایک ملّت بنانے کے عمل سے گزر رہے ہیں۔ ہمارا ایک اللہ ہے' ایک کتاب (قرآن مجید)' اور ایک رسول ﷺ آج آپ کے پاس ایک پرچم ہے' ایک پلیٹ فارم اور لیگ کے توسّل سے ہمارے لوگوں کی ایک آواز ہے اور اب تو مسلم لیگ نے آپ کو دہلی میں ایک اوّل درجہ کا روزنامہ اخبار بھی دے دیا ہے جس کا مثل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کو مسلم ہند کی دو صد سالہ تاریخ میں کبھی میسّر نہیں آیا۔ مسلم لیگ نے جہاں جہاں ہماری اکثریت ہے وہاں غالب مسلم لیگی وزارتیں قائم کیں۔ یعنی بنگال میں' پنجاب میں' سندھ اور صوبہ سرحد میں۔ آپ جانتے ہیں کہ موجودہ آئین کے تحت اختیارات محدود ہیں لیکن ان حدود کے اندر بھی ایسے اختیارات موجود ہیں جن سے ہم بھرپور استفادہ کر سکتے ہیں اور ایسے قانون سازی اور انتظامی اقدامات کر سکتے ہیں جن سے ہم اپنے لوگوں کی معاشرتی ترقی اور تعلیمی' اقتصادی اور سیاسی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے فلاحی اور تعمیری پروگرام مضبوط کر سکتے ہیں۔

بلوچستان

ہم آسام میں اکثریت میں نہیں ہیں۔ لیکن وہاں مسلمان غالب پوزیشن میں ہیں۔ چنانچہ وہاں بھی ایسی وزارت موجود ہے جس میں مسلم لیگ کو غلبہ حاصل ہے۔ مسلم لیگ نے آپ کے سامنے پاکستان کی واضح منزل رکھ دی ہے۔ مسلم لیگ نے اپنے لوگوں کی معاشرتی' اقتصادی' ثقافتی اور سیاسی فلاح و بہبود کا بھی نہایت واضح پروگرام پیش کر دیا ہے۔ یہ کام گذشتہ تین چار برسوں کے دوران پایہ تکمیل کو پہنچایا اور ہمارے مخالفین بھی یہ اعتراف کرتے ہیں کہ ایسا قابل تعریف کام مسلم ہند کی پچھلی دو سو سالہ تاریخ میں کبھی نہیں ہوا۔ لیکن خواتین و حضرات' ابھی ہمیں بہت آگے جانا ہے اور اپنی منزل پاکستان کے حصول کے ضمن میں ہمارے سامنے ایک طویل سفر موجود ہے۔ لیکن تعمیر کے ان سارے کاموں کے درمیان میں نے بلوچستان کو کبھی فراموش نہیں کیا۔ اس سے قبل کہ آپ یہ سوچتے کہ آپ خود کو گذشتہ دو تین برس میں اس حد تک منظم کر لیں گے' بلوچستان ہمارے دائرہ غور و فکر سے باہر نہیں رہا' بلوچستان ہماری توجہ سے محروم نہیں ہوا۔ ۱۹۲۷ء اور ۱۹۲۸ء میں ہم نے ۱۴ نکات ترتیب دیئے۔ ان میں سے ایک نکتہ یہ تھا کہ بلوچستان کو وہی درجہ دیا جائے اور اسی سطح پر لایا جائے جس پر ہند کے دیگر صوبے ہیں۔ میرے دوستو: میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ بلوچستان ایک تاریخی علاقہ ہے اور اس کی تاریخ بہت خوبصورت ہے۔ لیکن مَیں آپ سے معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ اسی زندگی پر قانع رہے۔ آپ نے دنیا کے ساتھ بلکہ ہند کے ساتھ بھی کوئی ترقی نہ کی۔ آپ کا اپنا ذہنی نظام ہے۔ دنیا میں کیا ہو رہا ہے' آپ اس سے لاتعلق رہے۔ آپ اپنی تعمیر و ترقی بیرونی امداد کے سہارے سے کرنے کی توقع نہیں کر سکتے۔ ہند کے دیگر حصوں میں آپ کے بھائی آپ کے لئے کتنے بھی متفکر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیوں نہ ہوں لیکن اصل بنیاد تو یہاں ہے اور آپ کو اسی بنیاد پر تعمیر کرنا ہو گی۔ جس کا مطلب ہے بلوچستان کے عوام الناس۔ لیکن ہم حیران و سرگرداں تھے۔ عام طور سے ہم اُلجھن میں تھے۔ ہم نہیں جانتے تھے کہ آپ سے رابطہ ہو تو کیسے ہو۔

قاضی محمد عیسیٰ

میں آپ کو آپ کے خواب گراں سے جگانا چاہتا تھا اور پھر خوش قسمتی سے ایک واقعہ پیش آگیا' میری آپ کے صدر قاضی محمد عیسیٰ سے بمبئی کے گھڑ دوڑ کے میدان میں ملاقات ہو گئی۔ مَیں شاذ و نادر گھڑ دوڑ دیکھنے جاتا ہوں۔ مَیں تو سال میں ایک مرتبہ بھی نہیں جاتا اور بسا اوقات بالکل نہیں جاتا۔ لیکن مجھے معلوم نہیں یہ کیا چیز تھی کہ مَیں نے کہا چلو گھڑدوڑ دیکھنے چلتے ہیں۔ گھڑ دوڑ کے میدان میں میری اپنے نوجوان دوست قاضی محمد عیسیٰ میں زیادہ دلچسپی محسوس ہوئی۔ اس کے بعد ہماری پھر ملاقات ہوئی تو مَیں نے اُن پر جرح کی۔ یاد رہے کہ مَیں ایک وکیل ہوں اور میں نے چالیس برس وکالت کی ہے۔ اور مَیں نے خود سے کہا کہ یہ آدمی ہے۔ مجھے مسرت ہے کہ قاضی محمد عیسیٰ نے فوراً ہی میرے خیالات کو اپنا لیا اور وعدہ کیا کہ وہ بلوچستان واپس جاتے ہیں اور وہاں اپنے لوگوں کو منظم کریں گے۔ خواتین و حضرات' لوگوں کی تعریف کرنا میری عادت میں شامل نہیں۔ یہ ۱۹۳۹ء کی بات ہے اور اب ہم جولائی ۱۹۴۳ء میں ہیں۔ مَیں نے ان کا بغور مشاہدہ کیا اور بلوچستان کے حوالے سے میرا قاضی محمد عیسیٰ کے ساتھ گہرا رابطہ قائم ہو گیا اور مَیں سمجھتا ہوں کہ نہ مَیں مبالغہ آرائی کر رہا ہوں اور نہ ہی کسی کی ناجائز مدح سرائی' لیکن مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ ان چند برسوں میں انہوں نے آپ کی خدمت کی ہے۔ اپنے لوگوں کے مقاصد کی خاطر کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا اور اس کا نتیجہ آپ کے سامنے دیکھ رہا ہوں۔ مَیں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا بلوچستان کی تاریخ میں آپ نے پہلے کبھی ایسا اجتماع دیکھا تھا' جیسا آج آپ کے سامنے موجود ہے؟ [آوازیں: کبھی نہیں' کبھی نہیں] یہاں مسلمان ہر طرح سے پسماندہ ہیں۔ تعلیمی' اقتصادی' معاشرتی اور ثقافتی اعتبار سے اور آج ہزاروں کی تعداد میں یہاں جمع ہیں اور میری انگریزی کی تقریر سُن رہے ہیں۔ یہ ایک قابل تعریف بات ہے کہ آپ نے یہ سیاسی جذبہ حاصل کر لیا ہے۔ بلکہ مجھے کہنا چاہیے کہ بیداری آ گئی ہے۔ آپ نے یہ محسوس کرنا شروع کر دیا ہے خود اعتمادی کا مطلب کیا ہے اور خود داری کے معنی کیا ہیں؟

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم لیگ

آج میں دیکھتا ہوں کہ ہر صوبے میں مسلمان تن کر کھڑا ہوتا ہے۔ مسلم لیگ مضبوط سے مضبوط تر ہوتی جا رہی ہے۔ ہم نے ہر مسلمان کو اس قابل بنا دیا ہے کہ وہ اپنی قوم پر فخر کرے اور اس عظیم تنظیم سے وابستگی کو اپنے لئے سعادت اور وقار کا باعث تصور کرے۔ اپنے لوگوں کو قوم بنانے کے ضمن میں پہلی بنیاد' جیسا کہ آپ جانتے ہیں' یہ ہے کہ آپ صحت مند معاشرتی حالات پیدا کریں اور آپ اپنے لوگوں میں وقار اور افتخار پیدا کریں کہ اس قوم سے وابستگی ایک عظیم بات ہے اور اس قوم کے لئے قربانی پیش کرنا عظیم بات ہے اور اس قوم کی خاطر متاع حیات کو قربان کر دینا عظیم تر ہے۔ اب آپ دیگر صوبوں کے شانہ بشانہ آ رہے ہیں جو آپ سے زیادہ ترقی یافتہ ہیں۔ ہم اس پلیٹ فارم پر اور اس پرچم تلے اکٹھے کھڑے ہیں' آیئے رفقائے کار کی طرح مل کر کام کریں' نظم و ضبط کے ایسے پابند ہوں جیسے ایک فوج کے سپاہی۔ اپنی ذاتی آسائشوں اور مفادات کو اجتماعی بھلائی کی خاطر تج دیجیے۔ حسد اور اختلافات کو خیرباد کہہ دیجیے۔ آپ صرف ایک ہی قاعدے کو اپنا لیجیے کہ انفرادی سہولتوں یا مفادات کو قوم کی اجتماعی بہبود کی خاطر ترک کر دیں۔ اگر آپ بلوچستان میں ان خطوط پر اپنی تنظیم استوار کریں تو مَیں آپ کو بتاتا ہوں کہ آپ پاکستان کی اسکیم میں اہم کردار ادا کریں گے جس کے لئے ہم لڑ رہے ہیں اور جسے ہم حاصل کر کے رہیں گے۔

فرائض

جناب صدر' اب جو مَیں اگلی بات کہنی چاہتا ہوں اس بارے میں مجھے توقع ہے کہ مجھے غلط نہیں سمجھا جائے گا۔ آپ کا نظام بہت پُرانا ہے' جسے مَیں جاگیردارانہ نظام ہی کہہ سکتا ہوں جو نقائص سے پُر ہے۔ مَیں سرداروں' نوابوں اور چیف صاحبان سے ایک بات کہنی چاہتا ہوں: آپ کو محسوس کرنا چاہیے کہ ہند تیزی سے حرکت کر رہا ہے۔ دنیا اس تیزی سے حرکت کر رہی ہے کہ آپ اس سے نبرد آزما نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا آپ کو اس زمانے کا احساس کرنا چاہیے جس میں آپ رہ رہے ہیں۔ اگر آپ اپنے لوگوں کی خدمت کرنا چاہتے ہیں' اگر آپ اپنی قوم کی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو اس زمانے کے طور طریقے اختیار کرنا ہوں گے جس میں آپ زندگی بسر کر رہے ہیں' اور اس زمانے کے بھی جو اس کے بعد آنے والا ہے۔ مسلم لیگ کی کوئی خواہش

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں، نہ ہی یہ مسلم لیگ کی حکمت عملی ہے کہ وہ ایسا کوئی کام کرے جس سے سرداروں، نوابوں اور چیف صاحبان کو کوئی نقصان پہنچے۔ ہم آپ سے صرف یہ کہتے ہیں کہ اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں، اپنے فرائض کو پہچانیں اور اپنے لوگوں کے ساتھ آئیں، اپنی قوم کے ساتھ آئیں، جس کی ہم آج کل تشکیل و تعمیر میں نہ صرف بلوچستان میں بلکہ پورے ہند کے طول و عرض میں مصروف ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر آپ احتیاط سے غور کریں گے تو آپ مجھ سے اتفاق کریں گے۔ اور پچھلے چند روز سے جو میں یہاں ہوں تو میری بہت سے سرداروں اور ممتاز لوگوں سے ملاقات ہوئی اور میں جانتا ہوں کہ ان کے دل ہمارے ساتھ ہیں اور مسلم لیگ اور مسلم قوم کے حق میں ہیں۔

ہندو کانگرس

جناب صدر ایک اور چیز جس کی جانب مجھے آپ کی توجہ مبذول کرانی چاہیے اور وہ یہ ہے۔ اس ہندو کانگرس نے گذشتہ چھ برسوں کے دوران اپنی پوری کوشش کی کہ وہ ہمارے لوگوں کو بدعنوانی میں ملوّث کر دیں، اپنے منظم اخباری پروپاگنڈے کے ذریعہ، نہیں نہیں، جھوٹے پروپاگنڈے کے ذریعے سے انہیں گمراہ کر دیں، تاکہ وہ مسلمانوں میں انتشار پیدا کر سکیں اور لاکھوں روپیہ اس کام پر ضائع کیا۔ کانگرس کے کیمپ میں کانگرس قوم پرست مسلمان ہیں، لیکن اب ان کی تعداد اتنی کم ہو گئی ہے کہ ہم انہیں انگلیوں پر گن سکتے ہیں۔ جمعیتہ العلماء میں انہیں مختلف حربوں سے اپنے دام میں پھنسایا گیا۔ خدا کا شکر ہے کہ اب ان کا کوئی اثر و رسوخ باقی نہیں رہا۔ انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ رابطے کی مہم شروع کی۔ انہوں نے ضمنی انتخابات میں اپنے امیدوار کھڑے کئے۔ اللہ کے فضل سے وہ تقریباً ہر انتخاب اور ضمنی انتخاب میں شکست سے دوچار ہوئے اور بہت مرتبہ تو ان کے امیدواروں کی ضمانت بھی ضبط ہوئی۔ ہر شخص کی جس کی انہوں نے تخلیق کی اور اسے ہمارے مد مقابل لا کھڑا کیا وہ اپنے اثر و رسوخ یا اختیار سے ہاتھ دھو بیٹھا اور مسلمان انہیں سننے کے لئے آمادہ نہیں تھے اور نہ ہی ان سے مزید گمراہ ہونے کے لئے تیار تھے۔

مومن حضرات

کچھ عرصہ قبل انہوں نے ایک نئی تنظیم کو جنم دیا جسے آزاد مسلم کانفرنس کہا جاتا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ اس پر بھی لاکھوں روپے خرچ کئے گئے لیکن وہ بھی کہیں جا کر سو گئے۔ کچھ مسلمانوں نے جو مومن ہونے کے مدعی تھے' جس سے مراد ہے جولاہے' بہار کے انتخابات لڑنے کے لئے لیگ ٹکٹ کے واسطے درخواستیں دیں۔ ہم نے ٹکٹ دینے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ موزوں امیدوار نہیں تھے۔ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو آپ کے دشمن ہو جاتے ہیں' کیونکہ آپ انہیں خوش نہیں کر سکتے یا آپ انہیں اس مقام پر نہیں پہنچا سکتے جہاں وہ پہنچنا چاہتے ہیں۔ پس ذاتی دشمنی شروع ہو جاتی ہے۔ اب یہ چند شرفاء اتفاق سے مومن برادری سے وابستہ ہیں۔ مومنوں کی اس لحاظ سے کوئی سیاسی تنظیم موجود نہیں۔ ہزاروں مومن مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔ انتخابات کے معاملے کو ہی لے لیجئے۔ ہمارے اجتماعات کو دیکھ لیں اور آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ہزاروں مومن حضرات مسلم لیگ کے پرچم کے گرد جوق در جوق جمع ہیں۔ لیکن منظم ہندو پریس بھی تو ہے اور یہ ان لوگوں کو مومنوں کے نمائندوں کے طور پر پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مومن مسلم لیگ کے ساتھ نہیں ہیں۔ کہا گیا کہ ۴۵ ملین مومن مسلمان ہیں اور اسی طرح گمراہ کُن بیانات دیئے گئے اور جھوٹا پروپاگنڈا کیا گیا۔ دارالعوام میں سوالات دریافت کئے گئے کہ مسلمان پاکستان کے خلاف ہیں۔ چونکہ یہ چند مہم جُو مومن برادری کے نام پر قراردادیں منظور کر رہے تھے اور کانگرس پریس اس کی زبردست تشہیر کر رہا تھا۔ غلطی صرف اتنی سی تھی کہ یہ ۴۵ ملین کی بجائے سارے ہند میں صرف ۵ ملین ہوں گے۔ مَیں آپ کو یہ حقائق صرف اس لئے بتا رہا ہوں تاکہ آپ یہ اندازہ کر سکیں کہ کانگرس کس طرح مسلمانوں کو تقسیم کرنے اور ان میں تفرقہ پھیلانے کی کوشش کرتی ہے۔ یہ کھیل ابھی ختم نہیں ہُوا اور مجھے علم نہیں کہ آپ اس سے کماحقہٗ واقف ہیں یا نہیں۔ اس کی چنگاریاں آپ کے اپنے صوبہ بلوچستان میں بھی سُلگ رہی ہیں' لیکن مجھے امید ہے کہ آپ اسے مکمل طور پر ختم کر دیں گے۔ ہم ہندوؤں کو تقسیم کرنا نہیں چاہتے۔ ہم ہندوؤں میں انتشار پھیلانا نہیں چاہتے۔ اس کے برعکس ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمیں صرف مسلمانوں سے سروکار ہے۔ مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد بااختیار اور نمائندہ تنظیم ہے۔ ہم ان میں مداخلت نہیں کرتے نہ ہم انہیں بدنام کرتے ہیں اور نہ ان کی غلط ترجمانی کرتے ہیں۔ مَیں اس پلیٹ فارم سے ایک بار پھر کانگرسیوں سے کہتا ہوں کہ یہ بے ایمانی اور بے اُصولی کے حربے ترک کر دیجئے۔ اپنے بدعنوانی' جھوٹے پروپاگنڈے اور منافقت کے طریقوں کو خیرباد کہہ دیجئے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجرمانہ تغافل

اگلی بات جو مَیں آپ سے کہنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ اب جب آپ بیدار ہو گئے ہیں اور آپ نے اشیاء کو دیکھنا شروع کر دیا ہے' آپ بجا طور سے یہ محسوس کرتے ہیں' کیونکہ روشنی آپ تک پہنچ رہی ہے' اور آپ کو بالکل قدرتی طور پر یہ احساس ہوتا ہے کہ جہاں تک اس انتظامیہ کا تعلق ہے آپ کی ترقی اور اس صوبے کے لوگوں میں فروغ تعلیم کے ضمن میں آپ کے ساتھ انصاف نہیں کیا گیا۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ آپ کی مجلس مضامین نے ایک قرارداد منظور کی ہے جس میں ان دشواریوں کے تعلق میں جو ترقی اور فروغ تعلیم کی راہ میں پیدا کی جاتی ہیں آپ کے خیالات پیش کیے گئے ہیں۔ یہ نظرانداز کی جا رہی ہے اور مجھے توقع ہے کہ وہ وقت آ گیا ہے جب آپ کے صوبے کی انتظامیہ کے سربراہ کو یہ دیکھنا ہو گا کہ اس صوبے کے لوگوں کی تعلیم کے معاملے میں مجرمانہ تغافل برتا گیا۔ یہ کوئی چھوٹا شہر نہیں ہے۔ مَیں نے ہند کے ہر حصے میں بہت سے دوسرے شہر دیکھے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض چھوٹے گاؤں میں بھی حالات اس سے بہت بہتر ہیں۔ بہرکیف اب آپ نے یہ محسوس کر لیا ہے کہ اس کے لئے آپ کو لڑنا پڑے گا اور تعلیم کے فروغ اور اس صوبے میں تعلیم کی ترقی کی خاطر آپ کی لڑائی میں' باور کیجئے' آل انڈیا مسلم لیگ آپ کے ساتھ ہو گی۔ مَیں نے جو کچھ یہاں دیکھا ہے مَیں اس کی مفصل روئداد مرکزی مجلس قانون ساز کی مسلم لیگ پارٹی کو پیش کروں گا کیونکہ آخر کار حکومت ہند بلوچستان کا کنٹرول اور اپنے ایک ادارے کے ذریعہ اس پر حکمرانی کرتی ہے اور وہی اس کا نظم و نسق چلانے کی ذمہ دار ہے۔ وہاں ہم اس مسئلہ کی اچھی طرح سے چھان پھٹک کریں گے۔ لیکن اس اثناء میں مجھے امید ہے یہاں بھی لوگ ان جائز شکایات اور مطالبات پر توجہ دیں گے جو اس قرارداد میں شامل ہیں جو آپ کے سامنے پیش کی گئی ہے اور مقامی انتظامیہ پر زور ڈالیں گے کہ وہ ان پر غور کریں۔

کوئٹہ

جناب صدر' ہند کے دیگر حصوں میں ایسے قصبات موجود ہیں جو کوئٹہ کے مقابلے میں بدترین ہیں۔ تاہم وہ بھی شہری زندگی کی کچھ سہولتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ شہری زندگی کی سہولتوں میں ترقی اور کوئٹہ کے بلدیاتی ادارے نے کیا ترقی کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے؟ یہ بالکل کوئی ترقی نہیں ہے۔ یقیناً اس شہر کے باسیوں کا شہری سہولتوں اور بلدیاتی اوارے سے فائدہ اٹھانے کا حق ہے۔ مَیں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ اس شہر کو جاں بلب حالت میں کیوں رکھا گیا ہے جب کہ دوسرے صوبوں میں شہروں کو ڈسٹرکٹ بورڈ' لوکل بورڈ بلدیاتی اداروں کی سہولتیں میسّر ہیں۔ تاریخ میں یہ بہت تعجب انگیز شے ہو گی کہ اس شہر میں شہری سہولتوں اور بلدیاتی زندگی کو کیوں ترقی نہ کرنے دی گئی۔

بلوچستان میں اقلیتیں

اب میں بلوچستان کی اقلیتوں کے بارے میں چند لفظ کہنا چاہتا ہوں۔ یہاں سکھ ہیں' ہندو اور دیگر غیر مسلم اور عیسائی وغیرہ وغیرہ ہیں۔ جناب صدر' ہماری یہ عادت نہیں کہ ہم وہ بات کریں جو ہماری مُراد نہ ہو یا مطلب ایک بات سے ہو اور کہیں دوسری۔ ہم نے اپنے موقف کی وضاحت کر دی ہے' اب مَیں یہاں ہوں' مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ ضروری ہو اور اگر یقین وہانی کی احتیاج ہو تو مَیں صدر آل انڈیا مسلم لیگ کی حیثیت سے اپنا موقف دُہراتا ہوں۔ مَیں بلوچستان میں اقلیتوں سے کہتا ہوں کہ ہم دیکھیں گے کہ اقلیتوں کے ساتھ منصفانہ اور عادلانہ سلوک کیا جائے۔ ہم اس کا اہتمام کریں گے کہ اقلیتوں میں تحفظ اور اعتماد کا شعور پیدا ہو جائے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی بھی مہذب حکومت کا بنیادی فریضہ ہے۔ ہمارے پیچھے ارفع ترین روایات موجود ہیں اور اس امر کی شہادت مؤرخین نے دی ہے۔ مسلمان مؤرخوں نے نہیں بلکہ غیر مسلم مؤرخوں نے کہ عام طور سے جہاں کہیں بھی مسلم حکمرانی تھی وہاں اقلیتوں کے ساتھ منصفانہ اور عادلانہ سلوک روا رکھا گیا۔ تازہ ترین مثال مصر کی ہے۔ مصر میں قبطی صرف ۵ فی صد ہیں جب کہ مسلمانوں کی ۹۴ فی صد کی غالب اکثریت ہے۔ لیکن آپ وہاں جا کر دیکھ لیں کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کیا جاتا ہے۔ مصری حکومت کے تحت ان کے پاس اعلیٰ ترین عہدہ موجود ہے اور ملازمتوں میں ان کا حصہ اب اور اس وقت تیس فی صد سے زیادہ ہے۔ لہٰذا یہ تمام جھوٹا پروپاگنڈا جسے کانگرس کی طرف سے تخلیق کیا گیا اس کا مقصد صرف اقلیتوں کو خوف زدہ کرنا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر مسلم اکثریتی حکومت قائم ہو گئی تو اقلیتوں کا کیا ہو گا؟ اس طرح وہ ہر طرح کی وہشت کا تاثر دیتے ہیں۔ یہ کانگرس کے پروپاگنڈے کا ایک اور ڈھب ہے کہ وہ اقلیتوں کو کان سے پکڑ کر مسلمانوں کے خلاف کھڑا کر دیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکھ

مَیں اقلیتوں سے دریافت کرتا ہوں' ماسوا اعلیٰ ذات ہندوؤں کے' اگر ہندو راج قائم ہو گیا تو آپ کی کیا صورت حال ہو گی؟ ہمارے سکھ دوستوں کا کیا بنے گا؟ وہ تو سمندر میں ایک قطرے کی مثال ہوں گے۔ عیسائیوں کا کیا ہو گا جن کی کل تعداد پانچ یا چھ ملین ہو گی۔ اچھوتوں کا کیا ہو گا جو ٦٠ ملین ہیں۔ یہ وہ حقائق ہیں جن پر مَیں چاہتا ہوں کہ آپ غور کریں۔ بلاشبہ اعلیٰ ذات کے ہندو ٹھیک ٹھاک ہوں گے کہ یہ اعلیٰ ذات کا ہندو راج ہو گا۔

پاکستان

ایک بات اور ہے جو میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں اور یہ ہے پاکستان سے متعلق۔ جناب صدر' ہمارے مخالفین نے اس قدر الجھنیں پھیلائی ہیں کیونکہ ان کے پاس طاقتور مشینری ہے' دولت ہے اور اخبارات اور چند شکی لوگ۔ مَیں خود یہ سوچتا ہوں کہ مسلمانوں کی غالب اکثریت یہ سمجھ چکی ہے کہ پاکستان کا مطلب کیا ہے۔ اس باب میں کوئی شبہہ نہیں۔ لیکن اور دوسرے لوگ بھی ہیں جو ہمارے مخالفین کے ایجنٹوں سے گمراہ ہو جاتے ہیں جو [ایجنٹ]دیدہ و دانستہ طور پر کوئز لنگ کا کردار ادا کرتے ہیں اور ہمارے کچھ لوگوں کو الجھن میں ڈال دیتے ہیں۔ اب میں اس معاملے کو آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اس کے لئے کسی عظیم وکیل یا کسی زبردست ماہر آئین کی ضرورت نہیں اگر آپ خود اس پر غور کریں گے تو بہت تھوڑے سے عرصے میں آپ سمجھ لیں گے کہ پاکستان سے مراد کیا ہے۔ مَیں نے اپنے لوگوں سے سوال کئے ہیں' دیہی علاقوں کے مسلمانوں سے مختلف اجتماعات سے' ریلوے اسٹیشنوں پر۔ مَیں آپ کو بتاتا ہوں کہ مَیں کسانوں اور ریلوے مزدوروں کے جواب سُن کر حیران رہ گیا۔ یہ معمولی عقل کا جواب' لیکن بہت اچھا' ایک ریلوے اسٹیشن پر مَیں نے ایک اجتماع سے سوال کیا' یہ کوئی پانچ سو آدمیوں کا مجمع ہو گا' پاکستان سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ ان میں سے ایک آدمی نے جواب دیا کہ "پاکستان سے مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ مَیں سارے ہند کے لئے ایک مرکزی حکومت نہیں چاہتا۔ اس کا مطلب ہے ہندو راج اور ان صوبوں میں بھی جہاں ہم اکثریت میں ہیں ہندوؤں کی غلامی کا جُوا ہمارے کندھوں پر ہو گا۔" جب مَیں نے کہا کہ پھر آپ کیا چاہتے ہیں؟ اس نے کہا "مَیں چاہتا ہوں کہ پہلے تو جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں وہاں ہماری آزاد حکومت ہو جس کا مرکز یا ہندو ہند سے کوئی تعلق نہ ہو۔"

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے کہا وہ کون سے علاقے ہیں؟ اس نے کہا شمال مغربی منطقے۔ اس نے نام لئے اور کہا سندھ، بلوچستان، پنجاب، شمال مغربی صوبہ سرحد اور بنگال۔ پھر میں نے اس سے پوچھا، کیونکہ وہ تو سی۔ پی میں تھا جہاں مسلمانوں کی آبادی صرف چار فی صد ہے۔ تمہارا کیا بنے گا؟ تم لوگ تو یہاں صرف چار فی صد ہو۔ اس نے کہا کہ یہ میری بدقسمتی ہے کہ میں یہاں پیدا ہوا۔ میرے بھائیوں کی تو اپنی حکومت ہو، کم سے کم وہ تو آزاد ہو جائیں، یہاں اللہ ہماری حفاظت کرے گا۔ ہم ہندوؤں کا برا نہیں چاہتے۔ ہم کیا چاہتے ہیں؟ ہم کہتے ہیں یہاں برطانوی حکومت ہے اس نے اعلانات کئے ہیں اور یقین دہانیاں کرائی ہیں کہ وہ انتقال اقتدار کے لئے آمادہ ہیں، ایک ہند کو یا دو کو یا دو سے زیادہ قلمروؤں کو اگر آپ آپس میں اتفاق رائے کر لیں۔ ہم ایک یا ایک سے زیادہ قلمروؤں کو دستور دینے کے لئے تیار ہیں جس پر آپ رضامند ہوں۔ ہر ایک قلمرو دوسری قلمرو کے مساوی سطح پر ہو گی بشمول انگلستان، اور آپ کے وہی حقوق ہوں گے۔ مزید برآں اس طرح جو قلمروئیں تشکیل پائیں گی انہیں علیحدگی کا حق بھی ہو گا اگر وہ یہ [فیصلہ] کریں۔ پاکستان کا مطلب ہے کہ ہندو، ہندو ہند میں حکومت کریں اور مسلمان مسلم ہند میں، حکومت کرنے دیجئے اور دونوں کو آزاد ہونے دیجئے۔ ہندوؤں کا جواب ہے نہیں نہیں، ہمیں تو سارے کا سارا چاہیے۔ آپ سارے [ہند] پر حکومت کیوں کرنا چاہتے ہیں؟ ہندو مہاسبھا صاف زبان میں بات کرتی ہے لیکن ہندو مہاسبھا اور کانگرس میں زیادہ فرق نہیں ہے۔ ہندو مہاسبھا بالکل کھلم کھلا بات کرتی جب کہ کانگرس بالواسطہ طور پر بات کرتی ہے۔ ہندو مہاسبھا کہتی ہے کہ مجھے ہند چاہیے تاکہ میں مسلمانوں کو اپنی ایڑی تلے دبا کر رکھ سکوں۔ آپ کو میرے راج کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہو گا اگر آپ مطمئن نہیں ہیں تو مکہ اور مدینہ چلے جائیں۔ اب جناب صدر میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کس کو کس سے عناد ہے۔ کس کے عزائم ہیں۔ کون ایک دوسری قوم کو اپنی ایڑی تلے رکھنا چاہتا ہے۔ ہم نہیں، بلکہ وہ۔ لہٰذا جب ہم ان معاملات کا جائزہ لینا شروع کرتے ہیں تو یہ کوئی پیچیدہ مسئلہ نہیں رہتا۔ اصول اتنا واضح ہے جتنا ایک روشن دن۔ یقیناً یہ بالکل واضح ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں کیا چیز مشترک ہے۔ یہ محض مذہبوں کا فرق نہیں، کیا تمہاری ثقافت مشترک ہے، کیا تمہارا فن مشترکہ ہے، کیا تمہاری موسیقی مشترک ہے، کیا تمہاری زبان مشترک ہے، کیا تمہاری معاشرتی زندگی مشترک ہے؟ بلوچستان میں، مجھے بتایا گیا ہے، مسلم علاقہ ہے اور ہندو علاقہ ہے جیسا کہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سارے ہند میں ہے۔ کیا تمہارا قانون اور اصول قانون مشترک ہے؟ کیا تمہاری تقویم مشترک ہے' کیا تمہارے نام مشترک ہیں؟ یا لباس مشترک ہیں۔ آخر ہندوؤں اور مسلمانوں میں کیا چیز مشترک ہے؟ پھر آپ کیوں ان دو مختلف تہذیبوں کو زبردستی اور مصنوعی طریقے سے یکجا کرنا چاہتے ہیں اور توقع کرتے ہیں کہ یہ ایک کل ہند مقننہ اور انتظامیہ کو چلائیں گی۔ ہندو میرے ہاتھوں سے پانی تک نہیں لے گا اور پھر بھی وہ جمہوریت کی بات کرتا ہے۔ برطانوی حکمرانی کی دو صدیاں بھی ہندوؤں اور مسلمانوں کو قریب تر نہ لا سکیں' نہ وہ اس سے قبل کبھی قریب تر تھے اور نہ آئندہ کبھی قریب تر آ سکیں گے۔ ہند کی وحدت برطانوی ساخت کی انتظامیہ ہے اور اسے برطانوی شمشیروں نے یکجا رکھا' یہ ایک طرح کے یک جہتی لوگوں کا اتحاد نہیں جن کی ثقافت مشترکہ ہو اور جو زندگی میں اہمیت رکھنے والے امور میں ایک ہوں۔ پس اب انگریز کہتے ہیں کہ ہم اقتدار منتقل کرنے کے لئے آمادہ ہیں۔ یہ اقتدار کسے منتقل کیا جائے؟ ہم کانگرس سے کہتے ہیں کہ تم ہندوؤں کی نیابت کرتی ہو' جو ایک حقیقت ہے' تم اپنا ہندوستان لے لو اور ہمیں اپنا مسلم ہند پاکستان لے لینے دو۔ ہمیں اچھے ہمسایوں کی طرح زندگی بسر کرنے دو۔ امریکہ' یورپ اور ایشیا میں کتنی ریاستیں ہیں۔ براعظم امریکہ میں ایک حکومت کیوں نہیں؟ اور یہ امر پیش رہے کہ جنوبی امریکہ کی ریاستوں مثلاً کینیڈا اور دیگر مملکتوں میں فرق بہت کم ہے۔ ایک آئرش [آئرلینڈ کا باسی] اور ایک انگریز میں کیا فرق ہے؟ اور پھر آئرلینڈ نے اپنے ملک کی تقسیم کا خطرہ مول لیتے ہوئے خود انگلستان سے علیحدگی اختیار کی۔ حالانکہ ان دونوں میں صدیوں سے اتحاد قائم تھا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ایک بھیانک شے ہو گی اگر کوئی یہ تجویز کر لے کہ ایشیا' افریقہ' یوروپ اور امریکہ کے ان وسیع و عریض براعظموں کی ایک مرکزی حکومت ہونی چاہیے۔ ان مختلف اقوام کو یکجا کرنا کیلنا" غیر فطری عمل ہو گا کیونکہ یہ گاڑی ہرگز نہ چل سکے گی۔ بلکہ یہ تو مستقل جھگڑوں کی آماجگاہ بن جائے گی اور اس سے کہیں زیادہ اس طرح کا معاملہ ہند میں ہو گا۔ میں ہندوؤں اور کانگرس سے کہوں گا کہ آپ کو اس بات کا جتنا جلد احساس ہو جائے گا اتنا ہی بہتر ہو گا۔ جس قدر جلد آپ یہ محسوس کر لیں گے اسی قدر جلد ہم ترقی کی راہ پر گامزن ہو جائیں گے۔ یہ کانگرس ہی ہے جو ہند کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے کی بڑی حد تک ذمہ دار ہے۔ تمام تر ذمہ داری انہیں پر عائد ہوتی ہے اور جب تک وہ لڑکپن کا یہ خواب دیکھتے رہیں گے اور اسے جوان عمری تک اپنے مقصد کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیثیت سے برقرار رکھیں گے کہ وہ ہندو راج قائم کریں گے اور سو ملین مسلمانوں کے گلوں میں اپنی غلامی کا طوق ڈال دیں گے' اس وقت تک وہ اس برصغیر کی ترقی اور آزادی کو مؤخر کرتے رہیں گے۔

(دی آنورڈ' ۱۸ اکتوبر ۱۹۴۳ء)

آل انڈیا مسلم لیگ کا ۳۱واں سالانہ اجلاس

منعقدہ کراچی میں فی البدیہہ خطبہ صدارت

۲۴ دسمبر ۱۹۴۳ء

آل انڈیا مسلم لیگ کے مندوب بھائیو' خواتین و حضرات:

میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ایک بار پھر اعزاز بخشا اور مجھے اس سال بھی آل انڈیا مسلم لیگ کا صدر منتخب کیا۔ مَیں صرف یہ کہہ سکتا ہوں جیسا کہ مَیں نے بار بار کہا کہ جب کبھی مجھے دل و جان سے مسلم ہند اور اس مقصد کے لئے' جس کے ہم قائل ہیں' خدمت کے لئے پکارا گیا تو تعمیل حکم میں نہ مجھے کوئی ہچکچاہٹ ہو گی اور نہ پس و پیش [تالیاں] آپ کو علم ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی احیاء' تنظیم نو اور اسے تازہ قوت بخشنے کا کام شروع کئے سات برس سے زیادہ عرصہ گزر گیا۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ' بلا مبالغہ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ان سات دشوار برسوں میں ہم نے قابل ذکر ترقی کی ہے جس کا اعتراف آج ہمارے دوست' ہمارے مداح اور حتیٰ کہ ہمارے مخالفین بھی کرتے ہیں [تالیاں]

آپ نے نہ صرف ہند پر بلکہ ساری دنیا پر یہ ظاہر کر دیا ہے اور پوری طرح سے ثابت کر دیا ہے کہ ہم ایک قوم ہیں اور یہ کہ ہم اس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں گے جب تک کہ ہم اس علاقے پر قبضہ نہ کر لیں جو ہمارا ہے اور اس پر حکمرانی نہ کریں۔(نعرہ ہائے تحسین)

"جدوجہد طویل اور سخت ہے۔ یہ آپ سب سے تقاضہ کرتی ہے۔ مَیں آپ کو بتانا چاہتا ہوں بالخصوص ان لوگوں کو جو صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیتے ہیں اور قنوطیت یا مایوسی کا لبادہ اوڑھ لیتے ہیں ـــــ کہ آپ یہ محسوس کریں کہ جدوجہد طویل بھی ہے اور دُشوار بھی' اور یہ آپ میں سے ہر ایک سے مطالبہ کرتی ہے ـــــ خصوصیت کے ساتھ اب مَیں نوجوانوں سے مخاطب ہوں ـــــ کہ آپ میں سے ہر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک صبر و تحمل اور سخت محنت سے اور اس عظیم قوم کی تعمیر کے لئے جس کے ہم سب فرد ہیں' ٹھوس ترقی کی خاطر کام کریں۔ مَیں خبردار کرتا ہوں کہ کوئی ایک یا اگلا قدم اٹھانے سے پہلے ہر قدم کے بارے میں مختلف زاویوں سے غور و فکر کرنا ہو گا۔ پس مَیں سمجھتا ہوں کہ اب تک' آپ اس بات کو تسلیم کریں گے' ہم نے ہر موقع پر اپنی صفوں میں انتشار پھیلانے کی ہر کارروائی' ہر ریشہ دوانی اور ہر اسکیم اور سازش کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا ہے۔ (تحسین کے نعرے) مَیں آپ کو پوری کہانی سنانا نہیں چاہتا مَیں صرف اس کے حوالے دوں گا۔ ہم اس مخالفت سے بچ نکلے جو پہلے حکومت اور افسر شاہی کی طرف سے ہوئی' جب ہم نے اپنی تحریک کو از سر نو منظم کرنے کا بیڑہ اٹھایا۔ عوام کا حافظہ ہمیشہ بہت اچھا نہیں ہوتا اور یہ بہت ہی کمزور ہوتا ہے۔ اس لئے مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ بہتر ہو گا کہ مَیں اسے یہاں دُہرا دوں۔ وہ پہلی اُلفت تھی اور افسرشاہی کی جانب سے تھی اور پھر ان کی اپنی صوابدید کے مطابق اس میں سست روی آگئی۔

پھر عوامی رابطوں اور چیلنجوں کی شکل میں کانگرس کی طرف سے زبردست حملہ ہوا۔ جب کانگرسی وزارتوں کی تشکیل ہوئی تو مسلم لیگ ان کے لئے ملعون شے بن گئی۔ مسلم لیگ کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنی بساط لپیٹ دے۔ مسلم لیگ کے اراکین سے کہا گیا کہ اس سے قبل کہ کانگرس اُن سے مَس بھی کرے وہ مسلم لیگ کے ساتھ اپنی وفاداری کو تج دیں۔ انتخابات' ضمنی انتخابات' مسلمانوں میں انتشار و افتراق کے بیج بوئے گئے۔ یہ سب یکے بعد دیگرے آئے۔ کانگرسی مسلمان' جمعیتہ العلماء' احرار' آزاد کانفرنس۔ مومن' شیعہ' سنی غرضیکہ مسلم لیگ کو تباہ کرنے کی ہر کوشش کی گئی۔ لیکن مسلم لیگ کو توڑنے کی ہر کوشش کی زد اُلٹ کر انہیں پر پڑی' کیونکہ مسلم قوم کو اس بات کا علم تھا' وہ راہ راست کونسی ہے جس پر انہیں گامزن ہونا ہے۔ اور آج بھی ہمیں سُکھ کا سانس نہیں لینے دیا جاتا۔ لیکن اب ان کے طور طریقوں میں تھوڑی سی تبدیلی آ گئی ہے۔ اب ان کے طریقے لطیف اور پُر فریب ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ وہ نظروں سے اوجھل رہ کر مسلم لیگ کو زک پہنچائیں۔

مسلم لیگ اب مضبوط ہے

مَیں سمجھتا ہوں کہ اپنی تقریر کے دوران مجھے اس معاملے پر بعد میں گفتگو کرنی ہو گی۔ لیکن مَیں سمجھتا ہوں کہ مَیں مبالغہ آرائی نہیں کرتا جب مَیں کہتا ہوں کہ مسلم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیگ اور مسلم ہند اب جھٹکوں' نعروں اور بازی گرانہ حرکات کے عادی ہو گئے ہیں۔ واقعتاً وہ ہر سازش سے محفوظ ہو گئے ہیں [نعرہ ہائے تحسین] میں نہایت ادب سے اپنے مخالفین خواہ وہ کانگرس ہو یا ہندو قیادت یا انگریز کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ آپ ہمیں برباد نہیں کر سکتے۔ اب آپ کبھی بھی ہمیں برباد نہیں کر سکتے۔ [تالیاں] جس قدر جلد وہ یہ محسوس کر لیں گے اسی قدر بہتر ہو گا۔ ہمارے معاملات میں دخل اندازی مت کیجئے۔

اگر آپ ہمارے ساتھ سمجھوتہ کرنا چاہتے ہیں۔ ہم ہمیشہ برطانوی حکومت اور ہندوؤں کے ساتھ آبرو مندانہ شرائط پر سمجھوتہ کرنے کیلئے آمادہ اور تیار ہیں' کسی اور شرط پر نہیں۔ [تالیاں]

پس خواتین و حضرات: جیسا کہ میں نے کہا کہ ہم ان سات برسوں کی جدوجہد سے گزر چکے ہیں اور اب وقت آگیا ہے کہ ہم اپنی کارکردگی اور جمع خراج کا جائزہ لیں۔ آج اس بات میں ذرہ برابر بھی شبہ نہیں کہ یہ دنیا بھر میں تسلیم کیا جاتا ہے کہ مسلم لیگ ہی مسلم ہند کی واحد بااختیار اور نمائندہ تنظیم ہے۔ لکھو کھا مسلمان ہماری حمایت کر رہے ہیں۔ ہمارا اپنا پرچم ہے اور اپنا پلیٹ فارم' اور سب سے بڑی بات یہ کہ ہماری قطعی منزل مقصود' پاکستان ہے۔ [تالیاں] ہم نے منتہائے مقصود اور فکر میں مکمل ہم آہنگی پیدا کر دی ہے۔ اس باب میں کسی بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ ہم اپنے منتہائے مقصود اور اپنی فکر کے تعلق میں مکمل طور پر متحد ہیں۔

اب وہ مرحلہ آگیا ہے کہ ہمارے لئے مزید اقدامات کرنا ناگزیر ہو گیا ہے اور ضروری ہو گیا ہے کہ ایسے تنظیمی ڈھانچے کا آغاز کریں جو عمل کے لئے رہبرانہ' اہل اور مؤثر ہو۔ اور یہ ہمیں خود تیار کرنا ہو گا۔ جس طرح ہم نے سات برس کے بعد اتحاد منتہائے مقصود اتحاد و فکر قائم کیا ہے بعینہٖ اپنے پروگرام کے آئندہ مرحلے میں مکمل اتحاد عمل قائم کرنا ہو گا۔ اور وہ کیا لازمی تقاضے ہیں جو آپ کو ایک مؤثر عمل کی اہلیت بخشیں گے؟

تعمیری کام

اوّل: آپ کو ہمارے خلوص کے ساتھ اپنے بزرگوں کی تعلیمی' سماجی' اقتصادی اور سیاسی ترقی کا تعمیری پروگرام شروع کرنا چاہیے۔ اب آل انڈیا مسلم لیگ کے مندوبین' جو ہند کے گوشے گوشے سے یہاں جمع ہیں' آپ کا کام ہے کہ آپ نہایت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنجیدگی کے ساتھ ان مسائل پر غور و خوض کریں۔ مجھے معلوم ہے کہ ہمارے پاس فضائیہ نہیں ہے' مجھے علم ہے کہ ہمارے پاس ٹینک نہیں ہیں۔ مجھے پتہ ہے کہ ہمارے پاس کوئی بری فوج نہیں ہے۔ مَیں جانتا ہوں کہ ہمارے پاس کوئی بحری فوج نہیں ہے۔ آپ کو یہ سب کچھ مل جائے گا۔ آپ کو شاید اس کی ضرورت بھی نہ ہو' ہو سکتا ہے کہ اس کی ضرورت ہی لاحق نہ ہو' بشرطیکہ آپ میں ارادہ' عزم اور غیر متزلزل ایمان اور اتحاد اور اپنے مقصد پر یقین ہو' آپ اپنی منزل مقصود حاصل کر لیں گے بشرطیکہ آپ خود کو پورے اور احسن طریقے سے منظم کر لیں۔

لہٰذا اس اجلاس میں مَیں آپ پر زور دیتا ہوں کہ یہ بالکل لازمی ہے کہ ہم ایک تنظیمی ڈھانچہ قائم کرنے کے لئے اگلا قدم اٹھائیں۔

مجلس مضامین میں اس پر غور کرنا آپ کا کام ہے۔ مَیں تو صرف اپنے خیالات آپ کے سامنے پیش کر سکتا ہوں۔ لیکن مَیں آپ کو یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ مسلم لیگ کی تنظیم کا کام کسی فرد واحد کے بس سے باہر ہو گیا ہے۔ اگر آپ کو یہ معلوم ہو جائے کہ مجھے تن تنہا کس قدر کام کرنا پڑتا ہے تو آپ حیران رہ جائیں۔ ہند کے طول و عرض میں' آج پٹنہ میں یہ ہو رہا ہے کل یہ واقعہ بنگال میں رونما ہوا۔ پرسوں صوبہ سرحد میں یہ ہوا۔ اس سے اگلے روز مدراس میں یہ وقوعہ ہوا؛ روز بروز اور ہفتہ بہ ہفتہ مختلف قسم کے سوالات اٹھتے ہیں۔ اب ایک انسان کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ سب کے ساتھ انصاف کر سکے' اور مسلم ہند کی کیفیت کو یاد رکھیے۔ اگر مَیں اس کو ایک مثال سے واضح کر سکوں تو وہ یوں ہے' جب ایک شخص علیل ہو اور کم و بیش جاں بلب ہو تو اس میں اتنی طاقت نہیں ہوتی کہ وہ شکوہ کر سکے یا کوئی چیز طلب کر سکے۔ اسے عملاً یہ احساس نہیں ہوتا کہ اس کے گرد و نواح میں کیا ہو رہا ہے اور اسے اس بات کی پرواہ نہیں ہوتی کہ اسے کیا ہو جائے گا۔ دنیا کو کیا ہو جائے گا یا کسی اور کو کیا ہو جائے گا۔ وہ نیم بے ہوشی کے عالم میں یا تقریباً جان کنی کے مرحلے میں اس مرد بیمار کی مانند جو بستر مرگ پر دراز ہے۔ اس میں اتنی سکت نہیں کہ وہ کچھ کہہ سکے اور نہ ہی وہ کچھ کر سکتا ہے۔ اس میں تو اتنی طاقت بھی نہیں ہوتی کہ وہ کوئی شکایت ہی کر سکے۔

مسلم ہند کی یہ کیفیت تھی سات برس قبل۔ لیکن آج وہ مرد بیمار اپنے بستر مرگ سے اٹھ کھڑا ہوا ہے۔ نہ صرف اب اس کی صحت بحال ہو رہی ہے بلکہ وہ چل پھر بھی سکتا ہے۔ اب اسے بہت سی شکایات ہیں۔ وہ بہت سی تجاویز اور آراء پیش کرنا چاہتا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے' اپنے تنازعے طے کرنا چاہتا اور اپنے تصفیے نمٹانا چاہتا ہے۔ یہ اچھی علامت ہے بشرطیکہ اسے حدود کے اندر رکھا جائے۔ یہ بہت اچھی علامت ہے۔ یہ ایک تندرست آدمی کی علامت ہے۔ مجھے بہت سی تجاویز موصول ہوتی ہیں۔ جو نہایت شاندار ہوتی ہیں۔ غور و فکر کا نتیجہ ہوتی ہیں اور بہت عمدہ ہوتی ہیں۔ مجھے چھوٹے چھوٹے جھگڑوں کی شکایات بھی ملتی ہیں جنہیں مَیں پسند نہیں کرتا۔ لیکن بہرکیف یہ صحت مند علامت ہے' ایک لفظ میں اس طرح کہوں گا۔ مَیں اللہ تعالیٰ کا شکرگزار ہوں کہ مسلم ہند بیدار ہے' مَیں شکرگزار ہوں کہ مسلم ہند کو ہوش آگیا ہے۔ مَیں شکرگزار ہوں کہ مسلم ہند اپنے گرد و نواح کے واقعات میں دلچسپی لے رہا ہے نہ صرف ہند میں بلکہ ساری دنیا میں۔ مَیں ممنون ہوں کہ مسلم ہند میں اب جو کچھ ہو رہا ہے اس میں دلچسپی لے رہا ہے۔

مجھ سے دریافت کیا جاتا ہے کہ مسلم لیگ ایک مکمل ڈھانچہ اور ادارہ کیوں قائم نہیں کرتی جو ہند کے طول و عرض میں بالخصوص پاکستان میں مسلم ہند کے لئے قومی صنعتیں قائم کرے۔ ہم منصوبہ بندی کیوں نہیں کرتے؟ ہم پاکستان میں بڑی اور بھاری صنعت کیوں قائم نہیں کرتے۔ مسلم لیگ مسلمانوں کی تعلیم کے لئے ایک قومی نظام کیوں مرتب نہیں کرتی؟ مَیں صرف چند مثالیں پیش کر رہا ہوں۔ میرے پاس اتنی مثالیں موجود ہیں کہ اگر مَیں ان کا ذکر کرنے لگوں تو نصف شب بیت جائے' لیکن میں ایسا نہیں کروں گا۔

مجلسِ عمل

یہ تمام تجاویز' آراء اور مطالبات وصول ہوتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ مَیں کہتا ہوں کہ یہ بہت اچھی علامت ہے۔ ہمیں اس مرحلے کا بھی احساس ہے جس پر ہم پہنچ گئے ہیں۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے مندوبین کی خدمت میں میرا حقیر مشورہ یہ ہے کہ کسی بھی طرح یہ تو ممکن نہیں ہم ان مطالبات کو ایک دم پورا کردیں یا حاصل کرلیں۔ نہ ہی ہم فی الفور ان تمام آراء اور تجاویز کو رُوبہ عمل لا سکتے ہیں لیکن وہ مرحلہ آن پہنچا ہے جب یہ بالکل ناگزیر ہو گیا ہے کہ آپ ایک مجلسِ عمل تشکیل دے دیں جو پانچ سے کم اور سات سے زیادہ ارکان پر مشتمل نہ ہو۔ اس مجلس کا کام یہ ہونا چاہیے کہ یہ نہ صرف کُل ہند گیر حکمت عملی کے مطابق تنظیم' مزید تنظیم اور رابطے کا کام کرے بلکہ ان مختلف مطالبات' آراء اور تجاویز کا جائزہ بھی لے جو وقتاً" فوقتاً" موصول ہوتی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہتی ہیں۔

دوسرے لفظوں میں ہمیں ایک ایسی مجلس درکار ہے جس کے ساتھ دفاتر بھی منسلک ہوں۔ لہٰذا میں مندوب بھائیوں سے کہتا ہوں کہ وہ اس معاملے پر پوری متانت کے ساتھ غور کریں۔

یہ درست ہے کہ ہمارے یہاں دولت کی ریل پیل نہیں ہے۔ ایک طرح سے تو میری توقعات بھی پوری نہیں ہوئیں جو میں نے چندے کے لئے اپیل کی تھی۔ میرا خیال تھا کہ مسلمان میرا ہدف پورا کر دیں گے۔ تاہم ایسا نہیں ہوا۔ میں نے کم سے کم دس لاکھ روپے کے سرمائے کی اپیل کی تھی۔ اس کو پونے دو سال یا دو سال کے لگ بھگ بیت گئے۔ تاہم مجھے کچھ اعانت حاصل ہوئی ہے میری کچھ حوصلہ افزائی ہوئی ہے۔ اب تک میں نے ساڑھے پانچ لاکھ روپے وصول کئے ہیں۔ یہ رقم سرمایہ کاری کے لئے جمع نہیں کی گئی۔ یہ رقم سرمایہ میں اضافہ کے لئے جمع نہیں کی گئی۔ بلکہ یہ رقم جمع کی گئی ہے مسلم لیگ تنظیم کی امداد اور اس کی نشوونما کے لئے۔ مجھے یقین ہے کہ ہمیں مزید سرمایہ حاصل ہو جائے گا۔ اس کا مجھے بھروسہ ہے۔ جو ہمارے پاس موجود ہے اس سے کچھ نہ کچھ کر گزرنا چاہیے۔ اب ہم کم سے کم اس لائق تو ہیں کہ اچھی قسم کے دفاتر اور یہ مجلس عمل قائم کر دیں۔

اگلی بات یہ ہے کہ آپ کو علم ہے کہ پارلیمانی سرگرمیوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہمیں کبھی کبھی ضمنی انتخابات بھی لڑنا پڑتے ہیں۔ صوبہ شمال مغربی سرحد میں ضمنی انتخابات ہوئے اور حال ہی میں شکار پور میں ایک ضمنی انتخاب ہوا۔ اب آپ کی پارلیمانی سرگرمیوں کے لئے یہ بالکل ناگزیر اور ازبس ضروری ہے کہ ایک اعلیٰ اختیاراتی اوارہ ہونا چاہیے۔ اس مقصد کے لئے بھی' میں نہایت ادب سے گزارش کروں گا کہ ایک آل انڈیا پارلیمانی بورڈ ہونا چاہیے جو تین ارکان پر مشتمل ہو۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ کیوں؟ متعدد امیدوار آل انڈیا مسلم لیگ کے ٹکٹ کے لئے درخواست کرتے ہیں۔ ان میں سے کچھ کو مسترد کر دیا جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ درست طور پر' ہو سکتا ہے غلط طور پر۔ جب تنازعہ پیدا ہوتا ہے تو مستقل نوعیت کا ایسا کوئی ادارہ موجود نہیں جس سے فی الفور رابطہ قائم کیا جا سکے اور جس کے سامنے اپیل پیش کی جا سکے۔ جو مداخلت کر سکے اور انصاف مہیا کر سکے۔

آپ کو علم ہے کہ مقامی معاملات میں تعصبات بھی ہوتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ بسا اوقات باہمی ارتباط اور بے تکلفی سے تحقیر اور بد اعتمادی بھی جنم لیتی ہے۔ ایسا صرف ہند میں ہی نہیں بلکہ ہر جگہ ہوتا ہے۔ آپ کو علم ہے کہ کچھ مقامی سازشیں اور دھڑے ہوتے ہیں۔ اس وقت ہمارا ادارہ زیادہ لائق نہیں لہٰذا وہ بہتر لیاقت کے ساتھ کام بھی نہیں کر سکتا' اس وقت صوبائی مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کو مختلف انتخابات میں امیدواروں کو مسلم لیگ کے ٹکٹ عطا کرنے کا اختیار حاصل ہے ــــ نہ صرف صوبائی مجالس قانون ساز کے لئے یا ایوان بالا کے لئے مثلاً بنگال جہاں دو ایوانی مقننہ موجود ہے بلکہ میونسپل کمیٹیوں' ڈسٹرکٹ بورڈوں اور مقامی بلدیاتی اداروں کے ضمن میں بھی' بعض صوبوں میں مجلس عاملہ نے پارلیمانی بورڈ تشکیل دے دیئے ہیں۔

اپیل کی عدالت

لیکن خواتین و حضرات! جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ ایک عام مقدمے میں بھی فریقین مقدمہ اس وقت تک مطمئن نہیں ہوتے جب تک کہ وہ پریوی کونسل تک نہ چلے جائیں۔ ہمیشہ ایک ماتحت جج ہوتا ہے' ایک ڈسٹرکٹ جج ہوتا ہے' ہائی کورٹ ہوتی ہے اور پریوی کونسل ہوتی ہے۔ بس لوگوں کو زیادہ اطمینان ہوتا ہے کہ جب وہ ہائی کورٹ میں چلے جائیں کیونکہ وہ ایک غیر منسلک مقامی گرد و نواح اور مقامی ماحول سے دُور ادارہ ہوتا ہے۔ لوگوں کو مزید اطمینان ہوتا ہے' شکست خوردہ فریق کو بھی زیادہ اطمینان ہوتا ہے جب انہیں پریوی کونسل سے فیصلہ حاصل ہو جاتا ہے کیونکہ یہ ایک غیر جانبدار ادارہ ہے۔ اس طرح یہ ضروری ہے کہ ہمارے پاس بھی حتمی اپیل کے لئے ایسی عدالت موجود ہو جو غیر منسلک ہو اور تین ارکان پر مشتمل ہو جس کا تقرر مسلم لیگ کی آل انڈیا اتھارٹی عمل میں لائے گی۔ لہٰذا یہ دو ادارے ازبس لازمی ہیں اور ہمیں ان دو اداروں کی تشکیل اور تقرری میں مطلق وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

بلاشبہ اور بھی بہت سے مسائل ہیں جو ہمارے غور و فکر کا تقاضا کریں گے ــــ تعلیمی منصوبہ بندی' اقتصادی منصوبہ بندی' سماجی منصوبہ بندی۔ یہ بہت بڑے مسائل ہیں۔ لیکن باور کیجئے کہ جیسے ہی آپ نے پانچ یا سات ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کر دی تو یہ تمام مختلف مسائل کا جائزہ لینے کا آغاز ہو گا اور تب ایک اصل ادارہ موجود ہو گا جو تمام مختلف تجاویز پر رہنمائی اور قیادت فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ نگرانی بھی کر سکے گا اور اگر ممکن ہوا تو انہیں رُو بہ عمل بھی لا سکے گا۔ یہ مرحلہ بھی آن پہنچا ہے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کو مزید مستحکم کرنے' مزید منظم کرنے کے لئے اور اسے زیادہ طاقت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور توانائی بخشنے کے لئے۔ یہ میری آپ کے لیے ٹھوس تجاویز ہیں۔

خوراک کا مسئلہ

اگلا مسئلہ جو مَیں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہوں گا یہ ہے' یہ خوراک کا مسئلہ ہے' خواتین و حضرات! مجھے آپ کو بتا دینا چاہیے کہ مَیں نے بڑی مسلم لیگ وزارتوں اور بڑے مسلم صوبوں کے پانچ وزرائے اعظم کا ایک جلسہ طلب کیا تھا۔ مَیں نے انہیں دعوت دی کہ وہ ۱۵ یا ۱۶ نومبر کے لگ بھگ مجھ سے نئی دہلی میں ملاقات کر لیں۔ وہ سب کے سب از راہ عنایت تشریف لائے ماسوا وزیراعظم آسام سعد اللہ کے جنہوں نے خط لکھ کر نہ آسکنے پر معذرت کا اظہار کیا اور اپنی بجائے اپنے ایک رفیق کار اور حکومت آسام کے ایک وزیر عبدالمتین چودھری کو اپنی نیابت کے لئے بھیج دیا۔ دیگر امور کے علاوہ جن کے بارے میں مَیں ان سے مشاورت کرنا چاہتا تھا خوراک کا یہ مسئلہ بھی تھا جس پر ہم نے سیر حاصل گفت و شنید کی۔ مَیں آپ کو بتا دوں کہ پانچوں صوبوں میں مکمل ہم آہنگی موجود تھی اور یہ بالکل غلط ہے جیسا کہ اخبارات کے ایک حلقے نے غلط ترجمانی کی ہے کہ ان میں اختلاف تھا۔ یہ بھی بالکل درست نہیں کہ لارڈ ویول نے ان کی دہلی میں موجودگی کے دوران میری اطلاع کے بغیر انہیں مدعو کر کے ہمارے غبارے سے ہوا نکال دی۔ سیر حاصل بحث اور مکمل اتفاق رائے کے بعد ہم نے خود لارڈ ویول سے یہ استدعا کی تھی کہ وہ وزرائے اعظم کے ساتھ ملاقات کر لیں اور ان کے ساتھ خوراک کے مسئلہ پر تبادلہ خیال کریں۔ انہوں نے ازراہ عنایت فوراً ہی ملاقات کے لئے اگلے دن کا وقت مقرر کر دیا۔ یہ اس انتظام کا نتیجہ تھا کہ مسلم لیگ وزراء اعظم کی لارڈ ویول سے ملاقات ہوئی۔ یہ کہنا بالکل جھوٹ ہے کہ لارڈ ویول نے میری چالوں کو ناکام بنا دیا۔ سرے سے کوئی چالیں تھیں ہی نہیں۔ ہمارا سادہ' دیانتداری پر مبنی بالکل سیدھا موقف تھا اور وہ یہ تھا کہ جہاں تک ہند میں خوراک کے مسئلے کا تعلق ہے' حکومت کے حالات اور اس کی ہیئت کا علم رکھتے ہوئے ہم' نہایت عمدہ وجوہات اور ناگزیر اسباب کی بنا پر اور سب سے بڑی بات یہ کہ انسانیت کے نام پر' وہ سب کچھ کرنے کے لئے پوری طرح آمادہ اور تیار ہیں جو قحط کے ناسور اور موت کے سائے کو ختم کرنے اور اس کے ملک کے کسی حصے میں اعادہ کو روکنے کے ضمن میں' ہمارے احاطہ اختیار میں ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاشتکاروں کے مفادات

اس جذبے کے تحت پوری صورت حال پر بحث و تمحیص کی گئی۔ یہ درست نہیں ہے کہ ان تمام صوبوں یا ان میں سے کسی ایک کو جن کی نمائندگی مسلم وزرائے اعظم کر رہے تھے اپنی ذمہ واری کا بدرجہ اتم احساس نہیں تھا یا ان میں سے کسی کو بھی دیگر مفادات عزیز تھے۔ اصل مسئلہ یہ تھا' خواتین و حضرات: یہ نہیں کہ ہم نگرانی کے اثرات کو تسلیم نہیں کرتے' یہ نہیں کہ ہم فراہمی کی ضرورت کو تسلیم نہیں کرتے' یہ نہیں کہ ہم راشن بندی کی افادیت کے معترف نہیں' یہ نہیں کہ ہم موجودہ حکومت کے نظام اور ان حالات کے معترف نہیں جن کے تحت ہم زندگی بسر کر رہے ہیں' ایک یکساں حکمت عملی ہونی چاہیے۔ لیکن اصلی مسئلہ اور وہ اصلی مسئلہ واضح نہیں ہے' یہ تھا کہ کیا کاشتکاروں اور غذائی اجناس کو پیدا کرنے والوں کا خون صنعت کاروں کو موٹا کرنے کے لئے نچوڑ لیا جائے؟ کیا ایک طبقے کے لئے انصاف کا ایک قاعدہ ہو گا اور دوسرے طبقے اور دوسرے مفاد کے لئے انصاف اور عدل کا دوسرا قاعدہ ہو گا۔ (تحسین اور قائداعظم زندہ باد کے نعرے)

ہم نے جس بات پر زور دیا اور جس بات پر اب بھی زور دیتے ہیں کہ اگر آپ غذائی اجناس پر کنٹرول کرنا چاہتے ہیں تو پھر پورے خلوص اور اخلاص کے ساتھ دیگر اشیائے صرف کی قیمتوں پر بھی مساویانہ کنٹرول ہونا چاہیے' جو اس شخص یعنی کاشتکار کے زندہ رہنے کے لئے موزوں ہیں جس پر آپ کنٹرول کرنا چاہتے ہیں۔ آیئے میں آپ کو اس طرح سمجھاتا ہوں۔ آج میں پیدا کنندہ ہوں۔ میں ایک کاشتکار ہوں۔ میں ایک کاشتکار ہوں آپ مجھ سے کہتے ہیں کہ دیکھئے جنگ سے پہلے اور آغاز جنگ کے کچھ عرصہ بعد تک ایک سیر غذائی جنس کے بدلے آپ کو ایک روپیہ ملتا تھا' میں اس وزن کے بدلے آپ کو تین روپیہ دیتا ہوں۔ آپ مجھے دے کیا رہے ہیں' جب قبل از جنگ یا آغاز جنگ کے کچھ عرصہ بعد بھی ایک روپے کی قوت خرید آج کے تین روپے کے برابر نہیں بلکہ آج کے پانچ روپے کے برابر ہے۔ مجھے ایک ایک روپے کی پانچ پرچیوں کا کیا فائدہ کیونکہ جب میں اشیائے ضرورت کی خریداری کے لئے بازار جاتا ہوں تو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میرے پانچ روپے ایک روپے کے برابر نہیں بلکہ بارہ آنے کے برابر ہیں۔

لہٰذا آپ کرنسی یا نوٹوں کی تعداد پر نہ جائیں بلکہ یہ دیکھیں کہ بازار میں اشیائے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضروریہ کی خریداری کے تعلق میں آپ کے کرنسی نوٹوں کی قوت خرید کتنی ہے۔ یہ اصل مسئلہ ہے' یہ وہ مسئلہ ہے جس سے حکومت ہند کو نمٹنا ہو گا۔ جب تک کہ وہ ایسی واضح اور دیانتدارانہ حکمت عملی تیار نہیں کر لیتے جو جملہ مفادات کے ساتھ انصاف کر سکے۔ صرف کاشتکار اور پیدا کرنے والوں پر ظلم کرنے اور دیگر مفادات کو ناجائز فائدہ پہنچانے سے کچھ حاصل نہ ہو گا۔ [آوازیں نہیں کبھی نہیں]

سیاسی صورت حال

خواتین و حضرات : اگلا مسئلہ جس سے مَیں نمٹنا چاہتا ہوں وہ ہے ملک کی سیاسی صورت حال۔ جہاں تک کہ سیاسی صورت حال کا تعلق ہے۔ گزشتہ نومبر میں کونسل آل انڈیا مسلم لیگ سے خطاب کرتے ہوئے مَیں نے کہا تھا کہ اس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی اور کوئی نیا واقعہ رونما نہیں ہوا۔ آج جو صورت حال آپ کے سامنے ہے وہ مختصرا یہ ہے۔ برطانوی حکومت کھیل کھیل رہی ہے' کم و بیش یہ واضح تھا اور اسے بار بار واضح کیا گیا' وہ ایک وقت ایک بات کہتے ہیں اور دوسرے وقت دوسری بات۔ لیکن حاصل یہ ہے کہ وہ مسلمانوں سے یہ کہتے ہیں کہ "ہم پاکستان کے خلاف نہیں ہیں بلکہ یہ تو ہندو ہیں جو پاکستان کے خلاف ہیں۔" وہ ہندوؤں سے کہتے ہیں کہ ہم اکھنڈ ہند کے خلاف نہیں یہ تو مسلمان ہیں جو اکھنڈ ہند کے خلاف ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ صرف ایک چیز کے حق میں ہیں اور وہ یہ ہے کہ ان کا راج کس طرح برقرار رہ سکتا ہے۔ خواتین و حضرات مَیں ایک بار پھر آپ سے کہتا ہوں اگر میری آواز اس پنڈال سے باہر ان لوگوں تک پہنچ سکتی ہے جو حقیقتاً دیانتدار اور ہند کے لوگوں کے اخلاص کے ساتھ بہی خواہ ہیں ــــ کیا ہم یعنی مسلم ہند' اکھنڈ ہند اور پورے برعظیم پر ہندو راج قبول کر سکتے ہیں؟ [آوازیں نہیں نہیں کبھی نہیں]

کیا یہ ممکن ہے کہ ہم سے یہ توقع کی جائے ــــ اگر ہم بے ہوش ہیں ــــ ہم تو جنگ سے قبل ہی ہوش میں آ گئے تھے لیکن اب تو مکمل طور پر ہوش مند ہیں ــــ مسلم ہند سے یہ توقع کی جائے کہ وہ اکھنڈ ہند اور اس برصغیر میں ہندو راج کو قبول کر لیں گے؟ [آوازیں یہ ممکن نہیں] لیکن یہی تو تجویز ہے۔ اور انہوں نے ابھی تک اپنے خوابوں کو خیرباد نہیں کہا۔ دوسری طرف سے آزادی کی باتیں ہیں۔ مَیں پوچھتا ہوں کس کی آزادی؟ مَیں آپ کو خبردار کرتا ہوں اور مَیں نے آپ کو بارہا خبردار کیا ہے' ان کا مطلب ہے ہندو ہند کی آزادی اور مسلم ہند کی غلامی۔ اب ہم کیا کہتے ہیں؟ ہم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہیں پاکستان۔

خواتین و حضرات : مَیں کسی بھی سمجھدار آدمی سے دریافت کرتا ہوں اگر وہ ایک لمحے کے لئے توجہ دے کہ کیا آپ ہند کی آزادی کے بغیر پاکستان حاصل کر سکتے ہیں؟ [آوازیں۔ نہیں یہ ناممکن ہے] جب ہم کہتے ہیں پاکستان سے تو ہماری مُراد نہ صرف ہماری آزادی ہوتی ہے بلکہ ہندوؤں کی آزادی بھی ہوتی ہے [تحسین کے نعرے]

اگر ہندو اپنے وہم' خوابوں یا ضد کی وجہ سے اب بھی آزادی کی راہ میں رُکاوٹیں ڈال رہے ہیں اور ایک کی آزادی اور دوسرے کی غلامی پر اصرار کرتے ہیں تو مَیں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ ہندوؤں کے سوا کون شخص یا پارٹی ہے جو اس ملک کی ترقی کے راستے میں حائل ہے؟ یہ بات بہت عرصے سے واضح تھی لیکن لارڈ ویول۔ موجودہ وائسرائے کے اعلان کے ماسوا کوئی بھی نئی بات نہ تھی۔ لارڈ ویول نے حال ہی میں ایسوسی ایٹیڈ چیمبر آف کامرس کے اجلاس منعقدہ کلکتہ میں تقریر کی۔ جیسا کہ دستور اور روایت ہے کہ ہر وائسرائے کلکتہ کے ایوان تجارت ـــــ جو ایک غیر ملکی ادارہ ہے کے اجلاس میں اہم اعلان کرتا ہے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں وہ بات کہی جو پہلے ہی سے کم و بیش واضح تھی اگرچہ پچھلے وائسرائے لارڈ لنلتھ گو ذرا تکلف اور تصنع سے کام لیتے تھے۔

وائسرائے کی صاف گوئی

''مسٹر ایمرے ہند کے دستوری مسئلے کے بارے میں برطانوی حکومت کی حکمت عملی اور رویئے کے بارے میں دنیا کے سامنے بڑی نفاست کے ساتھ گفتگو کرتے تھے۔ حال ہی میں مسٹر ایمرے نے کسی کے ذریعے سے اس امر کی وضاحت کی کہ منشور اطلانٹک کے اصولوں کا ہند پر بحیرہ اطلانٹک کے منشور کی تخلیق سے ۱۸ ماہ پیشتر ہی اطلاق کر دیا گیا تھا۔ [قہقہہ] لیکن جس چیز پر جیسا کہ مَیں نے کہا یہ دو مدبر تکلف' بناوٹ اور نفاست کے ساتھ عمل کیا کرتے تھے' سپاہی وائسرائے لارڈ ویول نے نہایت سادہ زبان میں اس کا اظہار کر دیا تاکہ ایک عام آدمی بھی اسے آسانی سے سمجھ لے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں میں سے جنھوں نے یہ تقریر پڑھی ہے سمجھتے ہیں کہ آپ کہاں کھڑے ہیں اور کیسے کھڑے ہیں۔ اس تعلق میں لارڈ ویول نے ہند کے سیاسی مسئلہ کی جانب زبردست مسابقت کی ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں؟ بلاشبہ ان کا ذہنی بوجھ! غالباً انہوں نے یہ ضروری سمجھا کہ نہر سویز عبور کرنے سے پیشتر وہ بحرہ روم میں اپنا وزن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہلکا کر لیں، چنانچہ اب وہ اپنے بوجھ کی طرف سے فکر مند نہیں ہیں۔

اب وہ کیا کہتے ہیں؟ وہ کہتے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ سیاسی اختلافات کسی انتظامی کارروائی سے یا ان کے بارے میں بات چیت کے ذریعے حل ہو سکتے ہیں، مجھے یقین ہے کہ یہ بات چیت کے ذریعے حل نہیں ہو سکتے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ کسی انتظامی کارروائی سے بھی حل نہیں ہو سکتے۔ اس میں کوئی نئی بات نہیں۔ اس کے بعد وائسرائے کہتے ہیں کہ انہیں یقین ہے کہ وہ فوری اقتصادی مسائل کو حل کر سکتے ہیں۔ انہیں اس امر کا بھی یقین ہے کہ وہ بعد از جنگ تعمیرِ نو اور خوراک کے مسائل سے خاطر خواہ طریقے سے نمٹ سکتے ہیں۔ پس سیاسی مسئلہ کو عملاً یا غیر معیّنہ مدت کے لئے سرد خانے کے سپرد کر کے اگرچہ وہ یہ کہتے تو ہیں کہ جنگ کے بعد تک کے لئے اسے سرد خانے کی نذر کر دیا گیا، وہ آگے چل کر کہتے ہیں کہ "میں اس کام پر جسے ہمیں کرنا ہے اپنی پوری توجہ مرکوز کر رہا ہوں" انہیں کون سا کام کرنا ہے؟ جنگ جیتنا پہلے نمبر پر ہے۔

خواتین و حضرات یہ بڑی حیرت انگیز بات ہے کہ وہ نمائندہ تاج ذمہ داری اور متانت کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہند کی سیاسی صورت حال سے قطعی طور پر غیر متعلق رہ کر بھی جنگ جیت سکتے ہیں۔ اس دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟ کیا برطانوی حکومت کا جنگ جیتنے سے کوئی تعلق نہیں؟ جب لبنان کا سوال اٹھا تو کیا ہوا؟ جب شام کا سوال اٹھا تو کیا ہوا؟ کیا یہ تمام سیاسی مسئلے صرف انسانیت کے نقطہ نظر سے حل کئے گئے یا سیاسی نقطہ نظر سے؟ جب الجیریا میں فرانسیسیوں کے مابین اختلافات رونما ہوئے تو کیا ہوا؟ دنیا کے دیگر علاقوں میں کیا ہو رہا ہے؟

خواتین و حضرات یہ واقعی حیرت انگیز بات ہے، یہ کہنا کہ میرا کام تو محض جنگ جیتنا ہے محض تو تا چشمی کی بات ہے۔ میں نہایت عجز کے ساتھ برطانوی حکومت سے کہتا ہوں کہ آپ کو ملک میں اگر سب کی نہیں تو کسی نہ کسی جماعت کی تو دلی اور پُرجوش حمایت حاصل کرنا ہو گی"

اگلا کام جو وائسرائے کرنا چاہتے ہیں وہ داخلی محاذ پر اقتصادی تنظیم ہے۔ وہ یہ کام کس طرح انجام دیں گے؟ وہ آپ کو بتاتے ہیں کہ وہ یہ کس طرح کرنا چاہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ جو کام کرنا چاہتے ہیں ان میں اقتصادی داخلی محاذ اور ہند کے عزم، توانائی اور ذہانت کے جملہ وسائل استعمال کر کے امن کے لئے تیاری کریں۔ کیا میں ان سے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دریافت کر سکتا ہوں کہ وہ ہند کے عزم' توانائی اور ذہانت کے جملہ وسائل کس طرح حاصل کر لیں گے جبکہ انہوں نے ہر جماعت کو اپنے سے دُور' غیر مطمئن اور ناراض کر رکھا ہے؟ لیکن وہ اس فریضے کو اس طرح انجام دے سکتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں اس مقصد کے لئے [جنگ میں کامیابی' داخلی اقتصادی محاذ' ہند کے عزم' توانائی اور ذہانت کے جملہ وسائل کو مجتمع کرنا] میں ہر کس و ناکس کے تعاون کو خوش آمدید کہوں گا۔ خواتین و حضرات میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا یہ انگریزی لفظ (Co-operation) "تعاون" کا ناروا استعمال نہیں ہے؟ کیسا تعاون؟ کیا سادہ زبان میں اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حکومتی اختیار میں کوئی حصہ دیئے بغیر ہم سے کہا جا رہا ہے کہ ہم خیمہ برداروں' کمیوں اور غلاموں کا کام کریں' کیا آپ توقع کرتے ہیں کہ کوئی خوددار جماعت اس صورت حال کو قبول کر لے گی؟ [آوازیں' ہرگز نہیں]

حیرت انگیز دل جمعی

اگر ہم اس قدر بے وقوف ہیں کہ ہم اس عجیب و غریب تجویز کو قبول بھی کر لیں تو کیا کوئی سمجھ دار شخص یہ باور کر سکتا ہے کہ ہم لوگوں میں حقیقی سرگرمی پیدا کرنے اور ان کی قرار واقعی حمایت اور تعاون حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں؟ کیا ہم انہیں جنگ کا حامی بنانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں' جب وائسرائے ہمیں خیمہ بردار' کمی اور غلاموں کی حیثیت سے مدعو کریں' جس دل جمعی کے ساتھ یہ اعلان کئے جاتے ہیں وہ حیرت انگیز ہے۔ کیا واقعتاً سیدھی سادہ زبان میں اس کے یہ معنی نہیں کہ برطانوی حکومت ایک قطعی حکمت عملی پر عمل پیرا ہے اور وہ کسی جماعت کا تعاون نہیں چاہتی۔ اس سے بحث نہیں کہ وہ کون سی جماعت ہے۔ کانگرس نے عدم تعاون کا فیصلہ کر رکھا ہے۔ کانگرس نے فیصلہ کر رکھا ہے کہ اگر ان کے مطالبات پورے نہ کئے گئے تو وہ عوامی سول نافرمانی کی تحریک چلائیں گے۔ کانگرس کو غیر قانونی جماعت قرار دے دیا گیا۔ باقی ماندہ ہند نے کیا کیا ہے جو آپ ان سے اس زبان میں بات کر رہے ہیں جو نہ کوئی برداشت کر سکتا ہے اور نہ کوئی سمجھ سکتا ہے؟

ہم نے بارہا یہ بات واضح کی ہے۔ ہم نے اس کام کے لئے جو لارڈ ویول کرنا چاہتے ہیں دست تعاون پیش کیا ہے۔ ایک شریک باعتماد دوست کی حیثیت سے ہمارا ہاتھ تھاما جائے' حکومت کے اقتدار میں حقیقی شراکت' اور یہ قطعی وعدہ کہ جب ہم جنگ جیت لیں گے تو فتح کے ثمرات میں ہمیں بھی حصہ ملے گا۔ اس کو مسترد کر دیا گیا۔ وہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنظیموں کی بات کرتے ہیں۔ کانگرس' ہندو تنظیم' جو بلاشبہ ہندو رائے عامہ کی عظیم اکثریت کی نمائندگی کرتی ہے اور مسلم لیگ جو مسلم رائے عامہ کی عظیم اکثریت کی ترجمانی کرتی ہے۔ انہوں نے ایک کو تو خلاف قانون قرار دے دیا' پس مَیں سمجھتا ہوں کہ وہ مسلم لیگ کو بھی خلاف قانون قرار دے دینا چاہیں گے۔ ہم اس کے لئے پوری طرح سے تیار ہیں۔(تالیاں)

آپ کیوں بددیانتی اور غلط طریقے سے ان دونوں تنظیموں کو ایک دوسرے کے ساتھ نتھی کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ ایک ہی بنیاد پر سلوک روا رکھتے ہیں اور انہیں ایک ہی لاٹھی سے ہانکتے ہیں؟ یہ میری شکایت ہے۔ یہ دیانت داری نہیں ہے۔ میری یہ رائے ہے کہ یہ حکمت عملی جس پر برطانوی حکومت عمل پیرا ہے —— آخر کار' لارڈ ویول تو برطانوی حکمت عملی کے اس (مَیں کیا کہوں) ہدایت نامے کے مطابق ہی کام کر رہے ہیں جس کا پہلے سے فیصلہ ہو چکا ہے —— یہ برطانوی حکمت عملی تباہ کُن ثابت ہوگی۔ آپ کو معلوم ہے کچھ عرصہ پہلے مسٹر چرچل نے یہ کہا کہ وہ برطانوی سلطنت کی بساط لپیٹنے کا فریضہ سرانجام دینے کے لیے وزیراعظم نہیں بنائے گئے۔ نہیں' مَیں انہیں بتا سکتا ہوں کہ جبراً بساط الٹنے سے رضا کارانہ طور پر بساط لپیٹنا زیادہ عزّت کی بات ہے! (تحسین کے نعرے) "یہ برطانوی قوم کے وقار میں اضافہ ہو گا۔اور ہم اسے ایک دوستانہ فعل تسلیم کریں گے جس کی مستقبل میں قدر اور قیمت ہو گی۔ لیکن مجبوراً بساط لپیٹنے کے یہ فائدے نہیں ہوں گے اور برطانوی سلطنت کی بساط ایک نہ ایک دن لپیٹی جائے گی خواہ آپ اسے پسند کریں یا نہ کریں۔ (تحسین اور قائداعظم زندہ باد کے نعرے)

آپ کو صرف ایک حوالہ سننے کی زحمت دوں گا کیونکہ یہ ذرا دلچسپ ہے۔ مسٹر جون برائٹ نے ۱۸۵۸ء میں جو کچھ کہا وہ یہ تھا۔ جون برائٹ اس وقت تقریر کر رہے تھے جب برطانوی مدبروں کی طرف سے ہند کا اقتدار اعلیٰ سنبھالنے کے لئے پارلیمان میں قانون ہند کا مسودہ پیش کیا گیا' اس تقریر میں انہوں نے کہا :

"انگلستان کتنی مدت ہند پر حکومت کرنی چاہتا ہے؟ اس سوال کا کوئی شخص جواب نہیں دے سکتا۔ ممکن ہے پچاس سال' یا سو سال یا پانچ سو سال' کیا کوئی شخص جس میں عقل کی ذرا سی بھی رمق ہو یہ باور کر سکتا ہے کہ اتنے بڑے ملک میں جس میں بیس قومیں آباد ہوں اور بیس مختلف زبانیں ہوں اسے ایک مستحکم مربوط اور پائیدار سلطنت میں جکڑا جا سکتا ہے؟ مَیں سمجھتا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں کہ اس طرح کی چیز کیلتا" ناممکن ہے۔ اگر ہم نے کبھی اس طرح کی کوئی کوشش کی تو ہمیں لازماً ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ اس نکتے کے حوالے سے ہم مستقبل کا آسرا تکنے پر مجبور ہوں گے۔ مثال کے طور پر مدراس پریذیڈنسی [صوبے] کو ہی لے لیجئے اس کی اپنی حکومت ہو تو پچاس برس کے بعد یہ ایک مربوط ریاست ہو گی اور صوبے کے ہر حصے کی نظر مدراس شہر پر دارالحکومت کی حیثیت سے اور حکومت مدراس پر اپنی حکومت کے طور پر اٹھے گی' اگر یہ ایک صدی یا اس سے زیادہ چل جائے تو ہند میں پانچ یا چھ صوبے ہوں گے جن کی تشکیل اتنی ہی تعداد میں مربوط ریاستوں کے طور پر ہو جائے گی۔ اور اگر مستقبل میں کبھی انگلستان کو اپنے اقتدار اعلیٰ کو ہٹانا پڑا تو ہم اتنی ہی تعداد میں صوبے اپنے پیچھے چھوڑیں گے جن کی مضبوطی کے ساتھ تعمیر ہو سکے اور جو مستحکم طریقے سے ایک دوسرے کے ساتھ منسلک ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک اپنی آزادی کی حفاظت کر سکے گا اور اپنی حکومت چلا سکے گا اور ہم یہ کہہ سکیں گے کہ ہم نے ملک کو طوائف الملوکی اور انتشار کا شکار نہیں چھوڑا جو لازمی نتیجہ ہو گا اگر ہم نے اس وسیع و عریض علاقے کو ایک عظیم سلطنت بنانے کے تخیل پر اصرار کیا۔"

یہ بات جون برائٹ نے ۱۸۵۸ء میں کہی۔ ۸۵ برس کے بعد ہم ان عظیم برطانوی مدبرین کے جانشینوں کے یہ بات ذہن نشین کرانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ برطانیہ کے لئے واحد راستہ' واحد دیانتدارانہ راستہ یہ ہے کہ وہ تقسیم کریں اور رخصت ہو جائیں۔ اتحاد ـــــ دو قوموں یعنی ہندو اور مسلمانوں کے درمیان املاک اور اثاثوں کی تقسیم کی بنیاد پر ہی ہو سکتا ہے۔ دیگر اقلیتیں ایک آزمائش ہوں گی۔ یہ پاکستان اور ہند کا مقدس اور اہم فریضہ ہو گا کہ وہ ان اقلیتوں کا تحفظ' ان کی حفاظت اور ان کے ساتھ عادلانہ اور منصفانہ سلوک روا رکھیں جو ان دو خطوں میں ہوں گی۔ [تحسین کے نعرے]

اشتراکیوں کو جواب

پس اب ہم کانگرس اور ہندو قیادت کی طرف آتے ہیں۔ حضرات : میں کوئی تبدیلی نہیں دیکھتا ماسوا اس کے کہ ایک طوطے کی رٹ لگائی جا رہی ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ چالاک ترین جماعت جو پروپاگنڈے میں مصروف ہے وہ اشتراکی ہیں۔ ان کے پاس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتنے پرچم ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ یہ سوچتے ہیں کہ تعداد میں ہی تحفظ ہے [قہقہہ] ان کے پاس سرخ پرچم ہے۔ ان کے پاس روسی پرچم ہے۔ ان کے پاس کانگرس کا پرچم ہے اور اب انہوں نے ازراہ کرم ہمارے پرچم کو بھی متعارف کرا دیا ہے [قہقہہ]۔ پس جب کسی شخص کے بہت سے پرچم ہوں تو میں شک میں مبتلا ہو جاتا ہوں۔ وہ چیختے ہیں کہ کانگرس اور لیگ میں تصفیہ ہونا چاہیے۔ کون کہتا ہے کہ نہ ہو؟ لیکن سوال یہ ہے کہ کس بنیاد پر؟ طوطے کی طرح سے یہ رٹ لگانا کہ ہم کانگرس۔ لیگ تصفیہ چاہتے ہیں لاحاصل بات ہے' کس بنیاد پر؟ مسٹر گاندھی نے اپنے مکتوب میں جو انہوں نے ۱۹ جنوری ۱۹۴۳ء کو لارڈ لنلتھ گو کے نام لکھا اور جو ان کے اور سابق وائسرائے کے مابین خط و کتابت کا حصہ ہے' کہتے ہیں:

"اگر مجھے اپنی غلطی کا احساس دلایا جائے یا بدترین یہ کہ جو آپ پر ظاہر ہے' جہاں تک میرے عمل کا تعلق ہے مجھے اس کا پورا اور کھلم کھلا اعتراف کرنے اور اس کا کافی مداوا کرنے کے لئے کسی سے مشورہ کرنے کی احتیاج نہیں ہو گی۔ نہ جانے میرا خط مؤرخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۴۲ء بنام سکرٹری حکومت ہند آپ کی نظر سے گزرا یا نہیں۔ میں نے جو کچھ اس میں کہا ہے اور جو کچھ آپ کے نام اپنے مکتوب مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۴۲ء میں کہا ہے اس پر قائم ہوں۔"

اب یہ بات تھی جنوری ۱۹۴۳ء کی۔ کیا میں غلطی پر ہوں' کیا میں ناانصافی کر رہا ہوں اگر میں یہ کہوں کہ اس خط کا واضح مطلب یہ ہے' جب مسٹر گاندھی نے یہ لکھا' کہ وہ اگست ۱۹۴۲ء کی قرارداد' اس کی حکمت عملی اور اس قرارداد میں مندرج مطالبات پر علیٰ حالہ قائم ہیں۔ میں آپ کو غیر ضروری طور پر پریشان کرنا نہیں چاہتا لیکن آپ میں سے جن لوگوں نے اس قرارداد کا مطالعہ کیا ہے وہ اس نتیجے پر پہنچیں گے — اس کے علاوہ اور کوئی نتیجہ ہو ہی نہیں سکتا۔ مسٹر گاندھی اور کانگرس نے نہ صرف مسلم لیگ سے مشورہ نہیں کیا' نہ صرف مسلم لیگ کو نظر انداز کیا بلکہ یہ قطعی' سوچی سمجھی اور ارادتاً ایک کوشش تھی مسلم لیگ کو نظر انداز کرنے کی اور برطانوی حکومت کو مجبور کرنے کی کہ وہ ان کے مطالبات کے سامنے سپر انداز ہو جائے جس کے معنی مسلم مطالبات کے خاتمے کے ہوتے۔ مسٹر گاندھی اپنے جنوری ۱۹۴۳ء کے مکتوب میں کہتے ہیں "میں اپنے مورچے پر ڈٹا ہوا ہوں۔"

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وکرم دتیہ عہد کی جانب

پس خواتین و حضرات: اگر مسٹر گاندھی اپنے مورچے پر ڈٹے ہوئے ہیں اور اگر انہوں نے ہم پر پستول تان رکھی ہے' نہ صرف برطانیہ پر بلکہ ہم پر بھی' اور ہمیں نظر انداز کرنا چاہتے ہیں اور ان کی حکمت عملی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے' تو کیا مَیں کسی بھی ذرا سی سوجھ بوجھ رکھنے والے انسان سے یہ دریافت کر سکتا ہوں کہ وہ کیا بنیاد ہے جس پر ایسے مذاکرات ہو سکتے ہیں جو کسی معقول تصفیے پر منتج ہوں؟ کیا جنوری ۱۹۴۳ء کے بعد کوئی تبدیلی رونما ہوئی ہے؟ کیا اس کی کوئی علامت یا نشانی موجود ہے؟ لاکھوں کانگرسی جیل سے باہر موجود ہیں۔ برعکس ازیں' وہ ایسی طرز حکومت پر غور و فکر کر رہے ہیں جس کی اساس قدیم ثقافت اور نظام پر استوار ہو جو وکرم دتیہ کے عظیم ہندو تاریخی عہد کے دنوں میں جاری و ساری تھا۔ مَیں کسی بھی سمجھدار آدمی' کسی منصف مزاج شخص سے دریافت کرتا ہوں کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ ہم اس موقف کو تسلیم کر لیں؟

چند اکا دُکا ہندو رہنماؤں نے ہمارے نقطہ نظر سے کسی نہ کسی درجے میں ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ لیکن جب وہ بات کرتے ہیں تو وہ ڈھکے چھپے انداز میں بات کرتے ہیں۔ واقعتاً' اوّل تو وہ "پاکستان" کا لفظ استعمال کرتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ وہ خود ارادیت' کی ترکیب کے استعمال کو ترجیح دیتے ہیں۔ جب وہ خود ارادیت' کی بات کرتے ہیں تب بھی تضحیک کا انداز اختیار کرتے ہیں اور تان اس پر توڑتے ہیں کہ ہم تو زیادہ سے زیادہ یہاں تک جا سکتے ہیں۔ اسی سانس میں جب ذمہ دار ہندو رہنما مبہم زبان میں گفتگو کرتے ہیں تو وہ ہمارے خلاف ہو جاتے ہیں اور اگر ہم ان سے اتفاق نہیں کرتے تو ہم سے کہا جاتا ہے کہ ہم کانگرس کے ساتھ عدم تعاون کر رہے ہیں۔ مَیں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا اس میں ذرہ برابر بھی صداقت ہے؟ یہ اس کے برعکس ہے۔ یہ تو کانگرس ہے جو اس کی ذمہ دار ہے اور جس نے ہمیں مجبور کیا ہے کہ ہم اپنے حقوق کا اور اپنا دفاع کریں۔

اوّل تو یہ کانگرس ہے جو مسلم لیگ کو دُور سے بھی مَس کرنے کے لئے تیار نہیں۔ یہ کانگرس ہے جس کے لئے مسلم لیگ ایک مطعون شے ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کو وزارتوں کی پیشکش کر کے بدعنوانی کی راہ پر ڈالا کہ وہ مسلم لیگ کو تج دیں' انہوں نے ایسے مسلمان کو گلے سے لگا لیا جو مسلم لیگ کو گالی دینے کے لئے تیار تھا اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ مطالبہ کیا کہ مسلم لیگ کو اپنی بساط لپیٹ دینی چاہیے۔ یہ ہے کانگرس!

جہاں تک ہمارا تعلق ہے یہ عدم تعاون کا سوال نہیں۔ یہ سوال ہے کانگرس کے خلاف دفاع کا جس نے ۱۹۳۸ء سے یہ رویّہ اختیار کر رکھا ہے کہ وہ مسلمانوں پر غلبہ حاصل کرے اور کسی نہ کسی طرح ہندو راج اور ہندو حکومت قائم کر لے۔ ہم اس عفریت کے خلاف' ان ریشہ دوانیوں اور ان عزائم کے خلاف دفاع کر رہے ہیں۔ یہ بالکل عدم تعاون کا سوال نہیں ہے۔ پھر ہمیں بار بار نہایت مہذب طریقے سے بتایا جاتا ہے اور ہر بار نادرست طور پر کہا جاتا ہے کہ ہمارے مطالبات ناممکن مطالبات ہیں۔ لیکن ہمیں بتایا جاتا ہے کہ ہندو موجودہ حالات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے' بجائے اس کے کہ وہ ہمارے مطالبات پر سمجھوتہ کریں جنہیں وہ دیانتداری سے غیر معقول سمجھتے ہیں۔

علامات مفقود نہیں

پس ہندو ہمارے مطالبات پر غور کرنے کی بجائے جو ان کی دانست میں غیر معقول ہیں برطانوی راج کو قبول کرنے پر آمادہ ہوں گے اور ہیں۔ ہمیں یہ نہیں بتایا جاتا کہ ہمارا غیر معقول مطالبہ کون سا ہے جس کی وجہ سے وہ اس قدر مایوس ہو گئے ہیں' ماسوا اس کے کہ ہم ہندو راج کے قیام کو قبول کرنے یا اس سے اتفاق کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ پھر ہمیں بتایا جاتا ہے کہ ایسی علامات درحقیقت مفقود نہیں ہیں جو یہ ظاہر کرتی ہیں کہ یہ عمل پہلے ہی سے شروع ہو چکا ہے۔ وہ عمل یہ ہے کہ ہندو برطانوی راج کو قبول کرنے کے لئے آمادہ اور تیار ہیں۔

آخر میں ہمیں بتایا جاتا ہے کہ مقصود آزادی سے ہماری بے اعتنائی ہے۔۔۔ ہم آزادی سے بے اعتنا ہیں۔۔۔ ان الفاظ کو ملحوظ خاطر رکھئے۔۔۔ "مسلمان نوجوان مسلم لیگ کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیں گے۔" کیا یہ لطیف بات نہیں ہے؟ کیا یہ جھوٹ نہیں ہے؟ کیا یہ نہیں کہا جا رہا ہے کہ ہم آزادی کی منزل سے بے التفاتی برت رہے ہیں؟ کیا یہ مسلمان نوجوانوں کی تحقیر نہیں ہے کہ ان کے بزرگ سیاستدان آزادی کے منتہائے مقصود سے بے اعتنائی کر رہے ہیں؟ مَیں آپ کو اس پلیٹ فارم سے بتانا چاہتا ہوں کہ مسلمان نوجوانوں کو لیگ کے خلاف اکسانے کی غرض سے یہ شرارت آمیز' خبیث اور فاسد پروپاگنڈا ہے۔ اس بات میں مطلق کوئی صداقت نہیں ہے کہ ہم برطانوی راج پر شاکر ہو گئے ہیں۔ اس کے برعکس اس ذمہ دار شخصیت نے ہمیں یہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتایا ہے کہ ایسی علامات غیر موجود نہیں ہیں کہ ہندو اس امر پر آمادہ ہیں کہ وہ برطانوی راج قبول کر لیں بجائے اس کے کہ وہ ہمارے ساتھ کوئی تصفیہ کریں۔

نواب زادہ لیاقت علی خاں: [وہ کونسے ہندو رہنما ہیں جنھوں نے یہ تمام باتیں کہی ہیں؟]

وہ ہندو رہنما جنھوں نے یہ ساری باتیں کہی ہیں مسٹر راج گوپال اچاریہ ہیں۔ آپ کو یہ تمام باتیں ان کے کتابچہ موسومہ 'راہ نجات' میں مل جائیں گی۔

پس خواتین و حضرات یہ ہے وہ صورت حال جہاں تک ہندو رائے عامہ کا تعلق ہے۔ اب جو کچھ میں آپ سے کہہ سکتا ہوں وہ یہ ہے۔ ہم کسی پر بھی انحصار نہیں کر سکتے اور ہم کسی پر انحصار نہیں کرتے۔ ہم اپنی طاقت' اپنے کام' اپنی خدمت' اپنی ہی قربانیوں کے ذریعہ اپنی منزل مقصود یعنی پاکستان حاصل کر لیں گے۔ ہندو جو کچھ زیادہ سے زیادہ کر سکتا ہے' یہ ہے کہ وہ آپ کے راستے میں مزاحم نہ ہو تاکہ اسے اپنی آزادی مل جائے اور آپ کو اپنی آزادی۔ یہ زیادہ سے زیادہ ہے جو وہ کر سکتا ہے کہ اپنی مزاحمت ہٹا لے تاکہ اس کو اپنی آزادی کے حصول کا ایک معقول موقع میسّر آ جائے اور ہمیں اپنی آزادی کا۔ برطانوی حکومت یہ دے سکتی ہے کیونکہ اس وقت ان کا قبضہ ہے۔ آیا وہ دینے کا فیصلہ کرتے ہیں یا نہ دینے کا فیصلہ کرتے ہیں یا وہ اپنے عزائم پر پردہ ڈالتے رہتے ہیں' پہلوتہی کرتے رہیں' بہانے تراشتے رہیں' مجھے بھروسہ ہے کہ ان کی تمام تر عیّاری' لوگوں کو جھانسہ دینے' لوگوں کو بے وقوف بنانے کے ضمن میں ان کی تمام تر اور زبردست ذہانت کے باوصف اب ہم برطانوی حکومت کی عیّاری کے بس سے بھی باہر ہو گئے ہیں [تحسین کے نعرے] وہ ہمیں حصول پاکستان سے نہ روک سکتے ہیں اور نہ روک سکیں گے۔

ہم نے ابتدا کر دی ہے۔ یہ چھوٹی سی ابتدا ہے۔ اس کا مقصد اپنے لوگوں کے لئے وزارتوں کی نوکریاں حاصل کرنا نہیں ہے کہ ہم ان علاقوں میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے وزارتوں کی تشکیل اور انہیں چلانے پر رضامند ہیں۔

ہم نے پہلا قدم اٹھا لیا ہے۔ یہ وزارتیں اس لئے قائم ہیں کہ مسلم لیگ ان کی پُشت پر موجود ہے۔ یہ مسلم لیگ ہے جس نے اپنے نمائندوں کے ذریعہ اس طرح کی قوت پر قبضہ کیا ہے' محدود طاقت جو بھی ہے یہ صرف ایک جزو ہے جو جماعتی شعبے میں کُل کے لئے اپنا کردار ادا کرے گا۔ اگر ہمارے وزراء مناسب طریقے سے ان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیارات کو استعمال کریں جو ان کے قبضے میں ہیں، ہر چند کہ وہ محدود ہیں، اگر ان کا ایسا ذہن ہو، تو وہ اِن صوبوں میں مسلم لیگ کو سیسہ پلائی ہوئی دیوار، مستحکم اور متحد کر سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ فی الفور عوامی نوعیت کے اور تعمیری پروگرام شروع کر سکتے ہیں، اقلیتوں کے ساتھ نا انصافی کے خیال سے نہیں بلکہ سماجی، تعلیمی اور اقتصادی لحاظ سے اپنے صوبوں کے لئے رفاہی مقاصد کے نقطہ نظر سے وہ ان محدود اختیارات میں رہتے ہوئے بھی اپنے اپنے صوبوں کی زبردست خدمت سرانجام دے سکتے ہیں بشرطیکہ وہ ذہنا" اس کے لئے آمادہ ہوں۔ پس ہم تجربے کی کوشش کر رہے ہیں، دیکھتے ہیں کہ اس تجربہ گاہ سے کیا برآمد ہوتا ہے۔

قحط زدہ بنگال

اب میں یہ کہنا چاہتا ہوں ـــــ اور میں سمجھتا ہوں کہ میں ہر اس شخص کے جو یہاں موجود ہے اور جو باہر ہیں جذبات کی ترجمانی کرتا ہوں، کہ ہماری عمیق ترین، بے حد دلی اور مخلص ترین ہمدردیاں اہالیان بنگال کے ساتھ ہیں جو اس خوفناک قحط میں ہیں جو ان پر ٹوٹ پڑا ہے۔ آیئے ہم دعا کریں کہ یہ ناسُور ختم ہو جائے اور اس کا اعادہ نہ صرف بنگال میں نہیں ہو گا بلکہ ہند کے کسی اور علاقے میں بھی نہیں ہو گا۔

تقریر کے اختتام پر میں آپ سب سے، ہر ایک سے ـــــ مرد، عورت اور بچہ، جوان اور بوڑھے سے کہتا ہوں کہ کھڑے ہو جایئے بغیر کسی تذبذب اور بغیر کسی ہچکچاہٹ کے۔ پاکستان میں ہماری نجات، ہمارا دفاع اور ہمارا مقدر مضمر ہے۔" [پُرزور اور طویل تالیاں]

(دی ڈان، ۱۲ جنوری ۱۹۴۴ء)

ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد وائس چانسلر کے ظہرانے میں تقریر

جس دن ہند میں پہلے غیر مسلم نے اسلام قبول کیا پاکستان کا آغاز ہو گیا

علی گڑھ ۸ مارچ ۱۹۴۴ء

ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد، وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے بروز بدھ ۸ مارچ ۱۹۴۴ء مسٹر ایم۔ اے۔ جناح کے اعزاز میں ظہرانے کا اہتمام کیا۔ جن حضرات نے اس ظہرانے میں شرکت کی ان میں نواب زادہ لیاقت علی خاں، سر محمد یامین خان،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خان بہادر اختر عادل صاحب صدر آگرہ مسلم لیگ' سید غلام بھیک نیرنگ' خان بہادر عبدالمقیت خان' کنور عبدالجمیل خان اور مسٹر انس خاں کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ مزید برآں ضلع' شہری اور یونیورسٹی مسلم لیگ اور یونین کے عہدے دار بھی ظہرانے میں موجود تھے۔

قائداعظم کی صحت کا جام تجویز کرتے ہوئے سر ضیاء الدین نے کہا مسلم ہند کا دوسرا نام قائداعظم ہے۔ انہوں نے اس بات میں یہ اضافہ بھی کیا کہ مسلم لیگ کی رضا کے بغیر ہند کے دستوری مسئلہ کا کوئی حل تلاش نہیں کیا جا سکتا۔ ملک میں امن و امان اس وقت تک قائم ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ پاکستان معرض وجود میں نہ آجائے۔

مسٹر جناح کا جواب

مسٹر جناح خود کو مسلم یونیورسٹی کے اراکین کے درمیان پا کر بے حد مسرور تھے۔ انہوں نے جام صحت کی تجویز کا جواب دیتے ہوئے اس پر جوش استقبال کا تذکرہ کیا جو ریلوے اسٹیشن پر انہیں دیا گیا جس میں ان کی ہڈی پسلیاں چٹخنے سے رہ گئیں اور وہ دم گھٹنے سے بال بال بچے۔ سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ یہ ایک امر واقعہ ہے کہ جب انہوں نے اپنی تنظیمی سرگرمیاں شروع کیں تو صرف دو فریق ۔۔۔۔ کانگرس اور برطانوی حکومت ۔۔۔۔ تھے لیکن رب العزت کا صد شکر ہے کہ ہمارے کارکنوں کی مساعی نے' جن میں وائس چانسلر بھی شامل ہیں' مسلمان کو اس کی حیثیت کا احساس دلا دیا ہے۔ اور مسلم لیگ کی سات برس کی جدوجہد نے مسلمانوں کو ایک قوم کی حیثیت عطا کر دی جس کی آواز نہ صرف ہند میں بلکہ چار دانگ عالم میں سنی جا رہی ہے۔ قائداعظم نے کہا پاکستان ہندوؤں کے کردار یا ان کی بدکرداری کی پیداوار نہیں ہے۔ یہ تو ہمیشہ سے موجود تھا صرف انہیں اس کا احساس نہیں تھا۔ ہر چند کہ ہندو اور مسلمان انہیں قصبوں یا گاؤں میں رہتے تھے لیکن وہ کبھی بھی ایک قوم کی شکل میں ضم نہیں ہوئے۔ وہ ہمیشہ دو علیحدہ حیثیت میں رہے۔

ہند میں اسلام کی آمد کی تاریخ کا حوالہ دیتے ہوئے انہوں نے ثابت کیا کہ مسلمانوں کے ہند میں اپنی حکومت قائم کرنے سے بہت پہلے جس دن ہند میں پہلے غیر مسلم نے اسلام قبول کیا اسی لمحے پاکستان کے قیام کا آغاز ہو گیا۔ جونہی ایک ہندو نے اسلام قبول کیا اسے نہ صرف مذہبی اعتبار سے بلکہ معاشرتی' ثقافتی اور اقتصادی لحاظ سے بھی مردود قرار دے دیا گیا۔ جہاں تک مسلمان کا تعلق تھا اسلام نے اس پر یہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرض عائد کر دیا کہ وہ اپنی شناخت اور انفرادیت کو کسی اجنبی معاشرے میں ضم نہ کرے۔ زمانہ قدیم سے عہد بہ عہد ہندو' ہندو رہے اور مسلمان' مسلمان اور انہوں نے اپنی شخصیتوں کو ایک دوسرے میں ضم نہیں کیا یہ ہے بنیاد پاکستان کی۔ یورپ اور امریکہ کے اعلیٰ افسروں کے ایک اجتماع میں ان سے دریافت کیا گیا کہ پاکستان کا مصنف کون تھا۔ مسٹر جناح کا جواب تھا ہر "مسلمان"۔

اب سوال یہ ہے کہ پاکستان حاصل کیسے کیا جائے؟ بھنویں اوپر اور لہجے میں متانت پیدا کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا "مطالبات کرنے سے نہیں' بھیک مانگنے سے نہیں' دعاؤں سے بھی نہیں بلکہ رب العزت پر بھروسہ کرتے ہوئے کام کرنے سے۔ انشاء اللہ اب پاکستان آپ کی پہنچ میں ہے۔"

(دی ڈان' ۱۰ مارچ ۱۹۴۴ء)

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ یونین سے خطاب

علی گڑھ' ۹ مارچ ۱۹۴۴ء

مسٹر جناح نے اپنی وہ تقریر جس کا نہایت بے تابی سے انتظار کیا جا رہا تھا یونیورسٹی یونین کے زیر اہتمام اسٹریچی ہال کے جلسہ میں ارشاد فرمائی۔ ہال میں کہیں تل دھرنے کی جگہ باقی نہ تھی۔ ہال کی راہداریوں' دالان اور برآمدوں میں مشتاق طلباء کا اژدھام تھا۔ جلسے کے آغاز سے قبل ان طلباء کا جوش و خروش دیدنی تھا۔ پردہ دار خواتین کے لئے خصوصی انتظامات کیے گئے تھے۔ اجتماع جو ابل کر ہال کے کناروں سے باہر نکل آیا تھا گزشتہ عظیم الشان اجتماعات پر سبقت لے گیا تھا۔ مسٹر جناح کا جو وائس چانسلر سر ضیاء الدین کے ہمراہ تشریف لائے بیک منزل پر استقبال کیا گیا۔ باب رحمت سے بیک منزل کے راستے پر مسلمان بوائے اسکاوٹ دو رویہ ایستادہ تھے۔ بیک منزل میں جلوس ترتیب دیا گیا جو سرخ بانات پر آہستہ خرامی کے ساتھ روانہ ہوا۔ جونہی جلوس اسٹریچی ہال میں داخل ہوا تحسین کے طویل اور مسلسل نعروں سے مسٹر جناح کا استقبال کیا گیا۔ سامعین فرد واحد کی طرح کھڑے ہو گئے اور پُرزور تالیاں بجائیں اور "قائداعظم زندہ باد' پاکستان زندہ باد" اور "اللہ اکبر" کے فلک شگاف نعرے بلند کیے۔ حاضرین میں جن ممتاز افراد کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں ان میں نواب زادہ لیاقت علی خاں' سر ضیاء الدین احمد' سر یامین خان ایم۔ ایل۔ اے [مرکزی] خان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہادر عبیدالرحمان اور سید غلام بھیک نیرنگ ایم۔ ایل۔ اے۔ (مرکزی) شامل تھے۔

نائب صدر کی تقریر

یونین کے نائب صدر مسٹر شمس الہدیٰ نے نہایت جوشیلی تقریر کے دوران علی گڑھ کے مسلم نوجوانوں کی جانب سے مسٹر جناح کو خوش آمدید کہا۔ انہوں نے آل انڈیا مسلم لیگ کو ترقی دینے اور اس کے تنظیمی کام کو آگے بڑھانے کے لئے اس پروگرام کا ذکر بھی کیا جو یونین کے پیش نظر ہے۔ ہند کے بارے میں جغرافیائی وحدت کے لارڈ ویول کے نظریہ کا تذکرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ علی گڑھ میں انہیں جغرافیہ کا سبق لینے کی چنداں ضرورت نہیں کہ ان کے پاس اپنا نہایت عمدہ جغرافیہ کا شعبہ موجود ہے اور انہیں اس امر کا بخوبی علم ہے کہ ہند نہ کبھی ایک جغرافیائی وحدت تھا اور نہ ہے۔ جغرافیائی اور تاریخی دونوں اعتبار سے ہند ہمیشہ متعدد ریاستوں میں منقسم رہا ہے اور دنیا کی کوئی طاقت مسلمانوں کو پاکستان قائم کرنے سے باز نہیں رکھ سکتی کیونکہ یہ ان کا مقدر ہے۔ نائب صدر نے ہندو طلباء پر زور دیا کہ وہ اپنے رہنماؤں کو مجبور کریں کہ وہ مسلمانوں کے مطالبہ پاکستان کو تسلیم کرلیں' پھر دنیا کی کوئی طاقت انہیں زندانوں سے باہر نکلنے اور آزادی ہند کے لئے مسلمانوں کے ساتھ کام کرنے سے باز نہ رکھ سکے گی۔

واقعات کی روئیداد

مسٹر جناح تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو ایک بار پھر تحسین کے پرزور نعروں سے ان کا خیرمقدم کیا گیا انہوں نے اپنی تقریر کا آغاز طلباء کے پرتپاک شکریہ سے کیا کہ انہوں نے انہیں زبردست اعزاز بخشا اور اس قدر پرتپاک خیر مقدم کیا۔ انہوں نے کہا کہ انہوں نے نائب صدر کی تقریر پوری توجہ کے ساتھ سنی اور نوجوانی کے اس جذبے کی تعریف کی جس کا اظہار ان کی تقریر سے ہوتا تھا۔ مجموعی طور پر ان کی تقریر سے یہ ظاہر ہو گیا کہ نوجوان مسلم دانشوروں کو ملک میں رونما ہونے والے سیاسی واقعات اور مسلم لیگ کی پوزیشن کا صحیح احساس ہو گیا ہے۔

سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ وہ حسب معمول ان واقعات

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی روئیداد پیش کرنے کے لئے آئے ہیں جو ان کی پچھلی آمد کے بعد سے اب تک رونما ہوئے۔ اپریل ۱۹۳۶ء سے ' جب مسلمانوں نے حقیقتاً اپنی موجودہ جدوجہد کا آغاز کیا' پیش آمدہ حالات کا ذرا تیز رفتاری سے جائزہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ پہلے تین برس کے دوران کوئی قابل ذکر نتائج برآمد نہیں ہوئے۔ کچھ لوگوں نے ہمارے ساتھ بے اعتنائی کا سلوک روا رکھا' کچھ ہم پر ہنسے اور کچھ نے سرگرمی کے ساتھ ہماری مخالفت کی' لیکن ہم نے جملہ مزاحمتوں اور رکاوٹوں کے باوصف اپنی جدوجُہد جاری رکھی۔ لیکن اب میں بلا مبالغہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہم صبر و تحمل' مستقل مزاجی' عزم بالجزم اور سعی پیہم کی بدولت اس مرحلے پر پہنچ گئے ہیں جہاں ہم خود کو ہدیہ تبریک پیش کر سکتے ہیں۔ تمام عظیم تحریکوں میں ابتدائی نوعیت کا بہت سا کام کرنا ضروری ہوتا ہے۔ آپ لاکھوں انسانوں کے خیالات کو ایک دن' ایک ہفتہ' ایک ماہ یا ایک برس میں تبدیل نہیں کر سکتے۔

ہمارا دعویٰ

ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ مسلم لیگ مسلم ہند کی باختیار اور نمائندہ تنظیم ہے۔ یہ دعویٰ ہم پر یہ مقدس فریضہ عائد کرتا ہے کہ ہم مسلمانانِ ہند کو مستقبل میں اتنی ہی عظیم قوم بنا دیں جس قدر عظیم کہ وہ ماضی میں تھی۔

سات برس قبل ہماری کیا حالت تھی؟ دس کروڑ افراد عملاً مردہ تھے۔ درحقیقت مسٹر گاندھی اور لارڈ لنلتھگو مسلم ہند کی تجہیز و تدفین کی تیاریاں کر رہے تھے۔ لیکن اللہ کا شکر ہے کہ ہم بچ گئے۔ اب ہمارے پاس ایک اپنا پلیٹ فارم ہے اور ایک نصب العین۔ کچھ عرصہ قبل میں نے اسی ہال میں کہا تھا کہ ہم پہلے ہی پاکستان کا چارٹر مرتب کر چکے ہیں اور ہمیں کسی اور چارٹر کی احتیاج نہیں۔ ہمیں جغرافیہ یا تاریخ کے اسباق پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ مسلم لیگ نے نہ صرف اس ملک میں بلکہ بیرون ملک بھی مسلمانوں کے لئے ایک مقام حاصل کر لیا ہے۔ پانچ برس پیشتر کیا کوئی ہمارے بارے میں گفتگو کرتا تھا یا کسی کو یہ جاننے کی پرواہ تھی کہ ہم کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں؟ لیکن آخری چند برسوں کے دوران ایک عظیم تبدیلی واقع ہوئی ہے اب کوئی دن نہیں جاتا کہ ہر اخبار' خواہ وہ حلیف ہو یا حریف' مسلم لیگ کے بارے میں بات نہ کرتا ہو۔ اگر وہ دوست نہیں ہیں تو ہمیں گالیاں دیتے ہیں' اور لوگ کسی ایسے شخص کو گالیاں بھی نہیں دیتے جس کی کوئی وقعت نہ ہو۔ مسٹر جناح نے کہا کہ اب چاپلوسی اور خوشامد کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انداز میں میرا تذکرہ کیا جاتا ہے کہ موجودہ صورت حال کے حل کی کنجی میرے ہاتھ میں ہے اور یہ کہ مَیں ہی جمود کو توڑ سکتا ہوں۔ فی الحقیقت' ہمارے دوست تو اس حد تک چلے گئے ہیں کہ انہوں نے اس عظیم متحدہ ہند کی وزارت عظمیٰ کا تاج بھی مجھے پیش کر دیا۔

یہ بہت خوب ہے' لیکن ہم اپنے عہد پر قائم ہیں اور نہ کوئی چاپلوسی اور نہ کوئی جبر ہمیں ہمارے طے شدہ مقصد سے ہٹا سکتا ہے۔ آج مسلم لیگ اس ملک کی زندگی میں ایک طاقتور پوزیشن پر متمکن ہے۔ اب آپ کو اپنی تمام تر توجہ اپنی عظیم قوم کی معاشرتی' تعلیمی اور اقتصادی بہبود پر مرکوز کرنی ہو گی۔

اب کہ ہم نے اتحاد فکر و مقصد حاصل کر لیا ہے' ہمیں اس سے اگلا قدم اٹھانا چاہیے۔ کراچی میں ہم نے بعض اہم فیصلے کئے۔ لیکن آپ کو صبرو تحمل سے کام لینا ہو گا۔ قابل ذکر نتائج چشم زدن میں حاصل نہیں ہو جاتے۔ اس کے لئے ہمیں زیادہ سے زیادہ صبر' توانائی اور ٹھوس کام کرنے کی ضرورت ہو گی۔

اب ہمارے پاس ایک مجلس عمل ہے جس کا کام یہ ہو گا کہ وہ ہند کے طول و عرض میں مسلم لیگ کو مزید اور بہتر طور پر منظم کرے۔ حالیہ برسوں میں مسلم لیگ نے اس قدر زبردست ترقی کی ہے کہ اب اس وسیع تنظیم کی نگرانی کسی فرد واحد کے بس کی بات نہیں رہی۔ مجلس کا کام یہ ہو گا کہ وہ ہر ضلع اور ہر شہر میں مسلم لیگ کی تنظیم کی نوک پلک سنوارے اور اسے آہنی جسد عطا کر دے۔ یہ آپ کی تمام شاخوں کے کاموں میں ہم آہنگی' ربط اور تسلسل پیدا کر دے گی تاکہ جو بھی پروگرام آپ کے سامنے رکھا جائے آپ اسے بہتر طریقے سے چلا سکیں۔ ایک پروگرام کو تشکیل دینا آسان کام ہے۔ لیکن ہمارے پاس ایسے افراد ہونے چاہیں اور ایسی مشینری ہونی چاہیے جو ہمارے فیصلوں کو رُو بہ عمل لا سکیں۔

دوم' ہمارے پاس ایک پارلیمانی بورڈ ہے۔ مرکزی اور صوبائی مجالس قانون ساز کے ضمنی انتخابات وقتاً" فوقتاً" ہوتے رہتے ہیں۔ لہٰذا انتخابات تو کسی لمحے بھی آ سکتے ہیں۔ مناسب طریقے سے ان کی نگرانی اور باقاعدگی کے ساتھ انہیں چلانے کی ضرورت ہو گی۔ آپ اس کی تیاری آخری لمحے میں نہیں کر سکتے۔ ابھی سے ہمیں عمدگی اور منظم طریقے سے انتخاب لڑنے کے لئے خود کو تیار اور کیل کانٹے سے لیس رکھنا ہو گا۔

تیسری چیز ہے منصوبہ بندی کمیٹی جس کے اراکین کے ناموں کا مَیں ابھی تک

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعلان نہیں کر سکا۔ اس کے بارے میں لوگوں کے خیالات میں بہت سا ابہام موجود ہے' لیکن اس کمیٹی کی رُکنیت کے لئے مناسب اور اہل افراد کی جستجو دُشوار امر ہے۔ محض سیاست دانوں اور وکلاء کو اس کمیٹی میں شامل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ تاہم ہم بہت عرصہ انتظار بھی نہیں کر سکتے۔ پھر بہت تاخیر ہو جائے گی۔ ہم منصوبہ بندی کمیٹی سے یہ چاہتے ہیں کہ وہ پاکستانی علاقوں کے وسائل سے بھرپور استفادے کے لئے ہمیں وقت سے پہلے تیار کر دے۔

یہاں ہمیں ہندو فرقے کی مثال کو پیش نظر رکھنا ہو گا۔ وہ ہمیشہ موقع سے فائدہ اٹھانے کے لئے خود کو تیار رکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر ہم نے تجارت میں کیا کیا ہے؟ تجارت کے معنی ایک دکاندار یا برآمد کنندہ یا درآمد کنندہ کا کاروبار نہیں۔ اس کے معنی ہیں بھاری صنعتیں' سائنٹیفک طریقوں کے مطابق تجارت اور صنعت و حرفت۔ اگر آپ جائنٹ اسٹاک کمپنیوں کی فہرست پر نظر ڈالیں گے تو آپ کو مسلمان کہیں نظر نہیں آئیں گے۔ جب یہ جنگ شروع ہوئی تو ہندو کاروبار اور تجارت میں وسعت دینے کے ان مواقع سے پورا فائدہ اٹھانے کے لئے بالکل تیار تھے جو جنگ کی وجہ سے پیدا ہوئے۔ مسلمان تیار نہیں تھے اس لئے وہ ایک بار پھر پیچھے رہ گئے۔ جب ہم نے مواقع کو اپنی لاپرواہی کی وجہ سے خود گنوا دیا تو شکوے شکایت بے سُود ہیں۔ ہم صرف بی۔ اے' ایم۔ اے پیدا کر رہے ہیں جن کی نظریں پچاس یا ساٹھ روپے ماہانہ تنخواہ کی سرکاری ملازمتوں پر لگی ہوتی ہیں' طبعاً" مسلمان جتنا کماتا ہے اس سے زیادہ خرچ کرتا ہے۔ یہ بہت ہی غیر تسلّی بخش صورت حال ہے۔

مَیں آپ سے کہتا ہوں اور اپنے تمام رہنماؤں سے بھی کہ اب ہمیں فی الفور ایسے اقدامات کرنے چاہئیں کہ ہم اپنے نوجوانوں کو اس انداز سے ترتیب دیں' ان نوجوانوں کو دیگر مفید ذرائع کی طرف لگا سکیں۔ لیکن وہ ذرائع بھی پیدا کرنا ہوں گے۔ تمام ہندو تجارتی اداروں کے دروازے مسلمانوں پر بند ہیں۔ کوئی ہندو ادارہ مسلمان کو ملازمت نہیں دے گا۔ لہٰذا آپ کے پاس اپنے تجارتی اور صنعتی ادارے ہونے چاہئیں جن میں آپ نہ صرف ہزاروں کارکنوں اور مزدوروں کو ملازمتیں دے سکیں گے بلکہ تعلیم یافتہ نوجوانوں کو بھی جن کے مستقبل کے امکانات بے حد و حساب بہتر ہوں گے اور وہ ان اداروں میں سرکاری ملازمتوں کے مقابلے میں بہتر کام کر سکیں گے۔

یہ نہیں ہے کہ اب ہم بالکل دیوالیہ ہو گئے ہیں' بلکہ ہم نے اپنی قومی زندگی میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجارتی پہلو کو افسوسناک حد تک نظر انداز کیا ہے۔ اب ہمیں اس خامی کو دُور کرنے کے لئے فوری کوششیں کرنے کی ضرورت ہے۔ منصوبہ بندی کمیٹی اس بات کا سائنٹیفک انداز میں مطالعہ کرے گی اور جائزہ لے گی کہ پاکستانی علاقوں میں کون کون سی قدرتی اور معدنی دولت موجود ہے اور ان علاقوں میں کس کس صنعت کے پنپنے کے بہتر امکانات ہیں۔ وہاں بہت سے وسائل پہلے ہی سے موجود ہیں لیکن ہمیں واقف اہل افراد، کاریگروں، سائنس دانوں اور تجارتی ماہرین کی ضرورت ہو گی جو پاکستان کے منطقوں میں اقتصادی اور صنعتی زندگی کی تعمیر میں مدد دے سکیں۔ مَیں پچھلے دو ماہ سے ایسے افراد کو تلاش کر رہا ہوں اور اللہ کو منظور ہُوا تو مَیں مستقبل قریب میں کمیٹی کے اراکین کا اعلان کر دوں گا۔

سیاسی صورت حال

سیاسی صورت حال کے ضمن میں پوزیشن یہ ہے کہ کانگرس کا موقف وہی ہے جو تھا۔ یہی صورت حال ہندو مہاسبھا اور برطانوی حکومت کی ہے اور جمُود یا تعطّل یا جو بھی کچھ آپ اسے کہنا چاہیں، جاری ہے۔ ہم کیا کر سکتے ہیں یا ہم سے کیا کرنے کی توقع کی جا سکتی ہے؟ اس ضمن میں ایک حالیہ واقعہ مرکزی مجلس قانون ساز میں وائسرائے کی تقریر ہے۔ وائسرائے نے اپنی تقریر میں ہند کی جغرافیائی وحدت کے نعرے کو کیوں جگہ دی؟

ہزایکسی لینسی وائسرائے کا خطاب اشتعال انگیز تھا اور مسلم پوزیشن کا کوئی خیال نہیں رکھا گیا۔ کیونکہ وہ کانگرس اور مسٹر گاندھی کو دانہ ڈال رہے تھے تاکہ ان کے عہد میں وہ نیک چلنی کی راہ اختیار کر لیں۔ بلاشبہ لارڈ ویول نے بھی اپنے پیشرو کی طرح کانگرس کے دریا میں کانٹا پھینک دیا ہے۔ لارڈ لنلتھگو نہایت مایوس کُن انداز سے ناکام رہے۔ لیکن سپاہی وائسرائے کا خیال ہے کہ وہ کوئی بڑی مچھلی یا اتنی چھوٹی مچھلیاں پکڑنے میں کامیاب ہو جائیں گے جو ان کے مقصد کی براری کے لئے کافی ہوں۔ لیکن مجھے ایسے قرائین نظر آ رہے ہیں کہ بہت سے ہندو رہنما اور ہندو اخبارات ان کے جغرافیائی وحدت کے سکون بخش حوالے سے لطف اندوز ہو چکے۔ دفاع، داخلی اور خارجی اقتصادی مسائل کے نقطہ نظر سے ان کے تصوّر وحدت کی صرف ایک ہی تعبیر نکل سکتی ہے کہ کس طرح بہتر طریقے سے ہند پر سامراجی تسلّط کو برقرار اور جاری رکھا جا سکتا ہے۔ بلاشبہ انہوں نے مسلم ہند کے مطالبات کو نظر انداز کر دیا ہے۔ نہیں،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ تو اکھنڈ ہندوستان کے پنڈتوں کی چاپلوسی کرنے میں اپنی راہ سے ہٹ کر آگے بڑھے ہیں اور انہوں نے ناشکری کا مظاہرہ کیا اور حکومت کو ہراساں نہ کرنے کی مسلم لیگ کی موجودہ حکمت عملی کا ناروا فائدہ اٹھایا ہے۔ اس کی وجہ سے مسلم ہند کے طول و عرض میں زبردست برہمی پیدا ہو گئی ہے۔"

خطرناک کھیل

سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا "کانگرس کے سامنے جو لا حاصل دانہ پھینکا گیا ہے اس سے ہند کا تو کچھ بھلا نہ ہو گا۔ اور میری پختہ رائے یہ ہے کہ یہ ایک خطرناک کھیل کھیلنا ہے اور اس کے نہایت سنگین نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ جنگ جیتنے کی یقینی راہ' جسے وائسرائے اپنا مقدم ترین فریضہ گردانتے ہیں' مطالبہ پاکستان کو تسلیم کرنا ہے' جس کے معنی ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کی آزادی ہے اور اس طرح وہ اپنی خلوص نیت کا ثبوت فراہم کر سکتے ہیں کہ وہ واقعتا اس وسیع و عریض برعظیم کے باشندوں کو حقیقی خود مختار حکومت منتقل کرنا چاہتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ وہ گاندھی اور کانگرس کے لئے شوشے چھوڑیں کہ ان سے نیک چلنی کی ضمانت حاصل کر لی جائے اور ان سے اس بات پر اتفاق رائے کرا لیا جائے تاکہ سیاسی مسئلہ کو غیر معینہ مدت کے لئے طاق نسیاں کی زینت بنا دیا جائے' یا اسے سردخانے کے سپرد کر دیا جائے۔ لیکن ہند کی تقسیم ناگزیر ہے۔ دو قوموں ہندوؤں اور مسلمانوں —— کا امتزاج ایک ناممکن امر ہے اور پاکستان ایک یقینی بات ہے۔ اس کے قیام میں مزاحمت یا تاخیر کرنا فعل عبث اور غیر دانشمندانہ بات ہے۔"

لارڈ ویول نے اپنی تقریر کے دوران یہ بھی کہا ہے کہ ان کی ایسی کوئی خواہش نہیں کہ وہ کانگرس کو لنگوٹی میں پھاگ کھیلتے دیکھیں۔ مزید برآں ان کی تقریر میں کچھ ایسے جملے بھی تھے جن سے یہ اشارہ ملتا تھا کہ وہ کانگرس کی چاپلوسی کرنا چاہتے ہیں۔ وائسرائے کا یہ خیال ہے کہ مسٹر گاندھی کو ان خیالات میں آبرو مندانہ سمجھوتے اور "شرفاء کے مابین معاہدہ" کے جراثیم مل جائیں گے۔

یہ ساری باتیں مسٹر گاندھی اور ان کے رفقائے کار کی خاطر کی جا رہی ہیں۔ لیکن میں لارڈ ویول کو بتا دینا چاہتا ہوں' کیا میں یہ کہہ سکتا ہوں' کہ وہ اپنی ہی جنت میں آباد ہیں۔ انہیں یہ جان لینا چاہیے کہ اُن کا کھیل ختم ہو گیا ہے۔ مسلم لیگ اب کافی طاقتور ہے اور وہ اس کا اہتمام کرے گی کہ کوئی ریشہ دوانی اور ساز باز کامیابی سے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمکنار نہ ہو پائے۔ اگر "شرفاء کے مابین کوئی اَور معاہدہ" طے پایا تو اس کی عمرِ طبیعی دو ہفتہ سے زیادہ نہ ہو گی۔ (تحسین و آفرین)

ایک اَور حصّہ

ایک اَور پارٹی جو کچھ عرصے سے بہت سرگرم ہو گئی ہے یہ کمیونسٹ پارٹی ہے۔ اُن کا پروپاگنڈا مکارانہ ہے، اور مَیں آپ کو خبردار کرتا ہوں کہ اُن کے چُنگل میں نہ پھنسیں۔ اُن کا پروپاگنڈا ایک سُراب ہے اور ایک دام۔ آپ کیا چاہتے ہیں؟ سوشلزم' کمیونزم' نیشنل سوشلزم اور ہر دیگر ازم کی باتیں خارج از بحث ہیں۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ فی الفور کچھ کر سکتے ہیں؟ کب اور کس طرح؟ آپ اس امر کا فیصلہ کر سکتے ہیں کہ آپ کو پاکستان میں کون سا نظام حکومت مطلوب ہو گا؟ کوئی نہ کوئی پارٹی ہم سے کہتی ہے کہ ہمیں پاکستان میں جمہوری حکومت یا سوشلسٹ یا نیشنلسٹ حکومت قائم کرنی چاہیے۔ یہ سوالات آپ کو فریب دینے کے لئے اٹھائے جاتے ہیں۔ اس وقت تو آپ صرف پاکستان کی حمایت کیجئے۔ اس کا مطلب ہے کہ سب سے پہلے آپ کو ایک علاقہ اپنے قبضے میں لینا ہے۔ پاکستان ہُوا میں تو قائم نہیں ہو سکتا۔ جب آپ اپنے اوطان کا قبضہ لے لیں گے تب یہ سوال اُٹھے گا کہ آپ کونسا نظامِ حکومت رائج کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا آپ اپنے ذہن کو ان فضول خیالات سے اِدھر اُدھر نہ بھٹکنے دیجئے۔

آیئے ہم اپنی تمام تر توجہ اپنے اوطان کا قبضہ لینے کے سوال پر مرکوز کر دیں۔ اس وقت اپنی طاقت اور اپنے اختیار کی وجہ سے سب سے زیادہ طاقتور پارٹی انگریز ہیں۔ جب تک کہ اُن میں حقیقی تبدیلی رونما ہو مسئلہ ہند کا حل مؤخر ہوتا رہے گا۔

بالغ نظری

گزشتہ چھ ماہ کے دوران میں برطانوی سیاستدانوں میں ایک تبدیلی دیکھی ہے۔ بہت سے انگریزوں اور ہندوؤں نے یہ محسوس کر لینے کے اشارے دیئے ہیں کہ مسئلہ کا واحد مؤثر حل ہند کو ہندوستان اور پاکستان کی شکل میں تقسیم کر دینا ہے۔ ہند کے جغرافیائی وحدت کے برطانوی تصور کے معنی ہیں کہ ہند پر برطانوی تسلّط غیر معیّنہ مدت تک جاری رہے۔ اکھنڈ ہندوستان یا متحدہ ہند کا مطلب ہے کہ ہندو سامراجی حکومت ہو۔ جمہوری حکومت بھی نہیں۔ کیونکہ ہندو معاشرے میں جمہوریت کا کوئی تصور موجود نہیں۔ درحقیقت یہ بدقسمتی کی بات ہے۔ مَیں دیانتداری سے یہ سمجھتا ہوں کہ ہند کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ کے ضمن میں ہمارا حل سب سے زیادہ دیانتدارانہ' سب سے زیادہ قابل عمل اور بہترین ہے۔ یعنی ہند کو پاکستان اور ہندوستان کی شکل میں تقسیم کر دیا جائے۔ ہندوؤں کے ذہنوں پر یہ صداقت زیادہ سے زیادہ آشکار ہو رہی ہے۔ یہ ایک حقیقی گول چکر ہے جوں جوں ہم آگے بڑھتے جائیں گے' مجھے بھروسہ ہے کہ وہ یہ محسوس کرتے جائیں گے کہ پاکستان ہماری نسبت ان کے لئے زیادہ سُود مند ہے۔

جان بُل کا گھیراؤ

جہاں تک انگریزوں کا تعلق ہے جب تک اُن پر دباؤ نہ ہو وہ دیتے کچھ نہیں۔ جان بُل کا گھیراؤ بہت مشکل کام ہے۔ اگر ہند میں مسلمانوں کی عظیم اکثریت ہوتی تو جان بُل کا گھیراؤ چنداں مشکل نہ تھا۔ لیکن قباحت یہ ہے کہ اگر مَیں جان بُل کو اپنی گرفت میں لینے کے لئے بڑھوں تو ہندو اس کی حمایت کے لئے آن کھڑے ہوں گے اور جب ہندو اپنے ان مطالبات کو تسلیم کرانے کے لئے جو ہمارے لئے مضرت رساں ہیں اس کا گھیراؤ کرنا چاہیں گے تو ہم ان کا ساتھ نہیں دے سکتے۔ اگر ہندو مطالبہ تسلیم کر لیا جائے تو اس کے معنی ہیں ہندوؤں کے لئے آزادی اور مسلمانوں کے لئے غلامی۔ اگر میرا مطالبہ مان لیا جائے تو اس کا مطلب ہو گا دونوں کے لئے آزادی۔ بد قسمتی سے ہندو اس وہم میں مبتلا ہو گئے ہیں کہ سارے ہند پر متحدہ مرکزی حکومت قائم ہونی چاہیے جو' انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ناممکنات میں سے ہے۔ یہ وہم آہستہ آہستہ ختم ہو رہا ہے اور ہمیں امید کرنی چاہیے کہ یہ وہم ان کے ذہنوں سے کیلتا" مٹ جائے گا۔

مُسلم وزارتیں

پانچ مُسلم اکثریتی صوبوں میں اب مسلم لیگی وزارتیں موجود ہیں جو ہمارے لئے ایک طرح کی تجربہ گاہ کے مثل ہیں۔ عام انتخابات اب سے دُور ۱۹۳۶ء میں منعقد ہوئے تھے۔ مجالس قانون ساز کے بہت سے اراکین ابتدا مسلم لیگ کے ٹکٹ پر منتخب نہیں ہوئے لیکن جیسے جیسے مسلم لیگ طاقت پکڑتی گئی ان مجالس قانون ساز کے مُسلم اراکین بتدریج مسلم لیگ کی صفوں میں شامل ہوتے گئے۔ اب یہ مسلم لیگی وزارتیں مجالس قانون ساز میں مسلم لیگ پارٹیوں کی حمایت پر انحصار کرتی ہیں۔ مسلم لیگ کی تنظیم ان کی نگرانی کرتی ہے۔ ماضی میں جو ہُوا سو ہُوا' مسلم وزراء اب یہ محسوس کر رہے ہیں کہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھیں مسلمانوں اور صوبوں کی بہبود کے لئے کام کرنا چاہیے۔ ہمارا مسلم اکثریتی صوبوں میں اقلیتوں کے ساتھ ناانصافی کرنے کا کوئی ارادہ نہیں۔ لیکن ہم یہ بھی دیکھنا چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے ساتھ بھی کوئی ناانصافی نہ ہو۔

ان محدود اختیارات کے باوصف جو موجودہ دستور تفویض کرتا ہے' وزارتیں کافی کچھ کر سکتی ہیں۔ وہ مجالس قانون ساز کے اندر بھی کام کر سکتی ہیں اور مسلم لیگ کو مسلمانوں کی حالت بہتر بنانے کے لئے جائز' دیانتدارانہ اور منصفانہ امداد دے کر باہر بھی کام کر سکتی ہیں' بشرطیکہ وہ اخلاص اور اہلیت کے ساتھ ایسا کریں۔

اگر پاکستان کے علاقوں میں مسلمانوں کو صحیح طریقے سے منظم کیا جائے تو پاکستان کی اساس استوار ہو جائے گی۔ پھر فیصلہ ان کے ہاتھ میں ہو گا کہ وہ یہ کہہ سکیں کہ یونین ہو گی یا یونین نہیں ہو گی۔ نہ صرف پاکستان میں رہنے والے آٹھ کروڑ مسلمانوں کی تقدیر آپ کے ہاتھ میں ہے بلکہ ان تین کروڑ مسلمانوں کی تقدیر بھی جو دیگر مقامات پر رہائش پذیر ہیں۔

کچھ امریکیوں نے مجھ سے مسلم لیگ کی نمائندہ حیثیت کے بارے میں دریافت کیا۔ میں نے انھیں جواب دیا کہ آپ کو اس سے بہتر ثبوت اور کیا درکار ہے کہ ہندو اکثریتی صوبوں میں تو دستور معطل ہے لیکن مسلم اکثریتی صوبوں میں مسلم لیگی وزارتیں کام کر رہی ہیں۔ دستور پر بغیر کسی بڑے نقص یا بڑی رُکاوٹ کے عمل درآمد ہو رہا ہے۔ ہندو اکثریت پہلے سے زیادہ قائل ہوتی جا رہی ہے اور آہستہ آہستہ اس کی مزید قائل ہوتی جائے گی کہ پاکستانی علاقوں میں مسلمانوں کے ساتھ صلح آشتی اور تعاون سے کام کرنا چاہیے۔

گوالیار میں مظالم

ہندی ریاستوں میں صورت حال کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ کشمیر کے بعد کچھ عرصے سے گوالیار میں مسلمانوں کو بدسلوکی اور ظلم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ ہم اس صورت حال کا نہایت اضطراب سے مشاہدہ کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کے ساتھ جو ناانصافی روا رکھی جا رہی ہے اس کا مورد الزام تنہا مہاراجہ اور ان کی انتظامیہ کو نہیں ٹھہرایا جا سکتا بلکہ اس ذمہ داری میں اقتدار اعلیٰ بھی کسی حد تک شریک ہے۔ اگر گوالیار میں کوئی سنگین قسم کی گڑبڑ ہوئی تو ایسا محض اقتدار اعلیٰ کی مدد سے ہو گا کہ گوالیار کی انتظامیہ یہ ظلم ڈھا سکے گی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا یہ دیکھنا اقتدار اعلیٰ کا فرض ہے کہ گوالیار کی انتظامیہ مسلمانوں کے ساتھ عادلانہ اور منصفانہ سلوک روا رکھے۔ مجھے ان لوگوں کے ساتھ بڑی ہمدردی ہے جو گوالیار میں کام کر رہے ہیں۔ ان کے کوئی عزائم نہیں ہیں اور مجھے یقین ہے کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ بھی اسی قسم کا عادلانہ اور منصفانہ سلوک چاہتے ہیں جیسا کہ گوالیار کے کسی اور شہری کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

صیہونیت کا مسئلہ

ہمیں اس وقت ایک اور نہایت سنگین مسئلے کا سامنا ہے' یعنی فلسطین میں صیہونیت کا مسئلہ۔ اگر صدر روزویلٹ طاقتور عالمی صیہونیت کے دباؤ کے تحت برطانوی حکومت کو فلسطین میں عربوں کے ساتھ ناانصافی کرنے پر مجبور کرنے کی غلطی کا ارتکاب کرے گا تو اس سے مسلم دنیا میں ایک کونے سے دوسرے کونے تک آگ لگ جائے گی۔ عربوں کے ساتھ پہلے ہی بہت زیادتی ہو چکی ہے۔ اگر یہودیوں کی ترک مکانی کا سلسلہ جاری رکھنے کی اجازت دی گئی تو مجھے اس باب میں کوئی شک نہیں کہ نہ صرف مسلم لیگ عَلم بغاوت بلند کر دے گی بلکہ سارا عالم اسلام بغاوت کر دے گا۔ اس ضمن میں مسٹر جناح نے یاد دلایا کہ موجودہ جنگ کے آغاز پر انہوں نے جو مطالبات پیش کئے تھے ان میں سے ایک فلسطین میں عربوں کے مفادات کے تحفظ کے بارے میں بھی تھا۔ اس وقت کے وائسرائے لارڈ لنلتھگو نے ملک معظم کی حکومت کی جانب سے مسلم فرقے کو باضابطہ طور پر اس امر کی یقین دہانی کرائی تھی کہ برطانوی حکومت قرطاس ابیض اور اس عہد پر قائم رہے گی جو اس نے عربوں کے ساتھ کر رکھا ہے۔

اگر اب اس اعلان شدہ حکمت عملی سے انحراف کیا گیا تو یہ اونٹ کی کمر پر آخری تنکا ثابت ہو گا۔ مجھے اب بھی امید ہے کہ امریکہ فلسطین کے معاملے میں اپنے رویّہ پر نظر ثانی کرے گا۔

تقریر ختم کرنے سے پیشتر مسٹر جناح نے ایک جرمن مصنف موزف ہیل کی کتاب 'عرب قبل از ظہور اسلام' کے ایک باب کا حوالہ دیا۔ مصنف نے کہا کہ عربوں میں دو بڑی خامیاں ہیں اولاً ان میں قومی اتحاد کے شعور کا فقدان ہے۔ ان میں محض قبیلوں اور خاندانوں کا احساس ہے۔ دوم ان میں شعور اطاعت مفقود ہے۔ اس تنقید کا اطلاق ہند کے مسلمانوں پر بھی ہوتا ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اجڈ لوگوں کو ایک طاقتور قوم بنا دیا تھا۔ ہماری پشت پر ثقافت اور تہذیب کی عظیم روایات

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود ہیں اور ہم میں ایک عظیم قوم بننے کی تمام تر صلاحیت موجود ہے۔ ہم اپنی قوم کو عظیم بنا سکتے ہیں اور انشاء اللہ بنائیں گے۔ اور جب ہم یہ کر لیں گے تو پاکستان ہمارے قدموں میں ہو گا۔ [تحسین و آفرین کے مسلسل نعرے]

(دی ڈان' ۱۱ مارچ ۱۹۴۴ء)

مسلم لیگ منصوبہ بندی کمیٹی سے خطاب

نئی دہلی' ۵ نومبر ۱۹۴۴ء

مَیں منصوبہ کمیٹی کے چیرمین اور اراکین کا شکر گزار ہوں کہ اُنہوں نے ازرہِ عنایت مجھے آج صبح کے اجلاس میں شرکت کی دعوت دی۔

چیئرمین نے مجھے اطلاع دی ہے کہ کچھ اراکین مجھ سے سوالات کرنا چاہتے ہیں۔ پس اب آپ لوگ مجھ سے منصفانہ اور صاف گوئی کے ساتھ جرح شروع کر سکتے ہیں اور جو چاہے سوال دریافت کر سکتے ہیں۔ مَیں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔

مسلم لیگ کی جانب سے بات کرتے ہوئے مَیں سب سے پہلے اس امر کی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ کس طرح یہ کمیٹی معرض وجود میں آئی۔

حالیہ برسوں کے دوران مجھے متعدد مقامات پر جانے کا موقع ملا اور مَیں جہاں کہیں بھی گیا مَیں نے یہی دیکھا کہ مسلمان ہند کی اقتصادی زندگی میں سب سے نچلے حصہ میں ہیں۔ بمبئی میں بھی چالیس برس قبل' یہ زمانہ مجھے بخوبی یاد ہے' شہر کی اقتصادی زندگی میں وہ بہت بڑے مقام پر فائز تھے۔ وہ بتدریج اس مقام سے ہٹا دیے گئے۔ ان دنوں میں اگر ملک کے کسی بھی حصے میں کسی نیک کام کے لئے روپیہ پیسہ کی ضرورت ہوتی تو وہ بمبئی کا قصد کرتے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ بمبئی کے مسلمان لکھ پتی ہیں۔ اس زمانے میں بمبئی کی اقتصادی زندگی کی زمام تین فرقوں کے ہاتھوں میں تھی: مسلمان' پارسی اور انگریز۔ گزشتہ چالیس برسوں کے دوران جو واقعات رُونما ہوئے ان میں سب سے زیادہ نقصان مسلمان کو پہنچا۔ یورپی لوگ اپنے مقام پر قائم و دائم رہ سکے' کیونکہ انہیں کچھ سہولتیں حاصل تھیں۔ پارسیوں کو بھی نقصانات اٹھانا پڑا لیکن اس حد تک نہیں جتنا مسلمانوں نے اٹھایا۔ مَیں اپنی بات کی وضاحت کے لئے بہت سی مثالیں دے سکتا ہوں لیکن مجھے تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقتصادی شعبہ

مسلم لیگ بڑی حد تک ایک سیاسی جماعت ہے لیکن ہم مختلف شعبوں مثلاً تعلیم' سماجی بہبود وغیرہ کو علیحدہ اور اپنے احاطۂ کار سے باہر نہیں رکھ سکتے۔ پس ہم نے مسلمانوں کو اقتصادی شعبہ میں منظم کرنے کا فیصلہ کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم یہ دعویٰ کرنے میں حق بجانب ہوں گے کہ ہم نے مسلمانوں کو سیاسی اعتبار سے خاصا منظم کر لیا ہے۔ ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے لیکن مسلم لیگ کی تنظیم سیاست کے میدان میں اپنے پاؤں پر کھڑی ہو سکتی ہے اور اپنا کام چلانے کی اہلیت رکھتی ہے۔ اقتصادی زندگی کے شعبے میں ہم صفر کے مقام پر تھے۔ یہ وہ معاملہ تھا جس پر کافی عرصے سے میری توجہ مرکوز تھی۔ میں جہاں کہیں بھی جاتا اور جب مسلمان مجھ سے ملاقات کے لئے آتے تو میں انہیں یہی مشورہ دیتا کہ انہیں جلد سے جلد مسلم ایوان تجارت قائم کرنا چاہیے۔

نتیجتاً اب تمام اہم صوبوں میں مسلم ایوان ہائے تجارت قائم ہو چکے ہیں اور مجھے اس پر بڑی خوشی ہے کہ انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ مسلم ایوان ہائے تجارت کے وفاق میں شامل ہو کر متحد ہو جائیں۔ مسلم ایوانہائے تجار کا دفتر دہلی میں کھل گیا ہے اور اس کا سیکرٹری بھی موجود ہے۔ مختلف ایوان ہائے تجارت کا اس سے الحاق ہو رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وفاق کا ایک اجلاس نومبر کے آخیر یا دسمبر کے اوائل میں یہاں منعقد ہونے والا ہے۔ اس طرح آپ حضرات دیکھیں گے کہ ہم نے مسلم تجار کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیا ہے جہاں وہ ایک دوسرے کے ساتھ ملاقات کر سکیں گے' تبادلہ خیال کر سکیں گے کہ کیا ہو رہا ہے اور انہیں کیا کرنا چاہیے۔ میں اپنے ذاتی علم کی بنا پر کہہ سکتا ہوں اگر آج برلا' پرشوتم داس' پدم پت یا کوئی اور بڑا تاجر یہ کہتا ہے کہ اس نے کسی صنعتی یا کسی دیگر تجارتی منصوبہ کا بغور مطالعہ کر لیا ہے اور وہ اسے جامۂ عمل پہنانا چاہتا ہے تو بغیر ذرا سی بھی دقت کے اسے مطلوبہ سرمایہ حاصل ہو جائے گا۔ اسے صرف اتنا کہنا ہو گا کہ "میں نے اس چیز کا جائزہ لے لیا ہے اور اسے شروع کرنے کے لئے دو کروڑ کا سرمایہ درکار ہو گا۔" فوراً ہی پیسہ آنا شروع ہو جائے گا۔ اسے کاسۂ گدائی لے کر نکلنے کی احتیاج نہ ہو گی۔ وہ صرف اپنے بڑے تاجر بھائیوں سے رابطہ قائم کرے گا اور انہیں بتائے گا کہ انہیں کتنی رقم کی سرمایہ کاری کرنا ہے۔ ایک دس لاکھ دیتا ہے' دوسرا بیس لاکھ' اس طرح یہ لوگ مطلوبہ سرمایے کا بڑا حصہ فراہم کر دیں گے۔ قدرتی طور پر انہیں کچھ رقم عوام سے بھی حاصل کرنا ہو گی اور اس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح ایک کمپنی قائم ہو جائے گی۔ آپ دیکھیں گے کہ دس میں سے نو کے وہی لوگ ڈائریکٹر ہیں اور کم و بیش انہیں لوگوں کے ہاتھ میں زمام کار ہے۔ انفرادی طور سے یا الگ الگ ان لوگوں سے معاملہ کرنا آپ کے لئے ناممکن ہے۔ اسی لئے یہ ایوان ہائے تجارت کا وفاق [معرض وجود میں لایا گیا]۔ ہم نے ماضی میں نقصان اٹھایا ہے اور اگر بیدار نہ ہوئے تو مزید نقصان اٹھائیں گے۔

مُسلم ایوان ہائے تجارت کے قیام کی کوششوں کے ساتھ ساتھ ہم نے یہ محسوس رکیا کہ یہ بھی ضروری ہے کہ ماہرین کی ایک کمیٹی مقرر کر دی جائے جو اقتصادی ترقی کا ایک منصوبہ وسیع اور جامع بنیاد پر مرتب کرے۔ مجھے اس امر کا اعتراف ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ نے جس قرارداد کے ذریعہ مجھے کمیٹی مقرر کرنے کا اختیار دیا وہ کچھ احسن طریقے سے مرتب نہیں کی گئی تھی۔ تاہم میں آپ لوگوں سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ یہ یاد رکھیں کہ یہ قرارداد غیر ماہرین نے مرتب کی جن پر کام کا بہت زیادہ دباؤ تھا۔ جیسا کہ آپ کو علم ہو گا کہ مسلم لیگ کا اجلاس محض تین دن جاری رہا۔ ہم دو دن اجلاس کرتے ہیں اور تیسرے روز لوگوں کو روک کے رکھنا خاصا دشوار کام ہوتا ہے اور دوسرے اتنے بہت سے امور ہوتے ہیں جن پر بحث و تمحیص ہوتی ہے۔ ہمیں علی الصباح دو یا تین بجے تک کام کرنا ہوتا ہے۔ ان حالات میں غیر ماہرین نے یہ قرارداد مرتب کی اور اس کے بارے میں جو دعویٰ میں کر سکتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ اس مقصد کا ماحصل پیش کرتا ہے اور اس کی جانب ایک اشارہ کرتا ہے جو ہمارے پیش نظر تھا۔

صنعتی شعور

اب یہ آپ کا کام ہے کہ آپ سارے معاملے پر بکمال احتیاط غور کر لیں۔ میں ایک غیر ماہر کی حیثیت سے گفتگو کرتے ہوئے یہ محسوس کرتا ہوں کہ آپ کے غور و فکر کی ایک جہت یہ ہو گی کہ مسلمانوں میں تجارتی اور صنعتی شعور بیدار کیا جائے۔ جب آپ کا اجلاس منعقد ہو گا تو اس کی قراردادیں اور کارروائی اخبارات کو بغرض اشاعت ارسال کی جائیں گی اور یہ امر بھی مسلمانوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانے میں معاون و مددگار ثابت ہو گا۔ میں یہ کہنے کی جسارت کرتا ہوں کہ جو کمیٹی تشکیل دی گئی وہ ایسے افراد پر مشتمل ہے جو کسی بھی قوم اور دنیا کے کسی بھی ملک کے لئے سرمایۂ افتخار ہو سکتے ہیں۔ آپ میں سے ہر ایک اپنے اپنے شعبۂ حیات میں امتیازی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیثیت کا حامل ہے اور مجھے بڑی مسرت ہے کہ میں ایسی کمیٹی تشکیل دے سکا۔ آپ لوگوں کو تلاش کرنے میں مجھے کئی مہینے صرف کرنے پڑے۔ ایک تو مسلمانوں میں ماہرین کی تعداد بہت زیادہ نہیں اور ان میں سے بعض سرکاری ملازمت سے وابستہ ہیں۔ ویسے بھی مسلمانوں میں ایسے بڑے ادارے بھی مشکل سے ہوں گے جو واقعتاً کسی ٹھوس اور بڑی صنعت کو چلاتے ہوں گے۔ اور زندگی کے مختلف شعبوں میں صف اوّل کے آس پاس تو مسلمان کہیں بھی نہیں۔ لہٰذا میں خود کو خوش قسمت تصوّر کرتا ہوں کہ میں آپ لوگوں کو یکجا کر پایا۔ پہلا مقصد' جیسا کہ میں نے ابھی ابھی نشاندہی کی ہے مسلمانوں کی توجہ ان امور پر مرکوز کرنا ہے جو ان کی اقتصادی زندگی کو اہم طریقے سے متاثر کرتے ہیں۔ دوسری چیز یہ ہے کہ بہت سے لوگ "کلبلاتے" بیدار ہیں اور کہیں نہ کہیں کچھ کر گزرنے کے لئے آمادہ و مضطرب ہیں۔ لیکن ہم مواقع اور امکانات کے بارے میں مختلف قسم کی باتیں سنتے رہتے ہیں' میں بالخصوص پاکستان کے علاقوں کے بارے میں بات کر رہا ہوں۔ ایک تو موضوع پر کافی مواد موجود نہیں ہوتا اور جو ہے اسے بھی مستند طریقے سے عوام کے سامنے پیش نہیں کیا گیا۔ کچھ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ پاکستان کے علاقے کم و بیش معدنی وسائل سے محروم ہیں اور اقتصادی اعتبار سے ہم قائم و دائم نہیں رہ سکیں گے۔ اس طرح ہندو اخبارات مسلسل ہمیں یہ بتاتے رہتے ہیں کہ قیام پاکستان سے مسلمان سب سے زیادہ خسارے میں رہیں گے۔ بلکہ وہ تو اس سے بھی آگے جاتے ہیں اور ہمیں یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ مملکت پاکستان دیوالیہ ہو گی۔ یہ ایک خیال ہے۔ اس کے بر عکس کچھ لوگ ہیں جو ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ یہ سب بکواس ہے اور یہ کہ ہمارے پاس پاکستانی علاقوں میں تیل' کوئلہ' خام لوہے اور دیگر معدنیات کے وافر ذخائر موجود ہیں۔ میں نہ ایک خیال کو قبول کرتا ہوں نہ دوسرے کو۔ ایک غیر ماہر کے طور پر جو کچھ کہہ سکتا ہوں وہ یہ ہے کہ پاکستان دیوالیہ نہیں ہو گا۔ یہ ایک طاقتور ملک ہو گا۔ اگرچہ یہ اتنا دولت مند نہ ہو گا جتنا ہند ہے۔ تاہم یہ وہ معاملہ ہے جس کا اس نوعیت کی کمیٹی کو خود جائزہ لینا ہو گا۔ مسئلہ کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لینے کے بعد آپ خود نتائج اخذ کریں گے جو مستند ہوں گے۔ آپ ترقی کے امکانی خطوط کی نشاندہی کریں گے۔ آپ پاکستانی علاقوں کے امکانات کی جانب اشارہ کریں گے اور نہ صرف پاکستان کی بلکہ ہند کی بھی جہاں ہمارے تین ملین ہم مذہب بھائی آباد ہیں ایک رپورٹ جس پر آپ کی مُہر ثبت ہو گی ایک رہنما کا کام دے گی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوم آپ جن مسائل سے بھی نبٹیں میری درخواست ہے کہ ایک نکتہ آپ اپنے ذہن میں رکھیں اور وہ یہ ہے:

کوئی سرمایہ داری نہیں

یہ ہمارا مقصد نہیں ہے کہ امیر اور زیادہ امیر ہو جائے اور چند افراد کے ہاتھوں میں ارتکاز دولت کا عمل تیز سے تیز تر ہو جائے۔ عوام کا معیار زندگی عام طور سے بلند ہو اور میں توقع کرتا ہوں کہ آپ کی کمیٹی اس ضروری سوال پر پوری توجہ دے گی۔ ہمارا مطمح نظر سرمایہ دارانہ نہیں' بلکہ اسلامی ہونا چاہیے۔ من حیث المجموع عوام کے مفادات اور ان کی فلاح و بہبود ہمہ وقت ذہن میں رہنی چاہیے۔

بلاشبہ مسلم لیگ ایک سیاسی تنظیم ہے۔ حکومت کے وسائل اس کے قبضہ قدرت میں نہیں ہیں۔ اگر حکومت کا سرمایہ ہمارے قبضہ قدرت میں ہوتا تو پھر مسلم لیگ مسلم حکومت ہوتی اور اس پوزیشن میں ہوتی کہ آپ کی رپورٹ کو کلی طور پر یا جزواً جامہ عمل پہنا سکے۔ البتہ مسلم لیگ یہ کر سکتی ہے کہ جہاں کہیں بھی مسلم لیگ کی وزارت برسر اقتدار ہو ہم کوشش کریں کہ آپ کی سفارشات کو جہاں بھی ممکن ہو جامۂ عمل پہنا دیں۔ آپ کی رپورٹ ان پُرعزم مساعی کا سر کچلنے میں بھی معاون ہو سکتی ہے جو موجودہ حکومت ہند معاملات کو مرکزیت عطا کرنے کی سمت میں کر رہی ہے۔ وہ اس سمت میں رواں دواں ہیں جس کا مطلب ہے کہ صوبوں کو بلدیاتی اداروں کی سطح پر لے جائیں۔ یہ وہ خطرہ ہے جس کے خلاف ہمیں نگہداشت کرنا ہو گی۔

(دی ڈان' ۷ نومبر ۱۹۴۴ء)

ناکام شملہ کانفرنس اخباری بیان

شملہ' ۱۴ جولائی ۱۹۴۵ء

حتمی جائزے اور تجزیئے کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ ویول منصوبہ ایک جال تھا۔ ایک گٹھ جوڑ تھا گاندھی' ہندو کانگرس کا جو ایک ہند کی حیثیت سے ہند کی ہندو قومی آزادی کی قائل ہے' اور جغرافیائی وحدت کے تازہ ترین علمبردار لارڈ ویول اور گلینسی' خضر کا جو پنجاب کے مسلمانوں میں انتشار پھیلانے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں اور ہمیں اس انتظام میں دھکیلنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ لارڈ ویول کی تجویز کے مطابق اگر ہم اسے قبول کر لیتے تو ہم نے اپنی موت کے پروانے پر دستخط کر دیئے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو سکے۔

ہمارا موقف یہ رہا ہے اور ۱۹۴۰ء سے اب تک ہم نے برطانوی حکومت پر یہ بار بار واضح کیا ہے کہ ہم غور نہیں کر سکتے یا کسی عبوری عارضی حکومت میں شامل نہیں ہو سکتے جب تک کہ برطانوی حکومت کی جانب سے ایسا اعلان نہ کر دیا جائے جس میں مسلمانوں کو حق خود ارادیت کی ضمانت نہ دی جائے۔ اور یہ عہد کیا جائے کہ برطانوی حکومت مسلم لیگ کی جانب سے مارچ ۱۹۴۰ء میں منظور کردہ قرارداد کے بنیادی اصولوں کے مطابق پاکستان قائم کر دے گی۔ یہ تھی شرط اول ہمارے لیے کسی عبوری انتظام پر غور کرنے کی۔ شرط نمبر ۲ تھی کہ ہم ایک اقلیت نہیں ہیں بلکہ ایک قوم ہیں اور ہم جنگ کی وجہ سے پیدا شدہ موجودہ ضروریات اور لازمی مقتضیات کو ملحوظ رکھتے ہوئے کسی عبوری انتظام میں شریک ہو سکتے ہیں اور جنگ کو چلانے کے لیے مکمل تعاون کر سکتے ہیں اور یہ کہ کسی ایسے انتظام میں ہم نے مجوزہ انتظامیہ میں مساوی تعداد میں نشستوں کا مطالبہ کیا تھا۔

ویول تجاویز میں ان دونوں شرائط کو نظرانداز کر دیا گیا اور ہم سے کہا گیا کہ ہم سخت ترین قربانی پیش کر دیں۔ مجھے علم ہے کہ انہوں نے اپنے نشریے میں یہ کہا تھا کہ یہ تجاویز ہند کے آئندہ آئین یا آئینوں پر اثرانداز نہیں ہوں گی۔ ایک سانس میں ہم پر یہ تاثر ڈالا گیا کہ یہ تجاویز بغیر کسی تعصب کے ہیں اور مسئلہ پاکستان پر قبل از وقت کوئی فیصلہ صادر نہیں کرتیں۔ لیکن درحقیقت یہ منصوبہ دوسرے ہی سانس میں اپنی شرائط کے ذریعہ اس کی تردید کر دیتا ہے۔ کسی بھی ذہین شخص پر یہ بات بدیہی طور پر ظاہر ہے کہ اگر ہم اس انتظام کو قبول کر لیں تو مسئلہ پاکستان غیر معینہ مدت کے لئے سرد خانے کی نذر ہو جائے گا جب کہ کانگرس کو اس انتظام کے تحت وہ کچھ مل جائے گا جس کے وہ خواہشمند ہیں یعنی ہند کی ہندو قومی آزادی کی پیش رفت کے لئے ایک کھلی راہ کیونکہ مستقبل کی انتظامیہ ہند کی واحدانی حکومت کی طرز پر کام کرے گی اور ہم جانتے ہیں کہ یہ عارضی یا عبوری انتظام ایک طریقہ سے غیر معینہ مدت کے لئے اپنے قدم جما لے گا اور مجوزہ انتظامیہ میں تمام قوتیں' جمع برطانوی حکومت کی معلوم حکمت عملی اور لارڈ ویول کی متحدہ ہند کے لئے زور دار ترجیح ہمیں خطرے سے دوچار کر دیں گی۔ میں مسٹر ایمرے کا حوالہ دوں گا جنہوں نے بہت کوشش کی لیکن آخر کار جھوٹی تسلی پر ٹرخا دیا اور ان کا بیان برطانوی حکومت کی حکمت عملی کی طرف بہت واضح اشارہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہے۔ دارالعوام میں تقریر کرتے ہوئے جہاں انہوں نے قرطاس ابیض پیش کیا وہاں انہوں نے کہا :۔

"وہ آئیڈیل جسے ہم نے ہمیشہ پیش نظر رکھا وہ ہے کُل ہند یونین جس میں ریاستیں اپنا پورا کردار ادا کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے یہ بھی تسلیم کیا کہ ہند کے کسی نوع کے بھی اتحاد پر ہندو اور مسلمانوں کے مابین اتفاق رائے ناقابل حصول ہے' لہٰذا کسی بھی عبوری پیش رفت کو کسی طور سے بھی اس سوال کا فیصلہ نہیں کرنا چاہیے کہ آیا حتمی تصفیے کی بنیاد متحدہ یا منقسم ہند پر ہو گی۔"

پھر مجوزہ مجلس انتظامیہ میں ہم ایک تہائی کی اقلیت بن کر رہ جائیں گے۔ دیگر تمام اقلیتوں مثلاً اچھوتوں' سکھوں اور عیسائیوں کے وہی نصب العین ہیں جو کانگرس کے ہیں۔ اقلیتوں کی حیثیت سے ان کی اپنی شکایات ہیں لیکن ان کی منزل اور ان کا نظریہ متحدہ ہند سے مختلف نہیں' نسلی اور ثقافتی اعتبار سے وہ ہندو معاشرے سے بالکل منسلک ہیں۔ میں اس بات کے خلاف نہیں ہوں کہ اقلیتوں کے ساتھ' وہ جہاں کہیں بھی ہوں' پورا پورا انصاف کیا جائے اور انہیں پورا تحفظ دیا جائے اور ان کی مکمل حفاظت کی جائے۔ لیکن فی الحقیقت اصل کارکردگی کے دوران اور عملاً ان کی رائے ہمیشہ ہمارے خلاف ہو گی اور وائسرائے کے ویٹو کے سوا ہمارے پاس اور کچھ نہیں ہو گا جس کے بارے میں ہر ماہر آئین کو اس کا علم ہو گا کہ اسے روزمرہ کے کاروبار میں اکثریتی فیصلے کے خلاف روا روی میں استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ یہ فیصلے حکمت عملی اور اصولوں کے تعلق میں ہوں گے جن کا تعین کرنا ہو گا اور نظم و نسق اور قانون سازی کی ذیل میں اقدام کرنا ہوں گے۔

اس کھیل میں سرفہرست اونٹ کی کمر پر آخری تنکا کہ فرقہ وارانہ بنیاد پر مسلمانوں کو جو پانچ نشستیں دی گئیں' جو ویول منصوبے کا ماحصل ہے' اس ضمن میں بھی ہمیں بتایا گیا کہ مسلم لیگ کو تمام مسلم نمائندوں کو منتخب نمائندوں کی حیثیت سے نامزد کرنے کا حق نہیں ہو گا' دو اور دعوے دار تھے۔ کانگرس نے دو کا اور گلینسی ـ خضر نے پنجاب کی جانب سے ایک کے لئے دعویٰ کیا۔ ان دونوں کی طرف سے یہ چال مسلم لیگ کی جڑ بنیاد' اس کے وجود' اس کی پوزیشن' اس کے کردار اور اس کے مرتبہ پر ضرب کاری کے مصداق تھی۔ آخر کار سلسلہ اس پر ٹوٹا کہ لارڈ ویول نے اصرار کیا کہ مسلمانان پنجاب کی نمائندگی کے لئے خضر حیات کا نامزد نمائندہ تو ہونا ہی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیے۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ صرف کوئی نابینا ہی ہو گا جو یہ نہ دیکھ سکے کہ آل انڈیا مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی واحد بااختیار اور نمائندہ تنظیم ہے۔ اگر ہم نے لارڈ ویول کی پیش کردہ اس صورت حال کو قبول کر لیا ہوتا تو ہم اس کانفرنس سے ہر چیز کی نفی کرتے ہوئے برآمد ہوتے اور اپنی قوم سے مکمل بیوفائی کے مرتکب ہوتے۔ یہ ہماری جانب سے اپنے موقف سے کلی پسپائی کے مترادف ہوتا اور یہ مسلم لیگ کے لئے موت کی گھنٹی بن جاتا۔ یہ تھی صورت حال جس سے ہم دو چار تھے اور ہم نے دیکھا کہ اس انتظام کو قبول کرنا ہمارے لئے ناممکن ہے۔ [ڈان' ۱۵ جولائی ۱۹۴۵ء]

بلوچستان مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے جلسہ سے خطاب

کوئٹہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۴۵ء

میرے ذہن میں اس باب میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر انتخابات آزاد اور منصفانہ انتخابات کے طور پر ہونے دیئے گئے اور اس میں افسر شاہی یا کانگرس کی جانب سے حربوں اور چالاکیوں کے ذریعہ کوئی رکاوٹ نہ ڈالی گئی تو ہمارے پاس پاکستان کی حمایت میں مسلمانوں کی ایک عظیم اکثریت ہو گی۔

میں دیکھتا ہوں کہ قوتیں ہمارے خلاف کام کر رہی ہیں اور کانگرس ان مسلمانوں کی مدد سے مسلمانوں میں افتراق پھیلانے پر تلی بیٹھی ہے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ مسلمان ہمارے ساتھ نہیں ہیں بلکہ ہمارے دشمنوں کے ساتھ ہیں اور وہ انہیں باقی مسلمانوں کو جال میں پھنسانے کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ وہ ہر طرح سے ہندو ہیں صرف نام کے مسلمان ہیں۔ بلاشبہ کانگرس کے پاس دولت ہے' طاقتور تنظیم ہے اور اخبارات ہیں' لیکن حق ہمارے ساتھ ہے' خدا ہمارے ساتھ ہے اور انشاء اللہ ہم کامیابی سے ہمکنار ہوں گے۔

اسی طرح پنجاب میں بھی لوگوں کا ایک گروہ ہے' اگرچہ وہ تعداد اور حیثیت کے لحاظ سے غیر اہم ہے لیکن ان کے پیچھے ایک خفیہ ہاتھ ہے اور لوگوں کا یہ چھوٹا سا گروہ آلہ کار ہے۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی پس و پیش نہیں کہ یہ ہاتھ گورنر گلینسی اور نوکر شاہی کے ہاتھ ہیں جو مسلم لیگ کے خلاف اپنا بد سے بدتر حربہ آزمائیں گے۔ وہ لیگ کو ہرانے کے لئے ہر جتن آزمائیں گے۔ اس کی مطلق پرواہ نہیں کریں گے کہ وہ کیا کھوتے ہیں۔ لیکن لیگ کو ہرانے کے لئے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں گے۔ لیکن مجھے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یقین ہے کہ وہ غلط اندازے لگا رہے ہیں اور مہیب دشواریوں کے باوصف پنجاب کے مسلمان ناکام نہیں ہوں گے۔

جہاں تک کانگرس کا تعلق ہے مجھے ان کی ذہنیت پر تعجب ہوتا ہے۔ پنڈت نہرو کہتے ہیں' یہ اخبارات میں شائع ہوا ہے کہ' اگست ۱۹۴۲ء کے ہنگاموں میں مسلم لیگ ـــ وہ یہ نہیں کہتے کہ مسلمان ـــ ہنگاموں سے الگ تھلگ رہے۔ یہ مسلم ہند تھا جو فرد واحد کی طرح الگ تھلگ رہا' اور مجھے فخر ہے کہ انہوں نے اس رہنمائی کو قبول کیا جو مسلم لیگ نے انہیں بہم پہنچائی۔ کیا یہ غلط تھا؟ کیا ہمیں مورد الزام گردانا چاہیے؟ جب پنڈت نہرو اور کانگرسی رہنماؤں کا اجتماع برلا ہاؤس بمبئی' میں اگست ۱۹۴۲ء میں ہوا جو مالا بارہل پر میرے گھر سے زیادہ دُور نہیں' اور قرارداد مرتب کی گئی اور جب وہ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے سامنے پیش کی گئی تو کیا میں پنڈت نہرو کو یاد دلا سکتا ہوں کہ انہوں نے قرارداد کی حمایت کرتے ہوئے کیا کہا تھا؟ انہوں نے کہا تھا کہ "لیگ ایک رجعت پسند جماعت ہے اور تمام مسلمان کانگرس کے ساتھ ہیں اور دنیا دیکھے گی کہ وہ کانگرس کی رہنمائی کو قبول کریں گے۔"

وہ کہتے ہیں کہ وہ پاکستان کو نہیں سمجھتے۔ اگر تم اسے نہیں سمجھتے تو پھر تم مخالفت کس چیز کی کرتے ہو؟ اس کے برعکس میں دیکھتا ہوں کہ ایک بارہ یا تیرہ برس کا بچہ بھی اسے سمجھتا ہے۔ جب میں مسلمان لڑکوں کو پاکستان کے حق میں نعرے لگاتے دیکھتا ہوں تو مَیں اکثر اُن سے دریافت کرتا ہوں کہ پاکستان کیا ہے' باور کیجئے مَیں بالکل مبالغہ نہیں کر رہا ہوں' وہ مجھے بالکل صحیح جواب دیتے ہیں۔

پھر مسٹر جناح نے بیان کیا کہ کراچی میں وہ بارہ برس کے ایک لڑکے سے ملے اور کس طرح اس نے مختلف سوالوں کے جواب دیئے۔ مسلمان بچّے بھی اسے سمجھتے ہیں اور نہیں سمجھتا تو یہ عظیم رہنما نہیں سمجھتا' ایک عظیم بین الاقوامی معاملات کا ماہر نہیں سمجھتا' جو کہتا ہے کہ وہ پاکستان کو نہیں سمجھتا! پاکستان کا مطلب ہے تقسیم' پاکستان کا مطلب ہے بٹوارہ۔ اس کے معنی ہیں کہ آپ اپنے ہندو صوبے لے لیجئے اور مسلم صوبے چھوڑ دیجئے' جہاں ہم اپنی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سب دکھاوے اور بہانے پریشان کرنے کے لئے' پریشان کرنے' پریشان کرنے کے لئے ہیں۔ آپ پہیلیاں بجھوانے کی بجائے سیدھی صاف بات کیوں نہیں کرتے۔ ہم پاکستان لینا چاہتے ہیں۔ جس قدر جلد سے جلد ہم لے سکیں گے اور انشاء اللہ ہم پاکستان لے کر رہیں گے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہرو نے سوچا کہ مسلمان آج بھی ویسے ہی لاعلم ہیں جیسے وہ ماضی میں تھے' اور وہ سمجھتے تھے کہ وہ مسلمانوں میں ہل چل مچا دیں گے جیسے کہ انہوں نے پہلے مچائی' ایک بار نہیں بلکہ ایک سے زیادہ بار۔ وہ اپیل جس نے مسلمانوں میں ۱۹۲۱ء اور ۳۱۔ ۱۹۳۰ء میں ہیجان برپا کر دیا تھا وہ ہماری آزادی اور خود مختاری کے لئے تھی۔ انہوں نے ان تحریکوں میں حصہ لیا اور عظیم ترین قربانیاں پیش کیں' جیسا کہ آپ سب کو علم ہے۔ ہندوؤں نے سوچا کہ وہ تیسری مرتبہ بھی مسلمانوں کو جھانسا دے سکیں گے۔ آپ کسی کو ایک بار یا دو بار بے وقوف بنا سکتے ہیں لیکن تین بار نہیں۔ ہم سے کیا کرنے کو کہا گیا تھا؟ ہم سے کس چیز کی حمایت کرنے کو کہا گیا تھا؟ ہم سے کس چیز کے لئے جدوجہد میں شرکت کے لئے کہا گیا تھا؟ اکھنڈ بھارت کے مطالبے کے لئے؟ وہ قرارداد جس کی حمایت اور قربانیوں کے لئے آپ نے ہماری تائید طلب کی اس کا مطالبہ تھا کہ مرکز میں ایک وحدانی طرز کی حکومت قائم کی جائے اور ہند کے واسطے ایک دستور مرتب کرنے کی غرض سے ایک مجلس دستور ساز کا قیام۔ آپ کس طرح یہ توقع کرتے ہیں کہ مسلمان آپ کی حمایت کریں گے؟ کوئی بھی شریف اور دیانتدار مسلمان جس میں شمہ برابر بھی عقل ہو ہرگز اس مخاصمانہ قرار داد کی تائید نہیں کر سکتا۔ بمبئی میں اس پر بے حد محتاط غور و خوض کے بعد ہم نے فیصلہ کیا کہ یہ مسلمانوں کے مفاد کے خلاف ہے اور لہٰذا ہم نے ان [مسلمانوں] سے کہا کہ وہ اس [قرارداد] سے الگ تھلگ رہیں۔ میں نے پنڈت نہرو سے کہا کہ آپ قرارداد پاکستان قبول کر لیں' پھر دیکھیں عظیم ترین قربانیاں کون پیش کرتا ہے۔

مسٹر جناح نے بلوچستان کی موجودہ صورت حال کا حوالہ دیا جیسا کہ فیڈریشن کے سپاسنامے میں ذکر کیا گیا تھا اور کہا کہ میں نے بلوچستان کے مسلمانوں اور طلباء میں زبردست بیداری دیکھی ہے۔ انہوں نے اس توقع کا اظہار کیا کہ حکومت ان کے مطالبے کو تسلیم کرے گی۔ بلوچستان کی انتظامیہ کو نیم فوجی اور نیم سیاسی قرار دیتے ہوئے مسٹر جناح نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ اپنے مطالبات پر مسلسل اس وقت تک زور دیتے رہیں جب تک انہیں منظور نہیں کر لیا جاتا۔

اس سوال کو نمٹاتے ہوئے کہ کیا طلباء کو سیاست میں حصہ لینا چاہیے' مسٹر جناح نے رائے ظاہر کی کہ انہیں سیاست کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے لیکن انہیں اس مطالعہ کو اپنی تعلیم کا جزو سمجھنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ اگر حکومت نے انہیں باز رکھنے کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوشش کی تو خود حکومت کے لئے اچھا نہیں ہو گا۔

آغاز ہی میں مسٹر جناح نے یہ بات کہی کہ آج ہمیں جس پہلے اور نہایت اہم سوال کا سامنا ہے وہ آنے والے انتخابات کا معاملہ ہے اور یہ اس مرحلہ پر نہایت اہم اثرات کا حامل ہے۔ یہ ایک آزمائش ہو گی۔ یہ نہ سمجھیں کہ یہ واحد یا حتمی آزمائش ہے بلکہ یہ ایک آزمائش ہو گی موجودہ رائے دہی اور دستور کے تعلق میں۔ ہمیں رائے دہندگان کا' مسلمانوں کا' جیسی کہ آج اس کی شکل ہے' فیصلہ مطلوب ہے' آیا وہ پاکستان چاہتے ہیں یا وہ ہندوراج کے تحت ایک مفروضہ اقلیت کی حیثیت سے رہنا چاہتے ہیں۔ اور اس کا فیصلہ ہو گا رائے دہندگان کے فیصلے کے بعد۔

(دی ڈان' ۱۹ اکتوبر ۱۹۴۵ء)

سرحد مسلم لیگ کانفرس کے اجلاس میں تقریر

پشاور ۲۰ نومبر ۱۹۴۵ء

آپ نے جو کل میرے اعزاز میں ایک منفرد قسم کے جلوس کا اہتمام کیا اور آج رات اس زبردست اجتماع سے خطاب کرنے کا جو موقع بخشا اس کا بھرپور انداز میں شکریہ ادا کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ اس صوبے کے پٹھانوں نے جو محبّت اور انسیت مجھ پر نچھاور کی مُیں اس پر فخر محسوس کرتا ہوں۔

انسانوں کے اس بحرِ ذخار کو دیکھ کر جو اس وقت میرے سامنے موجود ہے مجھے اس باب میں کوئی شبہ نہیں رہتا کہ شمال مغربی سرحدی صوبے کے مسلمان عمل پیرا ہیں اور اس صورت حال کے مضمرات کو بخوبی سمجھتے ہیں جس کا اس وقت ہند میں مسلم قوم کو سامنا ہے۔

میں پچھلی بار ۱۹۳۶ء میں پشاور آیا تھا۔ اس وقت میں یہاں دس دن ٹھیرا تھا۔ نو برس بعد آج پھر مُیں آپ کے درمیان موجود ہوں۔ مُیں واضح طور پر اس زبردست تبدیلی کو دیکھ رہا ہوں جو اس عرصے کے دوران اس صوبے میں رُونما ہوئی۔

اس کا سبب کیا ہے؟ جواب یہ ہے کہ کانگرس کے فریب کا پردہ مکمّل اور حتمی طور پر چاک کیا جا چکا ہے۔۔۔ اب آپ کانگرس کے جال سے آزاد ہیں۔ ۱۹۳۶ء میں یہاں مسلم لیگ کی کوئی تنظیم موجود نہیں تھی۔ لیکن ہم نے کام کیا اور کام کیا کہ آج ہند میں ہر آدمی' عورت اور بچّہ یہ جانتا ہے کہ مسلم لیگ سو ملین مسلمانوں کی واحد

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمائندہ اور بااختیار تنظیم ہے۔ کروڑوں مسلمان مسلم لیگ کے ساتھ ہیں [تالیاں]

مسلمان ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں' وہ ایک کتاب پر ایمان رکھتے ہیں اور ایک رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] کے پیروکار ہیں۔ مسلم لیگ یہ کوشش کر رہی ہے کہ انہیں سیاسی طور پر ایک پلیٹ فارم پر اسلام کے سبز پرچم تلے منظم کر دیا جائے [تالیاں]

ہمارا یہاں کوئی دوست نہیں ہے۔ نہ انگریز ہمارے دوست ہیں اور نہ ہی ہندو۔ ہمارے ذہنوں میں یہ بات صاف ہے کہ ہمیں ان دونوں سے لڑنا ہے [طویل تالیاں]۔ اگر یہ دونوں [بنئے ہونے کے ناطے] ہمارے خلاف متحد ہو گئے ہیں' ہم ان سے خوف زدہ نہیں ہوں گے۔ ہم ان کی متحدہ قوت سے لڑیں گے' اور انشاء اللہ آخر میں فتح ہماری ہو گی۔ [اللہ اکبر]

گذشتہ چند برس کے دوران ہند میں کیا ہوا' اس وقت میں اس کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا۔ اتنا کہنا کافی ہو گا کہ شملہ میں کانگرس کے فریب کے غبارے میں حتمی طور پر سُوئی چبھو دی گئی' جب وہ لوگ جو ہند کی کامل اور غیر مشروط آزادی کی قسم کھاتے تھے' لارڈ ویول کے قدموں میں گر پڑے۔ ۱۹۴۲ء میں انہوں نے "ہند چھوڑ دو" کی قرارداد منظور کی اور اس وقت سے مسلمانوں پر یہ الزام لگا رہے تھے کہ وہ ان کی آزادی کے لئے ان کی قومی جدوجہد میں شامل نہیں ہوئے۔ شملہ نے دنیا کو یہ دیکھنے کا موقع عطا کیا کہ وہ کانگرس کے صحیح قد کاٹھ کا اندازہ لگا سکے۔ اس نے اب تک مسلمانوں کو فریب' دھوکہ' چالبازی اور دسیسہ کاری کا شکار بنا رکھا تھا۔

کانگرس کا کھیل

کانگرس کیا چاہتی تھی؟ وہ لارڈ ویول کی قدم بوسی کر سکتی تھی اور اسے اپنا قائد تسلیم کر سکتی تھی۔ ملحوظ خاطر رہے کہ دو برس سے تھوڑا عرصہ قبل وہ ہند میں برطانوی اقتدار کے مکمل خاتمے کی باتیں کر رہے تھے اور اس ضمن میں سرگرم عمل بھی تھے۔ کانگرس نے کہا: "ہم ایک قومی تنظیم ہیں' ہم جملہ مفادات کی نمائندگی کرتے ہیں۔ پس ہمیں پانچ ہندو نشستوں کے علاوہ مسلم کوٹہ میں سے دو نشستیں اور دیجئے تاکہ ہمارے قومی کردار کا جواز مہیا ہو سکے [شرم شرم] خدا کے لطف وکرم سے ہندو کانگرس ناکام ہو گئی۔ خدا کی عنایت سے وہ اپنے اصل رنگ میں دنیا کے سامنے آ گئے۔ یہ سب کچھ اس کے باوصف ہوا کہ کانگرس لارڈ ویول کی قدم بوسی کا عہد کر چکی تھی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارا دعویٰ

ہمارا دعویٰ کیا تھا؟ ہم نے کہا: مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد تنظیم ہے جو مسلمانوں کی طرف سے لین دین کر سکتی ہے۔ ہم نے مطالبہ کیا اور بجا طور پر، کہ پانچوں کے پانچ مسلمان مسلم لیگ کے نامزد کردہ ہوں گے۔ یہ [مطالبہ] قبول نہیں کیا گیا اور کانفرنس دھوئیں میں تحلیل ہو گئی۔ پھر کانگرس نے اپنی بے پناہ دولت اور طاقتور پریس کے بل پر لیگ کو بدنام کرنے کی مہم شروع کر دی۔ ہندو اخبارات میں نمایاں اور بڑی بڑی سرخیاں لگائی جاتیں جن میں ہمارے نمائندہ کردار کو چیلنج کیا جاتا اور یہ دریافت کیا جاتا کہ ہمیں مسلمانوں کی نمائندگی کا اختیار کس نے دیا ہے؟

ہم چونکہ اقتصادی اور تعلیمی طور پر پس ماندہ تھے اور اخبارات کے اعتبار سے کمزور تھے، اس لئے ہم نے مطالبہ کیا کہ عام انتخابات کرائے جائیں۔ ہماری صورت حال یہ تھی: بہت اچھا، آیئے ہم عام انتخابات کرالیں اور دیکھ لیں کہ مسلمان پاکستان چاہتے ہیں یا اکھنڈ بھارت میں ہندو راج قبول کرتے ہیں۔

کیا آپ کو پاکستان مطلوب ہے یا نہیں؟ [اللہ اکبر کے نعرے] بہتر ہے اگر آپ کو پاکستان مطلوب ہے تو لیگ کے امیدوار کو ووٹ دیجئے۔

یاد رکھئے کہ سارے مسلمان اسمبلی میں نہیں جا سکتے۔ مجلس قانون ساز میں مسلمانوں کی ۳۸ نشستیں ہیں۔ پارلیمانی بورڈ ان تمام امیدواروں کو ٹکٹ نہیں دے سکتا جنہوں نے لیگ کے ٹکٹوں کے لئے درخواستیں دی ہیں۔ ان میں سے کچھ کو مسترد کرنا ہو گا۔ اگر آپ دیانتدار ہیں، بے لوث ہیں اور مسلم قوم کی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو آپ کے سامنے اس کے سوا اور کوئی راستہ نہیں کہ آپ لیگ کے امیدوار کو ووٹ دیں۔

پٹھان نظم و ضبط کے خوگر ہیں

پٹھان ایک گروہ کی حیثیت سے دوسروں کے مقابلے میں نظم و ضبط کے زیادہ خوگر ہیں۔ سبب بدیہی ہے۔ ان کی غلامی کی مدت نسبتاً کم ہے۔ میں آپ سے اپیل کرتا ہوں [اور اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ میری اپیل آپ کے دل میں گھر کر جائے] کہ آپ اپنی قوم کے تعلق میں اپنے فرض کو محسوس کریں اور اس کے شانہ بشانہ کھڑے ہو جائیں۔ ہم یہ انتخابات پاکستان کے مسئلہ پر مسلمانوں کا فیصلہ حاصل کرنے کے لئے لڑ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے ہیں۔ اگر آج ہم اپنا فرض ادا کرنے میں ناکام ہو گئے تو آپ شودر بن جائیں گے اور اسلام ہند میں ختم ہو جائے گا۔

کانگرس نے حملے کے لئے مجھے اپنا خاص ہدف مقرر کیا ہے۔ ان کی نظروں میں سب سے بڑا گناہ گار مَیں ہوں' کیوں؟ چونکہ مَیں مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر منظم کر رہا ہوں۔ مجھے اس پلیٹ فارم سے یہ اعلان کرنے دیجئے کہ مسلمان ہندوؤں کے مقابلے میں ہزار گُنا زیادہ آزادی حاصل کرنے کے خواہش مند ہیں' لیکن ہندو چاہتے کیا ہیں۔ وہ انگریز کے غلام رہنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ ہمیں اپنا غلام بنانا چاہتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو دُہرا غلام بنا لیں۔

پاکستان کی وضاحت

مسلمانوں کو پاکستان مطلوب ہے' جس کا مطلب ہے کہ اقلیتوں کے لئے مناسب اور مؤثر تحفظات کے ساتھ مسلم اکثریتی صوبوں میں مسلم اکثریت کی حکمرانی۔ ہمارا دین' ہماری تاریخ اور روایات غیر مسلموں کے سیاسی اور مذہبی حقوق کے تحفظ کی مضبوط ترین اور موثر ترین ضمانت ہیں۔ ان کے ساتھ زیادہ منصفانہ سلوک کیا جائے گا [تالیاں] ہم چاہتے ہیں کہ ہندو آزاد ہو جائیں اور ہم اپنے لئے بھی آزادی کے خواہاں ہیں۔ لیکن ہندو اکھنڈ بھارت میں حکمرانی کرنا چاہتے ہیں۔ وہ 'اکھنڈ بھارت' کو اپنی ناقابل تقسیم میراث سمجھتے ہیں۔ ہم نے اس سرزمین پر آٹھ سو برس حکومت کی ہے۔ یہ تمہاری جائیداد نہیں ہے۔ آج آپ نشہ میں ہیں' کیونکہ مسلمان دوڑ میں پیچھے رہ گئے ہیں اور آپ ان پر غلبہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

"یاد رکھئے مسلمانوں کو ہرگز کُچلا نہیں جا سکتا۔ گذشتہ ہزار برس کے دوران کوئی قوّت انہیں کُچل نہیں سکی۔ یہ ایک خواب ہے اور ایک بھیانک خواب! اسے تج دیجئے اور جب تک آپ اسے نہیں تجیں گے کانگرس ہند کی آزادی کے حصول کی راہ میں مزاحم رہے گی۔ ہمارا دین' ہمارا تمدّن اور اسلامی تصوّرات حصول آزادی کے لئے ہماری قوت محرکہ ہیں [اللہ اکبر کے نعرے]

زندہ رہو اور زندہ رہنے دو

پس مَیں کانگرس سے کہتا ہوں کہ آپ اپنے اوطان میں اپنی طرز زندگی کے مطابق عزّت کے ساتھ زندہ رہیں اور ہمیں اپنے اوطان میں عزت اور آزادی کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ زندہ رہنے دیں۔ انتخابات حصول مقصد کا آغاز ہیں۔ اگر مسلمانوں نے فیصلہ کیا کہ وہ پاکستان کی حمایت کرتے ہیں تو گویا آدھی جنگ جیت لی گئی۔ اگر ہم جنگ کے پہلے مرحلے میں ناکام ہو گئے تو ہم ختم ہو جائیں گے۔ یہ پہلا قدم ہے۔ یہ آپ کی آزمائش ہے۔ اگر آپ عزم بالجزم اور مستقل مزاجی کے ساتھ کھڑے رہے پھر ہم اللہ تعالیٰ کی اعانت کے ساتھ پاکستان قائم کرلیں گے۔ [اللہ اکبر کے طویل نعرے]

وہ دریافت کرتے ہیں کہ "مسٹر جناح اور مسلم لیگ نے کونسی قربانیاں دی ہیں"؟ درست ہے کہ مَیں کبھی جیل نہیں گیا۔ پرواہ نہ کیجئے، مَیں ایک بُرا آدمی سہی، لیکن مَیں آپ سے پُوچھتا ہوں کہ ۲۱۔ ۱۹۲۰ء میں کس نے قربانیاں پیش کیں؟ مسٹر گاندھی نے ہمارے کندھوں پر سوار ہو کر قیادت کی گدی حاصل کی۔ لیکن ہُوا کیا؟ علی برادران کو جو اسلام کے مخلص خادم تھے کانگرس نے استعمال کرنے کے بعد ٹھوکر مار کر باہر نکال دیا، مسٹر گاندھی کہا کرتے تھے کہ 'مَیں تو علی برادران کی جیب میں ہوں'۔

اب مَیں آپ کے صوبے میں آیا ہوں۔ آپ نے یہاں ۳۱۔ ۱۹۳۰ء میں قربانیاں پیش کیں اور اس میں سے مسلمانوں کو کیا ملا؟ ۱۹۲۴ء میں جب مسلم لیگ آپ کے صوبے کے لئے اصلاحات کے لئے لڑ رہی تھی تو کانگرس مرکزی مجلس قانون ساز میں اس مسئلہ پر مسلم لیگ کی مخالفت کر رہی تھی۔ دوبارہ مسلم لیگ کے آپ کے صوبے کے لئے اصلاحات کے مطالبے پر کانگرس کا رویّہ مخاصمانہ تھا، اور یہ اس مسئلہ پر ہندوؤں کے عام رویّہ کے عین مطابق تھا۔

یہ کہا جاتا ہے کہ کانگرس نے ۳۱۔ ۱۹۳۰ء میں آپ کی امداد کی۔ جی ہاں، وہ آج بھی آپ کی امداد کر رہے ہیں۔ کانگرس نے حال ہی میں خان عبدالغفار خان کو پچیس ہزار روپیہ کی رقم دی۔ یہ ایک سیاسی کھیل ہے۔ مَیں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ کانگرس نے مسلمانوں کے لئے کیا کیا؟ (ایک آواز: انہوں نے لام بوٹ چاٹنے کا کام ہمارے ذمہ لگا رکھا ہے۔)

جی ہاں! آپ کو اس طرح کا اَور بہت کچھ ملے گا اگر آپ بیدار نہ ہوئے۔ واحد جواب جو آج آپ دے سکتے ہیں یہ ہے کہ آپ متحد ہو جائیں۔ مسلم لیگ کو مضبوط بنائیں۔ انشاء اللہ انگریز رخصت ہو جائے گا۔ کانگرس کہتی ہے کہ مسلم لیگ نے ان کی اگست کی جدوجُہد میں ان کا ساتھ نہیں دیا۔ ہم کس طرح ان کا ساتھ دے سکتے تھے؟ قرارداد اگست کے معنی ہیں ہندو کی آزادی اور ہماری غلامی۔ آپ ہمیشہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے مسلمانوں کو بے وقوف نہیں بنا سکتے۔

آپ ہماری آزادی کے لئے ہمارا مطالبہ تسلیم کر لیجئے' پھر ساری دنیا کو منصف ٹھیرا دیجئے کہ کون قربانیاں دینے میں سبقت لے گیا۔ (تالیاں)

جدوجہد کا وقت

جب تک مَیں زندہ ہوں مُسلم خون کا ایک قطرہ بھی بے کار نہیں گرنے دوں گا۔ مَیں ہرگز مسلمانوں کو ہندوؤں کا غلام نہیں بننے دوں گا۔ (اللہ اکبر کے نعرے) آپ اس امر کو فراموش نہ کیجئے کہ آپ کا جرنیل یہ بات جانتا ہے کہ قربانیاں پیش کرنے کا صحیح وقت کون سا ہے۔ جب وہ وقت آتا ہے تو مَیں مطلق پس و پیش نہیں کروں گا اور ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹاؤں گا۔

مَیں اس بات کا قائل نہیں کہ جیل جانے کے لئے کوئی تحریک شروع کر دی جائے۔ باور کیجئے کہ میرے لئے چھ سات ماہ کے لئے جیل جانا کوئی مشکل نہیں۔ آخر کار مسٹر گاندھی کو کیا ہوا۔ انہیں آرام اور آسائش کے ساتھ آغا خان کے محل میں ٹھیرا دیا گیا۔ ان کے پرائیویٹ سکرٹری ان کے ہمراہ تھے۔ درحقیقت ان کا تمام خاندان ان کے ساتھ تھا۔ لیکن گولیاں کون کھائے گا؟ یہ میرے بھائی ہوں گے۔ جیل کے اندر سے ان کے لئے یہ کہنا بہت سہل ہو گا: ہم نے تشدّد کا پرچار نہیں کیا۔ جیل کے باہر وقتی طور پر خود کو یہ کہنے پر آمادہ کر لیں گے: 'آپ کو تشدّد کا سہارا نہیں لینا چاہیے تھا' کانگرس نے آپ سے ایسا کرنے کے لیے تو نہیں کہا تھا' اور پھر دوسرے سانس میں وہ یہ کہہ سکتے ہیں: 'شاباش! آپ نے تو کمال کر دیا!'

یہ فریب ہے۔ یہ سیاست نہیں ہے۔ (تالیاں) جب ہم اپنی تحریک شروع کریں گے تو ہم جیتیں گے' اور اگر ہم ہار بھی گئے تو بھی یہ آبرومندانہ شکست ہو گی۔ (تالیاں)

آخر میں مَیں مسلم لیگ میں وزارت والوں کو انتباہ کرنا چاہتا ہوں۔ خدا کے لئے اپنی سازشی اور جتھہ بندی کی ذہنیت کو خیرباد کہہ دیجئے۔ مسلم لیگ وزارت سازی کے مرحلے سے گزر چکی ہے۔ ہمیں ایک مقدس فریضہ سرانجام دینا ہے۔ ہمیں سو ملین مسلمانوں کی قوم کو بچانا ہے۔ خبردار! اگر آپ ناکام ہو گئے' نہ صرف یہ کہ آپ سو ملین مسلمانوں کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائیں گے بلکہ آپ وزرائے اعظم بننے کے لئے خود بھی باقی نہیں رہیں گے۔ ("خیبر میل" پشاور' دی ایسٹرن ٹائمز' ۲۲ نومبر)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم لیگی اراکین مجالس قانون ساز کے موتمر میں تقریر

دہلی' ۷ اپریل ۱۹۴۶ء

قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے مسلم لیگی اراکین مجالس قانون ساز [مرکزی و صوبائی] کے موتمر سے خطاب کرتے ہوئے کہا: "اراکین مجالس قانون ساز [مرکزی و صوبائی] جو اس موتمر میں شرکت کے لئے آج یہاں جمع ہوئے ہیں مَیں آپ کا مخلصانہ شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس موتمر میں آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔"

"آپ کو علم ہے کہ انتخابات کی اس جنگ میں جو ہند کے طول و عرض میں پچھلے کئی ماہ سے جاری تھی ہم نے اللہ کے فضل و کرم اور آپ کی محنت شاقہ کی بدولت ایسی فتح حاصل کی جس کی اس دنیا میں کوئی دوسری مثال موجود نہیں۔ خواتین و حضرات! ہمیں بھاری مخاصمتوں' طاقت ور تنظیموں اور اپنے دشمنوں کی جُملہ چالبازیوں اور حربوں کے خلاف نبرد آزما ہونا پڑا۔ لیکن مجھے یہ کہتے ہوئے مسّرت ہوتی ہے کہ ہم نے ہر میدان جنگ میں اپنے دشمنوں کو جڑ سے اکھاڑ دیا۔ آج یہ تاریخی ریکارڈ ہمارے سامنے ہے کہ ہم نے کم و بیش نوّے فی صد مسلم نشستیں جیتیں اور آج آپ سارے ہند کی مجالس قانون ساز کے مختلف حلقوں سے منتخب نمائندوں کی حیثیت سے یہاں جمع ہیں۔ یہ اجتماع بھی ایسا ہے کہ جس کا مثل ہند کی تاریخ میں اس سے قبل کبھی نہیں ہوا۔

اپنے عوام کے منتخب نمائندوں کی حیثیت سے ہم پر ایک بھاری اور مقدس ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ یہ موتمر قطعی اور حتمی طور پر آخری بار یہ فیصلہ کر دے گی کہ ہم کس چیز کے علمبردار ہیں۔ مجھے کوئی شک و شبہ نہیں کہ ہماری محض ایک ہی رائے ہے کہ ہم پاکستان کے حامی ہیں اور اس کی خاطر لڑنے کے لئے نہ ہم میں کوئی ہچکچاہٹ ہو گی اور نہ پس و پیش' اور ضروری ہوا تو مرنے میں بھی —— اور ہمارا یہ ایمان ہے کہ ہمیں یہ [پاکستان] حاصل کرنا ہی ہو گا وگرنہ ہم فنا ہو جائیں گے۔

طریقہ کار کی تشریح

اب آپ کو یہ موقع حاصل ہو گا کہ آپ آپس میں تبادلہ خیال کر لیں۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ ایک عملی پروگرام ترتیب دے دیا جائے' اور وہ پروگرام یہ ہے کہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ سے میرے خطاب کے بعد آپ اپنے تئیں ایک مجلس مضامین کی شکل دے لیں گے اور ہر صوبہ ایک محدود تعداد کو منتخب کرے گا۔ کیونکہ ہم ایک بہت بڑی مجلس تشکیل نہیں دے سکتے۔ آپ بہت بڑی مجلس میں قرارداد پر بحث و تمحیص نہیں کر سکتے۔ چنانچہ اس سے نمٹنے کا عملی طریقہ یہ ہے کہ ہر صوبہ اپنے کُل اراکین کا دس فی صد کوٹہ منتخب کرے۔ اس میں مرکزی مجلس قانون ساز کے اراکین کا اضافہ کر دیا جائے جن کی تعداد بہت کم ہو گی۔ اس طرح آپ کی مجلس مضامین مرتب ہو جائے گی۔ اس میں ہم نہایت محتاط طریقے سے اس پوری صورت حال کا جائزہ لے سکیں گے اور اس کیفیت پر نظر ڈال لیں گے جو ہمیں آجکل بالخصوص پاکستان کے دستوری مسئلے کے حل کے حوالے سے درپیش ہے' اور اس امر کے پیش نظر کہ کابینہ مشن آج کل ہم سے معاملات پر تبادلہ خیال کرنے کے لئے یہاں آیا ہوا ہے۔

اب' میں سمجھتا ہوں کہ' آپ لوگ مختلف بیانات اور تقریریں پڑھ رہے ہوں گے جو تقریباً ہر روز آ رہے ہیں' خصوصاً گذشتہ تین ہفتوں کے دوران' میں نے کوشش کی ہے کہ یہ سمجھ لوں کہ کانگرس کی کیفیت کیا ہے اور جو کچھ میں نے سمجھا ہے اسے آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

کانگرس کی کیفیت

کانگرس کے نمائندہ ترجمانوں کے اعلانات کے مطابق جو گذشتہ ہفتہ کے دوران ہوئے کانگرس کی کیفیت یہ ہے: مسلمانوں کے مطالبہ پاکستان کے جواب میں سردار ولبھ بھائی پٹیل کہتے ہیں: کانگرس مسلم لیگ کے لئے اس حد تک گنجائش نکال سکتی ہے کہ مسلم لیگ صوبوں کی از سر نو تشکیل و ترتیب کرے اور ان علاقوں کو جہاں مسلمان بھاری اکثریت میں ہیں ممکنہ طور سے زیادہ سے زیادہ خود مختاری دے دے۔' اس کا انحصار اس پر ہو گا کہ ایک مضبوط مرکز ہو جو ہند کے من حیث المجموع دفاع کے لئے لازمی ہے۔ انہوں نے کہا کہ کانگرس اس تخیل سے ہرگز اتفاق نہیں کرے گی کہ دو قوموں کا وجود ہے' اور نہ ہی وہ مذہب کی بنیاد پر قومیّت کو تسلیم کرے گی۔

پنڈت جواہر لال نہرو نے ۴ اپریل کو کہا: موجودہ صورت حال سے نمٹنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہند کی آزادی کو واضح طور پر تسلیم کر لیا جائے اور پھر ہندیوں کو چھوڑ دیا جائے کہ وہ باہمی اختلافات کو خود دُور کر لیں اور وہ کسی مداخلت کے بغیر راہ تلاش کر لیں۔ یہ ہمیشہ مشکل ہوتا ہے کہ تیسرے فریق کی موجودگی کے حوالے سے جو صورت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حل پر قادر بھی ہو' ان اختلافات پر غور کیا جائے۔ جب ایک بار اس امر کا واضح اور قطعی طور پر احساس ہو جائے کہ ہند کو ایک آزاد وجود کی حیثیت سے کام کرنا ہے تو مختلف گروہوں اور فرقوں کو مفاہمت کرنا ہی ہو گی خواہ ویسے ہی یا بدقسمتی سے لڑائی بھڑائی کے بعد' تب تصویر میں حقیقت کا رنگ اُبھر آتا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ان کے خیال میں آزادی کو تسلیم کر لینے کے بعد جو پہلا مرحلہ آتا ہے وہ دستور ساز ادارے کا قیام ہے جو خود مختار اختیارات کا حامل ہو۔ ایک اور حالیہ تقریر میں انہوں نے ایک مضبوط مرکزی کانگرسی حکومت کے تحت ازراہ عنایت ایک کٹا پھٹا پاکستان بھی پیش کیا ہے۔

"اگر آپ کانگرس کے اس فارمولے کا تجزیہ کریں تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ پہلے برطانوی حکومت کو آزادی عطا کرنا ہو گی۔ کانگرس کے تصوّر کے مطابق ایک قومی حکومت قائم کی جائے' پھر وہ حکومت کی ساری مشینری ـــــ فوجی اور غیر فوجی' اس کانگرسی حکومت کے حوالے کر کے خود علیحدہ ہو جائیں۔ جب کانگرس حکومت کی اس گدی پر براجمان ہو کر اپنے قدم مضبوطی سے جمالے تب وہ ایک دستور ساز ادارہ قائم کرے جو خودمختاری کے اختیارات سے لیس ہو اور جو اس برِصغیر میں آباد ۴۰ کروڑ انسانوں کی قسمت کا فیصلہ کر دے۔ پھر پنڈت جواہر لال نہرو کے مطابق مختلف فرقے اور گروہ اس فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں یا لڑیں' تب تصویر میں حقیقت کا رنگ اُبھرے گا۔

فاشی گرانڈ کونسل

لیکن ہمارے سامنے تو حقیقت پہلے ہی سے جلوہ فگن ہے۔ یہ احمقانہ بات ہو گی کہ ہم اپنی آنکھیں مُوند لیں اور یہ تصوّر کر لیں کہ کانگرس کی عبوری حکومت یا اس کی مرضی کے مطابق نام نہاد دستور ساز ادارے کے کسی فرمان' حکم یا ارشاد کی تعمیل' توقیر اور فرمانبرداری بھی ہو گی۔ اگر اس نوع کی کسی تجویز کو جامۂ عمل پہنا دیا جائے اور ان کے خواب کی حکومت قائم بھی کر دی جائے' تو یہ ۴۸ گھنٹے سے زیادہ نہ چل سکے گی۔ یہ ناقابل فہم ہے کہ اس فاشی گرانڈ کونسل کو جُملہ اختیارات تفویض کر دیئے جائیں تاکہ وہ فوری طور پر دس کروڑ لوگوں کی قسمت اور ان کے مستقبل کا فیصلہ کر سکے۔ ان کے پاس موجود اختیارات کو دس کروڑ مسلمانوں اور لاکھوں اقلیتی افراد اور متعلقہ مفادات کے خلاف استعمال کرنا کس قدر عجیب ہو گا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کانگرس یہ محسوس نہیں کرتی کہ ان کی تجویز اور اسکیم' آپ اسے جو چاہیں سو کہہ لیں' کس قدر مضحکہ خیز ہے۔

"اس کے برعکس مسلم لیگ حقیقت کی اساس پر آگے بڑھتی ہے۔ میں نے نہایت تفصیل کے ساتھ ان بنیادی اور اہم اختلافات کی تشریح کی ہے جو ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین موجود ہیں۔ ان صدیوں کے دوران کبھی بھی ان دو بڑی قوموں کے درمیان کوئی سماجی یا سیاسی اتحاد قائم نہیں ہو سکا۔ ہند کا اتحاد جس کی ہم آج تک بات کرتے رہے ہیں [دراصل] برطانوی حکومت کا قائم کردہ ہے۔ اور انہوں نے ہی اپنی آخری منظوری دی اور انہیں کی پولیس اور فوج نے اس ملک میں امن و امان اور قانون کی عملداری قائم رکھی۔ کانگرس کا دعوٰی ایسی قومیت پر مبنی ہے جس کا کہیں وجود موجود نہیں' ماسوا ان لوگوں کی نظروں میں جو محض خواب دیکھتے ہیں۔ ہمارے فارمولے کی اساس اس برصغیر کی اراضی پر استوار ہے جسے ہندوستان اور پاکستان کی دو خود مختار مملکتوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

اصولِ پاکستان

"ایک عبوری مرکزی حکومت کے قیام کے ضمن میں مسلم لیگ کے تعاون کا یہ مطلب ہے کہ پاکستان کے بنیادی اصول کو قبول کر لیا گیا —— اور مزید یہ کہ اس امر کی واضح اور غیر مبہم انداز میں یقین دہانی کرا دی جائے کہ اسے بلا کسی تاخیر کے پایہ تکمیل کو پہنچا دیا جائے گا۔ صرف اس کے بعد ہی ہم اگلے مرحلے میں داخلے کے ضمن میں قدم اٹھا سکتے ہیں۔

"اس کا مطلب یہ ہے کہ واحد دستور ساز مجلس کا قیام بے معنی بات ہے اور ہم اسے قبول نہیں کریں گے۔ کیونکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے متحدہ ہند کی بنیاد پر قدم بڑھانے کے لئے اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا جو ناممکن بات ہے۔ ہم کسی ایسی راہ کو قبول کرنے کی غرض سے اپنی رضامندی کا اظہار نہیں کر سکتے۔ بہت سے دیگر اعتراضات سے صرف نظر' ایک اعتراض تو بالکل صاف ہے کہ واحد دستور ساز ادارہ صرف کانگرس کے احکام کی تعمیل کرے گا' اور یہ بات بھی پہلے سے عیاں ہے کہ اس ادارے میں مسلمان مایوس کن اقلیت میں ہوں گے۔

"دوسری جانب ہمارے فارمولے کے مطابق دو خود مختار دستور ساز ادارے ہوں گے' ایک ہندوستان کے لئے اور دوسرا پاکستان کے واسطے۔ چونکہ دونوں ملک متصل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں گے، اس لئے یہ پاکستان کے دستور ساز ادارے کا کام ہو گا کہ وہ دفاع یا اس قبیل کے دیگر معاملات سے رد و بدل کے ذریعہ سے نمٹ لے۔ متصل ہونے کے باعث ان امور کا پیدا ہونا ایک قدرتی امر ہو گا۔ مگر یہ تمام امور صرف پاکستان اور ہندوستان کے مابین معاہدوں اور سمجھوتوں کے ذریعے سے طے پا سکیں گے۔

ہم کسی ایسی تجویز کو قبول نہیں کر سکتے جو کسی طور سے بھی پاکستان کی مکمل خود مختاری کے منافی ہو۔

"ہمارا فارمولا ہندوؤں کو برِصغیر کا تین چوتھائی حصّہ عطا کرتا ہے جس کی آبادی ۲۵ کروڑ کے قریب ہو گی۔ ہندوستان رقبے اور آبادی کے لحاظ سے چین کے سوا دنیا کا سب سے بڑا ملک ہو گا، اور ہمارے پاس صرف ایک چوتھائی حصہ ہو گا۔ لیکن اس طرح ہم دونوں بڑی قومیں اپنے نظریوں، اپنی ثقافت اور سماجی روایات کے مطابق زندگی بسر کر سکیں گے۔ لیکن اگر کانگرس کا مطالبہ قبول کر لیا جائے تو یہ روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ ہم نہ صرف ہندوراج کی غلامی کے جوئے تلے آجائیں گے بلکہ موجودہ کانگرس جنتا کے تابع فرمان بھی ہوں گے جس میں وہ پُرانا راگ الاپنے کا دم خم ہو گا کہ صرف انہیں ہی ہند کی نمائندگی کا حق ہے اور وہ ہی انگریز کے واحد جانشین ہیں کہ وہ برطانوی راج کی بجائے کانگرس راج قائم کریں —— ایک ایسی کیفیت جو ناممکن اور ناقابلِ برداشت ہے۔

مُسلم ہند اس صورت حال کے واقع ہونے سے ہرگز اتفاق نہیں کرے گا اور اس کے سامنے ایک ہی راستہ رہ جائے گا کہ وہ ہر ممکن طریقے سے اس کی مزاحمت کرنے پر مجبور ہو جائے۔

حقیقت کی بجائے خالی خولی دھونس

"انگریزوں کو یہ دھونس دی جا رہی ہے کہ اگر انہوں نے کانگرس کے مطالبے کے سامنے سر تسلیم خم نہ کیا تو پھر خون بہے گا، جس کی تیاری کی جاری ہے: یہ کہ وہ برطانوی تجارت کو مفلوج کر دیں گے، اور وہ مزید دھمکاتے ہیں کہ اگر انہوں نے پاکستان کی موافقت کی تو اس کا بھی یہی نتیجہ ہو گا۔

"اگر بدقسمتی سے انگریز خون بہانے کی دھمکی سے مرعوب ہو گئے، جو خالی خولی دھونس زیادہ ہے اور حقیقت کم، تو اس مرتبہ مسلم ہند جامد یا غیر جانبدار نہیں رہے گا، وہ اپنا کردار ادا کرے گا اور تمام خطرات کا مقابلہ کرے گا۔ مسٹر نہرو بڑی غلط فہمی میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبتلا ہیں، جیسا کہ وہ کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ گڑبڑ ہو لیکن بہت زیادہ نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ابھی تک 'آنند بھون' کے ماحول میں رہ رہے ہیں۔

"اس کے ساتھ یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ اگر انگریز جال میں پھنس گئے اور وہ مسلمانوں کو ان تجارتی سہولتوں کے عوض فروخت کرنے پر آمادہ ہو گئے جو کانگرسی رہنماؤں کی جانب سے انہیں اس قدر فراخدلی کے ساتھ پیش کی جا رہی ہیں —— اور مسٹر گاندھی تو ان سب سے ایک قدم آگے بڑھ گئے جیسا کہ انہوں نے نہایت زور دار طریقے سے اس کا اظہار کیا ہے کہ وہ برطانوی اشیاء کو 'ترجیحات' دینے پر تیار اور آمادہ ہوں گے۔ لیکن وہ یہ بھول گئے کہ اس معاملے میں صارف کا بھی ایک نقطہ نظر ہوتا ہے اور یہ صرف کانگرس کے مربی ہندو سرمایہ دار ہی نہیں، اور یہ کہ برطانوی اشیاء کے سب سے زیادہ صارف مسلمان ہیں۔ میں توقع کرتا ہوں کہ برطانیہ کے تاجرانہ رجحانات ان دلفریب وعدوں اور دل خوش کن ترجیحی تجارتی پیش کشوں کے جال میں نہیں پھنسیں گے۔ درحقیقت وعدہ کرنا کانگرس کی پرانی عادت ہے، لیکن ان کا مقصد ایفا کرنا نہیں ہوتا، اور وہ اپنے ہر عہد کو مسترد کر دیتے ہیں جو کانگرس اپنے حالات کے تحت کرتی ہے۔

اگر مسلمانوں سے بے وفائی کی گئی

"لیکن اس سے قطع نظر: کیا انگریز دس کروڑ مسلمانوں اور لاکھوں کی تعداد میں اقلیت کے دیگر لوگوں کو ہند میں اپنی پھولتی پھلتی تجارت کی گمراہ کن توقعات اور وعدوں کے عوض فروخت کر دیں گے؟ اس حد تک چلے جانا فی الحقیقت برطانیہ عظمیٰ کی تاریخ کا عظیم ترین المیہ ہو گا —— اور سب سے بڑی بات یہ کہ یہ کبھی بھی شرمندہ تعبیر نہ ہو گا۔

حضرات! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ غیر سرکاری طور پر وزیر ہند سے میرے طویل مذاکرات ہوئے اور اس کے بعد سرکاری طور پر من حیث المجموع کابینہ مشن کے ساتھ بھی گفتگو ہوئی۔ میں اس وقت آپ کو اس کے سوا کچھ نہیں بتا سکتا کہ ہند کے دستوری مسئلے سے متعلق مختلف امور پر جن سے آج کل ہم دوچار ہیں۔ آزادانہ، صاف اور خوشگوار ماحول میں تبادلہ خیالات ہوا۔ لیکن جہاں تک ہمارا تعلق ہے پاکستان کی مبادیات اور اس کی خودمختاری پر کوئی مفاہمت نہیں ہو سکتی۔

"ہم واحد دستور ساز ادارے کے قیام کی تجویز سے اتفاق نہیں کر سکتے۔ چونکہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے معنی اپنی موت کے پروانے پر دستخط کرنا ہوں گے۔ ہم کسی عبوری انتظام پر بھی غور کرنے سے اتفاق نہیں کریں گے تاآنکہ پاکستان کی اسکیم کو لازمی طور پر قبول نہ کر لیا جائے۔

"اگر کوئی عبوری انتظام یا دستور ہم پر مسلط کیا گیا تو ہمارے سامنے اس کے سوا اور کوئی راہ نہیں ہو گی کہ ہم ہر ممکن طریقے سے اس کی مزاحمت کریں۔ مجھے یقین ہے کہ میں یہ بات آپ سب لوگوں کی طرف سے کہتا ہوں کہ ہم ہر شے اور سب کچھ قربان کر دینے کے لئے تیار ہیں لیکن ہم حکمرانی کی کسی بھی ایسی اسکیم کو قبول نہیں کریں گے جو ہماری رضا مندی کے بغیر ترتیب دی جائے گی۔ اور اگر انگریز اس حد تک چلے جاتے ہیں تو وہ ان مواعید اور معاہد اور باضابطہ یقین دہانیوں کو توڑنے کے مجرم ہوں گے جو انہوں نے دوران جنگ ۱۹۴۰ء کے اعلانئے کے ذریعے اس وقت کئے جب انہیں ہمارا خون اور ہماری دولت درکار تھی۔ یہ اونٹ کی پشت پر آخری تنکے کے مترادف ہو گا اور اگر وہ ہم سے بے وفائی کرتے ہیں تو ہم اسے حوصلے اور عزم کے ساتھ برداشت کریں گے اور جُملہ طریقوں سے اس کی مزاحمت کریں گے۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ کیونکہ ہماری راہ درست ہے' اور ہمارا مطالبہ اس عظیم برصغیر میں آباد ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کے لئے عادلانہ ہے۔ پس ہمیں کسی شے سے خوف زدہ ہونے کی چنداں ضرورت نہیں۔ آیئے ہم اپنی صفوں میں مکمل اتحاد کے ساتھ پاکستان کے منظم سپاہیوں کی حیثیت سے آگے بڑھیں۔

حضرات! مجھے یقین ہے کہ ہم نے انتخابات میں جو عظیم فتح حاصل کی ہے اس پر آپ کے دل مسرت اور شادمانی سے لبریز ہیں۔ آپ نے دنیا کو دکھا دیا ہے کہ ہم ایک متحد قوم ہیں اور ہم معاملات کے حل میں مستعد ہیں۔ اب میں صرف ایک یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ میں نہیں سمجھتا کہ ایسی کوئی طاقت یا قوت ہے جو ہمیں اپنی محبوب منزل پاکستان کے حصول سے روک سکے۔ شرط صرف ایک ہے —— اتحاد' اور مجھے اعتماد ہے کہ ہم فتح پر فتح حاصل کرتے ہوئے پاکستان کی منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے۔

(دی ڈان' ۸ اپریل ۱۹۴۶ء)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موتمر کے اختتامی اجلاس سے خطاب

دہلی ۱۰ اپریل ۱۹۴۶ء

"ہم کس چیز کے لیے لڑ رہے ہیں؟ ہمارا مطمح نظر کیا ہے؟ یہ مذہبی حکومت (تھیاکریسی) نہیں ہے' نہ ہی مذہبی مملکت کا قیام' ہمارا مقصود ہے۔ مذہب موجود ہے اور مذہب ہمیں بہت عزیز ہے۔ جب ہم مذہب کی بات کرتے ہیں تو تمام دنیاوی مفادات' ہیچ نظر آتے ہیں۔ لیکن اُور بھی بہت سی چیزیں ہیں جو بہت زیادہ اہم ہیں۔ ہماری معاشرتی زندگی' ہماری معیشی زندگی' اور سیاسی اقتدار کے بغیر آپ کس طرح اپنے دین اور معیشی زندگی کا دفاع کر سکتے ہیں؟ سوچ بچار اور غور و خوض کے بعد ہم نے ایک فیصلہ کیا ہے اور پوری متانت کے ساتھ اس موقر اور تاریخی موتمر میں اعلان کیا ہے کہ ہم بہترین کی امید کرتے ہیں اور ہم بدترین کے لیے تیار ہیں۔ ایک واضح' پُرزور اور قطعی اعلان میں ہم نے جملہ خطرات کا سامنا کرنے کے عزم کا اظہار کیا ہے۔ ہمارے لیے اس کے سوا کوئی اور راہ بھی تو موجود نہیں۔

میرا تعلق بھی تو ایک اقلیتی صوبے سے ہے۔ ان صوبوں میں (اقلیتی) مسلمان پہل کار پاکستان کے پیش رو دستے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن اب اقلیت اور اکثریت کا کوئی سوال باقی نہیں رہ گیا ہے۔ پاکستان کے مسئلہ پر اب مکمل اتفاق رائے ہو گیا ہے' ماسوائے چند لوگوں کے جو اب بھی ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔

مَیں ان لوگوں کے جذبات مجروح کرنا نہیں چاہتا۔ آخرکار اس کا فائدہ بھی کیا ہے؟ اور وہ کسی شمار قطار میں نہیں۔ مگر انہیں اب خاموش ہو جانا چاہیے۔ لیکن بدیہی طور پر وہ ایسا نہیں کر سکتے۔ انہیں وہ کچھ تو کرنا ہو گا جو وہ آج کل کر رہے ہیں۔ یہ آقاؤں کے سُر میں سُر ملانے والا معاملہ ہے۔ وہ کسی شمار قطار میں نہیں' اور مَیں اس پلیٹ فارم سے بلا کسی خوف تردید کے کہہ دینا چاہتا ہوں کہ مسلم ہند ایک ہے اور پاکستان ہمارا مطالبہ ہے۔

"جیسا کہ مَیں نے کہا کہ میرا تعلق بھی اقلیتی صوبے سے ہے' لیکن ستر ملین بھائیوں کو اپنا راج قائم کر لینے دیجئے۔ مگر یہ صرف اتنا کچھ ہی نہیں ہے۔ اگر دنیا اقلیتی صوبوں کے لیے کسی تحفّظ کے نام سے آشنا ہے تو اس میں موثر ترین تحفظ پاکستان کا قیام ہے۔ موجودہ دستور میں بھی تحفظات کا تذکرہ موجود ہے۔ لیکن کاغذ پر مذکور تحفظات کی بھی کوئی افادیت ہوتی ہے؟ اگر اکھنڈ ہند کے قیام کے بعد وہ دستور کو تبدیل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا چاہیں تو آپ کیا کر لیں گے؟ ان کو کون روکے گا؟ پانچ برس یا دس برس' پھر اگر وہ کہتے ہیں کہ وہ جُداگانہ انتخابات کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ پھر کیا ہو گا؟ وہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتے جائیں گے' اور آپ کمزور سے کمزور تر ہوتے چلے جائیں گے' اور تمام تحفظات ایک ایک کر کے رخصت ہوتے جائیں گے۔

کوئی تنازعہ نہیں

"ہم تنازعات کے ساتھ آغاز کار کرنا نہیں چاہتے۔ ہمارے پاس بھی کرنے کے لیے کافی کچھ ہو گا اور اُن کے پاس بھی' لیکن اگر شروع وہ کرتے ہیں اور ہماری اقلیتوں کے ساتھ بدسلوکی کی جاتی ہے تو پاکستان ایک خاموش تماشائی کا کردار نہیں ادا کرتا رہے گا۔ اگر گلیڈ اسٹون کے زمانے میں برطانیہ اقلیتوں کے تحفظ کے حوالے سے آرمینیا میں مداخلت کر سکتا ہے تو ہندوستان میں ہماری اقلیتوں کے معاملے میں اگر اُن پر ظلم توڑا جائے' ہمارے لیے ایسا کرنا کیوں درست نہیں ہو گا؟

"کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو ہم سے کہتے ہیں کہ آپ کے پاکستان کی بات کرنے سے کیا حاصل' جب آپ مسلمانوں کے اکثریتی صوبوں میں بھی وزارتوں کو نہیں بنا سکتے؟ مَیں اُن سے کہتا ہوں کہ یہی تو اصل سبب ہے کہ ہم موجودہ قانون سے چھٹکارا پانا اور پاکستان قائم کرنا چاہتے ہیں۔ آپ ذرا اس جذبے کو دیکھئے کہ وہ مسلم اقلیتی صوبوں میں کس طرح وزارتیں ترتیب دے رہے ہیں اور کس طرح مسلمانوں کے اکثریتی صوبوں میں وزارتیں تشکیل دینے کے معاملے میں ہماری راہ میں رکاوٹیں حائل کر رہے ہیں۔

ہم نے اب یہاں یہ عہد کیا ہے ــــ وزارتیں کچھ نہیں' محض آیا کے ہاتھ میں کھلونے ہیں۔

ہم مسلمانوں کے پاس ہر ایک چیز ہے' دماغ' ذہانت' صلاحیت اور ہمّت ــــ وہ اوصاف جو قوموں کے پاس ہونے چاہئیں۔ لیکن دو چیزوں کی کمی ہے اور مَیں چاہتا ہوں کہ آپ ان پر اپنی توجہ مرکوز کریں۔ ایک بات تو یہ ہے کہ بیرون ملک غیر ملکی غلبہ' اور اندرون ملک ہندو غلبہ بالخصوص ہماری معیشتی زندگی پر' اور ان دو چیزوں نے ہمارے ان اوصاف میں انحطاط پیدا کر دیا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کارنامے سرانجام دیئے ہیں

ہم نے اپنے اعلیٰ اخلاق کے بھرپور انداز کو گنوا دیا ہے۔ اور اخلاق کیا ہے؟ وقار کا ارفع ترین شعور اور کُلیت ـــــ یقین راستبازی اور کسی بھی وقت قوم کے اجتماعی مفاد کی خاطر خود کو فنا کر دینے پر آمادگی کا اعلیٰ ترین احساس۔

اور اس کے بلاوصف ہم نے حیرت انگیز کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ پانچ برس کی مدت کے دوران ہماری حیاتِ ثانیہ کی کامیابی ایک معجزے کی حیثیت رکھتی ہے۔ مَیں تو یہ سوچنے لگا ہوں کہ یہ سب ایک خواب ہے۔ قوم کس سرعت کے ساتھ اپنے پُرانے اخلاق ـــــ اعلیٰ شرافت کو دوبارہ فروغ دے رہی ہے! ہمارے مرد' ہماری خواتین' ہمارے بچے' وہ اب مختلف انداز میں سوچنے' بات کرنے اور عمل کرنے لگے ہیں۔ کوئی قوم اس وقت تک کچھ حاصل نہیں کر سکتی جب تک کہ اس کی خواتین اپنے مردوں کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر نہ چلیں' حتیٰ کہ میدان جنگ کی جانب بھی۔

[خاصے وقفے کے بعد] کیا برطانیہ سو ملین مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ کر سکتا ہے؟ نہیں' کوئی نہیں کر سکتا۔ وہ رکاوٹ پیدا کر سکتے ہیں' وہ تھوڑی سی تاخیر پیدا کر سکتے ہیں' لیکن وہ ہمیں اپنی منزل مقصود تک پہنچنے سے نہیں روک سکتے۔ لہٰذا ہمیں اس تاریخی موتمر کے اختتام پر پُر از امید' ہمّت اور حوصلہ اور یقین کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہونا چاہیے۔ انشاء اللہ ہم کامیاب رہیں گے۔"

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اجلاس سے خطاب

نئی دہلی' ۱۰ اپریل ۱۹۴۶ء

[دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل نے اپنے تین گھنٹے کے اجلاس میں فلسطین' انڈونیشیا کی جدوجہد آزادی' جنوبی افریقہ میں ہندیوں کے مسائل' آئی۔ این۔ اے کے فوجیوں کی رہائی' سبکدوش فوجیوں کی آبادکاری' آسام میں لائن سسٹم' انتخابات میں سرکاری مداخلت اور متعدد دیگر مسائل پر قراردادیں منظور کیں۔]

مسٹر ایم۔ اے جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے کونسل کے اراکین کا خیر مقدم کیا اور کہا کہ ان کا اجلاس ایسے وقت ہو رہا ہے جب اہم مذاکرات ہو رہے ہیں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کابینہ مشن دہلی میں موجود ہے۔ انہوں نے اراکین کونسل کو بتایا کہ کابینہ مشن کے ساتھ مذاکرات نہایت دوستانہ اور خوش گوار فضا میں ہو رہے ہیں۔

مسٹر جناح نے کہا کہ دیگر اہم امور ہیں جن پر انہیں غور و خوض کرنا چاہیے۔

اول : انہیں آئی۔ این۔ اے کے ضمن میں اور انہیں جو سزائیں سنائی گئیں ہیں، حکومت ہند کی بدنصیب حکمت عملی پر غور کرنا ہو گا۔ ان سزاؤں کی وجہ سے سارے ملک میں جذبات برانگیختہ ہوئے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ حکومت ہند یا جس کسی نے بھی یہ مقدمات چلانے اور پھر عدالت کی سنائی ہوئی سزاؤں کو کالعدم قرار دینے پر مجبور کرنے اور کپتان شاہنواز اور دوسروں کو رہا کر کے ایسی کیفیت پیدا کر دی ہے جس کی نہ قانونی طور پر مدافعت کی جا سکتی ہے اور نہ ہی اخلاقی طور پر۔ مسٹر جناح نے اس بات پر زور دیا کہ وہ کپتان شاہنواز اور دوسروں کی رہائی کے خلاف نہیں۔ انہوں نے کہا لیکن حکمت عملی میں ایک بنیادی تبدیلی کی گئی جو مقدمات چلانے سے بدتر تھی، اور رشید اس حکمت عملی کے پہلے شکار ہوئے۔

انہوں نے کہا شاہنواز پر قتل کا جرم ثابت ہوا، جب کہ رشید کو ضرب شدید کا مجرم گردانا گیا۔ بدیہی طور پر کسی کو قتل کرنا بدترین قسم کا وحشیانہ پن ہے بمقابلہ اس کے کہ اسے اپاہج کر دیا جائے یا اسے ضرب شدید لگائی جائے۔

مسٹر جناح نے مارچ میں وائسرائے اور سر آرتھر اسمتھ کے ساتھ اپنی ملاقات کا ذکر کیا جس میں ان پر آئی۔ این۔ اے کے فوجیوں کو رہا کرنے پر زور دیا۔

مسٹر جناح نے کہا کہ تاج یا اس کے نمائندے کو یہ اختیار حاصل ہے کہ آئی۔ این۔ اے کے فوجیوں کو جو سزائیں دی گئیں ہیں، ان کی باقی ماندہ سزاؤں کو معاف کر دیں اور توقع ظاہر کی کہ وائسرائے سزاؤں کو "کلیتا" معاف کر دینے کا کارخیر سرانجام دے دیں گے۔

جنوبی افریقہ میں ہندیوں کے مسئلہ کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ اگرچہ حکومت ہند نے تجارتی معاہدے کو ختم کرنے کا نوٹس دے دیا ہے لیکن تین ماہ کے دوران جنوبی افریقہ اپنی ضرورت کی اشیاء خرید کر اس کا اثر زائل کرنے کی کوششیں کر رہا ہے۔ انہوں نے حکومت ہند پر زور دیا کہ اس (کاروبار) کو فوری طور پر روک دیا جائے اور جنوبی افریقہ درآمد کے پروانے جاری نہ کئے جائیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسٹر جناح نے انڈونیشیا کے عوام کو زبردست خراج تحسین پیش کیا جو اپنی آزادی کے لئے مردانہ وار لڑ رہے ہیں اور اس ملک کے عوام الناس کو یقین دلایا کہ انہیں مدد دینے کے لئے مسلمانوں سے جو کچھ بھی بن پڑے گا کریں گے۔

فلسطین کا مسئلہ

مسئلہ فلسطین کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا "جس دن سے برطانیہ کو فلسطین کا انتداب دیا گیا ہے یہ ایک تاریک تاریخ بن گئی ہے جو تاریک تر ہوتی جا رہی ہے" انہوں نے اس بات کی مذمت کی کہ برطانیہ جیسی عظیم طاقت بھی امریکی یہود کے دباؤ میں آ گئی ہے۔

مسٹر جناح نے اراکین کا شکریہ ادا کیا کہ وہ اتنی بڑی تعداد میں کونسل کے اجلاس میں شرکت کر رہے ہیں اور کہا کہ "ہماری منزل مقصود آپ کے خون میں تو رچ بس گئی ہے اور جلد ہی یہ آپ کی ہڈیوں میں بھی سما جائے گی۔

(دی ڈان' ۱۱ اپریل ۱۹۴۶ء)

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل سے خطاب

نئی دہلی' ۵ جون ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے اپنے خطاب کا آغاز ان الفاظ سے کیا: "کونسل کا اجلاس درحقیقت بہت نازک موقع پر طلب کیا گیا ہے۔"

مسٹر جناح نے دہلی میں ہونے والے مذاکرات کا ذکر کیا' اس میں جو پیشرفت ہوئی اور آخرکار شملہ میں یہ سہ فریقی کانفرنس ناکامی سے دوچار ہوئی' پھر کابینہ مشن کی اسکیم شائع ہوئی' تینوں فریقوں کے درمیان خط و کتابت ہوئی اور انہوں نے مشن کی تجاویز پر تبصرہ کیا۔

"تمام مواد آپ کے سامنے موجود ہے اور بدھ یا جمعرات کو آپ جو فیصلے کریں گے وہ نہایت دُوررس اہمیت اور عواقب کے حامل ہوں گے۔ بلا شک و شبہ مجلس عاملہ کابینہ کے انداز میں معمول کا طریقہ کار اختیار کر سکتی تھی۔ اگر وہ پسند کرتی تو وہ دو روزہ بحث مباحثہ کے بعد کوئی فیصلہ کر لیتی' اپنی جانب سے کوئی قرارداد مرتب کرتی اور تصدیق و توثیق کے لئے اسے کونسل کے سامنے پیش کر دیتی۔ لیکن مجلس عاملہ نے سوچا کہ یہ زبردست اہمیت کی غیر معمولی کیفیت ہے' لہٰذا اسے یہ راہ اختیار نہیں کرنا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیے۔

مجلس عاملہ کا نقطہ نظر

"اگر ہم نے کوئی فیصلہ کر لیا ہوتا' اور آپ اسے مسترد کر دیتے تو ہمارے سامنے اس کے سوا اور کوئی راہ نہ رہتی کہ ہم مستعفی ہو جاتے۔ ہم نے سوچا کہ ہمیں ایسی صورت حال پیدا نہیں کرنی چاہیے جب کہ کونسل کا اجلاس ہونے ہی والا ہے' اور اس طرح کی راہ عمل کی نہ کوئی عجلت ہے اور نہ کوئی حاجت ہے۔

مجلس عاملہ کے اراکین نے گھنٹوں اس کے مالہٗ وما علیہ پر بحث مباحثہ کیا اور ہم نے یہ سوچا کہ ہم آپ کی رائے اور فیصلے کے ضمن میں کوئی پیش بینی نہ کریں۔ چنانچہ ہم نے یہ راہ اختیار کی کہ کونسل صورت حال کی نزاکت کا ادراک رکھتے ہوئے آپ جو رائے قائم کریں اور فیصلہ صادر کریں اس کی ذمہ داری بھی قبول کریں۔

لہذا میں چاہتا ہوں کہ ہر رُکن یہ محسوس کرے کہ وہ آزاد ہے اور وہ ہمارے کسی اقدام کا پابند نہیں جو اسے اپنی رائے کے اظہار یا اپنا حتمی فیصلہ' یہ جو بھی کچھ ہو' کرنے سے روک سکے۔ مسلم قوم کی پارلیمان کی حیثیت سے فیصلہ کرنا آپ کا کام ہے۔

مطالبہ پاکستان

"مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ مسلم ہند اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھے گا جب تک کہ ہم پورا' مکمل اور خود مختار پاکستان حاصل نہیں کر لیں گے۔ اور میں اپنی پوری قوت کے ساتھ جو میں مجتمع کر سکتا ہوں مشن کے دلائل اور براہین اور اس طریقہ کار کو مسترد کرتا ہوں جس کے ذریعہ انہوں نے حقائق کو مسخ کیا اور اُن کا اس کے سوا کوئی مقصد نہ تھا کہ وہ کانگرس کو خوش کرنے کے لیے اس کی چاپلوسی کریں۔ [آوازیں شرم۔ شرم'] درحقیقت پاکستان کی بنیاد اور اساس خود اُن کی اسکیم میں موجود تھی۔[آفریں۔ آفریں۔]

عظیم ترین غلطی

"انہوں نے عظیم ترین غلطی کا ارتکاب کیا اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کانگرسی پریس اور ہندوؤں نے جب یہ فقرے سُنے اور شکر میں لپٹی ہوئی یہ گولیاں [قہقہہ] انہیں ملیں کہ پاکستان نامنظور کر دیا گیا تو خوشیاں منائی گئیں اور قدرتی طور پر مسلمانوں کی جانب سے اس کی زبردست مذمت کی گئی' اور ان میں غم و غصہ پھیلا۔ لیکن یہ تو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محض شکر میں لپٹی ہوئی گولی تھی اور شکر اس قدر کم تھی کہ بہت تھوڑے ہی عرصے میں کانگرس پریس کو یہ احساس ہو گیا کہ یہ گولی منفی شکر تھی [قہقہہ]

مسٹر جناح نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے اپنی حالیہ گفتگو کا حوالہ دیا جو انہوں نے شملہ کے استقبالیے میں کی تھی اور کس طرح ان کی غلط تاویل کی گئی۔ انہوں نے کہا کہ یہ نازک مسائل ایک لفظ یہاں اور ایک فقرہ وہاں کہہ کر یا محض جذبات اور نعروں کے ذریعے فیصل نہیں ہو سکتے۔

مجھے مسرّت ہے کہ میرے ہوش و حواس بحال ہو گئے لیکن میری تمنّا ہے کہ وہ بھی اپنے حواسوں میں واپس آجائیں گے۔ [قہقہہ] یقیناً لڑائی جھگڑے کے لئے دو فریقوں کی ضرورت ہوتی ہے لیکن اس معاملے میں تو چھوٹی اقلیتوں کو چھوڑتے ہوئے تین بلکہ چار فریق ہیں۔

مسلمانوں کی اذیّت

"جب مَیں یہ کہتا ہوں کہ ہم ہمیشہ نہیں لڑ جھگڑ سکتے' تو کیا مَیں ان کے ہر آدمی سے مخاطب نہیں ہوں جن میں ہم بھی شامل ہیں؟ مَیں جانتا ہوں اور مَیں اسے دُہراتا ہوں کہ مسلمانوں نے اذیّت اور مصیبتیں اُٹھائیں اور اس حد تک مصائب برداشت کئے کہ مَیں ان کا سوچ کر لرز جاتا ہوں۔

"چھ برس پہلے مسلمانوں کی کیفیت کچھ ایسی تھی کہ وہ صفحۂ ہستی سے حرفِ غلط کی طرح مٹا دیئے جاتے۔ زندگی کے ہر شعبے میں مسلمانوں نے اذیّتیں جھیلیں اور اب بھی جھیل رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ہماری راہ میں رکاوٹیں کھڑی کر دی جائیں۔ لیکن کوئی شے ہمیں کسی بھی طرح سے ہٹانے اور ڈگمگانے پر مجبور نہیں کر سکتی اور نہ ہی اپنی منزل قیامِ پاکستان —— کی راہ سے سرِمو ہٹا سکتی ہے۔

ہم پاکستان لے کے رہیں گے

"مَیں اس پلیٹ فارم سے یہ دُہراتا ہوں کہ تاخیر نہ برطانوی حکومت کے لئے سُودمند ہے نہ ہندوؤں کے لئے۔ اگر وہ آزادی سے محبت کرتے ہیں' اگر انہیں ہند کی آزادی عزیز ہے' اگر وہ آزاد ہونا چاہتے ہیں' تو جس قدر جلد وہ یہ محسوس کر لیں گے اسی قدر بہتر ہو گا کہ آزادی کی جلد ترین راہ پاکستان کو قبول کر لینا ہے۔ یا تو آپ مان لیں' ورنہ ہم آپ کے بلاوصف یہ [پاکستان] لے کر رہیں گے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ کیا طور طریقے اختیار کریں گے اور کون سے حربے استعمال کریں گے' اس کا انحصار تو وقت اور حالات پر ہو گا۔

غذائی صورت حال

"مدراس اور میسور کی کیفیت نازک ہے۔ ہم اپنا دست تعاون حکومت کے ہر محکمے کی طرف بڑھاتے ہیں۔ حکومت چاہے جو بھی ہو۔ انسانیت کی صدا پر لبیک کہتے ہوئے ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ ایک شخص بھی بھوک سے نہ مرے۔ جہاں تک اس معاملے کا تعلق ہے صرف ایک ہی فیصلہ ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ جو کچھ بھی ہیں فاقہ زدگی کو زیر کرنے کے لئے اپنی بہترین کوشش صرف کر دیجئے۔

جنوبی افریقہ کا جرم

"وہاں جو ہندی ہیں ان کے ساتھ اچھوتوں کا سا سلوک کیا جا رہا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ جنرل اسمٹس یہ کہیں گے کہ [خود] ہند میں ۶ کروڑ اچھوت موجود ہیں۔ مجھے اعتراف ہے کہ اچھوت پن شرمناک ہے۔ لیکن کیا یہ بات یہ کہنے کی وجہ بن سکتی ہے کہ دو کالوں سے ایک سفید بنتا ہے۔ چونکہ ہند پر یہ لعنت مسلط ہے اور اس کی پیشانی پر کلنک کا یہ ٹیکہ لگا ہوا ہے تو کیا کسی مہذب حکومت کو یہ کہنا زیب دیتا ہے کہ "لہذا میں بھی اپنی حکومت کی پیشانی پر کلنک کا یہ ٹیکہ اپنے ملک کی پیشانی پر اپنی قوم کی پیشانی پر لگاؤں گا۔ اور اگرچہ یہ اس وقت موجود نہیں ہے میں اسے اب جنم دے دوں گا۔

کوئی بھی دیانتدار شخص' خواہ وہ اس ملک میں ہو یا اس سے باہر' اس امر سے اختلاف نہیں کر سکتا کہ گھیٹو کے بارے میں مسودۂ قانون تہذیب کے نام پر بٹہ ہے اور یہ ان لوگوں کے خلاف ایک جرم ہے جنہوں نے جنوبی افریقہ کی تعمیر میں مدد دی اور جو [قانونی اعتبار سے] جائز طور پر وہاں موجود ہیں۔ ہماری پوری ہمدردیاں اپنے لوگوں کے ساتھ ہیں جو جدوجہد میں معروف ہیں۔"

فلسطین کے ضمن میں انہوں نے اینگلو۔ امریکہ کمیٹی کی ان سفارشات کی مذمت کی جن میں کہا گیا ہے کہ ایک لاکھ یہودیوں کو فلسطین میں داخل ہونے دیا جائے۔

"کیا آپ اس سے اس کے علاوہ کوئی اور نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ یہ بدترین قسم کی بددیانتی ہے اور یہ کہ انہوں نے عدل و انصاف کے ہر اصول سے بے اعتنائی برتی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسٹر جناح نے عربوں سے مطالبہ کیا کہ وہ اس سفارش کے خلاف سینہ سپر ہو جائیں اور اس امر کا اہتمام کریں کہ مزید ایک یہودی بھی سرزمین فلسطین پر قدم نہ دھرنے پائے۔

مسٹر جناح نے سرزمین انڈونیشیا پر ولندیزی سامراج کے قبضے کی مذمت کی اور کہا کہ اب تک برطانیہ نے اس تعلق میں کوئی آبرومندانہ کردار ادا نہیں کیا۔

برطانیہ کی وعدہ شکنیاں

لیبیا کے بارے میں انہوں نے کہا کہ برطانیہ نے نہایت طمطراق سے وعدہ کیا تھا کہ وہاں کے مسلمانوں کو پھر کبھی اطالوی تسلط کی اذیت برداشت نہیں کرنا پڑے گی اور اب وہ اپنے اس قول و قرار سے پھر گئے ہیں۔

کشمیر میں ہونے والے حالیہ واقعات پر انہوں نے مہاراجہ کو یہ انتباہ کیا: "از راہ عنایت آپ یہ اہتمام کریں کہ ایک معصوم مسلمان کو بھی گزند نہ پہنچے' ورنہ آپ تمام مسلمانوں کو مجبور کر دیں گے کہ وہ سب اس جھمیلے میں کود پڑیں ــــ اور یہ دراصل بہت سنگین معاملہ ہو جائے گا۔

مسٹر جناح نے ان صوبوں میں فسادات کا ذکر کیا جہاں کانگرس برسراقتدار ہے اور اس امر کا اعادہ کیا کہ اس کا واحد علاج قیام پاکستان ہے۔ جب پاکستان قائم ہو جائے گا تو ہندو مختلف انداز سے سوچے گا۔ اس وقت بدقسمتی سے ہندو کے دماغ میں یہ سودا سمایا ہے کہ جہاں کہیں بھی کانگرس کی وزارت ہے' ہندو راج قائم ہو گیا ہے۔

اس نوع کے مرض کا کوئی علاج نہیں۔ جب کوئی شخص مغالطے کے زیر اثر ہو تو اس کے لئے ایک ہی جگہ ہوتی ہے اور وہ ہے پاگل خانہ۔ اس مغالطے میں مبتلا ہندو مغرور' ظالم اور جابر بن گیا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اسے ہوش آجائے گا لیکن اگر ہوش نہ آیا تو ہوش میں لانے کے لئے ہمیں کچھ کرنا پڑے گا۔

ان مثالوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے تابوت میں ایک کیل اور ٹھونک رہے ہیں۔ جتنا زیادہ وہ ایسا کریں گے اتنا ہی زیادہ وہ پچھتائیں گے۔

(ڈی ڈان' ۶ جون' ۱۹۴۶ء)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا بند کمرے میں اجلاس

نئی دہلی ۶ جون ۱۹۴۶ء

"مَیں نے آپ کو کرپس تجاویز مسترد کرنے کا مشورہ دیا' مَیں نے آپ کو شملہ کانفرنس فارمولہ مسترد کرنے کا مشورہ دیا' لیکن مَیں آپ کو برطانوی کابینہ مشن کی تجاویز کے استرداد کا مشورہ نہیں دے سکتا۔ مَیں آپ کو انہیں قبول کرنے کا مشورہ دیتا ہوں۔" ان الفاظ کے ساتھ مسٹر ایم۔ اے جناح نے نئی دہلی میں کابینہ مشن کی تجاویز پر کونسل کے بند کمرے کے اجلاس میں طویل بحث کو سمیٹتے ہوئے اگلے روز ۶ جون کو کہا۔

مسٹر جناح نے مزید یہ کہا "قرارداد لاہور کا مطلب یہ نہیں تھا کہ جب مسلمان اپنا مطالبہ پیش کریں گے تو اسے یکدم منظور کر لیا جائے گا۔ جدوجہد کا پہلا مرحلہ یہ تھا کہ مسلم لیگ کی نمائندہ حیثیت کو منوایا جائے۔ یہ آئینی جنگ آپ نے شروع کی اور جیت لی۔ مشن کی تجاویز کو قبول کر لینے سے حصول پاکستان کی جدوجُہد ختم نہیں ہو جاتی۔ آپ کو اپنی یہ جدوجہد جاری رکھنا ہو گی تاآنکہ پاکستان حاصل ہو جائے۔"

مسٹر جناح نے کہا: "اگر کوئی بات آپ کی مرضی کے خلاف ہو تو آپ دستور ساز اسمبلی میں تعطل پیدا کر سکتے ہیں۔ آپ اپنے مقصد کی خاطر دستور ساز اسمبلی میں لڑائی جاری رکھیں گے۔ وحدتوں یا گروپوں کے اس حق کے لئے بھی آپ لڑائی کریں گے کہ وہ دوبارہ اس گروپ سے مل جائیں جس سے وہ علیحدہ ہوئے۔"

جہاں تک گروپوں کا تعلق ہے' مسٹر جناح نے مبیّنہ طور پر اس پر اطمینان کا اظہار کیا "گروپوں کو ماسوا دفاع' مواصلات اور امور خارجہ کے باقی سب اختیارات حاصل ہوں گے۔ جہاں تک دفاع کا تعلق ہے یہ نئے دستور کے نفاذ تک برطانیہ کے پاس رہے گا۔ سو اس بارے میں ابھی آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔ وہ دستور ساز اسمبلی میں اس بات پر لڑائی کریں گے کہ مواصلات کو صرف دفاعی ضرورتوں تک محدود رکھا جائے۔"

(انڈین اینول رجسٹر ۱۹۴۶ء جلد ۱ صفحہ ۲۸۲)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اجلاس سے خطاب

بمبئی' ۲۷ جولائی ۱۹۴۶ء

"مَیں محسوس کرتا ہوں کہ مسلم لیگ کے لئے وہ وقت آگیا ہے ـــــ اور مَیں یہ کہتا چلا آرہا ہوں ـــــ کہ اب ہمارا موٹو ہونا چاہیے' اپنی قوم کی قوت پر بھروسا' نظم و ضبط' اتحاد اور اعتماد۔ اگر قوت کافی نہیں ہے تو مزید قوت پیدا کیجئے۔ اگر ہم ایسا کر لیں گے' تو کابینہ مشن اور برطانوی حکومت کو کانگرس کی ان دھمکیوں سے کہ وہ کش مکش جاری کر دیں گے اور عدم تعاون شروع کر دیں گے۔ پھر ہم بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم بھی یہی کچھ کریں گے۔" یہ بات مسٹر ایم۔ اے۔ جناح نے آل انڈیا مسلم لیگ کونسل سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔

"عدل اور انصاف کی خاطر مسلم لیگ کی ساری کوششیں اکارت گئیں' یہاں تک کہ کانگرس کی طرف سے التجاؤں اور درخواستوں کا بھی کسی قسم کا کوئی جواب نہ آیا۔ کابینہ مشن کانگرس کے ہاتھوں میں کھیلا۔ اس نے اپنی مرضی کا کھیل کھیلا۔

"مَیں آپ کو بتاتا ہوں کہ کانگرس نے دستوری مذاکرات کے دوران گھٹیا درجے کی کٹ حجتی' سودے بازی اور ہٹ دھرمی کے رویّے سے ہند کے باشندوں کو' جن میں بھاری اکثریت اونچی ذات ہندوؤں کی ہے' زبردست نقصان پہنچایا۔ کانگرس مسلمانوں کے خلاف خبث باطن کے جذبات سے معمور ہے۔

"دہلی میں ایک مکمل نوکر شاہی کی مطلق العنان حکومت کے قیام میں مدد دے کر کانگرس ہند کو چالیس برس پیچھے لے گئی۔

"کانگرس سمجھتی ہے کہ وہ مسلم لیگ کو نظرانداز کر کے عبوری حکومت میں داخل ہو جائے گی۔ اسے وہاں جانا مبارک ہو۔ ہم اس سے خوفزدہ نہیں۔ ہمیں علم ہے کہ اس سے کیسے نمٹا جاتا ہے۔ وہ بے پَر کی اُڑاتے ہیں' جب وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم مجلس دستور ساز کو ایک خودمختار ادارہ قرار دے دیں گے ـــــ مجلس دستور ساز جسے وائسرائے طلب کریں گے' جس کی تقرری برطانوی حکومت کرے گی' اسے پنڈت جواہر لال نہرو کے 'دلیرانہ' اور بچگانہ بیانات کے ذریعے سے خود مختار ادارہ بنا دیا جائے گا!

بے حد اہم مسائل

"کونسل کا اجلاس بعض بے حد اہم مسائل پر غور و خوض کے لئے طلب کیا گیا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ آپ کو یہ حتمی فیصلہ کرنا ہے کہ مسلم لیگ کو کابینہ وفد اور وائسرائے کے ۱۶ اور ۲۵ مئی کے بیان، میں مذکور مجلس دستور ساز کے بارے میں کیا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے۔

"کانگرس نے طویل المدت تجاویز کو اپنے استثنیٰ اور اپنی تاویل کے ساتھ قبول کیا' قطع نظر کابینہ مشن کے بیان کے جو انہوں نے ۲۵ مئی کو دیا تھا۔

صدر کانگرس کے ۲۵ جون کے مکتوب بنام کابینہ مشن اور مجلس عاملہ کانگرس کی ۲۶ جون کی قرارداد سے اقتباسات پیش کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ کانگرس کی قبولیت مشروط ہے۔

"ان عظیم سیاستدانوں کو تو جانے دیجئے' ایک عام سوجھ بوجھ رکھنے والا انسان بھی ایک ہی نتیجہ اخذ کرے گا۔ حیرت انگیز امر یہ ہے کہ کابینہ مشن اور وائسرائے اس فیصلے کو قبولیت قرار دیتے ہیں۔ ان مذاکرات کے دوران کابینہ مشن اور وائسرائے کانگرس کی دہشت اور دھمکیوں کی زد میں رہے۔

مشن اپنے قول سے پھر گیا

"دوسری چیز جس پر مسلم لیگ کونسل کو غور کرنا ہے' وہ کابینہ مشن اور وائسرائے کے عبوری حکومت کے ضمن میں رویے کے پیش نظر مسلم لیگ کو کیا اقدام کرنا چاہیے۔ وہ اپنے قول و قرار سے پھر گئے اور اپنی حتمی تجاویز کے بارے میں ۱۶ جون کے بیان میں جو اعلان کیا تھا اس سے منحرف ہو گئے۔ فی الحقیقت کانگرس نے کبھی بھی طویل المدت منصوبہ قبول نہیں کیا۔ صدر کانگرس نے اپنے ۲۵ جون کے مکتوب کے ذریعہ اس کی مشروط قبولیت کی اطلاع دی' جس کی آل انڈیا کانگرس کمیٹی نے اپنے ۷ جولائی کے اجلاس منعقدہ بمبئی میں توثیق کر دی۔

"کابینہ مشن نے ایک ڈوبتے ہوئے شخص کی طرح جسے تنکے کا سہارا بھی غنیمت ہوتا ہے' اس مشروط قبولیت کو اصل قبولیت تصور کر لیا۔ انہوں نے نہ صرف اس ملک میں اس خیال کی تشہیر کی بلکہ دارالعوام اور دارالامراء میں لارڈ پیتھک لارنس اور سر اسٹیفورڈ کرپس نے اس تاثر کو جنم دیا کہ کانگرس نے طویل المدت تجویز کو قبول کر لیا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کانگرس کا رویّہ

"اس تاثر کی اساس حقائق پر استوار نہیں۔ کانگرس کی مجلس عاملہ کی قرارداد تو کافی بُری تھی ہی' پنڈت جواہر لال نہرو صدر منتخب کانگرس نے اپنا عہدہ سنبھالتے ہی ۱۰ جولائی کو بمبئی میں ایک پریس کانفرنس میں طویل المدت تجویز کے بارے میں کانگرس کے رویّے کو بالکل واضح کر دیا۔ اس ملاقات کے دوران پنڈت نہرو نے واضح طور پر کہا کہ "کانگرس نے کوئی وعدہ نہیں کیا ہے اور نہ ہی وہ قرطاس ریاست حکومت کے پیراگراف ۱۵ یا پیراگراف ۱۹ کے پابند ہیں۔"

خود مختار ادارہ نہیں ہے

"مجلس دستور ساز ایک خودمختار ادارہ نہیں ہے' خواہ ہم اسے قبول کریں یا نہ کریں۔ اگر ہم اسے ایک بار قبول کر لیتے ہیں تو پھر میری جماعت کے لئے آبرومندانہ راہ یہی ہے کہ ہم اسے وہی کچھ سمجھیں جو وہ فی الحقیقت ہے۔ چیزوں کے بارے میں [اپنی مرضی کے مطابق] تصوّرات قائم کرنے اور خواب بنی سے کیا فائدہ۔

"پنڈت نہرو نے کہا ہے کہ 'قرطاس ریاست کا پیراگراف نمبر ۱۹ کانگرس کے لئے واجب العمل نہیں جو گروپ سازی اور مجلس دستور ساز کا احیطہ کار کا تعینّ کرتا ہے۔' مسلم لیگ کے نقطہ نظر سے اسکیم کا ناگزیر جزو گروپ ب اور ج ہیں جب کہ کانگرس نے اسے غیر مبہم انداز میں مسترد کر دیا ہے اور پُرزور طریقے سے کہا ہے کہ گروپ ب اور ج کے صوبوں کو شروع ہی سے یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ چاہیں تو گروپ سے باہر نکل جائیں' اس طرح سے نہیں جیسا کہ اہتمام کیا گیا ہے کہ پہلے گروپ سازی ہو پھر گروپ کا آئین وضع کیا جائے' پھر نئے صوبائی آئین کے تحت انتخابات منعقد ہوں۔

ظالمانہ اکثریت

"چونکہ کانگرس کو پوری مجلس دستور ساز میں ایک ظالمانہ اکثریت حاصل ہو گی اس لئے وہ یہ توقع کرتی ہے کہ وہ اپنی منشا کے مطابق اس اکثریت کے بل پر جو چاہے فیصلہ کر سکتی ہے۔ اسکیم کی ہر شرط کو نظرانداز' کالعدم اور مسترد کر سکتی ہے اور اس انداز سے عمل کر سکتی ہے جو مجلس دستور ساز کے اختیارات سے ماوراء اور اس ادارے کے فرائض و اختیار سے متجاوز ہو۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختصراً کانگرس کی کیفیت کچھ ایسی تھی : "ہم نے کوئی وعدہ نہیں کیا۔ ہم اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے مجلس دستور ساز میں جا رہے ہیں اور اپنی مرضی و منشا کے مطابق جو چاہیں گے سو کریں گے' اپنی اس تاویل و تعبیر کے مطابق جس کا ہم ساری دنیا میں اعلان کر چکے ہیں۔" اس سے ایک نئی صورتِ حال پیدا ہو گئی ہے جس کے باعث مسلم لیگ کونسل کا اجلاس بلانا ضروری ہو گیا۔"

دارالامراء میں بحث

مسٹر جناح نے دارالامراء میں بحث کے دوران وزیر ہند کی تقریر کا حوالہ دیا جس میں انہوں نے اعلان کیا کہ ہند کی سیاسی جماعتیں اس دائرۂ کار سے باہر نہیں جا سکتیں جس پر اتفاق رائے ہو چکا ہے' کیونکہ یہ دیگر جماعتوں کے ساتھ ناانصافی ہو گی' اور کہا:

"ایسی صورت میں اگر کانگرس' جسے مجلس دستور ساز میں ظالمانہ اکثریت حاصل ہے' کوئی ایسا فیصلہ کرے جو اس مجلس کے اختیارات سے تجاوز کرتا ہو اور خلاف قاعدہ ہو تو "اس مقدس توقع" کے سوا اور کوئی مؤثر روک یا درماں کا اہتمام موجود نہیں۔

"مشن کو اس کا علم تھا۔ اُن پر یہ بالکل واضح کر دیا گیا تھا کہ کانگرس کی جانب سے قبولیت مشروط ہے اور اسکیم کے کچھ اہم بنیادی اصولوں کی اپنی تاویل و تعبیر پر مبنی ہے۔ اس امر کی نواب زادہ لیاقت علی خاں اور مَیں نے' ہم دونوں نے اپنے اپنے بیانات میں وضاحت کی۔ [دارالامراء میں] مباحثے سے پہلے یہ ساری تفصیلات برطانوی حکومت کے پاس موجود تھیں۔

"اور اس کے باوصف لارڈ پیتھک لارنس نے ایک مقدس توقع کے اظہار پر اکتفا کیا۔ کیا یہ کابینہ مشن میں' جس نے یہاں ساڑھے تین ماہ قیام کیا' کسی احساس ذمہ داری یا سوجھ بوجھ کا پتہ دیتا ہے؟

نہرو ڈٹے ہوئے ہیں

"پنڈت نہرو نے دہلی میں ۲۳ جولائی کو ایک جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے مزید یہ کہا کہ اگر ہم مجلس دستور ساز کی اصلاح نہ کر سکے تو ہم اسے ختم کر دیں گے۔ جب کچھ اخبارات نے پنڈت نہرو کے ان بیانات کو ان کی جذباتیت پر محمول کیا تو پنڈت جواہر لال نہرو نے پُرزور لہجے میں اس بات کا اعادہ کیا اور دوبارہ تصدیق کی کہ انہوں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ارادتاً اور پورے احساسِ ذمہ داری کے ساتھ کہا۔ انہوں نے یہ واضح کیا کہ کانگرس اسی راہ پر چلے گی اور اگر ضروری ہوا تو مجلس دستور ساز کو موت کے گھاٹ اُتار دے گی۔"

مسٹر جناح نے دارالامراء میں لارڈ پیتھک لارنس کے اس بیان کو کہ انہیں ہند کے لوگوں پر اعتماد ہے اور انہیں امید ہے کہ وہ صحیح فیصلے کریں گے' کانگرس کے موقف کے پیشِ نظر بالخصوص بے حد ناقابلِ یقین رجائیت پسندی سے تعبیر کیا۔

مسٹر جناح نے کہا' مَیں محسوس کرتا ہوں کہ ہم نے معقولیت کے جُملہ طریقے آزمالئے۔ امداد و اعانت کے لئے کسی اور ذریعے کی طرف تکنا بے سُود ہے۔ کوئی ایسی عدالت موجود نہیں جس کے دروازے پر ہم دستک دے سکیں۔ ہمارے لئے اب واحد عدالت مُسلم قوم ہے۔

"میرے لئے یہ امر باعث تسکین نہیں ہو سکتا کہ لارڈ پیتھک لارنس اور سراسٹیفورڈ کرپس نے یہ اعتراف کیا کہ ہم نے گراں قدر اور اہم رعایتیں دیں جب کہ کانگرس اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہٹی۔ میری تمنّا ہے کہ مَیں دیانتداری کے ساتھ اُن کے حوصلے اور تدبّر کی داد دے سکتا جس کا ان میں ان مذاکرات کے دوران اس قدر افسوسناک طریقے سے فقدان رہا۔ نہ ہی مَیں نے کانگرس میں خفیف سا جذبہ خیرسگالی یا مفاہمت یا تعاون کا کوئی ہلکا سا اشارہ دیکھا۔

کانگرس اڑیل ٹٹو کی طرح کھڑی تھی

"مجھے اعتماد ہے کہ مسلمانانِ ہند مطلق پریشان نہیں ہوں گے اور نہ ہی ہم احساس ناکامی کا شکار ہوں گے۔ مَیں بلا خوف تردید آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان مذاکرات کے دوران تینوں فریقوں میں سے صرف ایک مسلم لیگ ہی تھی جس نے ایک باوقار تنظیم کا کردار ادا کیا۔

"ہم نے اعلیٰ وارفع اصولوں کے مطابق مذاکرات کئے۔ ہم نے رعایت پر رعایت دی' اس لئے نہیں کہ ہم خوف زدہ تھے۔ ہم نے ایسا صرف اس لئے کیا کہ ہم اس بات کے لئے حد درجہ بے چین تھے کہ خوشگوار اور پُرامن' مفاہمت کے لئے کوئی ایسی راہ نکل آئے جو نہ صرف مسلمانوں اور ہندوؤں بلکہ اس برصغیر میں آباد سب لوگوں کو حصول آزادی کی منزل پر پہنچا دے۔ لیکن وہاں کانگرس اڑیل ٹٹو کی طرح کھڑی تھی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے سامنے اس کے سوا اور کوئی مقصد نہ تھا کہ مسلم لیگ کو کس طرح نیچا دکھایا جائے۔

مسلم لیگ کے صاف ستھرے ہاتھ

"ہم نے صاف ستھرے انداز سے کام کیا۔ مسلم لیگ واحد جماعت تھی جو ان مذاکرات سے وقار اور صاف ستھرے ہاتھوں کے ساتھ برآمد ہوئی۔ عبوری حکومت کی تشکیل کے ضمن میں [کابینہ] مشن اپنے قول سے منحرف ہو گیا۔ آج مشن مغلوب اور مفلوج ہے۔ کانگرس نے ایسے ڈھب استعمال کئے جنہیں استعمال کرتے ہوئے ایک معمولی فرد بھی شرمائے۔"

کانگرس سے مخاطب ہوتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا: "کیا آپ میں اتنی سی بھی شرافت نہیں، اور کیا آپ میں اتنا سا بھی احساس وقار اور حوصلہ نہیں کہ آپ یہ کہہ سکیں کہ آپ ان تجاویز کو اس لئے قبول نہیں کرتے کہ یہ آپ کے بنیادی اصولوں اور مقاصد کے خلاف ہیں؟"

وائسرائے سے ایک غیر مبہم جواب طلب کرتے ہوئے مسٹر جناح نے پُرزور انداز میں کہا کہ "۲۴ جون کی رات کو کانگرس کی مجلس عاملہ نے طویل المدت اور قلیل المدت دونوں تجاویز کو مسترد کر دیا تھا۔

"۲۵ جون کو علی الصباح سراسٹیفورڈ کرپس بھنگی کالونی گئے اور وہاں مسٹر گاندھی کو راہ پر لگانے کی کوشش کی۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہاں ان کی دال نہیں گلی۔ وہ واپس آ گئے اور لارڈ پیتھک لارنس کو کانگرس کے مرد آہن سردار ولبھ بھائی پٹیل کی ٹوہ لینے پر لگا دیا۔

ترکیب گھڑی

"انہوں [لارڈ پیتھک لارنس] نے مسٹر پٹیل کو سڑک پر گھیر لیا اور انہیں ان کے گھر لے گئے جہاں انہوں نے ایک ترکیب گھڑی۔ کانگرس کو اس بات پر آمادہ کر لیا گیا کہ وہ طویل المدت منصوبہ قبول کر لے، خواہ یہ ان کی اپنی تاویلات اور شرائط کے ساتھ ہی ہو۔ مشن نے کانگرس کو یقین دلایا کہ وہ ۱۶ جون والی عبوری حکومت کی تشکیل کی اسکیم کو ترک کر دیں گے۔ یہ بھی وہی ڈوبتے ہوئے کو تنکے کے سہارے والی بات

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی۔ وہ چاہتے یہ تھے کہ کسی نہ کسی طرح مشن کی مکمل ناکامی کے داغ سے اپنی پیشانی کو بچالیں۔

"بعینہٖ یہ اسی طرح سے ہوا۔ اب مَیں وائسرائے سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ ایک بیان جاری کریں جس میں وہ صراحت کے ساتھ اس نکتے کی وضاحت کریں۔ یہ کابینہ مشن کے اراکین اور وائسرائے کے وقار، دیانتداری اور کردار پر ایک سنگین الزام ہے۔

پاکستان ـــــ واحد حل

"یہ سب کچھ بلا کسی شک و شبہہ کے، واضح طور پر یہ ثابت کرتے ہیں کہ ہند کے مسئلہ کا واحد حل پاکستان ہے۔ جب تک کانگرس اور مسٹر گاندھی کا اس پر اصرار رہے گا کہ وہ سارے ہند کی نمائندگی کرتے ہیں اور جب تک کہ کانگرس بلا کسی مقصد کے اپنی دولت ضائع کرتی رہے گی، ماسوا اس کے کہ وہ مسلمانوں میں افتراق اور انتشار پھیلاتی رہے، اور رشوت، بدعنوانی اور نوکری کے لالچ کے ذریعے ایسے لوگوں کی حوصلہ افزائی کرتی رہے گی جن میں نہ وقار کا شعور ہے اور نہ اخلاق کا، اور جب تک کہ وہ حقائق کی تردید کرتی رہے گی، اور جب تک کہ وہ اس خالص صداقت کا انکار کرتی رہے گی کہ مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ اور بااختیار تنظیم ہے اور جب تک وہ اس بیہودہ چکر میں گھومتی رہے گی، آزادی کے لئے کوئی مفاہمت یا سمجھوتہ نہ ہو سکتا ہے اور نہ ہو گا۔"

مسٹر جناح نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے عبوری حکومت کے قیام کے ضمن میں تفصیل کے ساتھ مذاکرات پر روشنی ڈالی اور کہا:

"یہ بالکل نادرست ہے کہ مَیں نے مسلم لیگ کی جانب سے کوئی فہرست پیش کی۔ اس کے برعکس مَیں نے قطعی طور پر یہ کہا کہ مَیں اس وقت تک کوئی فہرست پیش نہیں کر سکتا جب تک کہ مجھے یہ علم نہ ہو کہ ایک متفقہ مفاہمت ہو گئی ہے اور اگر کوئی متفقہ مفاہمت نہیں ہے تب وائسرائے اس کے پابند ہیں کہ وہ ایک بڑی جماعت کے ساتھ جس نے اسے قبول کر لیا ہے، عبوری حکومت کی تشکیل کے لئے آگے قدم بڑھانے کے لئے تیار ہیں، تب میں اس مرحلے پر اپنی فہرست پیش کروں گا۔

وائسرائے کا یہ کام نہیں تھا کہ وہ فہرست میں میرا نام لکھ دیں، جب کہ مَیں نے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واضح طریقے سے انہیں یہ بتا دیا تھا کہ جب تک مَیں مسلم لیگ کا صدر ہوں' مَیں کوئی عہدہ قبول نہیں کروں گا۔ اس امر کے باوصف انہوں نے مجھے منانے کی بہت کوشش کی۔

کرپس' الفاظ کا شعبدہ باز

"کانگرس کے جواب دینے کے فوراً بعد ہم نے بھی جواب دے دیا۔ اب ہم سے کہا جاتا ہے کہ دفعہ [پیراگراف] نمبر۸ کا مطلب کچھ وہ ہے جو اس کا مطلب نہیں ہے۔ یہاں مجھے یہ ضرور کہہ دینا چاہیے کہ جب دارالعوام میں سراسٹیفورڈ کرپس سے سوال کیا گیا تو ان کے لئے جان چھڑانا مشکل ہو گیا اور انہوں نے الفاظ کی شعبدہ بازی سے ایوان کو گمراہ کرنے کا سہارا لیا۔

"مجھے یہ کہتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ کرپس نے اپنی قانونی صلاحیتوں پر بٹّہ لگایا اور اس دفعہ کی تعبیر بددیانتی سے کی' اور واجب التعظیم اور تصوّر پسند وزیر ہند کو مغلوب کر لیا۔

"۲۵ جون کو کابینہ وفد کے ساتھ میری جو ملاقات ہوئی اسے بہت ہی نمایاں حیثیت دی گئی۔ اسی دن وائسرائے کو گیارہ بجے کانگرس کا جواب موصول ہو گیا تھا۔ یہ کہیں نہیں کہا گیا کہ ہم نے اپنا جواب وقت گزرنے کے بعد قبولیت کی شکل میں دیا اور یہ بھی نہیں کہا گیا کہ پیش کش واپس لے لی گئی تھی۔ بلاشبہ انہیں پیشکش واپس لینے کا حق تھا اگر دونوں جماعتوں نے پیش کش کو قبول نہ کیا ہوتا۔

"الفاظ کے ایک شعبدہ باز کرپس نے عبوری حکومت کی تشکیل سے پہلوتہی کرنے کی غرض سے ایک حیرت انگیز اور بددیانتی پر مبنی تاویل اس دفعہ کی تراشی۔ وہ تو اللہ بھلا کرے الیگزینڈر کا کہ انہوں نے ملاقات کے دوران مداخلت کرتے ہوئے کہا کہ مشن نے ابھی کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے' اور یہ کہ وہ میرے خیالات معلوم کرنا چاہتے ہیں۔"

مسٹر جناح نے لارڈ پیتھک لارنس کے اس بیان پر نکتہ چینی کی کہ انہیں [مسٹر جناح کو] مسلمانوں کی نامزدگی کا اجارہ تو نہیں دیا جا سکتا۔ مسٹر جناح نے کہا "مَیں تاجر نہیں ہوں۔ مَیں تیل کے لئے رعایتیں طلب نہیں کر رہا ہوں اور نہ ہی مَیں بنئے کی طرح بھاؤ تاؤ کر رہا ہوں۔ کیا یہ وزیر ہند کے لئے ایک احمقانہ بات نہیں ہے کہ وہ اس طرح کی اصطلاح استعمال کریں کہ مسٹر جناح اجارہ داری کا دعویٰ کریں؟ کیا مسلمان کوئی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنس ہیں؟"

مسٹر جناح نے اصرار کیا کہ آغاز ہی سے انہوں نے 'غدّار مسلمانوں' کی عبوری حکومت میں شمولیت پر اعتراض کیا تھا۔ خود وائسرائے نے صدر کانگرس کے نام اپنے ۲۲ جون کے خط میں یہ کہا کہ وہ کسی غیر لیگی مسلمان کو نہیں لیں گے۔ اگر انہیں [مسٹر جناح کو] اس وقت یہ اجارہ حاصل تھا تو انہوں نے دریافت کیا کہ کیا یہ دو دن بعد ختم ہو گیا۔ وجہ یہ ہے کہ کانگرس نے اسے قبول نہیں کیا۔

"میں سمجھتا ہوں کہ اس پورے عرصے میں کانگرس نے نہایت گھٹیا رویّہ اختیار کیے رکھا اور ان کا مقصد مسلم لیگ کو بدنام اور ذلیل کرنا تھا۔ اگر کانگرس واقعی قومی تنظیم ہے اور سارے ہند کی نمائندگی کرتی ہے تو اس کی نظر عنایت صرف مسلمانوں پر ہی کیوں ہے' باقی فرقوں پر کیوں نہیں؟

دس دن کے اندر اندر عہد شکنی

کابینہ مشن نے جو کردار ادا کیا اس کے بارے میں تھوڑی سی وضاحت کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا: "برطانوی حکومت' بلاشبہ' اپنے قول و قرار سے منحرف ہو گئی۔ وہ کانگرس کے ہاتھوں میں کھیل گئی۔ انہوں نے کانگرس کی دیوی کو منانے اور عبوری حکومت کے قیام کو ملتوی کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے کانگرس کی طویل المدت تجاویز کی نامنظوری کو منظوری قرار دیا۔

"کیا وہ پورے شعور کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح انہوں نے یہاں یہ مذاکرات چلائے' انہیں یا برطانوی حکومت کو جس نے اس بیان کی توثیق کی' مسلم ہند کا اعتبار حاصل کرنے کے حق کی توقع ہے۔؟

جب ملک معظم کی حکومت کے نمائندے دس دن کے اندر اندر اپنے قول و قرار سے پھر جائیں' خود کو ذلیل کریں اور اس حکومت کو بھی جس کے وہ نمائندے ہیں' اور اس قوم کو بھی جس کے وہ فرد ہیں تو ہمیں ان لوگوں پر کیا بھروسہ ہو سکتا ہے؟"

[اے۔ پی۔ آئی (دی ڈان' ۲۸ جولائی ۱۹۴۶ء)]

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کونسل کے دوسرے روز کے اجلاس میں تقریر

بمبئی ' ۲۸ جولائی ۱۹۴۶ء

[نئی صورت حال میں مسلم لیگ کو کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے؟ اس سوال پر آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اگلے روز کے اجلاس میں بھی بحث و تمحیص جاری رہی۔]

مسٹر تمیزالدین خاں [بنگال] نے کونسل کو خبردار کیا کہ وہ جلد بازی کا مظاہرہ نہ کریں اور کسی عاجلانہ کارروائی سے احتراز کرے۔ انہوں نے کونسل پر زور دیا کہ وہ صدر مسلم لیگ مسٹر ایم۔ اے۔ جناح کو اختیار دے دے کہ وہ ایسے قدم اٹھا لیں جو ان کے نزدیک ضروری ہوں۔

مسٹر جناح نے مداخلت کرتے ہوئے کہا کہ وہ چاہتے ہیں کہ مستقبل کے لائحہ عمل کی ذمہ داری کونسل قبول کرے۔ مسٹر جناح نے کہا کہ وہ اس احترام اور اعتماد کو سراہتے ہیں جو ان کی ذات پر کیا جا رہا ہے لیکن وہ یہ چاہتے ہیں کہ آئندہ کے لئے لائحہ عمل کا فیصلہ کونسل خود کرے۔

انہوں نے کہا کہ مسٹر تمیزالدین خاں کی تجویز سے آپ کی ذمہ داری میرے کاندھوں پر منتقل ہو جاتی ہے۔ مَیں نے جو حقائق بیان کئے ہیں ان کی تصدیق اور ان پر غور و خوض کے بعد آپ خود فیصلہ کریں۔

مسلم قوم سے غدّاری

"یہ حقیقت ہے کہ کابینہ وفد اور وائسرائے نے مسلم قوم سے بے وفائی کی۔ ہم نے ان کی دونوں تجاویز طویل المدت اور قلیل المدت من حیث المجموع قبول کر لیں' لیکن چونکہ انہوں نے عبوری تجاویز ختم کر دیں جو ایک دوسری پر انحصار کرتی ہیں اور ناقابل تقسیم ہیں' اس لئے اب آپ کو فیصلہ کرنا ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔

"ان تجاویز کے تعلق میں تین فریقوں میں ایک ـــــ وفد اور وائسرائے نے عبوری مدت کی تجاویز ختم کر دیں۔ دو بڑی جماعتوں میں سے ایک نے مشروط طور پر تجاویز قبول کیں جو کوئی قبولیت نہیں۔ مسلم لیگ کے لئے مجلس دستور ساز میں جانے کی کیا ضمانت ہے جبکہ دوسری جماعت [کانگرس] نے اسے قبول ہی نہیں کیا' اور تیسرا فریق [کابینہ وفد اور وائسرائے] تجاویز کے نہایت اہم حصے کو ختم کر کے کہتا ہے "ہندیوں پر اعتماد ہے اور توقع ہے کہ وہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درست فیصلے ہی کریں گے۔" میں مستقبل کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنے کی ذمہ داری قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ یہ آپ کا واجب العمل فریضہ ہے کہ آپ فیصلہ کریں کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے' اِلاّ آپ اسے زبردستی میرے حلق میں انڈیل دیں' کیونکہ آپ مسلم قوم کی پارلیمان ہیں۔ صدر اور مجلس عاملہ اس حکمت عملی کو جس کا تعین آپ کریں گے بروئے کار لائیں گے۔"

(دی ڈان' ۲۹ جولائی ۱۹۴۶ء)

کونسل کے اختتامی اجلاس سے خطاب

بمبئی' ۲۹ جولائی ۱۹۴۶ء

مسٹر جناح نے آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اختتامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا: "آج ہم نے جو کچھ کیا ہے وہ ہماری تاریخ میں ایک یادگار کارنامہ ہے۔ مسلم لیگ کی پوری تاریخ میں ماسوا آئینی طریقوں کے اور 'دستوریت' کے ہم نے کوئی دوسرا اقدام نہیں کیا۔ لیکن اب ہم مجبور ہو گئے ہیں اور اس کیفیت میں زبردستی دھکیل دیئے گئے ہیں۔ آج کے دن ہم آئینی طور طریقوں کو خیرباد کہتے ہیں۔"

"کابینہ وفد اور وائسرائے کے ساتھ ان فیصلہ کُن مذاکرات کے دوران دیگر دو فریقوں' انگریز اور کانگرس نے پُورا وقت پستول تانے رکھی۔ ایک فریق اقتدار اور اختیارات سے مسلح تھا اور دوسرا [کانگرس] عوامی جدوجہد اور عدم تعاون کی تحریک سے۔ آج ہم نے بھی ایک پستول ڈھال لی ہے اور ہم اسے استعمال کرنے کی اہلیت بھی رکھتے ہیں۔

"تجاویز کو مسترد اور راست اقدام کرنے کا یہ فیصلہ عجلت میں نہیں کیا گیا' بلکہ پورے احساس ذمے داری اور اس قدر غور و فکر کے ساتھ کیا گیا ہے جس قدر کہ انسانی امکان میں ہو سکتا ہے۔

ہمارا اس سے وہی مطلب ہے [جو کہا گیا ہے] اور ہم اس کے ایک ایک لفظ کی اہمیت محسوس کرتے ہیں۔ ہم لفظی ہیر پھیر کے قائل نہیں۔

سنگین عہد شکنی

"کانگرس نے ان کی تجاویز کو مشروط طور پر قبول کیا اور کابینہ مشن اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وائسرائے نے سنگین عہد شکنی کا ارتکاب کیا۔ کوئی بھی دیانتدار اور غیرتمند شخص صاف طور سے دیکھ سکتا ہے کہ ان مذاکرات سے اگر کوئی جماعت وقار کے ساتھ عہدہ برآ ہوئی تو وہ صرف مسلم لیگ تھی۔ جب مسلم لیگ نے ان کی تجاویز کو قبول کیا تو اس نے دانستہ طور پر اور پورے احساس ذمہ داری کے ساتھ ایسا کیا۔ انہوں نے ۱۶ مئی کے بیان کو منظور کیا' ۲۵ مئی کے بیان کو قبول کیا اور عبوری حکومت کے اصل فارمولے کو بھی قبول کیا۔

''مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی ایسا شخص ہے جس میں خودداری ہے یا دیانتداری یا عدل و انصاف کا شعور ہے تو وہ یہی کہے گا کہ ہند کی کسی اور جماعت کے مقابلے میں مسلم لیگ اعلیٰ و ارفع اور عظیم تر محرکات کے تابع تھی۔

''لیگ نے پورے مذاکرات کے دوران احساس عدل کو پیش نظر رکھا' اور مکمل خود مختار پاکستان کو کانگرس کی دہلیز پر قربان کر دیا تاکہ سارے ہند کو آزادی حاصل ہو سکے۔ انہوں نے رضا کارانہ طور پر تین مضامین یونین کے حوالے کر دیئے اور ایسا کرنے میں انہوں نے کسی غلطی کا ارتکاب نہیں کیا۔ رعایت دے کر مسلم لیگ نے تدبّر کا اعلیٰ ترین مظاہرہ کیا۔

امن کی خاطر لیگ کا اضطراب

''مَیں نہیں سمجھتا کہ کوئی ذمہ دار شخص مجھ سے اس امر میں اختلاف کرے گا کہ ہماری خواہش یہ تھی کہ صورت حال کو خون خرابے اور خانہ جنگی سے بچایا جائے۔ اگر ممکن ہو تو اس کیفیت سے احتراز کیا جائے۔ یہ دوسری بڑی جماعت کے ساتھ پُرامن مفاہمت کی خاطر ہمارا اضطراب تھا جس کی وجہ سے ہم نے مرکز کو تین مضامین تفویض کرنے کا ایثار کیا اور ایک محدود پاکستان قبول کر لیا۔ ہم نے یہ قربانی کانگرس کی دہلیز پر دی۔

''لیکن اس کے ساتھ اجتناب اور تحقیر کا سلوک کیا گیا۔ پھر کیا ہم ہی رہ گئے ہیں جو معقولیت' انصاف' دیانت اور عدل کا مظاہرہ کریں' جب کہ دوسری جانب بے وفائی اور خیانت کانگرس کا شعار ہو۔''

''اُن کی طرف سے کوئی اشارہ یا ذرا سا بھی جذبہ مفاہمت نہ تھا۔ لیکن آخر کار وقار' دیانت' تدبر' عدل اور انصاف ہی کی ہمیشہ جیت ہوتی ہے اور مَیں یہ کہہ سکتا ہوں کہ آج مسلم ہند میں ـــــ اگر کوئی شبہ باقی رہ گیا ـــــ وہ ہیجان برپا ہے جو اس سے پہلے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کبھی نہ تھا اور اس نے وہ تلخی جو وہ آج محسوس کر رہا ہے اس سے پیشتر کبھی نہ محسوس کی تھی کیونکہ ان دو فریقوں [کانگرس اور انگریز] نے تدبّر کے فقدان کا مظاہرہ کیا۔ لیکن اب ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ مسلم ہند کے لئے اس زحمت میں عظیم ترین رحمت موجود ہے۔

مفاہمت کی گنجائش نہیں

"ہم نے ایک تلخ سبق سیکھا ہے ــــ مَیں سوچتا ہوں اب تک تلخ ترین۔ اب مفاہمت کی کوئی گنجائش نہیں۔ آیئے ہم آگے قدم بڑھائیں۔"

اس مرحلے پر مسٹر جناح نے دارالامراء میں لارڈ پیتھک لارنس کے بیان کا ذکر کیا "کہ وہ اس امر سے اتفاق نہیں کر سکتے کہ مسٹر جناح کے پاس مسلمانوں کی نامزدگی کا اجارہ ہو۔"

> "وہ کیا چیز ہے جس نے وزیر ہند سے' جو اتنے ذمہ دار عہدے پر فائز ہیں' ایسی احمقانہ بات کہلوائی ؟ کیا ان کے پاس ہر انگریز کا اجارہ ہے؟ وہ کس اختیار کے تحت برطانوی قوم کی طرف سے بات کرتے ہیں جب کہ صرف ساٹھ فی صد لوگ ان کی حکومت کی حمایت کرتے ہیں؟ ہم اس پر اتفاق نہیں کر سکتے کہ ایک غدّار مسلمان کو کانگرس کی جانب سے وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل میں نامزد کیا جائے۔"

"خود برطانوی حکومت نے اپنے غدّاروں جون آمرے اور لارڈ ہاہا کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ پھانسی پر چڑھا دیا۔ اور بہت سے انگریزوں کو جنہوں نے اپنے وطن سے بے وفائی کی' غدّاری کے جرم میں سُولی دے دی گئی۔ میرے لیے یہ ناممکن ہے کہ مَیں ایک غدّار کی نامزدگی کو قبول کر لوں۔

دانشورانہ فالج

"کابینہ مشن دانشورانہ فالج میں مبتلا تھا' اور انہوں نے پارلیمان میں جو رپورٹ پیش کی وہ خود اپنے ساتھ بھی دیانت نہ برت سکے اور وہ رپورٹ نہ صرف سیاسی اخلاق سے محروم تھی بلکہ اصول اور اخلاقیات کے ہر انداز سے عاری تھی۔"

صدر مسلم لیگ نے گرجدار لہجے میں فردوسی کے ایک شعر پر اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے کہا "اگر آپ جویائے امن ہیں تو ہم جنگ کے خواہاں نہیں لیکن اگر آپ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگ چاہتے ہیں تو ہم اسے بلا کسی پس و پیش کے قبول کر لیں گے۔" اور فردوسی کے اس شعر کا آخری حصہ مسلم لیگ زندہ باد اور تالیوں کے شور میں ڈوب گیا۔

"گرت روی صلح است سازیم کار
وگرنہ نپیچم من از کارزار"

[مسٹر جناح کی تقریر ختم ہوتے ہی عمایدین مسلم لیگ یکے بعد دیگرے اسٹیج پر آئے اور اپنے سرکاری خطابات واپس کرنے کا اعلان کیا۔] (وی ڈان' ۳۰ جولائی ۱۹۴۶ء)

بمبئی میں عید ملن کی تقریب سے خطاب

بمبئی' ۲۹ اگست ۱۹۴۶ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ملک کے جملہ مسلمانوں سے' بالخصوص اُن مسلمانوں سے اپیل کی ہے جو مسلم لیگ میں شامل نہیں ہیں ــــ جمیعۃ العلماء' خاکسار' احرار اور قوم پرست مسلمانوں سے ــــ کہ وہ متحد ہو جائیں اور اسلام کے مقدس مفاد کی خاطر مسلم لیگ کے پرچم تلے آجائیں۔ وہ عید ملن کی تقریب سے خطاب کر رہے تھے۔

مسٹر جناح نے ہند کے ہر مسلمان سے استدعا کی کہ وہ رُونما ہونے والی صورت حال کی سنگینی کو محسوس کرے اور اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرے' اور ملک کے ایک گوشے سے دوسرے گوشے تک شانے سے شانہ ملا کر کھڑے ہو جائے۔ انہوں نے مسلمانوں سے التماس کی کہ خود کو تیار اور منظم کریں چونکہ "ہمارے مخالفین یہ خیال کرتے ہیں کہ صورتِ حال کا مقابلہ کرنے کے لئے ہم کافی مضبوط نہیں ہیں۔ ہمیں اُنہیں اُن کی اس حماقت کا احساس دلانا ہو گا کہ اُنہوں نے مسلمانان ہند کے بارے میں غلط اندازہ لگایا ہے۔ مجھے کوئی شبہ نہیں کہ اگر مسلمانان ہند متحد ہو کر چٹان کی طرح کھڑے ہو جائیں تو ہمارے مخالفین کی خبیثانہ ریشہ دوانیاں ناکام ہو جائیں گی۔ ہمارا مقصد درست ہے اور اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ ہند کے دس کروڑ مسلمانوں کو کچلا نہیں جا سکتا۔ اگر ہم چٹان کی طرح متحد ہو کر ایک پرچم تلے کھڑے ہو جائیں تو ہم اپنی مقدس منزل۔' پاکستان ضرور حاصل کر لیں گے' خواہ ہمیں کتنی ہی آزمائشوں اور مصیبتوں سے کیوں نہ گزرنا پڑے' کہ پاکستان کے بنا مسلم ہند فنا ہو جائے گا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عہد جو توڑ دیا گیا

مسٹر جناح نے برطانوی کابینہ مشن کے گذشتہ اپریل میں ہند آنے کے بعد سے رونما ہونے والے سیاسی واقعات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا:

"آج کا دن مسلمانان ہند کے لئے خوشیوں کا دن ہے اور یہ دن ہے ہمارے لئے مسرتیں اور خوشیاں منانے کا دن۔ لیکن ہم اس حقیقت کی جانب سے بھی اپنی آنکھیں نہیں مُوند سکتے کہ ایک کالی گھٹا ہمارے سروں پر منڈلا رہی ہے۔

"مسلم ہند اس لمحے برطانوی حکومت کی زبردست اور ظالمانہ بد عہدی سے ششدر اور صدمے کے عالم میں ہے کہ اس نے اگست ۱۹۴۰ء کے اعلان میں یہ مقدّس عہد کیا تھا کہ جب تک بڑی جماعتوں اور اس ملک کی قومی زندگی کے بڑے عناصر کے درمیان اتفاق رائے نہ ہو گا' اقتدار منتقل نہیں کیا جائے گا۔ اس اعلانیہ میں واضح طور سے یہ کہا گیا تھا کہ نہ صرف یہ کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان مفاہمت/ اتفاق رائے کے بغیر کوئی نیا دستور ترتیب نہیں دیا جائے گا بلکہ کوئی دستور ساز ادارہ بھی اس ملک کی قومی زندگی کے بڑے عناصر کے درمیان اتفاق رائے کے بغیر عالم وجود میں نہیں لایا جائے گا۔"

"آج برطانوی حکومت نے اس مقدّس اعلان کی دھجّیاں اُڑا دی ہیں۔ بلاشبہ یہ مسلم لیگ اور مسلم ہند پر ایک کاری ضرب ہے۔ لیکن مجھے پورا بھروسہ ہے کہ کوئی چیز ہمیں متزلزل یا خوف زدہ نہیں کر سکتی۔ ہم آگے بڑھتے جائیں گے اور تمام رُکاوٹوں کا مقابلہ کریں گے' اور آتش فروزاں' آزمائشوں اور مصیبتوں میں سے گزر جائیں گے۔ آگے بڑھنے کے دوران پسپائیاں بھی آئیں گی اور دُکھ بھی جھیلنے ہوں گے۔ لیکن نہ ہمارے پائے ثبات میں لغزش آئے گی نہ پیر ڈگمگائیں گے۔"

پھر مسٹر جناح نے وائسرائے کی ۲۴ اگست کی نشری تقریر کا ذکر کیا جس میں مرکز میں عبوری حکومت کے قیام کا اعلان کیا گیا تھا' اور کہا "کہ اس نے کچھ لوگوں کو متاثر کیا جب انہوں نے اسے ریڈیو پر سُنا' لیکن جب یہ اخبارات میں شائع ہوئی اور اس کا جائزہ لیا گیا تو اس کا مطلب کیا تھا؟ بلاشبہ وائسرائے کی تقریر چالاکی سے لکھی گئی تھی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوہری بے وفائی

"وائسرائے نے اپنے مقدّس عہد سے انحراف کر کے اور مسلم لیگ کو نظر انداز اور اس سے پہلوتہی کر کے دوہری بے وفائی کا ارتکاب کیا۔ مجھے پتہ نہیں کہ برطانوی حکومت یا لیبر پارٹی کو حقیقتاً صحیح حقائق کا علم ہے یا نہیں۔ لیکن مجھے شبہ ہے کہ برطانوی عوام اور اخبارات کو حقائق سے بے خبر رکھنے کی چال چلی جا رہی ہے۔

"آج وائسرائے کی کارروائی اگست ۱۹۴۰ء کے اعلان سے ظالمانہ انحراف کے سوا کچھ نہیں۔ یہ اعلان برطانوی حکومت نے کیا تھا اور لیبر پارٹی اس کی پابند تھی۔ آج کانگرس شاداں و فرحاں ہے کہ اُس کی دلی مُراد بر آئی اور اس نے ایسی چال چلی کہ وائسرائے سے مسلم لیگ کو نظر انداز کرا دیا۔ لیکن مَیں بھی اتنا ہی خوش ہوں۔ اگر برطانوی حکومت کانگرس کے جذبۂ خودنمائی کو گُدگُدا کر خوش ہے تو وہ کانگرس کے ساتھ ہی معاملہ کرے۔ ہم اس کے لیے تیار ہیں۔"

مسٹر جناح نے ان مذاکرات کا ذکر کرتے ہوئے جو انہوں نے مسلم لیگ کی جانب سے برطانوی کابینہ مشن اور وائسرائے کے ساتھ کیے تھے' کہا:

"آل انڈیا مسلم لیگ کونسل نے ۶ جون کی تجاویز کو قبول کر لیا اگرچہ وہ ان سے پوری طرح مطمئن نہ تھی۔ ہم نے قلیل المدّت اور طویل المدّت دونوں تجاویز کو ایک خوشگوار مفاہمت کی خاطر اس وعدے کی اساس پر قبول کیا جو انہوں نے ۳ جون کو کیا تھا۔ لیکن فوراً ہی وائسرائے نے اصل تجاویز میں ترمیم و تنسیخ اور مرکز میں عبوری حکومت کے فوری قیام کا اعلان کر کے' عہد شکنی کا ارتکاب کر دیا۔"

"کانگرس نے قلیل المدت منصوبے کو مسترد کر دیا' لیکن کابینہ مشن کے طویل المدت منصوبے کو قبول کر لیا' اور یہ ایک نام نہاد قبولیت تھی۔

"اس کے باوصف کابینہ مشن اور وائسرائے اپنے وعدے سے پھر گئے اور عبوری حکومت کی تشکیل کے ضمن میں مزید کارروائی نہیں کی۔"

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سب کے پیچھے ایک معمّا ہے لیکن یہ [دراصل] پہلے سے سوچی سمجھی سازش تھی جو کانگرس کے ساتھ مل کر تیار کی گئی۔ میرے لیے یہ ناقابل فہم ہے کہ وزیر ہند نے اتنے اہم رُتبے پر فائز ہوتے ہوئے اور دو ممتاز رفقائے کار اور وائسرائے کے ساتھ مل کر اس قدر بے دردی سے پیمان شکنی کی اور اپنے رسمی عہد سے پھر گئے۔ مسلم لیگ سے بے وفائی کے بعد وائسرائے نے پہلے سے سوچی سمجھی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سازش کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا اور حتمی طور پر مسلم لیگ کو نظر انداز کر دیا۔"
(دی ایسٹرن ٹائمز' ۳۰ اگست ۱۹۴۶ء)

مسلم لیگ شاخ برطانیہ کے زیر اہتمام جلسہ عام سے خطاب

لندن' ۱۳ دسمبر ۱۹۴۶ء

[شروع میں مسٹر جناح آہستہ اور رُک رُک کر بولے۔ چنانچہ ان کے ابتدائی جُملے اچھی طرح سے سُنے نہ جا سکے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کی وجہ مائیکروفون صحیح طرح سے کام نہ کر رہا ہو۔]

"مجھے مسرت ہے کہ انگریز قوم تھوڑی تھوڑی بیدار ہو گئی ہے۔ انگریزوں کی روایت یہ ہے کہ وہ اُس وقت بیدار ہوتے ہیں جب خطرہ اُن کے سر پر منڈلانے لگے۔" یہ بات قائداعظم محمد علی جناح نے مسلم لیگ شاخ برطانیہ کے زیر اہتمام ایک جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔

"کابینہ مشن مارچ میں ہند آیا اور وہاں موجود کیفیت کو سمجھنے کی کوشش کی۔ بہت سی بات چیت اور تبادلہ خیال کے بعد انہوں نے دو اسکیمیں پیش کیں ایک کو طویل المدت اسکیم کا نام دیا اور دوسری کو قلیل المدت۔ واقعتاً کانگرس نے طویل المدت اسکیم کو قبول نہیں کیا۔ انہوں نے اپنی شرائط پر اور اپنی ہی تاویلات کے ساتھ اسے "قبول" کیا۔ انہوں نے گروپ بندی کی دفعہ کے بنیادی اور اساسی اصول کی اپنی تعبیر کی۔ کابینہ مشن کے جس رویّے سے ہمیں مایوسی ہوئی اسے اَور کچھ نہیں تو کم سے کم 'بے حد حیرت انگیز' تو کہا ہی جا سکتا ہے۔ اُن کی قبولیت کو مَیں تو ناقابل قبول قرار دوں گا۔ انہوں نے اس کا ساری دنیا کے سامنے اظہار کیا اور فی الحقیقت برطانوی پارلیمان کو گمراہ کیا کہ کانگرس نے طویل المدّت اسکیم کو منظور کر لیا ہے۔

"انہوں [کابینہ مشن اور وائسرائے] نے کہا کہ فی الحقیقت ہماری اصل تجویز تھی ۵-۵-۲ لیکن اب ہمیں اسے ۵-۵-۳ کرنا ہو گا یعنی پانچ مسلمان' پانچ ہندو' ایک سکھ' ایک مسیحی اور ایک پارسی۔ درحقیقت اس کا مقصد کانگرس کی چاپلوسی کرنا تھا۔ ایک اوسط درجے کے انگریز کے لیے اس معمّے کو سمجھنا مشکل امر ہو گا اگر وہ کافی عرصہ ہند میں نہیں رہا۔ کابینہ مشن اور وائسرائے نے بظاہر یہ سمجھا کہ اگر ایک نشست پارسی کو دے دی جائے تو ہو سکتا ہے کہ اس سے کانگرس خوش ہو جائے کیونکہ اغلب امکان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا تھا کہ پارسی کانگرس کی حمایت کریں گے۔ جب یہ تجویز کانگرس کے سامنے پیش کی گئی تو انہوں نے اسے دوبارہ مسترد کر دیا۔ پھر ہمیں بتایا گیا کہ کابینہ مشن اور وائسرائے اپنی تجاویز پیش کریں گے۔ ۱۶ جون کو ان کا اعلان کیا گیا اور انہیں قلیل المدت اسکیم کا نام دیا گیا۔ ہم سے کہا گیا کہ یہ حتمی تجویز ہے اور یہ کانگرس پر منحصر ہے کہ وہ اسے منظور کرتی ہے یا نہیں کرتی' اور یہی بات مسلم لیگ کے ساتھ ہو گی۔

"خواتین و حضرات! آپ کو یہ سُن کر حیرت ہو گی کہ کانگرس نے اسے قبول نہیں کیا۔ جب ناموں کا اعلان کیا گیا تو کانگرس نے کہا ہم ان نامزد صاحبوں کو قبول نہیں کرتے جو آپ نے چُنے ہیں۔ ان کی بجائے اُور ہونے چاہئیں۔ اور ان کی بجائے اُور لوگ نامزد کئے گئے۔

"کانگرس نے یہ بھی کہا ہم یہ منظور نہیں کرتے کہ مسلمانوں کے لئے کچھ تحفّظات ہوں' جہاں تک کسی بڑے فرقہ وارانہ سوال کا تعلق ہے ایک ضمانت دی گئی ـــــ اور اس کا اطلاق دونوں پر ہوتا تھا صرف مسلمانوں پر ہی نہیں ـــــ کہ اگر کوئی بڑا فرقہ وارانہ سوال زیر غور ہو گا اور اس پر اختلاف ہو جائے اور اگر مسلمانوں کی اکثریت یا ہندوؤں کی اکثریت اس کی مخالف ہو تو اسے زبردستی مسلّط نہ کیا جائے۔

"انہوں [کانگرس] نے کہا ہم اسے مختلف وجوہ کی بنا پر منظور نہیں کرتے۔ آپ نے ساری دنیا کے سامنے اسے حتمی قلیل المدت اسکیم قرار دیا جسے انہوں نے ۲۵ جون کو مسترد کر دیا۔ ہم نے اسے اسی دن قبول کر لیا۔

"پھر ایک اور حیرت انگیز حقیقت ہے۔ آپ لوگ ابھی تک یہ نہیں سمجھ سکے ہوں گے کہ وہ کون سا اثر ورسوخ تھا جس نے کابینہ وفد کو خود اپنی تجاویز کو کالعدم قرار دینے پر مجبور کیا جو میری رائے میں اور مَیں سمجھتا ہوں کہ بہت سے غیر جانبدار لوگوں کی بھی یہی رائے ہے کہ یہ پیراگراف نمبر ۸ کے معنوں کی سراسر غلط تعبیر ہے۔

"انہوں نے کہا: 'اب ہم از سر نو آغاز کریں گے' جب ہم نے شکوہ کیا کہ یہ از حد غیر عاولانہ اور غیر منصفانہ ہے اور کہا کہ اس صورت میں طویل المدت منصوبے کو بھی ملتوی کر دیجئے تو کابینہ وفد نے جواب دیا 'نہیں ـــــ تیاریاں کافی حد تک آگے جا چکی ہیں اور اب انہیں جاری ہی رہنا چاہیے' یہ ایسی تعبیر تھی جو عقل سلیم کے لئے نامرغوب اور مکروہ تھی۔ اس بنیاد پر کانگرس نے طویل المدت منصوبے کو منظور اور قلیل المدت منصوبے کو نامنظور کر دیا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ان کا رویّہ یہ تھا کہ ہم اسے تو ردّی کی ٹوکری کی نذر کردیں اور نئے سرے سے آغاز کار کریں۔ لیکن مَیں چاہتا ہوں کہ آپ یہ بات سمجھ لیں کہ کانگرس نے طویل المدّت منصوبہ بھی قبول نہیں کیا' تاہم اس نے جو کچھ فیصلہ کیا۔' اسے اس کی منظوری قرار دے دی گئی۔ یہ میرے لئے بہت دُشوار امر ہے کہ مَیں آج شام آپ سے اپنی زبان میں گفتگو کروں۔ یہ مسلم لیگ اور مسلمانوں کے ساتھ بے وفائی تھی ـــــ' بے وفائی۔ پھر اس کے بعد ہم کیا دیکھتے ہیں کہ اسے ایک ماہ کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔ تاہم مجلس دستور ساز کے لئے تیاریاں جاری رہنا تھیں۔ قدرتی طور پر ہم نے احتجاج کیا۔ ہم نے بیانات جاری کئے لیکن ہمیں یہ علم نہیں کہ وہ یہاں آپ تک پہنچے یا نہیں۔ لیکن ہم نے اپنے فیصلے واضح طور پر کر لئے۔

صدا بہ صحرا

جولائی کے اختتام کے قریب عبوری حکومت کی ایک تجویز بھیجی گئی ـــــ ایک تازہ تجویز۔ مَیں اس کی تفصیلات بتا کر آپ کو پریشان نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن یہ بنیادی طور پر اور بالکل مختلف تھی۔ جہاں تک مسلم لیگ کا تعلق ہے یہ اوپر سے نیچے گرنے کا عمل تھا' ترقی معکوس اور اس کی نوعیت ایسی تھی کہ جسے ہم قبول نہ کر سکے۔

اس اثناء میں ہم یہ واضح کرتے رہے کہ کانگرس نے طویل المدت منصوبہ قبول نہیں کیا' لیکن ہماری آواز گویا صدا بہ صحرا تھی۔

۱۸ جولائی کو آپ کی پارلیمان کا اجلاس ہُوا اور دارالعوام میں جو بیان دیا گیا اس میں نصف صداقت تھی اور یہ بیان گمراہ کُن تھا۔ اس میں اصل صورت حال کو چھپایا گیا لیکن کچھ بھی نہ ہوا' نتیجہ کچھ نہ نکلا۔

ہمیں اس نہایت سنگین کیفیت پر جو ہمیں درپیش تھی غور کرنا پڑا۔ ہم نے آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس طلب کیا جو ۲۷۔۲۹ جولائی کو منعقد ہُوا۔ اس اثناء میں کانگرسی رہنماؤں کے بیانات عام ہوئے۔ ان میں بدترین بیان پنڈت جواہر لال نہرو کا تھا۔ انہوں نے کہا: "ہم خود مختار مجلس دستور ساز میں جا رہے ہیں۔ ہم جو مناسب سمجھیں گے فیصلہ کریں گے۔ مجوزہ یونین کا احاطہ کار تین امور پر مشتمل تھا' وہ یہ تھے امور خارجہ' دفاع اور مواصلات۔ لیکن پنڈت جواہر لال نہرو نے واضح طور پر کہا کہ یہ مجلس دستور ساز کا کام ہو گا کہ وہ جو چاہے فیصلہ کرے۔ ہمارے سامنے اس کے سوا اور کوئی راستہ نہیں تھا کہ ہم نے ۶ جون کو جو منظوری عطا کی تھی اسے واپس لے لیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن ہم نے یہ بھی کہا کہ ہم عبوری حکومت کے فارمولے میں تبدیلی اور ۱۶ جون کے بیان میں مذکور تجاویز کی' جو کابینہ مشن اور وائسرائے کی حتمی تجاویز تھیں' ہماری جانب سے منظوری پر دوبارہ غور کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ استدلال' ذہانت' یا منصفانہ رویّے کی کوئی گنجائش نہیں۔

اپنے دونوں شانے اُچکاتے ہوئے' جو مایوسی کی خصوصی علامت ہے' مسٹر جناح نے کہا: "مجھے یہ کہتے ہوئے دُکھ ہوتا ہے کہ آپ کے وفد نے اس پورے دورانئے میں ہر نازک مرحلے میں اس طرح کام کیا گویا وہ کانگرس کی آزردگی سے خائف ہوں۔ کیوں؟ اپنے سوال کا خود ہی جواب دیتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا "چونکہ کانگرس نے یہ بنیادی حکمت عملی بنالی تھی کہ وہ وقتاً" فوقتاً" ہر نازک مرحلے پر یہ دھمکی دے دیتے تھے کہ وہ کسی بھی لمحے جب ضروری سمجھیں گے عام سول نافرمانی کی تحریک شروع کر دیں گے۔ ہم نے رعائتوں پر رعائتیں دیں اور ان اسباب کی بنا پر بہت کچھ دے دیا۔

"اور باور کیجئے کہ مَیں سچ کہہ رہا ہوں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ایک خوشگوار اور پُر امن مفاہمت' خواہ اس کی خاطر ہمیں کسی اہم شے کی قربانی ہی کیوں نہ دینی پڑے' بدرجہا بہتر ہے۔" اس بیان پر پُرزور تالیاں بجائی گئیں۔

مسٹر جناح نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا: "ہم نے سمجھا کہ ہم سب کے لئے آزادی حاصل کر کے قربان گاہ پر اپنی بھینٹ چڑھا دیں گے۔ مَیں آپ کو بتا دوں کہ کانگرس اپنی ہٹ دھرمی پر قائم تھی۔ وہ اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہ ہٹی [شرم کے نعرے] یہ ہمارے ملک اور ہمارے لوگوں کی بدقسمتی تھی۔ وہ راہِ جنوں پر سر کے بَل رواں دواں تھے۔ [چند لمحوں کا وقفہ آگیا جب کسی نے ہیر ہیر کا نعرہ لگایا]

مسٹر جناح نے کہا کہ "ہند کے لوگوں کی آزادی کی راہ میں روڑے اٹکانے کی ذمہ دار کانگرس ہے۔" انہوں نے سوال کیا "ہم چاہتے کیا ہیں؟ ہمارے زیادہ سے زیادہ مطالبات کیا ہیں؟ جواب ہے پاکستان۔" [سامعین کی طرف سے زندہ باد کے نعرے]۔ مسٹر جناح نے تشریح کی کہ پاکستان سے ان کا مطلب کیا ہے۔ پاکستان کیا ہے؟ اس میں ایسی کون سی خوفناک چیز ہے؟ کس طرح سے یہ ہندوؤں کو نقصان پہنچا سکتا ہے یا ان کے لئے مضرت رساں ہو سکتا ہے؟

پاکستان کا مطلب کیا؟

"ہند کے شمال مغربی اور شمال مشرقی منطقوں میں جو ہمارے وطن ہیں اور جہاں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہماری اونچی ذات ہندوؤں کے مقابلے میں سترفی صد اکثریت ہے' ہم وہاں اپنی علاحدہ ریاست کے قیام کے خواہشمند ہیں' جہاں ہم اپنے نظریاتِ حیات کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔ ہندوؤں اور مسلمانوں میں اختلافات اس قدر بنیادی ہیں کہ پھر زندگی میں ایسی کوئی اہم چیز باقی ہی نہیں رہ جاتی جس پر ہم اتفاق کر سکیں۔

تاریخ کے ہر طالب علم کو اس امر کا علم ہے کہ ہمارے ہیرو' ہماری ثقافت' ہماری زبان' ہماری موسیقی' ہمارا فنِ تعمیر' ہمارا اصول قانون' ہماری معاشرتی زندگی کلی طور پر مختلف اور متمیز ہیں۔ ہم سے کہا جاتا ہے کہ عرصہ دراز سے ہند ایک ہے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ نام نہاد ایک ہند ساختہ برطانیہ ہے۔ یہ شمشیر کے زور پر ایک بنایا گیا اور شمشیر کے بَل پر ہی ایک رکھا جا سکتا ہے' جیسا کہ اب تک رکھا گیا۔ آپ کسی ایسے شخص سے گمراہ نہ ہوں جو یہ کہتا ہو کہ ہند ایک ہے اور پھر یہ کیوں ایک کی حیثیت سے جاری نہیں رہ سکتا۔ مَیں آپ کو بتاتا ہوں کہ ہم پاکستان چاہتے ہیں' اور پاکستان یہ پہلے سے فرض کرتا ہے ہندوستان کو بھی ایک آزاد ملک ہونا چاہیے۔

ہندوؤں کا فائدہ

ہندوؤں کو کیا نقصان ہو گا؟ نقشے پر نظر ڈالیے۔ انہیں ہند کا تین چوتھائی حصّہ مل جائے گا۔ انہیں بہترین حصّے ملیں گے۔ اُن کی آبادی تقریباً بیس کروڑ ہو گی۔ پاکستان یقیناً ہند کا بہترین حصّہ نہیں ہے۔ ہماری آبادی دس کروڑ ہونی چاہیے —— سب مسلمان۔ ہماری ان تجاویز پر اعتراض کیا ہے؟ ہمیں آزاد ہونا چاہیے۔ یہ بڑی ریاستیں ہوں گی۔ اس دنیا میں کتنی ریاستیں ہیں جن کی آبادی دس کروڑ نفوس پر مشتمل ہے۔ آپ دیکھیں یہ کوئی چھوٹی چیز نہیں ہے۔ آیئے ہم ہندوؤں کے ساتھ اچھے ہمسایوں کی طرح زندگی گزاریں' جیسے امریکہ' کینیڈا کے ساتھ دوستانہ انداز میں رہتا ہے اور شمال اور جنوب میں دیگر ملکوں کے ساتھ رہتا ہے۔

بدقسمتی سے یورپ نے اس جذبے کا مظاہرہ نہیں کیا' لیکن تاہم یہ کوئی ایسی بڑی بات نہیں کہ یہ تجویز پیش کی جائے' سارا یورپ ایک ہو جائے اور وہاں ایک حکومت ہو؟ مَیں ایسے مثالیت پسندوں کو جانتا ہوں جن کی یہ خواہش ہے۔ بلکہ وہ تو یہ بھی چاہتے ہیں کہ ساری دنیا ایک ہو اور ایک ہی حکومت ہو۔

یہ بہت اعلیٰ و ارفع تخیل ہے لیکن اس نوع کے تخیلات آسانی سے حاصل نہیں ہو جاتے۔ پھر مَیں کہتا ہوں پاکستان پر کیا اعتراض ہے؟ اعتراض صرف یہ ہے کہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہندوؤں کو سارا چاہیے۔ اگر انہیں سارا دینے پر اتفاق ہو جائے تو ہم محض ایک اقلیّت بن کر رہ جائیں گے۔

"لٰہذا مسئلہ یہ ہے کہ کیا انگریز اپنی سنگینیں لے کر کھڑا ہو جائے گا اور اقتدار ہندو اکثریت کے حوالے کر دے گا۔ اگر ایسا ہو جاتا ہے تو آپ کا وقار ہر ذرہ گنوا بیٹھے گا اور رواداری اور انصاف کا جنازہ نکل چکا ہو گا۔

"جمہوریت ہندو معاشرے کے لئے اجنبی ہے۔ مَیں کسی اور معاشرے کے لئے بے احترامی کا اظہار نہیں کرنا چاہتا۔ ہندو معاشرے پر ذات پات چھائی ہوئی ہے' اور وہ ذات پات کا اسیر ہے۔ اچھوتوں کا معاشرتی' اقتصادی اعتبار سے یا کسی بھی لحاظ سے کوئی مقام نہیں۔

"جمہوریت مسلمانوں کے خون میں رچی بسی ہے جو آدمیت کو مکمّل مساوات کے رنگ میں دیکھتے ہیں۔ مَیں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں۔ اکثر و بیشتر جب مَیں مسجد جاتا ہوں تو میرا شوفر [ڈرائیور] میرے ساتھ کھڑا ہوتا ہے۔ مسلمان بھائی چارہ' مساوات اور حریّت پر یقین رکھتے ہیں۔

"ایک اقلیّت اکثریت کے سامنے کس طرح بند باندھ سکتی ہے؟ یہ لغویات ہے۔ ہم کسی اکثریت کے سامنے بند نہیں باندھ رہے ہیں۔ لیکن ہمیں اپنی حکومت قائم کرنے کا حق ہے۔

"جتنا جلد برطانوی حکومت اور برطانیہ کے عوام کو صداقت اور ہند کے اصل حالات کا احساس ہو گا اتنا ہی نہ صرف آپ کی قوم کے لئے بہتر ہو گا بلکہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے لئے بھی بہتر ہو گا۔ لٰہذا یہ برطانوی حکومت کا کام ہے کہ وہ حق سے اجتناب نہ برتے بلکہ مسئلہ کا جرأت اور کھلے دل سے سامنا کرے۔ اگر آپ اسی روش پر گامزن رہے تو ہو سکتا ہے کہ ایسی خوفناک تباہی آپ کو آئے' جس پر قابو پانا بہت دشوار ہو گا۔

پوری کیفیت کا جائزہ لے لیجئے۔ اس کے سوا اور کوئی راہ نہیں۔ اِلاّ یہ کہ آپ ہزاروں زندگیوں سے کھیل کر اپنی فتح کا جشن منانا چاہیں۔ تقسیم ہند کے سوا کوئی اور راستہ نہیں۔ مسلمانوں کو اُن کا وطن دے دیجئے اور ہندوؤں کو ہندوستان۔

کابینہ مشن

ہم مسلسل تبادلہ خیال اور مذاکرات کے چکّر میں ہیں۔ استدلال کی کوئی گنجائش

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔ ہر بار کانگرس میں سے کسی نے کہا: "نہیں، فوری طور پر کچھ اور کرنے کی ضرورت ہے۔" ان حالات میں انہوں نے سوچا کہ ہمارے سامنے اس کے سوا اور کوئی طریقہ کار نہیں کہ ہم کٹھن سیاست کی راہ اختیار کریں۔ ۱۹۰۶ء سے اب تک پہلی بار مسلم لیگ کونسل نے ایک مختلف حکمت عملی اپنانے کا فیصلہ کیا۔ ہم نے جو کچھ کہا وائسرائے نے اس میں سے کسی بات کو درخورِ اعتنا نہ سمجھا۔ مجھے علم نہیں کہ اس کے لئے کون ذمہ دار ہے؟

لیگ کو نظرانداز کیا گیا

اگلا قدم یہ تھا کہ مسلم لیگ سے پہلوتہی کی گئی اور اسے جان بوجھ کر نظرانداز کیا گیا اور پنڈت جواہر لال نہرو کو عبوری حکومت تشکیل دینے کے لئے طلب کیا گیا۔ ہم سے پہلوتہی اور ہمیں نظرانداز کرنا جاری تھا کہ حکومت بن گئی۔ اپنی نشری تقریر میں وائسرائے نے کہا: "مَیں سمجھتا ہوں کہ ایک شکایت میرے حکومت تشکیل دینے کے ضمن میں وقت اور طریقہ کار کی بھی ہے۔" یہ صرف شکایت ہی کی بات نہیں، یہ ایک خطرناک راہ ہے جو انہوں نے اختیار کی۔ اُنہوں نے ایک اپیل جاری کی جب انہوں نے ہم سے کہا: "آپ کے لئے پانچ نشستیں موجود ہیں اگر آپ آنا چاہیں۔" آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ مسلم لیگیوں کے دلوں پر کیا بیتی ہو گی، جب پنڈت جواہر لال نہرو کو ایسی عبوری حکومت کو تشکیل دینے کے لئے طلب کیا گیا ہو گا۔ سارے ہند میں بڑی بڑی سرخیوں سے اس کا اعلان کیا گیا —— مَیں آپ کو بتاتا چلوں کہ دس میں سے نو اخبار ہندو کانگرس کے ہیں —— اس طریقے سے جو ہر کس و ناکس کو مشتعل کرنے کے لئے کافی تھا۔ لیکن ۲۷ جولائی کو ہم نے فیصلہ کیا کہ اپنی حکمت عملی تبدیل کر دی جائے اور راست اقدام کے طریقے کو اپنا لیا جائے —— حکمت عملی میں ایک زبردست تبدیلی! اور ہم نے فیصلہ کیا کہ ۱۶ اگست کے دن اپنے لوگوں کے سامنے اس حکمت عملی کی وضاحت کر دی جائے۔

"جس وقت یہ اعلان کیا، وائسرائے کے محل میں ایک جلسہ ہوا، پنڈت نہرو کو طلب کیا گیا، اور حیرتناک بات یہ ہے کہ کلکتہ کے سوا اور کہیں کچھ نہ ہوا۔ اخبارات اور نشریوں کے ذریعے بیانات جاری کئے گئے کہ مسلم لیگ کا مقصد محض اپنی حکمت عملی میں تبدیلی کی وضاحت کرنا ہے۔ لیکن کلکتہ اور ایک اور مقام پر ۱۶ اگست سے قبل خونریزی ہوئی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مسلم لیگ کلکتہ کی کُل آبادی کا صرف ۲۶ فی صد ہیں۔ چنانچہ اگر ہم خونریزی کے خواہشمند ہوتے تو کلکتہ اس مقصد کے لیے ہرگز کوئی مثالی مقام نہ تھا۔ یہ کیوں ہوا؟ کمیٹی اس بارے میں اپنا فیصلہ صادر کرے گی۔ لیکن مَیں اتنا آپ کو ضرور بتاؤں گا۔ ۱۶ اگست کے چند روز بعد مسلم لیگ نے کلکتہ میں بہت سے جلسے منعقد کیے اور بنگال کے رہنماؤں نے اس فتنے کو سر اٹھاتے ہی کچُل دیا۔

ہم صورت حال پر تبادلہ خیال کرنے کے لئے یہاں آئے۔ جب پنڈت نہرو یہاں آئے تو ہند میں کانگرس کے مستقبل کے بارے میں پہلے ہی فیصلہ ہو چکا تھا۔ اور وہ صرف اس لئے آئے کہ وہ وائسرائے کے ارشاد کی تعمیل کر رہے تھے۔ درآں حالیکہ یہ تو موقف ہے۔ انگریز یہ کہہ سکتا ہے' بلکہ کہتا ہے کہ اب بحث و تمحیص اور مذاکرات کی گنجائش ہی کیا رہ گئی جب ایک فریق نے مستقبل کے ضمن میں اپنی راہ متعین کر لی ہے۔ برطانوی [حکومت کے] بیان کی کیا کیفیت ہے۔ برطانوی کابینہ مشن [کے اراکین] ان تجاویز کے مصنف تھے اور انہیں اپنے الفاظ کی پاسداری کرنا چاہیے تھی"

الجھاؤ

"یہاں وہ یہ کہتے ہیں کہ جس قدر جلد ممکن ہو گا۔ ہو سکتا ہے کہ کانگرس اس سارے معاملے کو وفاقی عدالت [ہند کی اعلیٰ ترین عدالت فیڈرل کورٹ] کے رُوبرو پیش کر دے۔ بادی النظر میں پنڈت نہرو اور مسلم لیگ کی ہند سے آمد بے سُود سی لگتی ہے۔ ایک بار پھر لوگ الجھاؤ کے اسیر ہو گئے ہیں۔ یہ کہا جا رہا ہے کہ کوئی کارروائی نہیں ہونا چاہیے کہ ابھی ہم مذاکرات کے مرحلے میں ہیں۔ اور ہم جو کچھ بھی کہتے ہیں' اس سے مفاہمت کا معاملہ خراب ہو سکتا ہے۔

"کانگرس آگے بڑھ رہی ہے اور مجلس دستور ساز کو خود مختار ادارے کے طور پر برت رہی ہے۔ اب انگریز کیا چاہتا ہے کہ مسلم لیگ کیا کرے؟ ہم ممکنہ طور پر کیا کر سکتے ہیں۔ آپ گمراہ نہ ہو جیئے جب یہ صورت حال ہو کہ کچھ بھی ہو سکتا ہے ـــــ تو یہ بھی عیاں ہے کہ ہم ایسی کیفیت میں ہیں جہاں ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔

(رائٹر' دی ڈان' ۱۵ دسمبر ۱۹۴۶ء)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصری ریڈیو سے نشریاتی تقریر

قاہرہ' ۱۹ دسمبر ۱۹۴۶ء

"ہم حصول پاکستان کی غرض سے لڑ رہے ہیں۔ بلاشبہ آپ مجھ سے پوچھیں گے کہ پاکستان [کا مطلب] کیا ہے اور ہم نے اس کے قیام کا کیوں عزم کر رکھا ہے۔ ہند ایک وسیع و عریض برِعظیم ہے اور اس کی ساری تاریخ شاہد ہے کہ اس میں کبھی بھی ایک حکومت نہیں تھی۔ یہ ایک ملک ہے جو بہت سی قوموں پر مشتمل ہے۔ یہ کبھی متحد نہیں ہو سکا' نہ ہی اس کے لوگ ایک قوم تشکیل دے سکتے ہیں۔ انگریز ہند کے لوگوں کو اختیارات حکمرانی منتقل کرنے پر آمادگی ظاہر کر چکا ہے۔ اس پر مسلمان سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئے اور یہ سوچنے لگے کہ ان کا کیا بنے گا؟ وہاں مسلمانوں کی تعداد دس کروڑ کے قریب ہے۔ پاکستان سے ہمارا مطلب ہے ہند کے شمال مغربی اور مشرقی منطقے ' ہمارے اوطان' جہاں ہماری تعداد سات کروڑ کے لگ بھگ ہے اور غیر مسلموں کی تعداد تقریباً تین کروڑ' اور جہاں ہم صدیوں سے آباد ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان دو منطقوں کو جہاں جہاں ممکن ہو علیحدہ کر دیا جائے جہاں ایک مسلم حکومت اپنے علاقوں پر فرمانروائی کرے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ایک آزاد اور خودمختار قوم کی حیثیت سے ہم اپنی زندگی بسر کریں اور اُن تمام اقدار کا تحفظ کریں جن کا اسلام علمبردار ہے۔ اس کے معنی ہیں ملک کا ایک چوتھائی حصہ مسلمانوں کو اور تین چوتھائی ہندوؤں کو مل جائے گا جہاں وہ بھی ایک آزاد اور خودمختار قوم کی حیثیت سے ہندوستانی رسم و رواج پر مبنی فلسفے' اپنے تمدن اور معاشرتی نظم کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں۔

ہند میں مسلمان اور ہندو دو بڑی قومیں ہیں۔ وہ ان ناگزیر عناصر کے تعلق سے ہر اس شے پر اثرانداز ہوتے ہیں جو زندگی میں ذرا بھی اہمیت رکھتی ہے' کُلی طور پر ایک دوسرے سے مختلف اور نمایاں ہیں۔ نہ صرف یہ کہ ہم ایک دوسرے سے مختلف اور نمایاں ہیں بلکہ بعض اوقات ہم ایک دوسرے کی ضد بھی ہیں۔ ہم مسلمانوں کی اپنی تاریخ' ثقافت' زبان' قوانین' اصول قوانین' موسیقی' فن تعمیر' تقویم' معاشرتی اور تعلیمی زندگی ہے جو ہندوؤں سے بالکل مختلف ہے۔

ایک ہند یا متحدہ ہند کے معنی ہیں ایک بہت بڑے ہند کا قیام جہاں ہندوؤں کی مرضی و منشاء ہو' جنھیں ایک کے مقابلے میں تین کی اکثریت حاصل ہو گی' غلبہ حاصل ہو گا اور وہ مسلم قوم پر حکومت کریں گے۔ اس کا مطلب ہو گا کہ جیسے جیسے وقت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گزرتا جائے گا ہند میں مسلمانوں کے وجود کا گلا گھٹتا جائے گا۔ بحیثیت ایک قوم فنا ہماری تقدیر ہو گی۔ لہٰذا یہ دس کروڑ مسلمانوں کی موت اور حیات کا معاملہ ہے۔ ہم اپنی بقا کی خاطر جدوجہد کر رہے ہیں' اور ان دو منطقوں میں جہاں مسلمانوں کی ٹھوس اکثریت ہے آزاد اور علاحدہ مملکت کے خواہاں ہیں۔

ہندوؤں کے فلسفہ زندگی' ان کی ثقافت اور معاشرتی زندگی کی ساری اساس ذات پات کے نظام پر اُستوار ہے۔ ایک شخص جس ذات میں پیدا ہوتا ہے اسی ذات میں مر جاتا ہے۔ یہ بے حد منفرد قسم کے لوگ ہیں۔ کوئی شخص نیچی ذات سے اونچی ذات میں داخل نہیں ہو سکتا' یا معاشرتی اور معیشی مساوات کا سلوک روا نہیں رکھا جاتا۔ اونچی ذات کے ہندو مسلمانوں کو ملیچھ [ناپاک] تصور کرتے ہیں۔ پھر چھ کروڑ اچھوت ہیں جو ہندو ہونے کے دعویدار ہیں لیکن ہندوؤں کی اعلیٰ ذات کے معاشرے میں اُن کا داخلہ ممنوع ہے۔ اُن کے ساتھ معیشی اور معاشرتی شعبوں میں غلاموں کا سا سلوک کیا جاتا ہے۔ جمہوریت ہندو معاشرے کے لئے بالکل اجنبی ہے۔ یہ اچھوت ذات پات کے نظام کا شکار ہیں' اور کسی اَور ذات میں نہ وہ داخل ہو سکتے ہیں اور نہ انہیں شامل کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کا معاملہ اس سے بھی بدتر ہے۔ چونکہ انہیں تاریخ' ثقافت اور اقتصادیات کے اعتبار سے عجیب و غریب مخلوق سمجھا جاتا ہے' جیسا کہ مسلمان بنی نوع انسان کی مساوات' اُخوّت اور حُریّت کے ناگزیر اصولوں کے قائل ہیں اور انہی پر عمل پیرا ہیں۔ چونکہ وہ بنیادی طور پر جمہوری قوم ہیں' اس لیے ایسا کوئی مشترکہ میدان نہیں جس میں زندگی کی اہم قدروں کے حوالے سے ہندو اور مسلمان مل بیٹھ سکیں۔ یہ دونوں بالکل مختلف قومیں ہیں اور مستقبل بعید میں بھی اس امر کا کوئی امکان نہیں کہ یہ دونوں یک رنگ یا متحد ہو سکیں۔

ہم وہاں ہزار برس سے رہ رہے ہیں اور یہ نام نہاد ایک ہند صرف برطانوی تسلّط اور برطانوی حکمرانی کا ایک ذریعہ ہے جو امن و امان اور معاشرتی نظم کو برقرار رکھنے کی تلقین کرتا ہے۔ یہ ناقابل فہم بات ہے کہ یہ دو قومیں جو ہر اعتبار سے ایک دوسری سے مختلف ہیں ایک حکومتی نظم و نسق میں شمولیت اختیار کر سکیں جس میں مسلمانوں کی ایک ووٹ کے مقابلے میں ہندوؤں کی تین ووٹیں ہوں گی۔

حکومت کے مقبول عام اور جمہوری نظریے کا مطلب یہ ہے کہ عوام الناس کی حمایت اس کی پشت پر ہے۔ ایسی حکومت جو ہندوؤں اور مسلمانوں پر مشتمل ہو مصنوعی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور غیر فطری ہو گی' اور جسے نہ کبھی عوام کا احترام' اور اعتماد حاصل ہو سکے گا اور نہ ہی ان کی تسلیم و رضا یا عزّت حاصل ہو پائے گی۔ اگر قانون سازی اور نظم و نسق چلانے کے ضمن میں دونوں سے فیصلہ ہونا ہے تو یہ تباہ کُن ہو گا چونکہ یہ [مخلوط حکومت] آزمائش اور امتحان کی اُلجھن کا سامنا نہ کر سکے گی۔ دو قوموں کی منوں اختلافی آراء انہیں تقسیم کر دیں گی' کیونکہ انہیں مصنوعی طریقے سے ایسی حکومت میں یکجا کر دیا گیا تھا جس کا پورے برّ عظیم پر غلبہ تھا۔ لہٰذا واحد حل یہ ہے کہ مسلم ہند کو ہندو ہند سے الگ کر دیا جائے اور ہر ایک کے لئے الگ الگ حکومت قائم کر دی جائے تاکہ یہ اچھے ہمسایوں کی طرح زندگی بسر کر سکیں۔

لہٰذا ہند کے اس سوال کو حل کرنے کا سیدھا طریقہ پاکستان اور ہندوستان قائم کرنا ہے۔ ہماری اسکیم ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کو آزادی عطا کرتی ہے۔ ایک ایسی اسکیم ہے جو ہند پر انگریز کے تسلّط کو بسرعت ختم کر دے گی۔ جبکہ ہندوؤں کا متحدہ ہند کی خواہش اور خواب کا مطلب' جہاں تک ہمارا تعلق ہے' یہ ہے کہ انگریزی استعمار کی غلامی سے ہندو سامراج کی غلامی میں چلے جائیں۔ یہ ایسی کیفیت ہے جسے مسلمان نہ قبول کر سکتے ہیں نہ ہی کریں گے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ ہندو دو تہائی ہند کی بجائے سارے کا سارا اور پُورا ہند چاہتے ہیں۔ دو تہائی ہند بھی ایک طاقتور ملک ہو گا جس کی آبادی بیس کروڑ نفوس پر مشتمل ہو گی اور جس میں ہندوؤں کو پچاسی سے نوّے فی صد تک اکثریت حاصل ہو گی۔ اتنی بڑی آبادی اور رقبہ شاید چین کے سوا کسی اور آزاد ملک میں نہ ہو گی۔ جب کہ مسلم ہند کی کل آبادی ایک چوتھائی کے لگ بھگ ہو گی جس میں مسلمانوں کی اکثریت صرف ستر فی صد ہو گی۔ لہٰذا ہماری اسکیم دونوں کے لئے زیادہ منصفانہ ہے' جبکہ ہندو اسکیم کا مطلب ہے دس کروڑ مسلمانوں کا سیاسی' معاشرتی اور معیشی اعتبار سے فنا کے گھاٹ اُترنا اور ہر اس معاملے کے لحاظ سے جو زندگی میں کچھ بھی اہمیت رکھتا ہے اور ان جملہ اقدار کے لحاظ سے جن کا اسلام علمبردار ہے۔

(دستاویزات قائداعظم فائل ۷۸۵ صفحات ۲۰۲' ۲۰۰)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میمن چیمبر آف کامرس کے استقبالیے میں تقریر

بمبئی' ۲۷ مارچ ۱۹۴۷ء

صدر چیمبر آف کامرس کی استقبالیہ تقریر کے تاثرات کا جواب دیتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح نے کہا: "آنے والے ایام میں پاکستان میں کوئی بحران نہیں آئے گا۔"

"مَیں آپ کو بتا سکتا ہوں کہ یہ بہت دُور رَس کار بات ہے۔ آپ اپنی حکومت میں اس بارے میں بہت بڑا کردار ادا کر رہے ہوں گے جسے معاشرتی عدل (سوشل جسٹس) یا جسے مَیں کہہ سکتا ہوں سوشلسٹک حکومت۔ معاشرتی عدل اسلام کی اساسیات میں سے ایک اہم اساس ہے۔ اس کا مطلب ہے کسی بھی مملکت کا یہ فریضہ کہ وہ لازماً دنیا کو یہ دکھائے کہ واقعی وہ اقتصادی اور معاشرتی عدل و انصاف میں یقین رکھتی ہے۔"

مسٹر جناح نے مزید کہا: "یہاں اس قسم کا سراسر جھوٹ پر مبنی پراپیگنڈا دوسری قوموں خصوصاً ہندوؤں کی طرف سے کیا جاتا ہے اور بہت زیادہ غلط فہمیاں پیدا کی جاتی ہیں۔ ان کے ذہنوں میں اس قدر زہر بھر دیا گیا ہے کہ وہ ہماری طرف اس طرح دیکھتے ہیں جیسے ہمارے ارادے بہت معاندانہ ہیں۔ یہ کہنا قطعی طور پر نادرست ہے کہ ہمارے کوئی ایسے منصوبے یا ارادے ہیں۔"

"پاکستان یقیناً حاصل کیا جائے گا مگر صرف مسلمانوں کے لئے نہیں۔ پاکستان کا مطلب ہے' "آزادی" سب کے لئے' کسی ایک قوم کے لئے نہیں۔ پاکستان کا مطلب ہے دونوں کے لئے آزادی۔ مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مَیں عظیم ہندو قوم کی عزت کرتا ہوں اور اس سب کچھ کی بھی جس کی وہ داعی ہے۔ ان کے اپنے عقائد ہیں' ان کا اپنا فلسفہ ہے اور ان کا اپنا عظیم کلچر ـــــ اسی طرح مسلمانوں کا بھی عظیم کلچر ہے' لیکن وہ دونوں مختلف ہیں۔"

بیان جاری رکھتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا: "مَیں پاکستان کے لئے لڑ رہا ہوں جس کا مطلب ہے کہ مَیں ہند کی آزادی کے لئے لڑ رہا ہوں۔ میں پاکستان کے لئے لڑ رہا ہوں' کیونکہ صرف یہی ایک عملی حل ہے اس گتھی کو سُلجھانے کے لئے ـــــ اور دوسرا خیال' متحدہ ہند کا اور پارلیمانی نظام حکومت کی بنیاد پر حکمرانی' یہ ایک بیکار خواب ہے اور سراسر ناممکن ہے۔ ہند نہ تو ایک ملک ہے اور نہ ہی ایک قوم ہے' بلکہ یہ کئی قوموں کا وسیع و عریض خطّہ ہے۔"

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مجھے آپ کو بتا دینا چاہیے کہ یہ خیال کس نے ہمارے ذہنوں میں ڈالا؟ یہ ہے برطانیہ' ـــــ برطانیہ کو اس سے کیا غرض' اگر ہند تقسیم ہوتا ہے یا تقسیم نہیں ہوتا۔ برطانیہ کیوں سرکھپائے؟ وہ کیوں امیدوں کے خلاف امیدوں کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں اور ملک کی قیادت کے لئے کچھ رعائتیں پیش کر رہے ہیں؟ برطانیہ جا رہا ہے۔ اسے تو جانا ہی ہے۔ مگر وہ کیوں متحدہ ہند کی رٹ لگائے جا رہا ہے؟ اس لیے کہ وہ ہندوستانیوں سے زیادہ بہتر یہ جانتا ہے۔ اسی میں اس (برطانیہ) کی مُکتی (نجات) ہے۔ کیونکہ جب تک اس پر اصرار رہے گا کہ 'ہند ایک ہے' وہ جانتا ہے کہ یہاں خون خرابے' تباہی و بربادی کے سوا کچھ نہیں ہو گا۔ یہ برطانیہ کا نقطہ نظر ہے' اور اس ملک کو چھوڑتے وقت وہ یہاں ایک وسیع تر اسلحہ خانے کے قیام کی خاطر بلہ شیری دے رہا ہے!

"مَیں مسلمانوں' ہندوؤں اور دوسری قوموں سے التماس کرتا ہوں کہ وہ صورت حال کا ٹھنڈے دل سے جائزہ لیں۔ بیکار خوابوں کے پیچھے نہ دوڑیں۔ آیئے' ہم کوئی عملی رویّہ اختیار کریں۔ آیئے' ہم تقسیم پر راضی ہو جائیں۔ ہم پاکستان میں اور آپ ہندوستان میں رہیں۔ ہم' ہمسائے ہوں گے۔ ہم کسی بیرونی طاقت کو اپنے اوپر مسلّط دیکھنا نہیں چاہتے۔ ہم دوستانہ طریق پر رہنا چاہتے ہیں۔ تجارت و کاروبار میں دوست. اور دو بھائیوں کی طرح' ـــــ اور یہی پاکستان ہے!

مسلمان متحد ہیں

"اب یہ بالکل واضح ہو گیا ہے کہ بیشمار مال و دولت مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے اور انہیں منقسم کرنے پر خرچ کی گئی۔ ہم کو ہر قسم کے امتحانوں اور آزمائشوں کا سامنا کرتے ہوئے اب دس سال ہو گئے۔ آج مسلمان متحد اور خود مختار قوم کی طرح پاکستان کی خاطر ہر قربانی دینے کے لئے پوری طرح تیار کھڑے ہیں' اور ہم اسے قائم کریں گے (انشاء اللہ)۔ اس کے سوا نجات کا کوئی دوسرا راستہ نہیں۔ پاکستان' قریب سے قریب تر آ رہا ہے!

"لہٰذا آیئے' اب ہم متارکہ کے لئے صدا بلند کریں' اور آیئے' ہم پاکستان پر راضی ہو جائیں۔ یہ بہتر ہے کہ تقسیم ہو جائے اور ہم سب پھلیں پھولیں' ترقی کریں اور خوشحالی کی طرف قدم بڑھائیں' نہ یہ کہ ہم متحد ہو کر غیروں کے غلام رہیں اور ہر چیز کو تباہ و برباد کر دیں۔ کوئی دوسرا متبادل راستہ نہیں ہے۔ متحدہ ہند صرف بربادی پر منتج

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گا۔ مگر یہ تباہی و بربادی یہاں کیوں ہو؟

"جواب بہت سیدھا سادا ہے۔ متحدہ ہند کا صرف یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ ایک قوم کی حکمرانی دوسری قوم پر۔ متحدہ ہند کا مطلب ہے' ہندو کے تین ووٹ اور مسلمان کا ایک ووٹ۔ لہٰذا' ایک قوم اپنی ظالمانہ اکثریت کے ساتھ یہاں حکمرانی نہیں کر سکتی' اور اپنے نظریات ایک دوسری قوم پر نہیں ٹھونس سکتی۔"

مسلمان' ایک قوم ہیں

مسٹر جناح نے بار بار کے اس دُہرائے گئے دعوے کو بے ہودہ قرار دیا کہ مسلمان ایک اقلیت ہیں۔ انہوں نے فیصد مسلم اکثریت کے سلسلے میں صوبہ سرحد کا حوالہ دیا اور کہا "غور کریں' کیا اس طرح کی اکثریت کو کسی لحاظ سے بھی اقلیتی قوم کہا جا سکتا ہے؟"

"مَیں آپ سے پوچھتا ہوں اگر یہاں یونین مسلّط کر دی جائے تو کیا اس کا نتیجہ تصادم کے سوا کچھ اور بھی ہو سکتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ مَیں کہتا ہوں' تقسیم شدہ ہند مستحکم' مضبوط اور محفوظ حکومت کی تخلیق کرے گا' ہندوؤں کے لئے ہندوستان میں اور مسلمانوں کے لئے پاکستان میں۔

"مجھے یقین ہے کہ یہ دو بڑی قومیں ہندوستان اور پاکستان میں بہترین دوستانہ طور طریقوں سے رہیں گی اور دنیا کو دکھا دیں گی کہ ہند ہندیوں کے لئے ہے' کسی دوسرے کے لئے نہیں!"

مسٹر جناح نے کہا کہ وہ مسلمانوں کی بہبودی اور خوشحالی کے لئے تعلیمی' اقتصادی اور معاشرتی فلاح و بہبود کے مختلف منصوبوں پر غور و فکر کرتے رہے ہیں۔ "مگر اقتصادی طور پر اپنی تنظیم کرنے کے سوا ان کی ترقی کے لئے کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔" انہوں نے مسلم تاجر برادری کے سامنے تجارت' کاروبار اور دیگر میدانوں میں مسلمانوں کے شاندار ماضی کی یاد تازہ کرتے ہوئے زور دیا کہ وہ ٹاٹا کی ابتدائی کاوشوں کو پیش نظر رکھیں اور صنعتی و تعلیمی ادارے جاری کرنے میں ان کی تقلید کریں۔ مسلمانوں کی اقتصادی' تعلیمی' معاشرتی اور سیاسی ترقی کے لیے یہ از بس ضروری ہے۔

"ہمیں اپنی قوم کو منظم کرنا ہے۔ دوسری قومیں اسے جارحانہ اقدام سمجھتی ہیں اور اسے بھی فرقہ پرستی قرار دیتی ہیں' اس کی پروا نہ کیجئے۔ ہند میں قوموں کا وجود صدیوں سے ہے اور صدیوں تک یہ باقی بھی رہیں گی۔"

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"پاکستان ایک ایسی مملکت بنے گا جس میں سب لوگوں کو زندگی کی آسائشوں میں ان کا مناسب حصہ ملے گا۔ لہٰذا اپنے مسائل ابھی حل کر لیں۔ پاکستان ایک ایسی مملکت ہے جہاں ذات پات اور عقیدے کا کوئی مسئلہ نہیں۔ کسی قوم کی اپنی معاشرتی' تعلیمی' اقتصادی ترقی کے لیے کوششوں کے بارے میں' مَیں کیوں حسد کروں؟ یہ کہنے کا کوئی فائدہ نہیں کہ یہ فرقہ پرستی ہے۔ جتنی جلدی آپ حقیقت کی سطح پر اُتر آئیں اتنی ہی جلدی آپ مسائل حل کر لیں گے۔

آبادیوں کا تبادلہ

مسٹر جناح نے ملک میں زیر بحث حالیہ آبادیوں کے مسئلے کی طرف آتے ہوئے دو ہفتے قبل نواکھالی اور تپرہ میں مسٹر گاندھی کے' سوال و جواب کا حوالہ دیا:

"دو سوالوں کا جواب دیتے ہوئے مسٹر گاندھی نے کہا کہ وہ آبادیوں کے تبادلے پر رضامند ہیں' مگر جب مَیں نے یہی تجویز پیش کی تو اسے جرم قرار دیا گیا اور اس پر واویلا شروع کر دیا گیا۔" مسٹر جناح نے ستمبر ۱۹۴۴ء میں مسٹر گاندھی سے اپنی بات چیت اور خط و کتابت کے تبادلے کا حوالہ دیتے ہوئے کہا: "سب سے پہلے یہ نکتہ کس نے اٹھایا؟ مَیں باقاعدہ گفت و شنید کے بعد یہ کہتا رہا کہ آبادیوں کا تبادلہ ضروری ہے اور اسے کیا جانا چاہیے۔"

"یہ کیا جا سکتا ہے' مگر یہ کسی نجی ادارے کے ذریعے نہیں کیا جا سکتا۔ آج صورت حال کیا ہے؟ اب کیا ہو رہا ہے؟ یہ محض علامات ہیں۔ سندھ اسمبلی میں یہ پوچھا گیا ہے کہ دو ہندو افسر کیوں یہ چاہتے ہیں کہ انہیں ہندو اکثریتی صوبے میں تبدیل کر دیا جائے۔ آج یہاں دونوں طرف ــــ ہندو اور مسلمان میں ــــ یہ احساس موجود ہے۔ مسلمان کوشش کر رہے ہیں کہ پاکستان کے علاقوں میں چلے جائیں اور ہندو کوشش کر رہے ہیں ہندوستان کے علاقے میں چلے جائیں۔ اس سے آج کل کے غیر دوستانہ رویّے کا اظہار ہوتا ہے۔ اگر وہ پاکستان میں رہنا چاہیں گے ہم ان کی مدد کریں گے۔"

"ہم ہندوؤں کو یقین دلاتے ہیں کہ پاکستان میں اقلیتوں کے ساتھ منصفانہ' روادارانہ بلکہ فراخدلانہ برتاؤ کیا جائے گا۔ اسلام کی ساری تاریخ میں اسی رویّے کا اظہار ہوتا رہا ہے۔ اسلام کی ساری تعلیمات اسی رخ کی نشاندہی کرتی ہیں۔"

"یاد رکھیے' وہ حکومتیں جو عام اعتماد پر پوری نہیں اُترتیں وہ ترقی نہیں کر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتیں۔ جمہوریت مسلمانوں کے خون میں رچی ہوئی ہے۔ ہم اُخوت' مساوات اور حُریت کے علمبردار ہیں اور یہاں اس کا کوئی موقع نہیں کہ کوئی شخص اپنی مرضی مسلّط کر سکے۔"

"آپ اطمینان رکھئے کہ آپ ہمارے نظام حکومت میں محفوظ تر ہوں گے بمقابلہ ایسی حکومت کے جو آمریت کی بنیاد پر قائم ہو۔ اگر یہ اچھی ہے تو یہ اسلام ہے' اور اگر یہ بُری ہے تو یہ اسلام نہیں ہے۔ اسلام کا دوسرا نام عدل ہے۔ اسلام سراسر "عدل" ہے!"

مسٹر جناح نے انہیں صورت حال کی نزاکت کا احساس دلاتے ہوئے آخر میں کہا "ہم ایک نازک صورت حال کے رُوبرو کھڑے ہیں۔ اگر ہم ناکام ہو گئے' یاد رکھیے ان کے نتائج ـــــ مَیں انہیں بیان نہیں کر سکتا ـــــ یہ بہت تباہ کُن ہوں گے۔"

(اے۔ پی۔ آئی۔ دی ڈان' ۲۸ مارچ ۱۹۴۷ء)

☆☆☆

پنجاب اور بنگال کی تقسیم پر بیان

۳۰ اپریل ۱۹۴۷ء

پنجاب اور بنگال کی تقسیم کے مطالبے کی مذمت کرتے ہوئے مسٹر ایم۔ اے جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے اسے "شرارت آمیز حرکت" قرار دیا "جو بغض و عناد کی تلخی کا نتیجہ ہے۔" اور کہا: "مجھے امید ہے کہ نہ تو وائسرائے اور نہ ہی ہز میجسٹی گورنمنٹ اس پھندے میں پھنس کر شدید غلطی کا ارتکاب کریں گے۔"

مسٹر جناح نے چھ صوبوں پر مشتمل مسلم قومی ریاست کی تخلیق پر مبنی اپنے مطالبے کو دُہراتے ہوئے کہا: "پاکستان اور ہندوستان کی حکومتوں کو انتقال اقتدار کا یقینی مطلب دفاعی افواج کی لازمی تقسیم ہے۔ یہ ایک صاف سیدھی راہ اور ہند کے آئینی مسئلے کا واحد حل ہے۔"

مسٹر جناح نے کہا: "آبادیوں کا تبادلہ بھی ہو گا' اور پاکستان اور ہندوستان کی دستور ساز اسمبلیاں اس معاملے پر غور و فکر کریں' اور بعد میں پاکستان اور ہندوستان کی متعلقہ حکومتیں آبادیوں کے تبادلے پر مؤثر طور پر عملدرآمد کرائیں جہاں کہیں بھی یہ ضروری

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور قابل عمل ہو۔" بیان کا مکمل متن درج ذیل ہے:

"مجھے اخباری اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ کانگرس نے اب اس بات پر زور دینا شروع کیا ہے کہ پاکستان اور ہندوستان کے قیام کی صورت میں پنجاب بھی تقسیم ہوگا۔ جبکہ ہندو مہا سبھا نے زوردار پروپیگنڈا شروع کیا ہے کہ بنگال کو بھی تقسیم کیا جائے۔"

تقسیم کا اصول

"مَیں واضح کرنا چاہوں گا کہ اس ضمن میں بہت زیادہ کنفیوژن پیدا کیا گیا ہے۔ ہند کی تقسیم کا سوال، مسلم لیگ کی تجویز کے مطابق، اس بنیادی حقیقت پر مبنی ہے کہ یہاں دو قومیں ہندو اور مسلمان ہیں، اور یہ اُصول پیش نظر ہے کہ ہمیں ایک قومی وطن اور قومی ریاست ان ہوم لینڈز میں چاہیے جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے، اور یہ مشتمل ہیں پنجاب، سرحدی صوبہ، سندھ، بلوچستان، بنگال، آسام کے واحد یونٹوں پر۔"

"اس سے ہندوؤں کو ان کا قومی وطن اور قومی ریاست ہندوستان مل جائے گا جس کا مطلب برطانوی ہند کا تین چوتھائی علاقہ ہے۔"

"اب پنجاب اور بنگال کی تقسیم کا سوال اٹھایا گیا ہے، کسی نیک نیتی سے نہیں بلکہ ایک شرارت آمیز حرکت کے طور پر، بغض و عناد کی تلخی کے نتیجے میں ___ جیسا کہ وہ محسوس کرتے ہیں کہ ہند کی تقسیم کی جا رہی ہے، اس لیے ___ اولاً، برطانوی حکومت اور وائسرائے کے لیے زیادہ سے زیادہ مشکلات پیدا کرنے کے لیے، اور دوسرے، مسلمانوں کو پریشان کرنے کے لیے بار بار اس بات پر زور دے کر کہ مسلمان کٹا پھٹا اور کرم خوردہ پاکستان حاصل کر سکیں گے۔"

"یہ شور و غوغا کسی سنجیدہ اصول پر مبنی نہیں، ماسوا اس کے کہ پنجاب اور بنگال کی ہندو اقلیتیں یہ چاہتی ہیں کہ ان صوبوں کو کاٹ کر کے وہ اپنے لوگوں کو ان دو صوبوں میں بھی دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیں۔"

ہندو اوطان

"ہندوؤں کے اوطان، جیسا کہ مَیں نے کہا، چھ وسیع تر صوبوں پر مشتمل ہیں۔ چونکہ محض پاکستان کے صوبوں میں اقلیتوں کے ایک حصے نے یہ رویہ اختیار کیا ہے، برطانوی حکومت کو اسے درخور اعتنا نہیں سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ منطقی طور پر اس کا نتیجہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ہو گا کہ دوسرے تمام صوبوں کو بھی اسی طرح کاٹنا پڑے گا جو بہت خطرناک ہو گا۔ کیونکہ اس راہ پر چلنے سے کئی صوبوں کو توڑنا پڑے گا اور آج کی نسبت، مستقبل میں کہیں زیادہ خطرناک صورت حال پیدا ہو جائے گی۔ اگر ایسا طریقہ اختیار کیا گیا تو ان صوبوں میں جنہیں ترقی کرتے ہوئے تقریباً ایک صدی بیت گئی' انتظامی' اقتصادی اور سیاسی زندگی کی بنیادوں پر ضرب لگانی ہو گی اور اس بنیاد کو بھی کھودنا ہو گا جس پر موجودہ دستور کے تحت صوبے خود مختار حیثیت سے تعمیر و ترقی کی منزلیں طے کر رہے ہیں۔

پھندے سے خبردار رہیے

"مطالبہ پاکستان کے بنیادی اصول اور تمام ہند میں صوبوں کو کاٹ کاٹ کر ٹکڑے کرنے میں تمیز نہ کرنا غلط ہو گا۔ مجھے امید ہے کہ نہ ہی وائسرائے اور نہ ہی ہز میجسٹی گورنمنٹ اس پھندے میں پھنسنے کی شدید غلطی کا ارتکاب کریں گے۔

"یہ ظاہر ہے کہ اگر پاکستان میں ہندو اقلیتیں ترک وطن کر کے ہندوستان میں اپنے قومی وطن جانا چاہیں تو وہ ایسا کرنے میں آزاد ہوں گی' اور اسی طرح مسلمان' وہ مسلمان جو ہندوستان سے ہجرت کر کے پاکستان جانے کے خواہش مند ہوں' وہ ایسا کر سکتے ہیں' اور جلد یا بدیر آبادیوں کا تبادلہ ہو کر رہے گا۔ پاکستان اور ہندوستان کی دستور ساز اسمبلیاں اس معاملے پر سوچ بچار کر سکتی ہیں' اور بعد میں متعلقہ حکومتیں پاکستان اور ہندوستان میں' جہاں جہاں اس کی ضرورت ہو اور ایسا کرنا قابل عمل ہو' آبادیوں کے تبادلے کو عملی جامہ پہنا سکتی ہیں۔

"کانگرس کے پراپیگنڈے کا مقصد انتشار پیدا کرنا' تفرقہ ڈالنا اور مشکلات' رکاوٹیں اور اٹکاؤ پیدا کر کے باہمی تعاون اور دوستانہ فضا میں پرامن حل کی راہ کو مسدود کرنا ہے۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ انہوں نے ہندو مہا سبھا کو بنگال میں اور سکھوں کو پنجاب میں آگے آگے کیا ہوا ہے' اور کانگرسی اخبارات سکھوں کو مشتعل اور گمراہ کر رہے ہیں۔

"پنجاب کی تقسیم سے سکھ کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتے' بلکہ وہ دو حصوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ ان کی نصف سے زیادہ آبادی کو پاکستان میں رہنا ہو گا' خواہ پنجاب کی تقسیم ان کی خواہش کے مطابق ہو جائے۔ حالانکہ مسلم لیگ کی تجویز کے مطابق وہ پاکستان میں ایک مضبوط اقلیت کے طور پر بڑا اہم کردار ادا کریں گے۔ ہم اس بات پر ہمیشہ آمادہ رہے ہیں کہ انہیں ہر معقول طریقے سے مطمئن کریں۔ علاوہ ازیں ۲۹

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فروری کا قرطاس ابیض یہ کہتا ہے کہ اقتدار کسی مقتدرہ (اتھارٹی) یا مقتدرات کو صاف اور پُر سکون طریق سے اس طرح منتقل کیا جائے گا کہ جس سے کم سے کم مشکلات اور بدمزگی پیدا ہو گی۔

سیدھا اور صاف راستہ

"اگر اقتدار مختلف حکومتوں کو منتقل ہونا ہے تو یہ صرف پاکستان گروپ اور ہندوستان گروپ میں کامیابی سے منتقل ہو سکتا ہے جو مستحکم اور محفوظ حکومتیں قائم کریں گے اور اس قابل ہوں گے کہ ان حکومتوں کو امن و سلامتی اور کامیابی سے چلا سکیں۔

"پاکستان اور ہندوستان کو اقتدار کی منتقلی کا مطلب لازمی طور پر اور بلاتاخیر دفاع کی تقسیم اور اس کی منتقلی بھی ہے' اور دفاعی افواج مکمل طور پر تقسیم کر دی جائیں' اور میری رائے میں' انہیں جون ۱۹۴۸ء سے قبل تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پاکستان اور ہندوستان کی مملکتیں مکمل طور پر آزاد اور خود مختار ہوں گی۔ یہ سیدھی اور صاف راہ ہے اور ہند کے دستوری مسئلے کا واحد حل ہے۔"

(اے۔ پی۔ آئی۔ دی ڈان' یکم مئی ۱۹۴۷ء)

☆☆☆

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

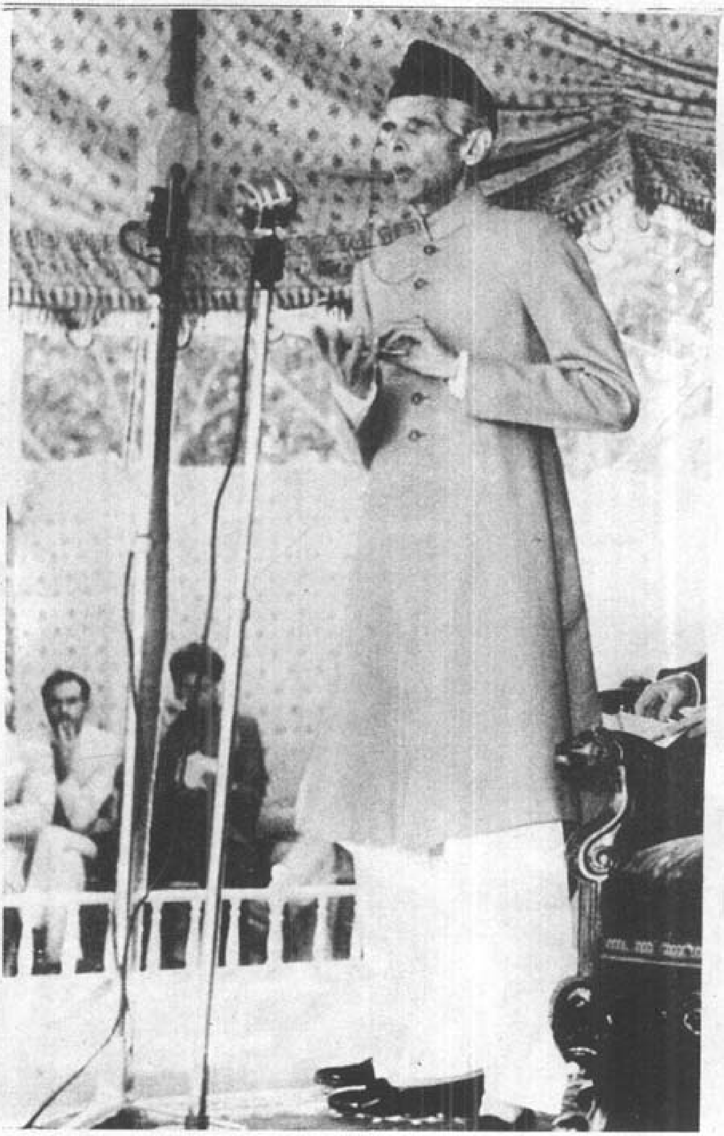

قائداعظم سبیؒ (بلوچستان) کے شاہی دربار (۱۴ فروری ۱۹۴۸ء) میں خطاب کر رہے ہیں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کراچی- ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء' یوم آزادی کے موقع پر سرکاری عشائیے میں خطاب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظہور پاکستان کے بعد

دستور ساز اسمبلی کے افتتاحی اجلاس میں صدارتی تقریر

کراچی' ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء

خواتین و حضرات' آپ نے مجھے اپنا پہلا صدر منتخب کر کے جس اعزاز سے نوازا ہے میں اس کے لیے تہہ دل سے شکر گزار ہوں ــــ یہ ایک عظیم تر اعزاز و افتخار ہے جو اس خود مختار اسمبلی میں عطا کرنا ممکن ہے۔ مَیں ان لیڈروں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میرے اور میری خدمات کے بارے میں توصیفی تقریریں کیں اور اپنے اپنے تاثرات بیان کیے۔ مَیں صدق دل سے امید کرتا ہوں کہ آپ کی حمایت اور تعاون سے ہم اس دستور ساز اسمبلی کو دنیا کے لیے مثالی بنائیں گے۔ دستور ساز اسمبلی کو دو خاص فرائض سرانجام دینے ہیں۔ پہلا پُرمشقت اور ذمے واری کا کام پاکستان کے مستقبل کا دستور بنانا ہے۔ اور دوسرا فریضہ پاکستان کی وفاقی مقننہ کے لیے مکمل طور پر خود مختار ادارے کے طور پر کام کرنا ہے۔ ہمیں پاکستان کے وفاقی قانون ساز ادارے کے لیے ایک عارضی دستور اختیار کرنا پڑا ہے۔ آپ اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ یہ بے نظیر انقلاب جس کے نتیجے میں اس برصغیر میں دو آزاد اور خود مختار مملکتوں کا منصوبہ منصۂ شہود پر آیا اور ان کی تخلیق ہوئی' اس کی دنیا کی تاریخ میں کوئی دوسری مثال نہیں ملتی۔ اس پر نہ صرف ہم خود حیران ہیں بلکہ میرا خیال ہے ساری دنیا حیران ہو رہی ہے۔ یہ انقلاب اس عظیم تر صغیر کے مختلف النوع باشندوں کے علی الرغم ایک زبردست اور لامثال منصوبے کے تحت لایا گیا اور اس کے متعلق اہم ترین بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ ہم نے پُرامن طور پر ہر ممکن طریق سے ایک ارتقائی عمل کے ذریعے حاصل کیا۔

اس اسمبلی سے اپنے اوّلین کام سے عہدہ برآ ہوتے ہوئے مَیں کوئی طے شدہ اعلان اس موقع پر نہیں کر سکتا' مگر جو باتیں اس وقت میرے ذہن میں آئیں گی' وہ کہوں گا۔ سب سے پہلی اور ضروری بات جس پر زور دوں گا' یہ ہے' یاد رکھیے کہ اب آپ ایک خود مختار ادارہ ہیں اور آپ کو سب اختیارات حاصل ہیں۔ اس لیے آپ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر یہ ایک نازک تریں ذمے داری آن پڑی ہے کہ آپ کو کس طرح اپنے فیصلے کرنے ہیں۔ مَیں پہلی توجہ اِس بات پر دوں گا' اور بلاشبہ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ کسی حکومت کا اوّلین فرض یہ ہے کہ وہ ملک میں لا اینڈ آرڈر (نظم و ضبط) قائم کرے تاکہ اس کے شہریوں کی جان و مال اور مذہبی عقیدوں کا تحفظ ہو سکے۔

دوسری بات جو میرے ذہن میں آتی ہے' وہ ایک بہت بڑی بُرائی ہے جس میں ہند مبتلا ہے—مَیں یہ نہیں کہتا کہ دوسرے ملک اس بُرائی کی گرفت سے آزاد ہیں' مگر میرا یہ خیال ہے کہ ہماری حالت اس معاملے میں بہت ہی خراب ہے' یہ رشوت اور رشوت خوری کی لعنت ہے۔ حقیقت میں یہ ایک زہر ہے۔ ہمیں فولادی ہاتھ سے اسے کچلنا ہو گا اور مجھے امید ہے جتنی جلد ممکن ہو اس اسمبلی کو مناسب اقدامات کرنے ہوں گے۔

چور بازاری (بلیک مارکیٹنگ) ایک اور لعنت ہے۔ ہاں' مجھے معلوم ہے کہ وقتاً فوقتاً" چوربازاری کرنے والے پکڑے بھی جاتے ہیں اور انہیں سزا بھی ہوتی ہے۔ عدالتیں انہیں قید کی سزائیں بھی دیتی ہیں اور بعض اوقات صرف جرمانے کیے جاتے ہیں۔ اب آپ کو اس دیوہیکل شیطان سے عہدہ برآ ہونا ہے جو اس وقت معاشرے کا بھیانک ناسُور ہے۔ مصیبت کی اس حالت میں جب ہم خوراک اور دیگر ضروریات زندگی کی قلّت کا مسلسل سامنا کر رہے ہوتے ہیں جو شخص چوربازاری کرتا ہے وہ ایک بہت بڑے جرم بلکہ سب جرائم سے زیادہ بھیانک جرم کا ارتکاب کر رہا ہوتا ہے۔

یہ بلیک مارکیٹیے حقائق سے باخبر' بڑے ذہین اور بالعموم ذمے دار لوگ ہوتے ہیں' اور جب وہ چوربازاری میں ملوّث ہو جاتے ہیں' تو میرے خیال میں وہ سخت ترین سزاؤں کے مستحق ہوتے ہیں' کیونکہ وہ کنٹرول کے سارے قواعد و ضوابط اور نظام کو تہ و بالا کر کے اشیائے خوردنی اور لازمی اشیاء کی قلّت پیدا کر کے بڑے پیمانے پر قحط' بھُوک حتیٰ کہ موت کا باعث بنتے ہیں۔

اس کے بعد جو بات مجھے سُوجھتی ہے' یہاں پھر یہ میراث اور ترکے میں ملی ہوئی بعض اچھی چیزوں کے ساتھ ایک لعنت ہے۔ اس بُرائی کو بھی سختی سے کچل دینا چاہیے۔ یہ لعنت اقربا پروری' سفارش کی ہے۔ مَیں یہ بالکل واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ مَیں کسی قسم کی سفارش اور اقرباپروری کو' بالواسطہ اثر و رسوخ ہو یا بلاواسطہ' ہرگز برداشت نہیں کروں گا۔ مَیں جہاں بھی کہیں دیکھوں گا کہ یہ بُرائی کم تر یا زیادہ' ہو جہ عی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے' اسے یقیناً گوارا نہیں کروں گا۔

مجھے معلوم ہے کہ خاصی تعداد میں ایسے لوگ بھی ہیں جو ہند کی تقسیم' اور پنجاب اور بنگال کی تقسیم پر بالکل رضامند نہیں تھے۔ اس کے خلاف بہت کچھ کہا جا چکا ہے۔ مگر جبکہ یہ قبول کیا جا چکا ہے' ہم میں سے ہر ایک کا یہ فرض ہے کہ خلوصِ نیت کے ساتھ اسے قبول کر کے عزت مندانہ معاہدے کے مطابق اس پر عمل کریں۔ اب یہ حتمی ہے اور ہم سب اس کے پابند ہیں۔ لیکن آپ کو یاد رکھنا چاہیے' جیسا کہ مَیں نے کہا' یہ عظیم انقلاب جو آیا' بے مثال ہے۔ کوئی بھی شخص ان احساسات کو بہ خوبی سمجھ سکتا ہے جو دو قوموں میں' ایک اکثریت اور دوسری اقلیت میں' پائے جاتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ یہ جو کچھ ہُوا' کیا اس کے علاوہ بھی کچھ ممکن اور قابل عمل تھا؟ یہ تقسیم ہونی ہی تھی۔ دونوں طرف' ہندوستان اور پاکستان میں ایسے لوگ ہوں گے جو اسے پسند نہ کریں اور اس سے اتفاق نہ کریں' لیکن میری فیصلہ کُن رائے میں اس کے علاوہ کوئی دوسرا حل نہیں تھا' اور مجھے یقین ہے کہ مستقبل میں تاریخ اس کے حق میں فیصلہ دے گی۔ علاوہ ازیں' جیسے جیسے ہم آگے بڑھیں گے حقیقی عملی تجربے سے یہ ثابت ہو گا کہ ہند کے دستوری مسئلے کا یہی واحد حل تھا۔ متحدہ ہند کا کوئی بھی نظریہ کبھی کام نہیں آ سکتا تھا اور میرے تجزیے کے مطابق اس نے ہمیں خوفناک تباہی کی طرف لے جاتا تھا۔ ہو سکتا ہے وہ نظریہ درست ہو' ہو سکتا ہے درست نہ ہو' اسے دیکھنا ہو گا۔

اسی طرح اس تقسیم میں اقلیتوں کے مسئلے سے بچنا ناممکن تھا خواہ اس مملکت میں ہو یا دوسری میں' اسے نظرانداز بھی نہیں کیا جا سکتا اور اس کا کوئی دوسرا حل بھی نہیں ہے۔ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ اگر اب ہم پاکستان کی عظیم مملکت کو خوشحال اور مرفہ الحال بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں کامل طور پر یہاں کے لوگوں' خصوصاً غریب عوام کی فلاح و بہبود پر توجہ مرکوز کر دینی چاہیے۔ اگر ہم ماضی کو فراموش کر کے اور دیرینہ رنجشوں کو دفن کرتے ہوئے باہمی تعاون سے متحد ہو کر کام کریں گے تو یقیناً کامیاب ہوں گے۔ اگر آپ اپنے ماضی کو بدل ڈالیں اور مل جل کر اس جذبے سے کام کریں کہ آپ میں سے ہر ایک قطع نظر اس سے کہ ماضی میں اس کا آپ سے کیا تعلق تھا' قطع نظر اس سے کہ اس کا رنگ' نسل اور عقیدہ کیا ہے' وہ اوّل و آخر اس مملکت کا مساوی حقوق و فرائض کے ساتھ شہری ہے' تو آپ ایسی ترقی کریں گے جس کی کوئی حد

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ ہو گی۔

مَیں اس پر بہت زیادہ زور نہیں دے سکتا۔ ہمیں اس جذبے کے ساتھ کام شروع کر دینا چاہیے' اور وقت گزرنے کے ساتھ اکثریتی اور اقلیتی گروہوں کے یہ تمام زاویے بدل جائیں گے۔ کیونکہ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے آپ میں پٹھان ہیں' پنجابی ہیں اور شیعہ و سنی وغیرہ ہیں' اور ہندوؤں میں آپ دیکھیں برہمن' ویشنواس' کھتری ہیں' علاوہ ازیں بنگالی' مدراسی وغیرہ وغیرہ' یہ سب امتیازات مٹ جائیں گے۔ حقیقت میں' اگر آپ مجھ سے پوچھیں کہ ہند میں یہ امتیازات حصول آزادی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ تھے ورنہ اس کے بنا ہم بہت پہلے آزاد ہو چکے ہوتے۔ کوئی بھی طاقت کسی دوسری قوم کو' خصوصاً چار سو ملین (چالیس کروڑ) باشندوں کو محکوم نہیں رکھ سکتی؛ نہ آپ کو کسی نے فتح کیا ہوتا اور اگر ایسا ہو بھی جاتا' تب بھی کوئی غیر طاقت ایک طویل عرصے تک آپ پر حکومت نہ کر سکتی' یہ جو کچھ ہُوا آپ کے اس افتراق کے باعث ہوا۔

لہٰذا ہمیں اس (نااتفاقی و افتراق) سے سبق سیکھنا چاہیے۔ آپ اب آزاد ہیں۔ آپ اپنے مندروں میں جانے کے لیے آزاد ہیں' آپ اپنی مسجدوں میں جانے کے لیے آزاد ہیں یا اس مملکت پاکستان میں کسی بھی عبادت گاہ میں جانے کے لیے آزاد ہیں۔ آپ کا تعلق خواہ کسی بھی مذہب' عقیدے یا مسلک سے ہو' اس کا مملکت کے کاروبار سے کوئی تعلق نہیں۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں' تاریخ بتاتی ہے کہ کچھ عرصہ قبل انگلستان کے احوال ہند سے بھی زیادہ ابتر تھے۔ رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ ایک دوسرے کے درپے آزار تھے۔ حتیٰ کہ اب بھی کچھ ایسی مملکتیں موجود ہیں جہاں یہ امتیاز برتا جاتا ہے اور کسی خاص طبقے پر پابندیاں لگائی جاتی ہیں۔ اللہ کا شُکر ہے کہ ہم ایسے ایّام میں آغاز نہیں کر رہے۔ ہم ایک ایسے زمانے میں کاروبار مملکت کا آغاز کر رہے ہیں جب ایسا کوئی افتراق نہیں ہے' کسی ایک طبقے یا دوسرے میں کوئی امتیاز نہیں۔ کسی ایک ذات یا مسلک میں اور دوسرے میں کوئی تصادم نہیں۔ ہم اس بنیادی اصول پر آغاز کر رہے ہیں کہ ہم سب ایک ہی مملکت کے برابر کے شہری ہیں۔ انگلستان کے لوگوں نے وقت کے گزرنے کے ساتھ صورت حال اور حقائق کا سامنا کیا اور اُن پر اُن کی حکومت کی طرف سے ذمے داری کا جو بار ڈالا گیا اسے پورا کرنے لگے اور وہ اس آگ سے قدم بہ قدم گزرے۔ آج تم انصاف سے کہہ سکتے ہو کہ وہاں رومن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیتھولک اور پروٹسٹنٹ موجود نہیں۔ اب کیا موجود ہے؟ یہ کہ وہاں کا ہر فرد مملکت کا شہری ہے، برطانیہ عظمیٰ کا برابر کا شہری، اور وہ سب ایک قوم کے رُکن ہیں۔

اب، میرا خیال ہے، ہمیں اس مقصود غائی کو اپنے سامنے رکھنا چاہیے۔ اور آپ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دیکھیں گے کہ ہندو، ہندو نہیں رہے گا اور مسلمان، مسلمان نہیں رہیں گے ــــ مذہبی نقطہ نظر سے نہیں، کیونکہ یہ ہر شخص کا اپنا اپنا عقیدہ ہے ــــ بلکہ سیاسی اعتبار سے، ایک مملکت کے شہری ہونے کی حیثیت سے۔

پس، حضرات! مَیں نہیں چاہتا کہ آپ کا مزید وقت لُوں۔ ایک بار پھر آپ کا شکریہ اس اعزاز و افتخار کے لیے جو آپ نے مجھے بخشا۔ مَیں ہمیشہ عدل و انصاف اور مساوات کے رہنما اصولوں، جنہیں سیاسی زبان میں بلا تعصّب یا بدگمانی، باالفاظ دیگر بیجا طرفداری اور حمایت کے، اپنا منصبی فرض انجام دوں گا۔ مکمل غیر جانبداری میرا اصول ہو گا۔ اور مجھے یقین ہے کہ مَیں آپ لوگوں کی مدد اور تعاون سے پاکستان کو مستقبل میں دنیا کی ایک عظیم ترین قوم بنتے دیکھ سکتا ہوں۔

(دی پاکستان ٹائمز، ۱۲ اگست ۱۹۴۷ء)

☆ ☆ ☆

سول اور عسکری (بری، بحری، فضائی افسروں) سے خطاب

کراچی، ۱۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء

قیامِ پاکستان، جس کے لیے گذشتہ دس برس سے ہم جدوجہد کر رہے تھے، اللہ کے فضل و کرم سے آج ایک قائم بالذات حقیقت ہے۔ لیکن ہماری مملکت پاکستان کی تخلیق ایک بلند تر مقصد کا ذریعہ تھی، خود منزل مقصود نہیں تھی۔ مقصود غائی یہ تھا کہ ہماری ایک مملکت ہونی چاہیے جہاں ہم ایک آزاد قوم کی حیثیت سے زندہ رہیں اور سُکھ کی سانس لے سکیں؛ جسے ہم اپنی روشن خیالی اور ثقافت کے مطابق ترقی دے سکیں، اور جہاں اسلام کے معاشرتی عدل و انصاف کے اُصول آزادانہ طور پر جاری ہو سکیں۔

مجھے اس دُشوار کام اور اس کی ان مشکلات پر قابو پانے کا کوئی اندازہ نہیں تھا جو ہمارے انتظار میں تھیں۔ تاہم، مجھے اس بات کا بخوبی علم تھا کہ مَیں تمام مسلمانوں کی بے دریغ تائید و حمایت پر بھروسا کر سکتا ہوں اور ان اقلیتوں پر بھی جن کا تعاون ہم نہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف رواداراانہ بلکہ فراخدلانہ سلوک کر کے حاصل کرسکتے ہیں۔

بدنصیبی سے' پاکستان کا آغاز ایسی ہولناک تباہی کے ساتھ ہوا جس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔ ہزاروں' لاکھوں بے گناہ اور نہتے لوگ بڑی بے رحمی سے قتل کر دیے گئے اور کئی ملین اپنے آبائی گھروں اور مسکنوں سے بے گھر و بے در کر دیے گئے۔ وہ لوگ جو کل تک ایک اچھی اور خوشحال زندگی بسر کرتے تھے آج بغیر کسی ذریعہ معاش کے قلاش ہوگئے ہیں۔ ان میں بہت سے پاکستان میں پناہ لے چکے ہیں مگر بہت سے لوگ تاحال مشرقی پنجاب میں اپنے انخلا کا انتظار کر رہے ہیں۔ وہ ابھی تک سرحد کے دوسری طرف ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہمیں ان کی حالت زار کا اندازہ نہیں ہے۔ ان بدنصیب افراد کا انخلا ہمارا اوّلین فریضہ ہے۔ ان کے مصائب کو کم کرنے کے لیے ہر وہ سعی جو انسانی بس میں ہے' کی جا رہی ہے۔ جیساکہ آپ جانتے ہیں کہ وزیراعظم نے اپنا مستقر لاہور میں تبدیل کر لیا ہے اور ہم نے وزارت کی ایک ہنگامی کمیٹی بنا دی ہے جو اس نازک صورت حال سے روز بروز کے احوال کے مطابق عہدہ برآ ہو۔

پنجاب کے ان ابتر حالات کے ساتھ لاکھوں مہاجرین اور پناہ گزینوں کی بحالی کا مہیب مسئلہ پیدا ہوگیا جس نے ہماری توانائی اور وسائل کو بے اندازہ نچوڑ لیا ہے۔ اس ہنگامی کام نے نوزائیدہ مملکت کی تعمیر میں بے حد و حساب مشکلات پیدا کر دی ہیں جن کا مَیں نے شروع میں ذکر کیا۔۔۔ کیا ہم اپنے آپ کو اس درپیش کام کے شدید سیلاب میں ڈُوب جانے دیں گے؟۔۔۔ اور کیا اس نوزائیدہ مملکت کو اپنے دشمن کی مُفسدانہ اور بُزدلانہ ضربوں سے منہدم ہونے دیں گے؟

یہ ہمارے وجود ہی کے لیے ایک زبردست چیلنج ہے' اور اگر ہمیں ایک قوم کی حیثیت سے زندہ رہنا ہے اور پاکستان کے بارے میں اپنے خوابوں کی تعبیر دیکھنی ہے تو ہمیں اس چیلنج کا مقابلہ کرنے اور ان مسائل کو گرفت میں لانے کے لیے دُگنے جوش و جذبے اور توانائی سے کام لینا ہوگا۔ ہمارے عوام آج اس خوفناک تباہی سے جو ان پر نازل ہوئی بہت بددل اور غیر منظم ہیں۔ ان کی قوّت برداشت اور حوصلہ مندی بلندی سے پستی کی طرف آ گئی ہے اور ہمیں ان کے مورال کو بلند کرنے کے لیے کچھ کرنا ہو گا' تاکہ وہ دل شکستگی کی اس کینچلی سے باہر نکل آئیں۔ انہیں آمادہ عمل کرنے کے لیے ان کے جوش و جذبے میں ایک برقی رَو پیدا کرنی ہوگی۔ یہ حکومت کے ان ملازمین

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر جن کی طرف لوگ رہنمائی کے لیے دیکھ رہے ہیں۔ ایک اضافی ذمے داری کا کام ہے۔

مجھے معلوم ہے کہ گذشتہ چند ہفتوں کے دوران مشرقی پنجاب' دہلی اور نواحی علاقوں میں اپنے عزیز و اقربا کی سلامتی کے بارے میں تشویش بہت بڑھ گئی اور آپ میں سے اکثر کے ذہنوں پر اس کا دباؤ ہے۔ آپ میں سے کئی لوگ اور آپ کا عملہ اس ہولناک تباہی و بربادی میں المناک مصائب سے دوچار ہوا ہے۔ ان کی قیمتی املاک برباد ہوگئی ہیں۔ میرے دل میں مصائب میں مبتلا ہونے والے ان سب لوگوں کے لیے ہمدردی کے صمیمی جذبات موجزن ہیں اور مَیں اللہ تعالیٰ سے دعاگو ہوں کہ وہ انھیں ان مصائب اور نقصانات کو برداشت کرنے کا حوصلہ اور استقامت و صبر عطا فرمائے۔

مگر کیا یہ سب قربانیاں جو ہم سے طلب کی گئیں' رائیگاں جائیں گی؟ کیا ہم اپنے مصائب اور نقصانات سے گھبرا کر بیٹھ جائیں گے اور کف افسوس ملیں گے؟ اگر ہم ایسا کریں گے تو دراصل وہی کچھ کریں گے جو ہمارے دشمن چاہتے ہیں۔ گویا ہم ان کا کھیل کھیل رہے ہوں گے اور پھر جلد ہی ان سے رحم کی بھیک مانگیں گے! ہمارے دشمنوں کے ظالمانہ حربوں کا مناسب جواب تو یہ ہوگا کہ ہم ایک ہیبت ناک ارادے کے ساتھ کام پر جُت جائیں اور اپنی مملکت کو مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر اُستوار کر دیں جو ہمارے بچّوں اور آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ اور خوشحال مامن ہو۔ اس کے لیے ضرورت ہے کام کی ـــ کام' کام' اور زیادہ کام! مجھے مکمّل احساس ہے کہ آپ کی اکثریت نے جنگ عالمگیر کے دوران زبردست تناؤ میں مسلسل کام کیا' اور اب آپ کو آرام کی ضرورت ہوگی۔ مگر یاد رکھیے کہ جنگ ہمارے لیے ختم نہیں ہوئی۔ یہ تو ابھی شروع ہوئی ہے' اور اگر ہمیں آخری فتح حاصل کرنے کے لیے لڑنا ہے تو ہمیں مافوق الانسانی سعی و کاوش کرنا ہوں گی۔ یہ وقت نہیں ہے کہ ذاتی ترقی اور عہدوں کے حصول کی خاطر سوچا بھی جائے۔

چونکہ یہ وقت کا تقاضا ہے۔ مجھے یہ جان کر دُکھ ہوا کہ ہمارے اسٹاف کے اکثر لوگ اپنے اپنے کاموں کا بوجھ نہیں اٹھا رہے۔ یوں نظر آتا ہے جیسے یہ لوگ سوچتے ہیں کہ اب جبکہ پاکستان حاصل ہوگیا ہے' لہٰذا وہ بغیر کام کیے آرام سے بیٹھ سکتے ہیں۔ ان میں سے کچھ مشرقی پنجاب اور دہلی کے واقعات سے بددل ہوگئے ہیں اور دوسروں میں ملک کے بعض حصوں میں عام قانون شکنی ہونے کی بنا پر' بدنظمی کی روح پیدا ہو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہی ہے۔ اگر ایسے رجحانات کا فوری طور سے تدارک نہ کیا گیا تو یہ ہمارے بیرونی دشمنوں سے بھی زیادہ مُہلک اور تباہ کُن ثابت ہوں گے۔ یہ آپ سب حضرات کا جو آج یہاں اکٹھے ہوئے ہیں فرض منصبی ہے کہ یہ دیکھیں کہ یہ سرطان جتنی جلد ممکن ہو' تیزی سے دُور ہو جائے۔ آپ کو اپنے آدمیوں میں اپنے قول و عمل اور اپنی مثال سے ایک نیا جذبہ اور ولولہ پیدا کرنا ہوگا۔ آپ کو انہیں محسوس کرانا ہوگا کہ وہ ایک مقصد کی خاطر کام کر رہے ہیں اور یہ مقصد ہر اس قربانی سے قیمتی ہے جو اُن سے طلب کی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک نوزائیدہ مملکت کے معمار کی حیثیت سے ایک شاندار موقع دیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ کہا جائے کہ ہم اپنے آپ کو اس کام کے اہل ثابت نہ کر سکے۔

ایک دوسرا مسئلہ' جو میرے ذہن میں ہلچل ڈال رہا ہے' وہ اقلیّتوں کے ساتھ سلوک کا ہے۔ مَیں نے بار بار نجی طور پر بھی اور پبلک بیانات میں بھی یہ واضح کیا ہے کہ ہم اقلیتوں کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آئیں گے' اور یہ تو میرے کبھی وہم و خیال میں بھی نہیں آیا کہ ہم انہیں پَرے دھکیل دیں۔ تاہم مجھے یہ کہتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ یہاں اقلیتوں نے ہمیں اس بات کا موقع ہی نہیں دیا کہ ہم اپنے قول کو ثابت کر سکیں اور پاکستان کے شہریوں کی حیثیت سے بتہِ دل سے انہیں اپنا تعاون دے سکیں۔ جب ان بحرانوں نے اچانک ہمیں گھیر لیا اور اس سے قبل کہ ہم اپنی حکومتی ذمے داریوں کو سنبھالیں' غیر مسلموں نے پاکستان سے جانا شروع کر دیا۔ بعد کے واقعات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ پاکستان کو معرضِ وجود میں آتے ہی بے بس کر دینے کے ایک منظّم منصوبے کا حصہ تھا۔ مگر چند اِدھر اُدھر کے واقعات کے سوا سندھ کے امن و امان میں کوئی خلل بھی واقع نہ ہوا' مگر باوجود پُرامن حالات کے یہاں سے ہندوؤں کا اخراج برابر جاری رہا۔ کچھ لوگوں نے سراسیمگی کی راہ ہموار کی' اور دوسرے اس امید پر پاکستان چھوڑ رہے تھے کہ یہ اقتصادی اور معاشرتی طور پر مفلوج ہو جائے گا۔ کئی شرنارتھی اس وقت اپنی حماقت کو محسوس کر رہے ہیں کہ انہوں نے جلد بازی میں اپنی جنم بھومی کو چھوڑ دیا۔ مگر کچھ منصوبہ ساز گروہ کے لوگ اس ترکِ وطن کی حوصلہ افزائی پر قائم ہیں۔ یہ بات شرنارتھیوں کے لیے بھی تباہ کُن نتائج کی حامل ہے اور ہماری مملکت کے ابتدائی ایّام میں ہمارے لیے بھی نقصان دہ تھی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ درست ہے کہ شمال مغربی سرحدی صوبے اور بلوچستان میں کچھ گڑبڑ تھی مگر یہ کسی سوچے سمجھے منصوبے کا نتیجہ نہیں تھی۔ معاشرے کے کچھ مشتعل عناصر مشرقی پنجاب کے پناہ گزینوں کی درد بھری داستانیں سُن سُن کر متاثر ہوگئے اور بدلہ لینے میں تسکین محسوس کرنے لگے جو یقیناً ہماری پالیسی کے خلاف بات تھی اور عوام کو دی گئی ان ہدایات کے برعکس تھی کہ انتقامی کارروائی ہرگز نہیں ہونی چاہیے۔ بہرحال' جو کچھ بھی ہُوا اس کا کوئی جواز نہیں بنتا' تاہم' یہ کہتے ہوئے مجھے ایک گُونہ اطمینان ہوا کہ یہ گڑبڑ عارضی تھی اور صورتِ حال پر جلد قابو پالیا گیا۔

مغربی پنجاب میں حالات قدرے مختلف تھے۔ یہ قتل و غارت گری کے منظر سے قریب تر اور متصل علاقہ تھا' لہٰذا وبائے عام سے بچ نہیں سکتا تھا۔ بلاشبہ' یہاں افسوسناک واقعات ہوئے مگر قانون کے لمبے ہاتھ نے کام دکھایا اور اپنے آپ کو منوایا اور اب یہاں بھی صورت حال معمول پر آ رہی ہے۔

جب مَیں برادر ملک ہندوستان پر نظر ڈالتا ہوں تو مَیں دیکھتا ہوں کہ وہاں مسلم اقلیّت نے بے پناہ مصائب جھیلے ہیں۔ مشرقی پنجاب سے مسلمانوں کو اکھاڑ کر دشمن مطمئن نہ ہوا' تو معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کے بعض طبقات اس بات پر تُلے ہوئے ہیں کہ سارے ملک میں مسلمانوں کی زندگی کو ناممکن بنا کر انہیں دوسری طرف دھکیل دیا جائے۔ منظّم اور طاقتور گروہوں کا ہدف یہ بے یارو مددگار مظلوم مسلمان یہ محسوس کرتے ہیں کہ جیسے ہم نے انہیں بُھلا دیا ہے۔ معاملات اس حد تک پہنچ گئے کہ ان پر ہزار گنا تاسّف ہوتا ہے۔

ہند کی تقسیم پر رضامندی کے ساتھ ہی یہ سنجیدہ عہد و پیان ہوئے تھے کہ دونوں مملکتوں کی حکومتیں اقلیتوں کو تحفّظ دیں گی۔ اقلیتیں جب تک اپنی اپنی مملکت کی وفادار رہیں گی انہیں کسی قسم کا خوف نہیں ہوگا۔ اگر حکومت ہند اب تک اس عہد کی پابند ہے ــــ اور مجھے یقین ہے کہ یہی صورت ہے ــــ' تو اُسے مسلمانوں کو نشانۂ ستم بنانے کے عمل کو روکنا چاہیے' جو اگر جاری رہا تو اس کا مطلب ہوگا دونوں مملکتوں کی تباہی!

جہاں تک حکومت پاکستان کا تعلق ہے مَیں اپنی پوری قوت سے پھر یہ دُہراتا ہوں کہ ہم اس معاملے میں اپنی طے شدہ پالیسی (عہد) پر عمل کریں گے اور پاکستان میں ہم اقلیتوں کے جان و مال کی حفاظت کریں گے اور ان سے پورا پورا انصاف کریں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے۔ ہم انہیں پاکستان چھوڑ دینے پر مجبور نہیں کریں گے۔ جب تک وہ مملکت کے وفادار رہیں گے انہیں ان کے حقوق ملیں گے۔ ان کے ساتھ دیگر شہریوں جیسا برابر کا سلوک ہوگا۔

یہ سرکاری ملازمین کا فرض ہے' جو حکومت کی پالیسی کو نافذ کرنے کے ذمے دار ہیں کہ وہ یہ دیکھیں کہ اس پالیسی پر پوری طرح عملدرآمد ہو تاکہ ہم اپنے آپ کو اس الزام کا مورد نہ بننے دیں کہ ہم جو کہتے ہیں' ہمارا مطلب اس پر عمل کرنا نہیں ہوتا۔ یہ آپ ہی ہیں جو گلیوں' بازاروں میں جاکر لوگوں کو قائل کرسکتے ہیں اور اپنے خلوص نیّت کا اظہار کرسکتے ہیں۔ مجھے اعتماد ہے کہ آپ ہمیں مایوس نہیں کریں گے۔

(اے۔ پی۔ آئی' دی سول اینڈ ملٹری گزٹ' اکتوبر ۱۲' ۱۴' ۱۹۴۷ء)

☆ ☆ ☆

پنجاب یونیورسٹی سٹیڈیم میں ریلی سے خطاب

لاہور' ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء

"ہم نے اپنے مطلوبہ ہدف آزادی کو حاصل کرلیا' اور پاکستان کی صورت میں ایک آزاد' خودمختار اور دنیا کی پانچویں بڑی مملکت قائم کردی ہے۔ کسی قوم کو مصائب برداشت کیے بنا اور قربانیاں دیے بغیر کبھی آزادی حاصل نہیں ہوسکتی۔ یہ بات اس برّصغیر میں موجودہ المناک واقعات سے بخوبی واضح ہوجاتی ہے۔ ہم بے مثال مشکلات اور ناقابل بیان مصائب میں گھرے ہوئے ہیں۔ ہم سخت اندیشہ ناک سیاہ ایّام اور انتہائی ذہنی و روحانی اذیّت میں سے گزر رہے ہیں۔ مگر مَیں اعتماد کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جرأت و ہمّت اور خود انحصاری' اور اللہ تعالیٰ کی تائید و حمایت سے ہم اس کار زار سے فتح یاب ہوکر نکلیں گے۔

"کچھ لوگ سوچتے ہوں گے کہ ۳ جُون کے منصوبے کو قبول کرلینا مسلم لیگ کی غلطی تھی۔ مَیں انہیں بتانا چاہوں گا کہ کسی دوسرے متبادل کے نتائج بہت ہی تباہ کُن ہوسکتے تھے جس کا تصوّر ہی کیا جاسکتا ہے۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم نے اس منصوبے پر ضمیرداری کے ساتھ صاد کیا اور خلوصِ نیّت سے اس پر عملدرآمد کو تیار ہوئے۔ وقت اور تاریخ ہمارے طرزِ عمل پر گواہی دیں گے اور اسے ثابت کریں گے۔ دوسری طرف تاریخ ان لوگوں کے بارے میں اپنا فیصلہ بھی دے گی جن کی نیّتوں میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتور تھا اور جن کی فریب کاری' مکاری اور سازشوں نے بدامنی اور گڑبڑ کی طاقتوں کو منظم کیا اور انہیں کھلا چھوڑ دیا جس کے نتیجے میں لاکھوں انسان ہلاک ہوئے' بے حدو حساب املاک تباہ ہوئیں اور کئی ملین انسانوں کو اُن کے گھربار' عزیز و اقارب سے جُدا کر کے شدید مصائب و تکالیف میں مبتلا کر دیا۔ نہتے' بیگناہ اور معصوم بچوں' بوڑھوں' عورتوں' مردوں کا قتل عام اور بہیمانہ مظالم تاریخ کے معلوم بدترین ظالموں کو بھی شرما دیں۔ ہم ایک گہری اور منظم سازش کا شکار ہوئے جس پر دیانت و امانت' مردانگی و بہادری' عزت و شرافت کے بنیادی اصولوں کو قطعاً نظرانداز کرتے ہوئے عملدرآمد کیا گیا۔ ہم پروردگار کے شکر گزار ہیں جس نے ہمیں جرأت و ہمت اور ایمان کی قوت سے نوازا' جس کی بدولت ہم بدی کی ان قوتوں سے نبرد آزما ہو سکیں۔ ہم قرآن مجید سے رہنمائی اور جذبۂ عمل حاصل کرتے ہیں' اور میں ایک بار پھر کہتا ہوں کہ انشاء اللہ آخری فتح ہماری ہوگی۔"

"ایک لمحے کے لیے بھی یہ تصوّر نہ کیجئے کہ آپ کے دشمن کبھی اپنے قبیح ارادوں میں کامیاب ہوسکتے ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی اس صورت احوال کو بھی جس کا آپ کو سامنا ہے' معمولی نہ سمجھیں۔ اپنے دلوں کو ٹٹولیے اور دیکھئے' کیا آپ نے اس نئی اور عظیم مملکت کی تعمیر میں اپنا حق ادا کر دیا ہے؟

"کام کی وسعت و زیادتی سے بے بس اور خائف نہ ہو جایئے۔ تاریخ میں ایسی کئی مثالیں ملتی ہیں کہ نوجوان قومیں اپنی تعمیر محض ارادے اور اپنے کردار کی قوت سے کرتی ہیں۔ آپ کی ترکیب کھرے اور معیاری عناصر سے ہوئی ہے اور آپ کسی سے کم نہیں ہیں۔ آپ ایسے بہت سے دوسرے لوگوں' خصوصاً اپنے آبا و اجداد کی طرح کامیاب کیوں نہیں ہوں گے؟ آپ کو صرف اپنے اندر "مجاہدین" کے جذبے اور روح کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ ایک ایسی قوم ہیں جس کی تاریخ حیران کُن صلاحیتوں کے مالک باہمت' بہادر' باکردار لوگوں کے تذکرے سے بھری پڑی ہے۔ اپنی ان روایات کے مطابق زندگی گزاریئے اور اس میں شان و شکوہ کے ایک نئے باب کا اضافہ کیجئے۔

"میں اب آپ سے یہ چاہتا ہوں کہ ہم میں سے ہر ایک جس تک میرا یہ پیغام پہنچے وہ اپنے آپ سے یہ عہد ضرور کرے اور ضروری ہو تو ہر طرح کی قربانی کے لیے اپنے آپ کو تیار کرے' اسلام کے مضبوط حصار کے طور پر پاکستان کی تعمیر کرنے اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عظیم قوموں کی طرح ترقی کرنے کے لیے، جس کا مقصود غائی اندر بھی امن و امان ہو اور باہر بھی امن و سلامتی ہو۔ آپ کے سامنے فوری کام یہ ہے کہ لاکھوں کی تعداد میں اپنے مصیبت زدہ اور بدنصیب بھائیوں کی بحالی، جو یا تو اس وقت ہمارے پاس پہنچ چکے ہیں یا ابھی پاکستان میں آ کر ہم سے ملیں گے۔ یہ لوگ مال و اسباب سے تہی دست ہو کر اور گھر بار جو کچھ بھی وہ اس دنیا میں رکھتے تھے، اسے چھوڑ چھاڑ کر یہاں آ رہے ہیں۔ ہم اب کم از کم جو کچھ ان کے لیے کر سکتے ہیں، وہ یہ ہے کہ ان کا استقبال بھائیوں کی طرح کریں۔ کوئی حساس اور شائستہ مزاج شخص یہ محسوس نہ کرنے پائے کہ آنے والے لوگ ہمارے لیے کوئی ناپسندیدہ بوجھ ہیں جو ہمارے اوپر ٹھونس دیا گیا ہے۔ جو کچھ بھی آپ بچا سکیں ان مصیبت زدہ مظلوموں کی امداد کریں جو وحشیانہ پن اور سنگدلی کا شکار ہوئے اور جنھوں نے یہ سب آلام و مصائب محض اس لیے برداشت کیے کہ وہ مسلمان ہیں۔

اس کے علاوہ آپ اپنا حوصلہ بلند رکھیں۔ موت سے مت ڈریں۔ ہمارا مذہب ہمیں یہی سکھاتا ہے کہ ہر لحظہ موت کے لیے تیار رہیں۔ ہمیں موت کا سامنا بھی بہادری سے کرنا ہے تاکہ پاکستان اور اسلام کی عزّت و حرمت پر حرف نہ آئے۔ ایک مسلمان کے لیے نجات کا اس سے بہتر کوئی راستہ نہیں کہ وہ حق کی سربلندی کی خاطر شہادت کی موت پائے۔

علاوہ ازیں اس مملکت کے ہر فرد، خصوصاً نوجوانوں سے پُرزور التماس کروں گا کہ وہ دینداری و عبادت کا حقیقی مسلک اختیار کریں، اور جرأت و ہمّت کے ایسے جذبے کا اظہار کریں جو دوسروں کے لیے رہنما بنے اور شریفانہ اطوار کی ایسی اعلیٰ مثال قائم کریں کہ موجودہ اور آنے والی نسلیں بھی اس کی پیروی کریں۔

یاد رکھیے، کہ قانون کے محتاط احکام کا اجرا و نفاذ، نظم و ضبط کی پابندی، ہر قسم کی تعمیر و ترقی کے اوّلین تقاضے ہیں۔ اسلام کے مسائل و اصول ہر مسلمان کے لیے واجب قرار دیتے ہیں کہ ہمسایوں کو تحفظ دیا جائے۔ اقلیتوں کے جان و مال کی بھی، قطع نظر ان کی ذات و عقیدے کے حفاظت کی جائے۔ اس امر کے باوجود کہ ہندوستان میں مسلم اقلیتوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جا رہا ہے، ہمیں اس معاملے کو اپنی عزّت اور وقار کا مسئلہ سمجھنا چاہیے اور اقلیتی فرقے کی زندگیوں کو تحفظ فراہم کرنا چاہیے اور ان میں سلامتی کا احساس پیدا کرنا چاہیے۔ مَیں ہر مسلمان سے، جو دل سے پاکستان کی فلاح

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و بہبود اور خوشحالی کا خواہاں ہے' پُرزور التماس کرتا ہوں کہ وہ انتقام سے گریز کرے اور اپنے آپ کو قابو میں رکھے' کیونکہ انتقام اور قانون شکنی کا نتیجہ آخر کار اس عمارت کی بنیادوں کو کمزور کر دے گا' جنہیں استوار کرنے کی آرزو برسوں سے آپ کو ہے۔

آپ اللہ تعالیٰ پر بھروسا رکھیں اور اپنا فرض ادا کریں۔ زمین پر کوئی ایسی طاقت نہیں جو پاکستان کو اب ختم کر سکے۔ یہ قائم و دائم رہنے کے لیے وجود میں آیا ہے۔ ہمارے اعمال دنیا پر ثابت کر رہے ہیں کہ ہم حق پر ہیں اور مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دنیا کی خصوصاً اسلامی ملکوں کی ہمدردیاں آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم اپنی طرف سے ہر اس قوم کے ممنون ہیں جس نے اپنی دوستی اور مدد کا ہاتھ ہماری طرف بڑھایا۔

آخر میں ایک بار پھر مَیں اپنی مملکت کے ہر شہری کے نیک ضمیر سے التماس کروں گا کہ وہ قانون (لا اینڈ آرڈر) کو اپنے ہاتھوں میں نہ لیں اور اپنے بدنصیب بھائیوں کے مصائب و مشکلات کو ختم کرنے کے لیے' جو پناہ کے لیے ہمارے پاس آ رہے ہیں' طاقت کے ایک ستون کی طرح مل جل کر کام کریں' اور ان شدید خطرات اور دھمکیوں کے خلاف جنگ کریں جن کا ہمیں سامنا ہے۔

(دی سول اینڈ ملٹری گزٹ ۳۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء)

☆ ☆ ☆

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل سے آخری خطاب

کراچی ۱۴' ۱۵ دسمبر ۱۹۴۷ء

قائداعظم محمد علی جناح نے اراکین آل انڈیا مسلم لیگ کا خیرمقدم کرتے ہوئے تقسیم ہند کے واقعات پر تبصرہ کیا اور کہا کہ "آج ہم اس امر پر گفتگو کرنے کے لیے اکٹھے ہوئے ہیں کہ آئندہ آل انڈیا مسلم لیگ کی ہیئت تنظیمی کیا ہو' جیساکہ آپ جانتے ہیں کہ مسلم لیگ نے پاکستان کے حصول اور قیام کے لیے جس انداز میں جدوجُہد کی' وہ بے مثال ہے۔ مسلمان ایک ہجوم کی مانند تھے۔ وہ شکستہ دل تھے۔ اقتصادی طور پر پامال تھے۔ ہم نے پاکستان حاصل کر لیا' لیگ کے لیے نہیں' اپنے کسی رفیق کے لیے نہیں' بلکہ عوام کے لیے۔ اگر پاکستان حاصل نہ کیا جاتا تو مسلم ہند کا خاتمہ ہو جاتا۔ ہم نے پاکستان حاصل کر لیا ہے جہاں کم از کم ساٹھ ملین (چھ کروڑ) مسلمان بستے ہیں' ایک عظیم علاقے میں اور مکمل طور پر خودمختار۔ اس کا فخر (کریڈٹ) یقیناً اقلیتی صوبوں کو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے—— ہم دونوں (کانگرس اور لیگ) اقلیتوں سے نیک سلوک کے بارے میں متفق و رضامند تھے۔ مَیں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ ہندو نہ صرف قتل و غارت اور املاک کی تباہی پر اُتر آئیں گے بلکہ منظم طور سے جتھہ بندی کر کے ظلم و تشدّد کا پہاڑ کھڑا کر دیں گے—— اس کا مقصد پاکستان پر ضرب لگانا تھا' اور یہ سوچا سمجھا منصوبہ تھا۔"

قائداعظم نے اس حیوان نما انسانی جنون کی شدید مذمّت کی جس نے معصوم اور بیگناہ لوگوں کو اپنی گرفت میں لے لیا اور بیشمار خاندانوں کے لیے ناقابل بیان مصائب کا باعث بنے۔

دونوں مملکتوں میں ہونے والی گڑبڑ کی مذمت کرتے ہوئے قائداعظم نے مسلمانوں پر واضح کیا کہ اس قسم کے بہیمانہ جرائم میں ملوّث ہونا اسلام کے خلاف ہے۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ دونوں مملکتوں میں اقلیتوں کو مناسب تحفظ کا یقین دلایا جائے' اور پاکستان کے گورنر جنرل کی حیثیت سے وہ اپنا فرض ادا کریں گے۔

قائداعظم نے ان اتہامات کا ذکر کرتے ہوئے جو پاکستان اور اس کے لیڈروں پر انڈین یونین کے مسلمانوں سے بے وفائی کے ضمن میں لگائے گئے' یہ کہاکہ "وہ انڈین یونین کے مسلمانوں کے لیے جو بدقسمتی سے بدترین دنوں کا سامنا کر رہے ہیں' گہرے ہمیشی جذبات رکھتے ہیں۔" انہوں نے ہندی مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ وہ اپنے آپ کو منظم کریں' تاکہ وہ اپنے سیاسی حقوق کے تحفظ کی خاطر خاصے مضبوط ہوں۔ ایک اچھی طرح سے منظم اقلیت کو اتنا طاقتور تو ہونا چاہیے کہ وہ اپنے جائز حقوق کا تحفظ کر سکے جس میں سیاسی' ثقافتی' اقتصادی اور معاشرتی مسائل آ جاتے ہیں۔ جہاں تک ان کا (مسٹر جناح کا) تعلق ہے' انہوں نے انہیں اپنے اس گہرے احساس کا یقین دلایا کہ پاکستان کا حصول نتیجہ تھا ہندی مسلمانوں اور ان لوگوں کی باہمی محنت و مشقت کا' جو اب اس کے ثمرات سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ پاکستان اپنے ہندی مسلمان بھائیوں کو بھول نہیں سکتا اور وہ ہر ممکن طریقے سے ان کی مدد کرے گا۔

(ایک رُکن نے مداخلت کرتے ہوئے قائداعظم سے پُوچھا' کیا وہ آزمائش کے اس مرحلے میں ایک بار پھر ہندی مسلمانوں کی قیادت سنبھالنے کے لیے تیار ہیں؟)

قائداعظم نے جواب دیا کہ وہ اس کے لیے بالکل آمادہ ہیں اگر کونسل ایسی تجویز کے حق میں فیصلہ دے۔ انہوں نے اپنے اس بیان کا ذکر کیا جو مسلم قوم کے مطلوبہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہدف حصول پاکستان کے وقت دیا تھا کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ اب سبکدوشی اور گوشہ نشینی کی زندگی گزاریں۔ لیکن، اگر انہیں پکارا جائے تو وہ پاکستان کو چھوڑ کر انڈین یونین کے مسلمانوں کی مشکلات میں حصہ لینے اور ان کی قیادت کرنے کے لیے بالکل تیار ہیں۔۔۔

مسٹر جناح نے پھر کونسل سے خطاب کرتے ہوئے کہا: "میں صاف طور سے واضح کر دوں کہ پاکستان اسلامی نظریات پر مبنی ایک مسلم مملکت ہوگی۔ یہ پاپائی (کلیسائی) ریاست نہیں ہوگی۔ اسلام میں جہاں تک شہریت کا تعلق ہے، کوئی امتیاز نہیں ہے۔ تمام دنیا، حتیٰ کہ ادارہ اقوام متحدہ نے بھی پاکستان کو ایک مُسلم ملک قرار دیا ہے۔

"ہندوستان میں لازماً مسلم لیگ کو قائم رہنا چاہیے۔ اگر آپ اس کے سوا کچھ اور سوچ رہے ہیں تو آپ ختم ہوگئے! اگر آپ لیگ کی بساط کو لپیٹنا چاہتے ہیں تو آپ ایسا کرسکتے ہیں۔ لیکن مَیں سوچتا ہوں، یہ ایک بہت بڑی غلطی ہوگی۔ مَیں جانتا ہوں کہ اس کی کوشش ہو رہی ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد اور دیگر یہ کوشش کر رہے ہیں کہ ہند میں مسلمانوں کی شناخت ختم کر دی جائے۔ اس کی اجازت نہ دیجئے۔۔۔ یہ مت کیجئے!!"

☆ ☆ ☆

یوم میلادالنبیؐ پر بار ایسوسی ایشن کے استقبالیے میں خطاب

کراچی، ۲۵ جنوری ۱۹۴۸ء

قائداعظم محمد علی جناح گورنر جنرل پاکستان نے یوم میلادالنبیؐ کے موقع پر بارایسوسی ایشن کی طرف سے دیئے گئے استقبالیے میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ وہ " ان لوگوں کو سمجھ نہیں پائے جو جان بوجھ کر یہ پروپیگنڈا کر کے ایک نیا جھگڑا پیدا کرنا چاہتے ہیں کہ پاکستان کا دستور شریعت کی اساس پر نہیں بنایا جائے گا۔" قائداعظم نے کہا "اسلامی اصول آج بھی زندگی پر اسی طرح موزوں طور پر لاگو ہو سکتے ہیں جیسے تیرہ سو سال قبل نافذ العمل تھے۔"

قائداعظم نے کہا وہ ان گُم کردہ راہ لوگوں سے، جن میں سے بعض تو پروپیگنڈے سے گمراہ ہوئے ہیں، یہ کہنا چاہیں گے کہ نہ صرف مسلمان، بلکہ غیر مسلموں کو بھی اس بارے میں بالکل خوفزدہ نہیں ہونا چاہیے۔

"اسلام اور اس کے نظریے نے جمہوریت کا درس دیا۔ اسلام نے نوع انسانی کو مساوات، عدل اور تہذیب و شائستگی سکھائی۔ کسی کے لیے بھی پھر کیا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ وہ جمہوریت' مُساوات' حُرّیت اور بلند تر سطح کے اجتماعی نظام اور تہذیب و شائستگی اور ہر کسی کے لئے عدل و انصاف سے خائف ہو۔"

قائداعظم نے زور دے کر کہا: "آیئے ہم اسے (پاکستان کے آئندہ دستور کو) اس اساس پر بنائیں۔ (انشاء اللہ) ہم اسے بنائیں گے' اور اسے دنیا کو دکھائیں گے۔"

متحد ہو کر قدم بڑھایئے

"صوبائیت پرستی ایک مُہلک مرض اور لعنت ہے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ مسلمان صوبائی تعصّب کے اس مہلک مرض سے نجات حاصل کرلیں۔ کوئی قوم کبھی ترقی نہیں کرسکتی جب تک وہ متحد ہو کر' کندھے سے کندھا ملا کر' ایک "فارمیشن" میں مارچ نہ کرے۔ ہم سب پاکستانی ہیں اور اس مملکت کے شہری ہیں اور ہمیں اس کی خدمت کرنا' اور اس کی خاطر جینا اور مرنا ہے تاکہ ہماری قربانیوں سے یہ مملکت دنیا کی خوشحال ترین آزاد ریاست بن جائے۔

نبی کریمؐ کو خراج عقیدت

قائداعظم نے اس عظیم الشان تاریخی موقع پر تقریر کرتے ہوئے کہا: "مَیں اس خیر مقدم کے لئے آپ کا شکر گزار ہوں۔ مَیں ایک عرصے سے اس بار ایسوسی ایشن کو جانتا ہوں۔ آج ہم ایک مختصر سی جماعت کے طور پر یہاں' اُس عظیم ہستی کے حضور خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں' نہ صرف اس لئے کہ لاکھوں' کروڑوں لوگ اُن کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں' بلکہ دنیا بھر کے بڑے بڑے انسان آپ کا احترام کرتے ہیں۔ مَیں ایک عاجز بندہ اس عظیم ہستی کے حضور کیا عقیدت کا خراج پیش کرسکتا ہوں۔"

عظیم قانون ساز

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بہت بڑے معلّم تھے۔ وہ ایک عظیم قانون دینے والے تھے۔ وہ ایک عظیم سیاسی مدّبر تھے اور وہ ایک عظیم سلطان تھے جنھوں نے لوگوں کے دلوں پر حکمرانی کی۔ بلاشبہ' یہاں کئی ایسے لوگ ہیں' جب ہم اسلام کی بات کرتے ہیں تو وہ اسے بالکل پسند نہیں کرتے۔

"اسلام صرف عبادات' روایات اور رُوحانی عقیدوں کے مجموعے کا نام نہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام ہر مسلمان کے لئے ضابطۂ حیات بھی ہے جس سے اس کی دنیوی زندگی میں نظم و ضبط اور طرزِ عمل میں اعتدال و توازن آتا ہے، حتیٰ کہ سیاست اور اقتصادیات وغیرہ میں بھی۔ اسلام کی بنیاد بلند ترین اصولوں، عزّت و وقار، اجتماعیت، دیانت، صداقت، مساوات، اور سب کے لئے عدل و انصاف پر اُستوار ہے۔ توحید (ایک خدا) اور اُخوّت (انسانی بھائی چارہ) اسلام کے بنیادی اصول ہیں۔ اسلام میں ایک انسان اور دوسرے انسان میں کوئی فرق نہیں۔ مساوات، حُرّیت اور اُخوّت اسلام کے اساسی اصول ہیں۔

"پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اُس زمانے کے عام معیار کے مطابق بالکل سادہ تھی۔ اُنہوں نے ایک تاجر سے لے کر ایک حکمران تک، جس کام کا بھی آغاز کیا اس میں کامیاب رہے۔۔۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم ترین ہستی تھے جنہیں دنیا نے (ازل سے ابد تک) ایک ہی بار دیکھا۔ تیرہ سو سال قبل انہوں نے جمہوریت کی بنیاد رکھی۔"

(دی سول اینڈ ملٹری گزٹ، ۲۷ جنوری ۱۹۴۸ء)

☆ ☆ ☆

ریڈیو پاکستان ڈھاکہ سے نشری تقریر

۲۸ مارچ ۱۹۴۸ء

"گزشتہ نو دنوں کے دوران، جو مَیں نے آپ کے صوبے میں گزارے، مَیں آپ کے مقامی حالات اور کچھ مسائل جن سے مشرقی بنگال دو چار ہے، مطالعہ کرتا رہا۔ آج رات روانگی کے موقع پر اپنے تاثرات بلا کم و کاست آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ ایسا کرنے سے پہلے، بہرحال، مجھے آپ کا شکریہ ادا کرنا ہے۔ جس محبت اور گرم جوشی سے یہاں میرے قیام کے دوران ہر جگہ آپ نے میرا استقبال کیا، وہ بیان سے باہر ہے۔

انتظامی لحاظ سے مشرقی بنگال کو شاید پاکستان کے سب صوبوں سے زیادہ مشکل ترین مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ ۱۵ اگست سے قبل اس علاقے کا وجود محض کلکتہ کے لئے ایک پس ماندہ چراگاہ کا تھا جس کی خوشحالی کے لئے یہاں کے پسماندہ لوگ محنت مشقت کرتے رہے۔ مگر اس قربانی و ایثار کے ثمر میں ان کا کوئی حصہ نہ تھا۔ ۱۵ اگست کو ڈھاکہ محض ایک مفصل قصبہ (ٹاؤن) تھا جہاں کسی قسم کی شہری سہولتیں اور آسائشیں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میسّر نہ تھیں جو ایک جدید حکومت کے دارالحکومت کے لئے لازم ہیں۔ علاوہ ازیں' تقسیم کی وجہ سے صوبے کا مواصلاتی نظام مکمّل طور پر جام ہو گیا اور انتظامی مشینری شدید بدنظمی میں مبتلا تھی۔ ایک ایسے وقت میں جبکہ ملک کو خوراک کی سخت قلّت کا سامنا تھا' مشرقی بنگال کا نیا صوبہ ایسے ناموافق حالات میں وجود میں آیا جو انتہائی مہلک ثابت ہو سکتے تھے' اگر لوگ کم حوصلہ اور کمزور ہوتے۔ یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ انتظامیہ نہ صرف بچ گئی بلکہ پہلے سے مضبوط تر ہو کر نکلی' جیسے مثلاً چٹاگانگ کے طوفان باد و باراں سے نبرد آزما ہوئی۔ یہ لوگوں کے فولادی کردار اور صوبے کی حکومت کی بے پایاں ہمت و استقامت کا واضح اقرار ہے۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ابتدائی مشکلات پر بہت حد تک قابو پا لیا گیا ہے اور اگرچہ راحت و استراحت کا کوئی موقع ابھی نہیں آیا' بلکہ مستقبل میں مکمل اعتماد اور جانفشانی سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اگرچہ اس وقت مشرقی بنگال غیر ترقی یافتہ ہے مگر یہاں خام مواد کی بہتات اور برقابی قوت (ہائیڈروالیکٹرک پاور) کے وسیع امکانات موجود ہیں۔ ان قدرتی ذخائر کی بنیاد پر یہاں ترقی کا سلسلہ شروع کیا جا سکتا ہے۔

چٹاگانگ میں درجہ اوّل کی بندرگاہ بننے کی صلاحیت موجود ہے جو آنے والے وقت میں دنیا کی ایک بہترین بندرگاہ ہو گی۔ اگر حالات کو پُرامن رکھا گیا اور لوگوں کے سب طبقوں نے مکمل تعاون اور ہم آہنگی سے کام کیا تو ہم مشرقی بنگال کو پاکستان کا سب سے زیادہ خوشحال صوبہ بنا دیں گے۔

یہ امر تبریک و تحسین طلب ہے کہ تقسیم کے فوراً بعد اور چند ماہ کے دوران باوجودیکہ ہندوستان میں مسلمانوں کا قتل عام ہوا' املاک کی تباہی و بربادی ہوئی مگر اس صوبے میں اس عرصے کے دوران امن و امان بحال رہا' اور مَیں نے دیکھا کہ اقلیتی فرقے کے لوگ اپنے روزمرہ کے معمولات میں مکمّل سلامتی کے ساتھ مشغول رہے۔ بدقسمتی سے کچھ ہندو ہندوستان چلے گئے۔ اگرچہ ان کا تخمینہ ہندی اخبارات میں مضحکہ خیز حد تک مبالغہ آمیز ہے۔ بہرحال میں مطمئن ہوں کہ یہاں جو بھی تحریک رہی ہے اس کی وجہ یہ نہیں کہ یہاں ان سے کوئی بدسلوکی ہوئی ہو۔ موجودہ حالات میں یہ ایک مثالی بات ہے۔ سوائے نفسیاتی وجوہ اور بیرونی دباؤ کے یہاں کا ماحول اطمینان بخش ہے۔

آبادیوں کے تبادلے کے سلسلے میں ہندو مہاسبھا کی طرف سے یہاں مسلسل طور پر پُرفریب پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ ہندوستانی اخبارات اور ہندو لیڈروں کا ایک حصہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کے خلاف کھلم کھلا جنگ کی باتیں کرتا ہے۔ انڈین یونین میں گڑبڑ کا سلسلہ جاری ہے اور وہاں مسلمانوں کو تباہ و برباد کیا جا رہا ہے' جس سے قدرتی طور پر یہاں کی اقلیت کے ذہنوں میں خوف و ہراس پیدا ہوتا ہے کہ اس کا ناخوشگوار ردِ عمل کہیں مشرقی بنگال میں بھی نہ ہو جائے۔ اگرچہ اس قسم کے اندیشے کے لئے یہاں کوئی بنیاد نہیں' اور اصل حقائق نے ایسے وہم و گمان کو دُور کر دیا ہے۔ ان تمام اسباب کے علاوہ انڈین یونین کا حالیہ اعلان کہ کسٹمز (محصولات) اور دیگر مقاصد کے لئے پاکستان ایک غیر ملک شمار ہو گا۔ اس اعلان سے یہاں کا ہندو کاروباری طبقہ شدید معاشی مشکلات میں پھنس گیا ہے اور اُن پر دباؤ پڑا ہے کہ وہ اپنا کاروبار ہندوستان میں منتقل کر لیں۔ مَیں نے دیکھا کہ صوبائی حکومت نے بار بار یقین دہانیاں کرائیں اور اقلیتوں کے تحفظ اور بہبود کے لئے ہر ممکن اقدامات کئے تاکہ وہ اپنے آبائی گھربار چھوڑ کر ہندوستان میں اپنا نامعلوم مقدر آزمانے کے ارادے سے باز رہیں۔

اب مَیں اس صوبے کے لوگوں کو کچھ باتیں مشورے اور نصیحت کے طور پر کہنا چاہوں گا۔ مَیں نے یہاں کے لوگوں کے ایک طبقے میں اپنی نئی نئی حاصل ہونے والی آزادی کے بارے میں ایک افسوسناک رجحان یہ دیکھا ہے کہ وہ آزادی کو' جو ترقی کے عظیم مواقع کے ساتھ ساتھ کچھ بھاری ذمے داریاں بھی لائی ہے' ایک لائسنس سمجھنے لگے ہیں آزادہ روی کا۔ یہ درست ہے کہ غیر ملکی تسلّط کے خاتمے کے ساتھ اب لوگ اپنی منزل مقصود کے خود آخری فیصلہ کرنے والے ہیں۔ انہیں مکمل آزادی حاصل ہے کہ آئینی طریقوں سے اپنے لئے کوئی سی حکومت منتخب کر لیں۔ مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کوئی سا گروہ اُٹھے اور غیر قانونی طریقوں سے اپنی مرضی کو عوام کی پسندیدہ اور منتخب حکومت پر مسلّط کرنے کی کوشش کرے۔ حکومت اور اس کی پالیسی کو قانون ساز اسمبلی کے منتخب ارکان کے ووٹ (یعنی رائے) کے ذریعے تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ کوئی بھی حکومت' خواہ وہ کیسی ہی کیوں نہ ہو' ایک لحظے کے لئے بھی اس قسم کی گروہی غنڈہ گردی برداشت نہیں کر سکتی کہ کچھ بے فکرے' لاپروا اور غیر ذمے دار لوگ اپنی خودسری سے حکومت کے نظم و نسق میں خلل ڈالیں۔ وہ ہر ممکن ذریعے سے مضبوطی کے ساتھ اس سرکشی کا سدِّباب کرے گی۔ مَیں خصوصاً زبان کی بحث کے حوالے سے سوچ رہا ہوں جس نے اس صوبے کے بعض حلقوں میں غیر ضروری طور پر تلخی پیدا کر دی ہے' اور اگر اسے روکا نہ گیا تو یہ خوفناک نتائج کی طرف لے جا سکتی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اس صوبے کی سرکاری زبان کونسی ہو؟ اس کا فیصلہ آپ کے منتخب نمائندوں کو کرنا ہو گا۔

زبان کا یہ تنازعہ حقیقت میں ایک بڑے مسئلے کا صرف ایک رُخ ہے ___' اور وہ مسئلہ ہے صوبائیت کا۔ مجھے یقین ہے' آپ ضرور محسوس کرتے ہوں گے کہ پاکستان جیسی نوزائیدہ مملکت میں جو ان دو دور دراز وسیع حصوں پر مشتمل ہے' اس کے تمام شہریوں کے مابین' خواہ وہ کسی بھی حصے سے تعلق رکھتے ہوں' اتحاد و اتفاق نہ صرف اس کی تعمیر و ترقی کے لئے بلکہ اس کی بقاء کے لئے ازبس ضروری ہے۔ پاکستان مسلم قوم کے اتحاد و اتفاق اور یک جہتی اور استحکام کا عملی اظہار ہے اور اسے اسی بنیاد پر قائم رہنا ہو گا۔ اس اتحاد و اتفاق کی ایک سچے مسلمان کی طرح ہمیں بڑی چوکسی سے حفاظت کرنی اور اسے باقی رکھنا ہے۔ اگر ہم نے اپنے آپ کو بنگالی' پنجابی' سندھی وغیرہ پہلے' اور بعد میں مسلمان اور پاکستانی محض اتفاقی طور پر سوچنا' سمجھنا اور کہنا شروع کر دیا' تو پھر پاکستان ٹوٹ پھوٹ کر رہے گا۔ یہ نہ سمجھیے کہ یہ محض ایک پیچیدہ سا مسئلہ ہے: ہمارے دشمن اس کے امکانات سے پوری طرح آگاہ ہیں' جس کے بارے میں مَیں آپ کو خبردار کر رہا ہوں۔ ہمارے دشمن ابھی سے ایسے فتنوں کو اُبھارنے میں مصروف ہیں۔ مَیں آپ ہی سے صاف صاف پُوچھتا ہوں کہ جب ہندوستان کی نیوز ایجنسیاں اور اخبارات اور سیاسی ادارے جو پاکستان کی تخلیق کو روکنے کے لئے سرتوڑ کوشش کرتے رہے' اب یکایک ہمارے ہمدرد اور غمگسار کیسے بن گئے؟ کہ مشرقی بنگال کے مسلمانوں کے خیرخواہ بن کر ان کے "جائز مطالبات" کے عنوان سے پروپیگنڈہ مہم چلا رہے ہیں؟ کیا آپ یہ نہیں سمجھ سکتے کہ یہ ایک شرارت آمیز انوکھا اظہار ہمدردی ہے؟ کیا اس سے صاف طور پر یہ ظاہر نہیں ہو جاتا کہ مسلمانوں کو پاکستان کے حصول سے روکنے میں ناکام رہ کر اب یہ ایجنسیاں اور ادارے پاکستان کو اندر سے منتشر کرنے کے لئے کوشاں ہو گئے ہیں اور اپنے پُرفریب اور گمراہ کُن پروپیگنڈے کے ذریعے ایک مسلمان بھائی کو دوسرے مسلمان بھائی کے مدمقابل کھڑا کرنے کی کوشش میں غلطاں و پیچاں ہیں! یہی وجہ ہے کہ مَیں یہ چاہتا ہوں کہ آپ صوبائیت پرستی کے اس زہر سے' جو ہمارے دشمن ہماری مملکت میں پھیلانے کے خواہاں ہیں چوکس اور ہوشیار رہیں___ یہاں تعمیر و ترقی کی خاطر کرنے کے لئے بڑے بڑے کام ہیں' اور بڑے بڑے خطرات بھی ہیں قابو پانے کے لئے ___ ہم یقیناً ان پر قابو پائیں گے۔ مگر جو کام ہمیں فوری

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طور پر کرنا چاہیے وہ قومی اتحاد و اتفاق ہے۔ اگر ہمارا اتحاد و استحکام غیر متزلزل رہا' اور ایک قوم کی حیثیت سے ہمارے ارادے پختہ رہے تو ہم اپنی منزل پر پہنچ جائیں گے ـــــ صرف یہی ایک راستہ ہے جس پر چل کر ہم تیزی سے پاکستان کو سربلند کر سکتے ہیں اور یقینی طور پر اقوام عالم میں اسے مناسب اور شایان شان مقام پر پہنچا سکتے ہیں۔

میں یہاں مشرقی پاکستان کی خواتین سے چند باتیں کرنی چاہوں گا۔ قومی تعمیر کے عظیم کام میں اور اس کے اتحاد و یک جہتی میں خواتین کا حصہ قابل قدر ہے۔ خاندان کے اوّلین معمار کی حیثیت سے نوجوانوں کی کردار سازی میں جو قوی وجود میں ریڑھ کی ہڈی کا درجہ رکھتے ہیں' نہ صرف اپنے گھروں میں بلکہ بیرون خانہ بھی' اپنی کم نصیب بہنوں کی اس عظیم کام میں مدد کر کے انہوں نے قابل فخر خدمات انجام دی ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ حصول پاکستان کی طویل جدوجہد میں بھی مسلم خواتین اپنے مردوں کے ساتھ مضبوطی سے کھڑی رہی ہیں ــــ' پاکستان کی تعمیر کی عظیم تر جدوجہد میں بھی' جو اب ہمارے سامنے ہے' یہ نہ کہا جائے کہ پاکستان کی خواتین پیچھے رہ گئیں یا اپنے فرض کے ادا کرنے میں ناکام رہیں!

آخر میں چند کلمات خاص مرکزی اور صوبائی دونوں حکومتوں کے ملازمین کے گوش گزار کروں گا کہ جن میں ایک بڑی تعداد ان راہ بر کارکنوں کی ہے جو اس صوبے میں آغاز کار میں بڑے مشکل حالات میں فرائض انجام دیتے رہے۔ آپ کی ذمے داری بہت بڑی ہے۔ آپ کو یقین کرنا چاہیے کہ یہ صوبہ محض معمول کی خدمات کے طور پر آپ کی تحویل میں نہیں دیا گیا کہ آپ کو یہ کام کرنا ہے۔ بلکہ بے غرض محنت شاقہ میں اپنی توانائی کا آخری قطرہ بھی قربان کرنے کے لئے' جو آپ اپنی مملکت کی تعمیر میں صرف کر سکیں۔ اس مملکت کی تعمیر کے عظیم کام میں آپ کو شاندار مواقع حاصل ہیں۔ آپ کو مستقبل کا ہر لحظہ اپنے سامنے رکھنا ہو گا۔ اپنے فرائض منصبی اسی جرأت و ہمت اور اعتماد و ارادے سے ادا کیجئے جیسے اب تک آپ نے ادا کئے ہیں۔ علاوہ ازیں آپ اپنے آپ کو ایسے فتنہ پردازوں' پروپیگنڈہ بازوں اور خود غرض ہنگامہ آراؤں کے مُہرہ بننے سے بچائیں جو آپ کا استحصال کرنے پر بھی تُلے ہوئے ہیں' اور ان مشکلات سے بھی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں جن کا سامنا کرنا نئی حکومت کے لئے لازم ہے۔ حکومت پاکستان اور صوبائی حکومت بڑے تردد کے ساتھ ایسے ذرائع اور طریقے اختیار کر رہی ہے جس سے آپ کی اقامت کے مسائل اور دیگر مشکلات جو اس تیز بحرانی دور میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حل نہ ہو سکے، ان سے آپ کو نجات مل جائے اور مجھے یقین ہے کہ یہ مسائل حل ہو جائیں گے اور مشکلات جلد دُور ہو جائیں گی۔ آپ نے یہ تکالیف اس عظیم مملکت کی تعمیر کی خاطر جھیلی ہیں جس کے آپ خود بھی شہری ہیں اور وہ لوگ بھی جن کی خدمت پر آپ مامور ہیں۔ آپ ان مشکلات سے بددل نہ ہوں، بلکہ سینہ تان کر آگے بڑھیں اور ذہنی یکسوئی اور دل جمعی کے ساتھ اپنی کوششیں جاری رکھیں۔ پاکستان کے ساتھ ہم سب کا عظیم مستقبل وابستہ ہے۔ اب یہ ہم پر منحصر ہے کہ ہم ان وسائل سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں جو قدرت نے ہمیں بہت وافر تعداد میں دیئے ہیں، اور خوش حال اور عظیم مملکت کی تعمیر کریں ــــــ 'پاکستان' زندہ باد!

(دی پاکستان ٹائمز، ۲۹ مارچ ۱۹۴۸ء)

☆ ☆ ☆

طلبائے اسلامیہ کالج پشاور کے سپاسنامہ کے جواب میں تقریر

پشاور، ۱۲ اپریل ۱۹۴۸ء

مَیں حقیقت میں آج اپنے آپ کو یہاں موجود پا کر اور اس عظیم درس گاہ کے طلبہ سے، جو پاکستان کے مستقبل کے معمار ہیں، خطاب کر کے ازحد مسرت محسوس کرتا ہوں۔

اس موقع پر قدرتی طور پر جو خیال میرے ذہن میں نمایاں تر ہے وہ یہ ہے، حصول پاکستان کی تحریک میں جو تائید و حمایت مجھے طلبہ کے طبقے سے، خصوصاً اس صوبے کے طلبہ سے ملی وہ میرے لیے ناقابل فراموش ہے۔ مَیں یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ پاکستان میں شامل ہونے کے لئے جو صاف و شفاف اور بے خطا فیصلہ اس صوبے کے لوگوں نے کیا، جو گزشتہ برس استصواب رائے عامہ کے ذریعے سے ہوا تھا، اس میں طلبہؑ کی زیادہ تر امداد اور حصہ شامل تھا۔ مَیں اس حقیقت پر خصوصی طور سے فخر محسوس کرتا ہوں کہ اس صوبے کے لوگ کسی وقت اور کسی طرح بھی آزادی کی جدوجہد اور حصول پاکستان میں پیچھے نہیں رہے۔

اب جبکہ ہم نے اپنا قومی ہدف حاصل کر لیا ہے، آپ مجھ سے یہ توقع رکھیں گے کہ مَیں آپ کو اس بارے میں مشورہ دوں کہ کس طرح ہم اپنے کندھوں پر اپنی اس نئی مملکت کی تعمیر کے مشکل ترین اور اہم ترین کام کا بوجھ، جو ہم سب کی آرزو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے' اٹھا سکتے ہیں۔ یہ مملکت جسے دنیا کی پانچویں بڑی مملکت کہا جاتا ہے۔ پہلا کام جو آپ کو کرنا ہے ان مسائل' جن کا ہمیں اس وقت سامنا ہے' کے مختلف پہلوؤں اور ان کے حل کے مختلف طریقوں کا جاننا ہے' بمقابلہ ان مسائل کے جن کا سامنا ہم اس وقت کر رہے تھے جب ہم اپنی آزادی کے لئے جدوجُہد کر رہے تھے۔ حصول پاکستان کی جدوجُہد کے دوران ہم ایک ایسی حکومت کے نکتہ چیں تھے جو غیر ملکی حکومت تھی اور جس کی جگہ ہم اپنی حکومت قائم کرنا چاہتے تھے۔ اس عمل میں ہمیں بہت سی چیزوں کی بشمول اپنی نوجوان پود جسے علمی مشاغل اور تعلیمی تگ و دو کے دوران قربانی دینا پڑی۔ مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ آپ نے اپنا یہ کردار شاندار طریق سے ادا کیا۔ اب جبکہ آپ نے اپنا یہ ہدف حاصل کر لیا' یعنی آپ کی اپنی حکومت' اور ملک جو آپ کا اپنا ہے' اور جس میں آپ آزاد انسانوں کی طرح رہ سکتے ہیں' آپ کی ذمے داریاں اور آپ کا طرزِ عمل بھی سیاسی' معاشرتی اور اقتصادی مسائل کے بارے میں لازماً بدلنا چاہیے۔ جو فرائض اب آپ سے متوقع ہیں' وہ یہ ہیں: نظم وضبط' کردار سازی' آغازِ کار (اقدام) اور ٹھوس علمی پس منظر کو گہرے شعور و احساس کے ساتھ ترقی دیجئے۔ آپ کامل دل جمعی سے اپنے آپ کو حصول علم اور مطالعے کے لئے وقف کر دیجئے۔ یہ آپ کا اوّلین فریضہ ہے' اپنے آپ سے' اپنے والدین سے اور اپنی مملکت سے۔ آپ کو لازمی طور پر فرماں برداری سیکھنی چاہیے' تب ہی آپ حکم دینا سیکھ سکتے ہیں۔ حکومت پر آپ کو تعمیری تنقید کرنا سیکھنی چاہیے۔ آپ کی حکومت تعمیری تنقید کا خیر مقدم کرے گی۔ آپ اتحاد و اتفاق اور قومی ہم آہنگی کی طرف رہنمائی کر کے بہت بڑی خدمت انجام دے سکتے ہیں جبکہ ذاتی اور دوسرے غرض مندانہ خیالات جو بعض لوگ اختیار کر سکتے ہیں' نااتفاقی اور انتشار کی طرف لے جاتے ہیں۔ یاد رکھئے' کہ آپ کی حکومت آپ کے باغ کی مانند ہے۔ آپ کا باغ اس طریق سے پھلتا پھُولتا ہے جس طریق پر آپ اس کی نگہداشت کرتے اور اس کی نشوونما میں جو کوششیں آپ صرف کرتے ہیں۔ اسی طرح آپ کی حکومت آپ کی حُبّ الوطنی' دیانتدارانہ اور تعمیری کوششوں سے پھُل پھُول سکتی اور ملک ترقی کر سکتا ہے۔

مَیں کوئی خاص حوالہ آپ کے سامنے پیش نہیں کر رہا' مگر اب جبکہ مجھے آپ سے ہم کلام ہونے کا موقع مل ہی گیا ہے' مَیں آپ کو یقیناً اس بارے میں خبردار کروں گا کہ آپ اپنے عمل میں غیر ذمہ دارانہ اطلاعات یا نعروں سے متاثر نہ ہوں۔ اس قسم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی لایعنی باتوں کو اپنے دل و دماغ میں جگہ نہ دیجئے اور نہ انہیں طوطے کی طرح رٹیے۔ اپنی تعلیم و تربیت کے اس عرصے سے' جو یہ ادارہ آپ کو دیتا ہے' خوب فائدہ اٹھائیے تاکہ آپ اپنے آپ کو آنے والی نسلوں کے رہنما بننے کے لئے تیار کر سکیں۔ طلبہ کے ساتھ ایک عام سی غلطی ہوتی ہے جس کے خلاف آپ کو خبردار کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ طلبہ اکثر یہ یقین کر بیٹھتے ہیں کہ کوئی شخص بھی انہیں کوئی ایسی بات نہیں بتا سکتا جو وہ پہلے سے ہی نہ جانتے ہوں۔ یہ ذہنیت نقصان دہ ہے اور اکثر کسی بہت بڑی خرابی کی طرف لے جاتی ہے۔ اگر آپ اپنے ہی تجربے سے سیکھنا چاہتے ہیں اور اپنے بڑوں کے تجربے سے استفادہ نہیں کرتے' تو میں آپ کو صاف صاف بتادوں کہ جیسے ہی آپ بڑے ہوں گے' تو آپ اپنے گراں قیمت تجربات کے ذریعے سیکھنے کے عمل میں زندگی بھر جو ٹھوکریں کھائیں گے وہ آپ کو کسی دوسرے عمل سے زیادہ نقصان پہنچائیں گی۔

قدرتی بات ہے کہ آپ کے اس بیان کا میں خیرمقدم کرتا ہوں کہ آپ صوبائیت میں یقین نہیں رکھتے۔ آپ کو دونوں میں یہ امتیاز کرنا ضرور سیکھنا چاہیے کہ آپ کی محبت اپنے صوبے سے' اور آپ کی محبت اور فرض مجموعی طور پر اپنے ملک سے —— ' ہمارا فرض ملک سے' ہمیں صوبائیت سے ایک منزل آگے لے جاتا ہے۔ یہ وسعت نظر اور عظیم حُب الوطنی کے احساس کا تقاضا ہے۔ مملکت کی طرف سے ہمارا فرض اکثر ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ ہم مشترکہ مقصد اور مشترکہ بہتری کے لئے اپنے انفرادی یا صوبائی مفادات کو مملکت کے مفاد میں ضم کرنے کے لئے بالکل تیار ہوں۔ مملکت کے لئے ہمارا فرض پہلے آتا ہے۔ اپنے صوبے کے لئے' اپنے ضلع کے لئے' اپنے قصبے کے لئے اور اپنے گاؤں اور اپنے آپ کے لئے بتدریج ہمارا فرض بعد میں آتا ہے۔ یاد رکھیے' ہم ایک مملکت کی تعمیر کر رہے ہیں جسے پورے عالمِ اسلامی کی منازل کے لئے اپنا پورا پورا کردار ادا کرنا ہے۔ اس لئے ہمیں وسیع النظری کی ضرورت ہے۔ ایک ایسے نقطہ نظر کی جو صوبوں کی حدود' محدود قوم پرستی اور نسل پرستی سے بلند ہو۔ ہمیں ایسی حُب الوطنی کے احساس کی نشوونما کرنی ہے جو اپنے کیمیائی عمل سے ہمیں ایک متحدہ اور مضبوط قوم (ملّت) میں ڈھال دے۔ صرف یہی راستہ ہے جس کے ذریعے ہم اپنے ہدف (گول) کو حاصل کر سکتے ہیں' اپنی جدوجُہد کے ہدف کو' اس ہدف کو جس کی خاطر لاکھوں مسلمانوں نے اپنا سب کچھ' حتیٰ کہ اپنی جانیں بھی قربان کر دی ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے (سپاسنامے میں) خیبر یونیورسٹی کے مسئلے کا ذکر کیا ہے۔ مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ میرے دل کے نزدیک' اس سے زیادہ کوئی چیز میرے حواس ذہنی کے قریب نہیں کہ پشاور جیسے مقام پر علوم و فنون' ثقافت کا ایک عظیم الشان مرکز ہو ــــ یہ ایک ایسا مقام ہے جہاں سے علوم و فنون کی شعاعیں پورے مشرق وسطیٰ اور وسطی ایشیا میں پھیل سکیں گی۔ لہٰذا مجھے اس بارے میں آپ کی آرزو سے کامل طور پر ہمدردی ہے۔ اگر آپ اس کے لئے صحیح خطوط پر کام کریں گے تو شاید آپ اپنی یونیورسٹی اپنے تصوّر سے بھی پہلے حاصل کر سکیں گے۔

آخر میں' مَیں آپ کو بڑے خلوص دل سے یہ مشورہ دیتا ہوں کہ سنجیدگی' معقولیت اور فروتنی سے عوام کے بے غرض' سچے سپاہیوں کی طرح اور پاکستان کے ساتھ کامل وفاداری سے سوچئے اور عمل کیجئے۔

یاد رکھئے' آپ میں صبر و حوصلہ ہونا چاہیے۔ روم ایک دن میں نہیں بن گیا تھا۔ چنانچہ وقت کا عنصر لازمی ہوتا ہے۔ آپ اپنی حکومت پر اعتماد کیجئے' اور مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ارباب حکومت مکمل طور پر عوام کی ضروریات سے آگاہ ہیں اور خصوصاً جمہور کی ان ضروریات سے جو فوری توجہ کی مستحق ہیں۔ انہیں پورا پورا موقع اور مہلت دیجئے۔ ہماری کاوشوں کی کامیابی ہمارے اتحاد' نظم و ضبط اور یقین پر منحصر ہے' نہ صرف اپنے آپ میں بلکہ اپنے مالک حقیقی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیجئے کہ جو لوگوں اور قوموں کی منزل مقصود کا تعین کرتے ہیں۔

جس اعزاز سے آپ نے آج مجھے نوازا ہے اس کے لیے میں ایک بار پھر آپ کا شکر گزار ہوں۔ میری آرزو ہے کہ آپ کو زندگی کی ہر مسرّت اور کامیابی نصیب ہو۔ پاکستان' زندہ باد!

(دی پاکستان ٹائمز' ۱۳ اپریل ۱۹۴۸ء)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملاقاتیں (انٹرویوز)

مانچسٹر گارڈین کو دیا گیا انٹرویو

۲۵' اکتوبر ۱۹۳۹ء

میں مانچسٹر گارڈین کا ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھے برطانوی عوام کے سامنے اپنے خیالات پیش کرنے کا موقع عطا فرمایا۔ ایک عام انگریز کو اس صورتِ حال سے کماحقہٗ آگاہ کرنا جس سے ہم مسلمان آج دوچار ہیں ایک مشکل بات ہے۔ لیکن میں چند چیدہ چیدہ نکات کا ذکر کروں گا جن سے انہیں ان مشکلات کا کچھ اندازہ ہو جائے گا جو ہمیں درپیش ہیں۔

مسلمانوں کو ہمیشہ نمائندہ طرز حکومت سے خوف اور خدشات دامن گیر رہے' چہ جائیکہ ہند میں سختی کے ساتھ جمہوری نظام نافذ ہو۔ ۱۹۰۸ء کی منٹو مارلے اصلاحات اور ۱۹۱۶ء میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین تاریخی میثاق لکھنؤ کے زمانے سے ان کے علیحدہ انتخابات' مراعات اور آئینی تحفظات پر اصرار ان کے خدشات کا واضح اظہار ہے۔ لیکن نئے صوبائی دساتیر کے نفاذ کے بعد تو یہ بات شک و شبہ سے بالاتر انداز میں ثابت ہو گئی ہے' بالخصوص جس طریقے سے کانگرس ہائی کمان اپنی حکمت عملی اور پروگرام کو بروئے کار لائی' یہ واضح ہو گیا کہ کانگرس کا مقصد وحید ملک میں دیگر تنظیموں کو تباہ کرنا اور خود کو بدترین قسم کی فسطائی اور مطلق العنان تنظیم کے طور پر قائم کرنا ہے۔

۳۵ ملین رائے دہندگان کا تصور کیجئے جن کی عظیم اکثریت مکمل طور پر جاہل' ناخواندہ ان پڑھ لوگوں پر مشتمل ہو اور وہ صدیوں پرانے توہمات کے تحت زندگی بسر کر رہے ہوں' ثقافتی اور معاشرتی لحاظ سے ایک دوسرے کے مخالف —— اس دستور پر عملدرآمد سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی ہے کہ ہند میں جمہوری پارلیمانی حکومت چلانا بالکل ناممکن ہے۔ قطعی طور پر اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ایک مستقل فرقہ وارانہ اکثریتی حکومت کی اقلیتوں پر فرمانروائی قائم ہو گئی۔ اس طرح طاقت اور اختیارات اور سرکاری مشینری کا استعمال' اکثریتی فرقہ کی حکمرانی اقلیتوں پر غلبے اور برتری کا ذریعہ بن گیا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہندو راج

لہٰذا میری رائے میں دیگر وجوہات کے علاوہ جن کی تفصیل میں اس وقت جانا میرے لئے ضروری نہیں' جمہوریت کا مطلب یہ ہو گا کہ تمام ہند پر ہندو راج مسلط ہو جائے۔ یہ وہ صورت حال ہے جو مسلمانوں کے لئے کسی طور پر بھی قابل قبول نہیں ہو گی۔ مزید برآں اچھوت اور دیگر اقلیتیں بھی ہیں مثلاً ساٹھ لاکھ عیسائی' یہودی' پارسی اور انگریز آباد کار بھی ہیں۔ لہٰذا مسلم لیگ نہایت محتاط غور و فکر کے بعد اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ ہند کے مستقبل کے دستور پر از سرنو غور کیا جائے اور یہ کہ برطانوی حکومت مسلم لیگ کی منظوری اور رضامندی کے بغیر کوئی اعلان یا وعدہ نہ کرے اس لئے کہ مسلم لیگ ہی مسلمانان ہند کی واحد بااختیار اور نمائندہ تنظیم ہے۔

برطانوی عوام اس پروپیگنڈے سے گمراہ ہو سکتے ہیں کہ مسلمان ہند کی آزادی کے خلاف ہیں۔ ہم آزادی اور خودمختاری کے خواہاں ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کس کی آزادی اور کس کی خودمختاری؟ مسلم ہند آزاد ہونا چاہتا ہے اور خودمختاری سے پورے طور پر لطف اندوز ہونا چاہتا ہے اور اپنے سیاسی' معاشی اور معاشرتی اداروں کو اپنی صوابدید کے مطابق ترقی دینا چاہتا ہے اور مغلوب ہونا اور کچلا جانا نہیں چاہتا۔ اور ہندو انڈیا کی بھلائی چاہتے ہوئے اسے بھی ایسا کرنے کا پورا پورا موقع فراہم کرنا چاہتا ہے۔

مجھے معلوم ہے کہ انگریز جس نے اپنے ملک میں پارلیمانی نظام حکومت کو ترقی دی ہے کسی اور چیز کے بارے میں سوچ ہی نہیں سکتا ماسوا اس کے جس پر اس نے کام کیا اور صدیوں کے عرصے میں اسے ترقی دی کہ دنیا کے ہر ملک کے لئے وہی نمونہ ہو سکتا ہے لیکن اسے اپنے ذہن سے کینیڈا اور آسٹریلیا کے تجربات کو یکسر محو کر دینا چاہئے جہاں حکومت کی بنیادیں عوام کے مزاج کے عین مطابق تھیں۔ صرف اس لئے کہ ان کا تعلق انگریز نسل ہی سے تھا۔

یہ ایک بہت شبہ کی بات ہے کہ یہ (نظام) جنوبی افریقہ میں کس طرح چلے گا جہاں بوئیر اور انگریز دو طاقتور حریف موجود ہیں اور پھر جہاں ان دونوں کے مابین اختلافات اتنے بنیادی نہیں ہیں جتنے ہندوؤں اور مسلمانوں میں ہیں۔ آئرلینڈ نے بھی قرنوں کے اتحاد کے باوصف برطانوی پارلیمان کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کیا' باوجود اس کے کہ انگریز اور اسکاٹ میں بڑی یگانگت پائی جاتی ہے۔ میں لارڈ مارلے کے مقولے کا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ دے سکتا ہوں کہ "کینیڈا کا فرکوٹ ہندوستان کی سخت گرم آب و ہوا میں کام نہیں دے گا۔"

کانگرس کی فسطائیت

کانگرس کا یہ اصرار کہ وہ تنہا اقوام ہند کی نمائندگی کرتے ہیں نہ صرف بے بنیاد ہے بلکہ ہند کی نشوونما اور ترقی کے لئے سخت مضرت رساں ہے۔ انہیں معلوم ہے کہ وہ مکمل ہند کی نمائندگی نہیں کرتے تمام ہندوؤں کی بھی نہیں اور مسلمانوں کی تو قطعی طور پر نہیں جنہیں اکثر عام اصطلاح میں جو مغرب میں معروف ہے غلط طور پر اقلیّت کا نام دیا جاتا ہے۔ وہ (مسلمان) شمال مغرب اور بنگال میں اکثریت میں ہیں اور اس تمام راہداری میں جو کراچی سے کلکتہ تک پھیلی ہوئی ہے برعظیم ہند کے اس حصے کی آبادی برطانیہ عظمیٰ کی آبادی سے دوگنا زیادہ ہو گی اور رقبے کے لحاظ سے دس گنا سے زیادہ۔ جب تک کہ کانگرس خیالی دنیا سے باہر نہیں آ جاتی اور حقائق کا سامنا نہیں کرتی وہ ہند کی ترقی کی راہ میں "رکاوٹ ڈالنے کی کلیتا" ذمہ دار ہو گی اور جب تک کہ وہ اپنی حکمت عملی اور پروگرام کی فسطائی اور مطلق العنان بنیاد کو خیرباد نہیں کہہ دیتے' جس پر وہ بڑی سختی کے ساتھ عمل پیرا ہیں' ہند میں امن و امان برقرار نہیں رہ سکتا۔"

مسٹر جناح سے یہ بھی دریافت کیا گیا تھا کہ مسلم لیگی رہنماؤں' مثلاً سر سکندر حیات خاں' کی جانب سے پیش کردہ مختلف اسکیموں اور ان کی تجویز کہ صوبوں میں مخلوط وزارتیں ہوں جو کانگرس اور مسلم لیگ کی نمائندگی کریں' کے بارے میں ان کی رائے کیا ہے؟ اس ضمن میں مسٹر جناح نے کہا : "بہت سی تجاویز اور اسکیمیں ہیں اور ان کو اہمیت بھی دی جا رہی ہے' بالخصوص سر سکندر حیات کی اسکیم کو خاص اہمیت دی جا رہی ہے اس امر کے پیش نظر کہ انہیں مسلم لیگ میں مرتبہ حاصل ہے اور وہ پنجاب کے وزیراعظم بھی ہیں۔"

اگرچہ ان کی تجاویز سے یہ تاثر قائم ہو سکتا ہے کہ بالواسطہ مسلم لیگ کی جانب سے پیش کی گئیں۔ مَیں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ان میں سے کسی کے لئے بھی مسلم لیگ بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر ذمہ دار نہیں ہے۔ درحقیقت ہم نے اس سوال کا مفصل جائزہ لینے کے لئے ایک سب کمیٹی مقرر کی ہے اور جب یہ کمیٹی اپنی رپورٹ پیش کرے گی تو اس پر لیگ کی مجلس عاملہ غور کرے گی تاکہ اس تعلق میں مناسب اقدام کئے جا سکیں۔ جب تک کہ یہ مرحلہ نہیں آ جاتا مسلم لیگ سمجھتی ہے کہ وہ کسی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طور بھی ان تجاویز اور اسکیموں کی پابند نہیں ہے جو مختلف اصحاب کی جانب سے پیش کی جا رہی ہیں۔

(دی نیوا یرا' ۲' نومبر ۱۹۳۹ء)

(دی بمبئی سینٹینل' ۱۴' نومبر ۱۹۳۹ء' دی سول اینڈ ملٹری گزٹ ۱۵' نومبر ۱۹۳۹ء)

بیورلے نکولس کے ساتھ ملاقات

بمبئی' ۱۸ دسمبر ۱۹۴۳ء

بیورلے نکولس: آپ کے ناقدین کا ایک عام الزام یہ ہے کہ آپ نے پاکستان کی کافی تفصیل کے ساتھ توضیح نہیں کی اور دفاع' اقتصادیات اور اقلیتوں وغیرہ کے ضمن میں بہت سی تفصیلات دانستہ مبہم چھوڑ دی ہیں۔ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں یہ تنقید درست ہے؟

مسٹر جناح: نہ یہ منصفانہ ہے نہ ذہانت پر مبنی' بالخصوص اگر یہ ایک انگریز کی طرف سے ہو جسے اپنی تاریخ کا ذرا سا بھی علم ہو۔ جب آئرلینڈ برطانیہ سے علیحدہ ہوا تو علیحدگی کی دستاویز تقریباً دس سطروں پر مشتمل تھی۔ دس طبع شدہ سطریں' اس ناقابل فہم پیچیدہ تنازعہ کو طے کرنے کے لئے جس نے برطانوی سیاست کو صدیوں سے مسموم کر رکھا تھا۔ جملہ تفصیلات مستقبل کے لئے اٹھا رکھی گئیں —— اور مستقبل بسا اوقات بہترین ثالث ہوتا ہے۔ اور میں نے تو پہلے ہی دنیا کو دس سطروں سے کہیں زیادہ مواد پاکستان کے اصولوں اور عمل کی نشاندہی کے ضمن میں فراہم کر دیا ہے۔ لیکن یہ ایک انسان کی طاقت سے ماوراء ہوتا ہے کہ وہ پیشگی طور پر ایک ایسا نقشہ فراہم کر دے جس میں ہر تفصیل طے شدہ شکل میں موجود ہو۔ مزید برآں تاریخ ہند یہ ثابت کرتی ہے کہ ایسا نقشہ "کلیتا" غیر ضروری ہے۔ وہ نقشہ کہاں تھا جب گول میز کانفرنس میں برما کی علیحدگی کے معاملہ کا تصفیہ ہوا؟ وہ نقشہ کہاں تھا جب سندھ کو بمبئی سے علیحدہ کیا گیا۔ بلاشبہ جواب ہے کہیں نہیں۔ وہ موجود نہیں تھا۔ اس کے وجود کی احتیاج بھی نہیں تھی۔ اہم نکتہ تو یہ تھا کہ علیحدگی کے اصول کو قبول کر لیا گیا؟ باقی تو خود بخود اس کے جلو میں آئے گا۔

بیورلے نکولس: پاکستان کے اہم اصولوں کو آپ کس طرح بیان کریں گے؟

مسٹر جناح: چار لفظوں میں۔ مسلمان ایک قوم ہیں۔ اگر آپ یہ منظور کر لیں' اور اگر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ایک دیانتدار آدمی ہیں' تو آپ کو پاکستان کا اصول بالضرور منظور کر لینا ہو گا۔ آپ کو یہ منظور کر لینا ہو گا خواہ اس کی راہ میں سوگنا زیادہ رکاوٹیں حائل ہوں جتنی کہ فی الحقیقت حائل ہیں۔ بلاشبہ' اگر آپ اسے منظور نہیں کرتے' تو' انہوں نے اپنے شانے اچکائے اور مسکراتے ہوئے کہا' پھر تو معاملہ ختم ہو جاتا ہے۔

نکولس: جب آپ یہ کہتے ہیں کہ مسلمان ایک قوم ہیں' کیا آپ مذہب کے ناطے سے سوچ رہے ہوتے ہیں؟

مسٹر جناح: جزواً لیکن کلیتاً" نہیں۔ آپ کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اسلام محض ایک مذہبی نظریہ نہیں ہے بلکہ ایک حقیقت پسند اور عملی ضابطہ کردار ہے۔ مَیں زندگی کے ناطے سے سوچ رہا ہوں' اور ہر اس چیز کے حوالے سے جو زندگی میں اہم ہے۔ مَیں سوچ رہا ہوں اپنی تاریخ' اپنے جلیل القدر بزرگوں' اپنے فن' اپنی تعمیرات' اپنی موسیقی' اپنے قوانین اپنے اصول قوانین کے حوالے سے...

نکولس: براہ کرم! میں یہ سب کچھ لکھ لینا چاہوں گا۔

مسٹر جناح: [قدرے وقفے کے بعد] ان تمام امور میں ہمارا نقطہ نظر نہ صرف بنیادی طور سے ہندوؤں سے مختلف ہے بلکہ بسا اوقات معاندانہ بھی۔ ہم مختلف وجود ہیں۔ زندگی میں ایسی کوئی شے نہیں ہے جو ہمیں ایک دوسرے سے منسلک کرتی ہو۔ ہمارے نام' ہمارے لباس' ہماری خوراک سب کچھ مختلف ہے۔ ہماری اقتصادی زندگی' ہمارے تعلیمی نظریات' ہمارا خواتین کے ساتھ برتاؤ' ہمارا جانوروں کے ساتھ رویّہ' ہم ہر موڑ پر ایک دوسرے کو چیلنج کرتے ہیں۔ ایک مثال لے لیجیے' گائے کا دائمی مسئلہ۔ ہم گائے خور ہیں' ہندو اس کی پُوجا کرتے ہیں۔ بہت سے انگریز یہ سوچتے ہیں کہ یہ پُوجا محض تاریخی باقیات میں سے ایک خوبصورت روایت ہے۔ یہ ایسا نہیں ہے۔ ابھی چند روز پیشتر اسی شہر میں گائے کا مسئلہ پولیس کا معاملہ بن گیا۔ ہندوؤں میں زبردست اشتعال پھیل گیا کیونکہ گائیں کھُلم کھلا ذبح کی جا رہی تھیں۔ لیکن یہ گائے کا مسئلہ ہزار میں سے صرف ایک ہے۔ [ذرا سا وقفہ] آپ نے کیا لکھا ہے؟

نکولس: مَیں نے صرف یہ لکھا ہے کہ 'مسلمان ایک قوم ہیں'

مسٹر جناح: اور کیا آپ اسے باور کرتے ہیں؟

نکولس: یقیناً

مسٹر جناح: [مسکراہٹ کے ساتھ] آپ کے پاس اور کیا سوالات ہیں؟

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکولس: پہلا اقتصادیات سے متعلق ہے۔ کیا مسلمان پاکستان میں زیادہ مالدار ہوں گے یا زیادہ غریب؟ اور کیا آپ باقی ماندہ ہند کے خلاف محاصل لگائیں گے؟

مسٹر جناح: ذرا مزہ بدلنے کے لئے میں ایک سوال کرنا چاہوں گا' فرض کیجئے آپ سے دریافت کیا جائے کہ آپ کس کو ترجیح دیں گے' ایک دولت مند انگلستان جرمنی کے زیر نگیں یا ایک غریب انگلستان مگر آزاد۔ آپ کا کیا جواب ہو گا؟

نکولس: یہ کہنا مطلق ضروری نہیں۔

مسٹر جناح: بالکل درست' لیکن کیا یہ آپ کے سوال کو قدرے مغالطہ آمیز شکل نہیں دے دیتا؟ یہ عظیم مقصد ذاتی آرام و آسائش کے سوالات سے ماوراء ہے۔ مسلمان سخت کوش لوگ ہیں' وہ دُبلے پتلے لیکن جفاکش ہیں۔ اگر پاکستان کا مطلب یہ ہے کہ وہ تھوڑے سے اور سخت کوش ہو جائیں تو وہ اس کا شکوہ نہیں کریں گے۔ لیکن اس کا مطلب وہ کیوں ہو؟ ایسا قابل فہم سبب کیا ہو سکتا ہے کہ یہ فرض کر لیا جائے ایک قوم تسلیم کر لئے جانے کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ اقتصادی اعتبار سے ایک بوجھ ہو جائے گا۔ سو ملین لوگوں کی ایک خود مختار قوم اگر فوری طور پر خود کفیل نہ ہو سکی اور اگر وہ صنعتی لحاظ سے پس ماندہ ہوئی بھی' تو بھی اقتصادی طور سے اس سے بدتر تو نہ ہو گی کہ اس کے لوگ منتشر اور غیر منظم ہوں اور ڈھائی سو ملین ہندوؤں کے تابعدار ہوں جن کا ایک ہی مقصد ہے کہ ان کا استحصال کیا جائے۔ یہ بات حقیقتاً میری فہم سے پرے ہے کہ معاہدہ وارسائی کے بعد کوئی یوروپی کھڑا ہو جائے اور کہے کہ پاکستان "معاشی اعتبار سے ناممکن ہو گا"۔ وہ عظیم اذہان جنہوں نے یوروپ کے مضحکہ خیز حصے بخرے کر دیے ہیں' کس مُنہ سے ہمارے ساتھ اقتصادیات کی بات کر سکتے ہیں بالخصوص جب کہ ہمارا مسئلہ کہیں زیادہ سہل تر ہو۔

نکولس: کیا اس کا اطلاق دفاع پر بھی ہوتا ہے؟

مسٹر جناح: بلاشبہ' اس کا اطلاق دفاع پر بھی ہوتا ہے۔ ایک بار پھر میں آپ سے ایک سوال کروں گا۔ افغانستان کا دفاع کس طرح سے کیا جاتا ہے؟ جواب بہت پیچیدہ نہیں ہے۔ افغان کرتے ہیں۔ ہم بہادر اور متحد قوم ہیں جو کام کرنے کے لئے آمادہ ہیں اور اگر ضروری ہو تو لڑنے مرنے کے لئے بھی تیار۔ پس' کس طرح دفاع کوئی خصوصی نوعیت کی دشواریاں پیش کر سکتا ہے؟ کس طرح ہم دوسری قوموں سے مختلف ہیں۔ مثال کے طور پر ایران سے؟ بدیہی طور پر ایک عبوری مدت تو ہو گی نا۔ ہم انگریزوں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے یہ نہیں کہتے کہ وہ راتوں رات ہند سے روانہ ہو جائیں۔ انگریزوں نے یہ جھمیلا کھڑا کیا ہے' انہیں اس کی صفائی کرنے کے لئے یہاں ٹھہرنا بھی ہو گا۔ لیکن اس سے پیشتر کہ وہ صفائی کا یہ عمل پایۂ تکمیل کو پہنچا دیں انہیں کافی غور و خوض سے کام لینا ہو گا۔ اور اس سے مجھے یاد آیا ـــــ میرے پاس ایک چیز ہے جو مَیں آپ کو دکھانا چاہتا ہوں۔

[''انہوں نے معذرت چاہی اور کمرے سے باہر نکل گئے' مَیں نے سگریٹ سلگائی اور انتظار کرنے لگا۔ اور اچانک مَیں نے محسوس کیا کہ کچھ نہایت قابل ذکر بات ہو رہی ہے بلکہ نہیں ہو رہی ہے۔ مجھے غصہ نہیں آ رہا تھا۔ جناح بہت درشت انداز سے برطانوی حکمت عملی پر تنقید کر رہے تھے (اگرچہ مَیں نے مذکورہ بالا مکالمے میں ان کی باتوں کا تذکرہ نہیں کیا) لیکن ان کی تنقید واضح اور تعمیری تھی۔ وہ محض ہندو انداز میں بے تُکے الفاظ کا ذخیرہ نہ تھا' نفرت اور ضابطے کا مجموعہ نہ تھا۔ یہ زیادہ تر تشخیص مرض کا اظہار تھا۔ جناح اور مخصوص ہندو سیاستدان میں وہی فرق تھا جو ایک سرجن اور اناڑی جرّاح میں ہوتا ہے۔ مزید برآں یہ کہ وہ ایک ایسے سرجن تھے جن پر آپ اعتماد کر سکتے ہیں' خواہ ان کا فیصلہ درشت تھا۔ مسئلہ پاکستان پر گفتگو کرنے سے پیشتر انہوں نے مجھ سے کہا تھا ''انگریزوں کو یہ احساس ہونا چاہیے کہ اِس ملک میں اُن کا کوئی دوست نہیں۔ ایک بھی دوست نہیں'' ایک ہندو سیاستدان یہی بات ببانگ دُہل کہے گا اور مسّرت کے ساتھ۔ مگر جناح نے یہ بات دھیمے انداز میں اور دُکھ کے ساتھ کہی۔ وہ کمرے میں واپس تشریف لے آئے اور ان کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی۔'']

مسٹر جناح: آپ کو یاد ہو گا کہ ایک لمحہ قبل مَیں نے آپ سے کہا تھا کہ انگریزوں کو بہت غور و خوض کرنا ہو گا۔ یہ ایک ایسی عادت ہے جو اُن کے لئے زیادہ پسندیدہ نہیں۔ وہ اس میں زیادہ سہولت محسوس کرتے ہیں کہ انتظار کرو اور دیکھو' اور اس پر بھروسہ کرتے ہیں کہ آخر میں سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہو جائے گا۔ تاہم جب وہ غور کرنے کی زحمت گوارا کر لیتے ہیں تو اُن کی فکر اتنی ہی واضح اور تعمیری ہوتی ہے جتنی دنیا کی کسی اور قوم کی ہو سکتی ہے اور اُن کے بہترین مفکرین میں سے ایک ـــــ کم سے کم ہند کے مسائل پر' بوڑھے جان برائٹ تھے۔ کیا آپ نے کبھی ان کی کچھ تقریریں پڑھی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں؟

نکولس: اسکول چھوڑنے کے بعد سے نہیں۔

مسٹر جناح: خوب، آپ اس پر ذرا نظر ڈالیں۔ یہ ایک دن اتفاق سے میرے ہاتھ لگ گئی تھی۔ انہوں نے کتاب میری طرف بڑھا دی۔ یہ ایک پُرانی جلد تھی جس کی چمک دمک ماند پڑ گئی تھی۔ "تقاریر جان برائٹ" اور جس جگہ سے کتاب کھُلی اس صفحہ پر ۴ جون ۱۸۵۸ء کی تاریخ مذکور تھی۔ دارالعوام کے عظیم ترین مقرر نے اس موقع پر یہ کچھ کہا تھا:

"انگلستان ہند پر کتنے عرصے تک حکومت کرنی چاہتا ہے؟ کوئی شخص اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔ لیکن یہ پچاس، سو یا پانچ سو برس بھی ہو سکتے ہیں، لیکن کیا کوئی شخص جس میں عقل کی ذرا سی بھی رمق ہو یہ باور کر سکتا ہے کہ اتنا عظیم ملک اپنی بیس قومیتوں اور بیس زبانوں کے ساتھ ابدلا آباد تک غلام بنایا جا سکتا ہے اور اسے ایک مستحکم، پیوستہ اور پائدار سلطنت کی شکل دی جا سکتی ہے؟ مَیں باور کرتا ہوں کہ ایسی کوئی بات "کلیتاً" ناممکن ہو گی۔"

مَیں نے کتاب واپس کر دی۔

مسٹر جناح: اس وقت برائٹ نے جو کچھ کہا تھا وہ آج درست نظر آتا ہے... درحقیقت کہیں زیادہ درست۔ اگرچہ، بلاشبہ زور زیادہ بیس قومیتوں پر نہیں ہے، جتنا صرف دو پر ہے، مسلم اور ہندو۔ اور یہ زیادہ درست کیوں ہے؟ وقت نے ہمیں یکجا کیوں نہ کر دیا؟ چونکہ مسلمان بیدار ہیں... چونکہ اپنے تلخ تجربے کی وجہ سے وہ یہ سمجھ چکے ہیں کہ "متحدہ ہند میں" ہندو ان کے ساتھ کیا سلوک روا رکھیں گے۔ "متحدہ ہند" کا مطلب ہے وہ ہند جس پر ہندوؤں کا غلبہ ہو۔ اس کا یہی مطلب ہے کوئی اَور نہیں۔ اگر آپ اسے کوئی دوسرا معنی پہنانا چاہیں تو وہ فرضی معنی ہوں گے۔ ہند انگریزوں کی تخلیق ہے... یہ محض ایک انتظامی وحدت ہے جس پر نوکر شاہی تلوار کے بَل بوتے پر حکمرانی کرتی ہے، اور بس۔ یہ کاغذی تخلیق ہے۔ اس کی گوشت پوست پر بنیاد نہیں۔

نکولس: طرفہ تماشہ یہ ہے کہ آپ کے ناقدین یہ کہتے ہیں کہ پاکستان بھی انگریزوں کی تخلیق ہے—— یہ کہ یہ ایک مثال ہے ہماری جودت طبع کی کہ ہم نے "تقسیم کرو اور حکومت کرو" کے اصول کا یہاں اطلاق کر دیا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسٹر جناح: [قدرے جوش کے ساتھ] جو شخص یہ کہتا ہے اس کی برطانوی ذہانت کے بارے میں زیادہ اچھی رائے نہیں، قطع نظر اس کے کہ میری اپنی دیانتداری کے ضمن میں اس کی رائے کیا ہے۔ ایک چیز جو انگریز کو ہند میں قائم و دائم رکھے ہوئے ہے وہ متحدہ ہند کا غلط تخیل ہے، جس کا گاندھی پرچار کرتے ہیں۔ متحدہ ہند، میں اس کا اعادہ کرتا ہوں، انگریز کی تخلیق ہے — یہ ایک دیومالائی داستان ہے، اور ایک بہت ہی خطرناک داستان، جو ایک نا ختم ہونے والے جھگڑے کو جنم دے گی، اور جب تک یہ جھگڑا موجود ہے، انگریزوں کے پاس یہاں ٹھہرنے کا بہانہ ہو گا۔ "تقسیم کرو اور حکومت کرو" کا یہاں مطلق اطلاق نہیں ہوتا۔

نکولس: آپ جو کچھ کہتے ہیں وہ ہے "تقسیم کرو اور جاؤ۔"

مسٹر جناح: آپ نے ایک خوبصورت پیرایہ اختیار کیا ہے۔

نکولس: کیا آپ یہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ برطانوی رائے دہندگان کیلئے سنسنی خیزبات ہو گی؟

مسٹر جناح: سچ بسا اوقات سنسنی خیز ہوتا ہے، لیکن خصوصیت سے یہ سچ ہی کیوں؟

نکولس: چونکہ ایک متوسط، شریف اور آزاد خیال رائے دہندہ نے جو چاہتا ہے کہ برطانیہ اپنے عہد نبھائے اور ہند کو آزادی عطا کرے، کبھی کانگرس کے علاوہ کوئی اور نقطۂ نظر سنا ہی نہیں۔ مسلمانوں کا شاید ہی مغرب میں کوئی ترجمان ہو۔

مسٹر جناح: [تلخی سے] میں اس سے پوری طرح باخبر ہوں۔ ہندوؤں نے طاقتور پریس کو منظم کیا ہے اور ہندو سرمایہ دار اور صنعت کار کانگرس۔ مہاسبھا کی روپیہ پیسے سے مدد کرتے ہیں جو ہمیں میسّر نہیں۔

نکولس: جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ یہ باور کرنے لگے ہیں کہ کانگرس ہی ہند ہے، اور چونکہ کانگرس یہ کہتے کبھی نہیں تھکتی کہ ہند ایک ہے اور ناقابل تقسیم، چنانچہ وہ یہ تصوّر کرتے ہیں کہ تقسیم کرنے کی کوئی کوشش بھی آزاد خیالی کے منافی، رجعت پسندی اور عموميت کے ساتھ مذموم حرکت ہو گی۔ وہ بے حد سنجیدگی سے اس پر یقین کرتے ہیں۔ مجھے علم ہے کہ یہ ذہنی انتشار ہے لیکن ایک جمہوریت میں جیسی کہ ہمارے یہاں رائج ہے اور جسے متعدد ناقابل قیاس پیچیدہ مسائل پر اپنا ذہن تیار کرنا پڑتا ہے عموماً پراگندگی کا شکار ہوتی ہے۔ انہیں جو بات سیکھنی ہے وہ یہ ہے کہ واحد آزاد خیالی کی راہ، واحد فیاضی کی راہ اور وہ واحد راستہ جو ہند چھوڑ دینے کے مخلصانہ ارادے سے لگا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھاتا ہے وہ ہے کہ حکومت کی باگ ڈور...

مسٹر جناح : آپ اس میں اضافہ کر سکتے ہیں' واحد محفوظ راہ ہے...

نکولس' مسٹر جناح : پاکستان!

(قائداعظم دستاویزات فائل ۷۸۵/ صفحہ ۱۰۴-۹۹)

نیوز کرانیکل (لندن) کے نمائندہ کو انٹرویو

نئی دہلی' ۲۹ فروری ۱۹۴۴ء

مسٹر اسٹیورٹ ایمینی نمائندہ "نیوز کرانیکل لندن" نے نئی دہلی میں مسٹر ایم۔ اے ۔جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ سے ملاقات کی چند روز قبل اس ملاقات کی جو رپورٹ انہوں نے اپنے اخبار کو ارسال کی وہ حسب ذیل ہے :

مسٹر جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ کے ساتھ آج میری خصوصی ملاقات کے بعد ہند کے سیاسی اور دستوری تعطل میں ملوث تین بڑے فریقوں کے نمائندوں کے نقطۂ نظر کی ترجمانی مکمل ہو گئی۔ کانگرس کے نقطۂ نظر کی وضاحت مسز سروجنی نائیڈو کی جانب سے ہوئی جو کانگرس کی مجلس عاملہ کی واحد رُکن ہیں جو اس وقت پابند سلاسل نہیں ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ کانگرس علیٰ حالہ ان اصولوں پر قائم ہے جو مسٹر گاندھی اور دوسرے لوگوں کی گرفتاری کا باعث بنے۔ اور اب یہ حکومت کا کام ہے کہ وہ مسٹر گاندھی اور دیگر کانگرسی رہنماؤں کو آپس میں صلاح مشورہ کرنے اور بعد میں مسٹر جناح کے ساتھ گفت و شنید کا موقع دے۔

حکومت کے رویئے کی ترجمانی ممبر داخلہ سر ریجنلڈ میکسویل نے مجلس قانون ساز میں کی جو مسٹر گاندھی اور ان کے ساتھیوں کو اس بنا پر رہا کرنے سے انکار کرتے ہیں کہ رویئے میں تبدیلی کے کوئی آثار نظر نہیں آتے۔ کیونکہ کانگرس اپنی شرائط کے سوا کوئی اور حل قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے' اور چونکہ کانگرس کے مقتدر ارکان اس بات کی ضمانت نہیں دیں گے کہ وہ مساعی جنگ کی مخالفت ترک کر دیں گے یا حکومت کو مجبور کرنے اور پاکستان کی نفی کرنے کے ضمن میں اپنی کوششوں سے باز رہیں گے۔

مسلم لیگ کا نقطۂ نظر ایک ملاقات کے دوران مسٹر جناح نے حسب ذیل سوالات اور جوابات کی شکل میں پیش کیا :

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال : مسٹر جناح کیا آپ اپنے نقطۂ نظر سے موجودہ صورت حال کا ماحصل بیان کریں گے :

مسٹر جناح : حکومت موجودہ صورت حال سے مطمئن نظر آتی ہے اور جہاں تک کسی کارروائی کا تعلق ہے وہ "کلیتا" مفلوج دکھائی دیتی ہے۔ کانگرس کو خلاف قانون قرار دیا جا چکا ہے اور اس کے رویئے میں تبدیلی کے کوئی آثار نظر نہیں آتے۔

سوال : حکومت کیوں کانگرس کے ساتھ مذاکرات شروع نہیں کرتی یا کسی ایسے شخص مثلاً راج گوپال اچاریہ کو جو اصولی طور پر آپ کے مطالبے پاکستان یعنی مسلم اور ہندو علیحدہ علیحدہ ریاستوں سے اتفاق کرتے ہوں' اجازت نہیں دیتی کہ وہ جائیں اور مسٹر گاندھی کو اپنا رویہ تبدیل کرنے پر آمادہ کریں؟

مسٹر جناح : اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب تک مسٹر گاندھی کو آمادہ نہیں کیا جائے گا حکومت ہمارے جائز مطالبے یعنی پاکستان کو تسلیم نہیں کرے گی۔ ہم اس صورت حال کو قبول نہیں کر سکتے۔ جہاں تک حکومت کا تعلق ہے مجھے علم نہیں کہ اس معاملے میں اُن کی حکمت عملی کیا ہے۔ لیکن اگر حکومت آپ کی تجویز پر عمل کرے تو یہ اس امر کا اعتراف ہو گا کہ کانگرس جیت گئی اور یہ کہ حکومت کانگرس کے بغیر چل نہیں سکتی۔

سوال : کرنا کیا چاہیے؟

مسٹر جناح : اگر برطانوی حکومت ہند میں امن و امان رکھنے کی خواہش میں مخلص ہے تو اب اسے ایک نیا دستور وضع کر دینا چاہیے جس کے تحت ہند کو دو مطلق العنان قوموں میں تقسیم کر دینا چاہیے' یعنی پاکستان' مسلمانوں کے لئے جو ایک چوتھائی ملک کی نمائندگی کرتے ہیں اور ہندوستان ہندوؤں کے لئے جن کے پاس ہند کا تین چوتھائی علاقہ رہے گا۔

سوال : لیکن یقیناً یہ کوئی پسندیدہ بات نہیں ہو گی کہ اسے دو حصوں میں تقسیم کر کے کمزور کر دیا جائے اور اس کے دروازے مستقبل کے جارح کے لئے وا کر دیے جائیں؟

مسٹر جناح : مَیں اس بات سے اتفاق نہیں کرتا کہ ہند ایک جبری اتحاد کے تحت کچھ محفوظ تر ہو گا۔ واقعتاً وہ زیادہ غیر محفوظ ہو گا کیونکہ ہندو اور مسلمان کبھی ایک دوسرے کے ساتھ متفق نہیں ہو سکیں گے۔ مسلمانوں اور ہندوؤں کے مابین ایک وحدت حتیٰ کہ ایک وفاق میں کام کرنے پر کوئی تصفیہ ہو جانا ناممکنات میں سے ہے۔ نیو فاونڈ لینڈ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مکمل آزادی کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اگر چھوٹا سا نیو فاونڈ لینڈ اسی براعظم میں جس میں کینیڈا جیسا ملک موجود ہے اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکتا ہے تب پاکستان جس کی آبادی سات آٹھ کروڑ ہے جو انگلستان کی آبادی کے دوگنا کے برابر ہے اتنا مضبوط ہو گا کہ وہ تنہا اپنی راہ پر گامزن ہو سکے۔ روس یہ نہیں سمجھتا کہ وہ خود کو ۱۹ خود مختار ریاستوں میں تقسیم کو کمزوری کا باعث تصور کرے۔ برطانیہ نے برسہا برس تک ہند کو ایک متحد قوم کی حیثیت سے قائم کرنے کی کوشش کی اور اس کی جملہ مساعی ناکام ہو گئیں۔ اب برطانیہ کو اس تخیل کا قائل ہو جانا چاہیے کہ ہند دو قوموں پر مشتمل ہے۔

سوال: لیکن آپ کو علم ہے کہ کانگرس اور ہندو اسے کبھی قبول نہیں کریں گے۔ اگر حکومت اس طرح منصوبے کو رُو بہ عمل لانے کی کوشش کرتی ہے تو کانگرس اور ہندو سول نافرمانی کی تحریک چلائیں گے اور پھر تشدّد ہو گا اور ممکن ہے کہ خانہ جنگی ہو جائے؟

مسٹر جناح: اس کے برعکس اس نوعیّت کا کوئی واقعہ رُونما نہیں ہو گا۔ اگر برطانوی حکومت پاکستان اور ہندوستان قائم کرنے کے بارے میں اپنے ارادے کا اعلان کر دے تو کانگرس اور ہندو تین ماہ کے اندر اندر اسے قبول کر لیں گے۔ دوسرے لفظوں میں حکومت کانگرس کی بھبکی کا بھرم کھول دے گی۔ درحقیقت پاکستان کا اصول پہلے ہی سے پانچ مسلم اکثریت کے صوبوں میں کار فرما ہے جہاں مسلم لیگی حکومتوں میں ہندو قلمدان وزارت سنبھالے ہوئے ہیں۔ پاکستان ہر شخص کے مفاد میں ہو گا۔ یقینی طور پر ہندوؤں کو اس سے کوئی شکایت نہیں ہو گی کیونکہ انہیں ہند کا تین چوتھائی حصہ مل جائے گا جس کا علاقہ زیادہ بڑا ہو گا اور جس کی آبادی زیادہ بڑی ہو گی کسی بھی آزاد ملک کے مقابلے میں ماسوا سویت روس اور چین کے۔

سوال: لیکن خانہ جنگی تو یقیناً ہو گی۔ آپ ایک ہندی السٹر قائم کر رہے ہوں گے جس پر ہندو متحدہ ہند کے نام پر کبھی نہ کبھی حملہ کر دیں گے؟

مسٹر جناح: میں اس سے اتفاق نہیں کرتا لیکن نئے دستور کے تحت تصفیے اور سمجھوتے کے لئے ایک عبوری دُور ہو گا جس کے دوران مسلح افواج اور امور خارجہ کے ضمن میں برطانوی حاکمیت مقتدر رہے گی۔ عبوری مدت کی طوالت کا انحصار اس رفتار پر ہو گا جس سے دونوں قومیں اور برطانیہ عظمٰی نئے دستور سے ہم آہنگ ہو جائیں۔ آخر میں دونوں ہندی قومیں برطانیہ کے ساتھ معاہدے کریں گی جیسے مصر نے حصول آزادی کے بعد کئے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال : اگر برطانیہ نے اس بنا پر ہند سے چلے جانے سے انکار کر دیا کہ ہندوستان اور پاکستان میں ہمسایوں کی حیثیت سے رہنے کے لئے خوشگوار تعلقات موجود نہیں ہیں پھر کیا ہو گا؟

مسٹر جناح : ایسا ہو سکتا ہے لیکن امکان نہیں ہے۔ ایسا ہو جائے تب بھی ہمیں وہ خود مختاری حاصل ہو جائے گی جو ہمیں اس وقت میسّر نہیں ہے۔ ایک علیحدہ قوم اور قلمرو کی حیثیت سے ہم برطانوی حکومت کے ساتھ نمٹنے اور کوئی نہ کوئی سمجھوتہ کر سکنے کے ضمن میں بہتر پوزیشن میں ہوں گے جو ہم موجودہ تعطل کے دوران نہیں کر سکتے۔

سوال : کیا آپ باور کرتے ہیں کہ برطانیہ اپنے اس اعلان میں مخلص ہے کہ وہ ہند کو جلد سے جلد آزادی دینا چاہتا ہے؟

مسٹر جناح : مجھے برطانیہ کے خلوص کا اعتبار اس وقت آئے گا جب وہ ہند کو تقسیم کر دیتا ہے اور مسلمانوں اور ہندوؤں دونوں کو آزادی دے دیتا ہے۔ جیسا کہ جون برائیٹ نے ۱۸۵۸ء میں کہا تھا: "لیکن انگلستان کب تک ہند پر حکومت کرنا چاہتا ہے؟ کیا کوئی شخص جس میں ذرا سی بھی سوجھ بوجھ ہو یہ یقین کر سکتا ہے کہ اتنا وسیع و عریض ملک جس میں بیس مختلف قومیں اور بیس مختلف زبانیں ہوں اسے ایک مستحکم، مربوط اور پائیدار سلطنت میں "محبوس" کیا جا سکتا ہے؟"

سوال : کیا آپ کی اپنے قیام دہلی کے دوران وائسرائے سے ملاقات کا امکان ہے؟

مسٹر جناح : اگر وائسرائے مجھ سے ملاقات کے لئے کہیں گے تو مجھے بڑی مسرت ہو گی لیکن مجھے پتہ نہیں کہ میں اور کیا کہہ سکتا ہوں جو میں پہلے ہی کہہ نہیں چکا۔

نیوز کرانیکل لندن کے نمائندہ سے ملاقات

بمبئی، ۲۴ جنوری ۱۹۴۵ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح نے مسٹر جے۔ ایس۔ کلا نمائندہ نیوز کرانیکل [لندن] کے ساتھ ایک ملاقات کے دوران کہا : انگلستان میں بہت سے لوگ ہیں جنھوں نے ابھی تک ہند کے حقیقی مسئلہ کو نہیں سمجھا اور کانگرس کا پراپاگنڈا جو باقاعدگی سے اور بہت دولت کے صرفے سے کیا جا رہا ہے نہ صرف انگلستان کو گمراہ کرنے کا ذمہ دار ہے بلکہ امریکہ کو بھی۔"

پہلا اور مقدم ترین سوال، جسے بہت کم لوگ سراہتے ہیں، یہ ہے کہ ہندو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاشرہ ذات پات کے بندھن میں اس قدر جکڑا ہوا ہے کہ جمہوریت اس کے لئے کلیتا" اجنبی اور اس کے اساسی اور بنیادی اصولوں اور اس کے ڈھانچے کے خلاف ہے۔ ہر امر میں' جو کچھ بھی اہمیت رکھتا ہے' یعنی زندگی' کردار اور عوام کی حالت۔ ہندو' مسٹر گاندھی اور کانگرسی رہنما نہایت سختی سے ذات پات کی اونچ نیچ کے قائل ہیں' جو نہ صرف چار بڑی ذاتوں پر مشتمل ہے بلکہ چار ذاتوں کی متعدد ذیلی ذاتوں پر بھی۔ ۶ کروڑ انسانوں کو شودر یا اچھوت تصور کیا جاتا ہے۔ باقی ماندہ ہندو جن کا دیگر تین ذاتوں سے تعلق ہے ایک دوسری سے ممیز و ممتاز ہیں۔ برہمن ــــ بنیا گٹھ جوڑ بدترین قسم کا ہندو سامراج تشکیل دیتا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ برطانوی راج کی جگہ ہندو سامراج اور ہندو راج کو عطا کر دیں۔

"بہت ہی کم غیر ملکی اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ مسلمان ہندو کانگرس کے مطالبات کو ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ اگر کُل ہند کو متحد کیا گیا اور ایک نام نہاد پارلیمانی جمہوری دستور اس ملک میں مسلّط کیا گیا تو اس کا مطلب ہو گا کہ انہیں برطانوی شہنشاہیت کی غلامی سے نکال کر ہندو راج اور برہمن۔ بنیا گٹھ جوڑ سے تشکیل پانے والی ہندو سامراجیت کے زیر نگیں تبدیل کر دیا جائے۔

"اگر ایسی کوئی کوشش کامیاب ہو جاتی ہے تو اس کے معنی ہوں گے کہ برطانوی حکومت نے مسلمانوں کو قربانی کی بھینٹ چڑھا دیا اور اور اُن سے بے وفائی کی اور یہ کہ وہ زبردست غلطی کی مرتکب ہو گی کیونکہ اس نے رسمی اعلانات اور مسلمانوں سے عہد معاہدے کر رکھے ہیں۔ چنانچہ مسلمان علَم بغاوت بلند کر دیں گے۔ مسلمان نہ کسی دباؤ میں آئیں گے اور نہ ہی برطانوی حکومت ان پر کوئی دستور مسلّط کر سکے گی۔

"کرپس کی پیش کش جس میں دو یا اس سے زیادہ قلمروؤں کی تجویز موجود ہے اس اصول کو تسلیم کرتی ہے جو مسلم غلبے یا مسلم اکثریت کے صوبوں کو' جو سندھ' بلوچستان' شمال مغربی سرحد' پنجاب' بنگال اور آسام ہیں' یہ حق دیتا ہے کہ کسی یونین کے دستور کو جسے ہندو اکثریت وضع کرے گی تسلیم کریں یا نہ کریں۔ لیکن کرپس تجاویز میں جو طریقہ کار تجویز کیا گیا تھا وہ ہمارے لئے خطرناک تھا: چونکہ (ا) ہمیں مجلس دستور ساز میں شمولیت پر مجبور کیا جا رہا تھا جو یونین کا دستور وضع کرنے کے لئے ترتیب دی جا رہی تھی۔

"یونین کی مجلس دستور ساز کو موجودہ صوبائی مجالس قانون ساز کے اراکین کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دس فی صد پر مشتمل ہوتا تھا۔ جہاں کمیونل ایوارڈ کے مطابق بالخصوص بنگال اور پنجاب' جو پاکستان کے اہم خطے ہیں' مسلمان مقننہ کے ہر ایوان میں اقلیت میں ہیں۔ اس نوعیت کے دستور ساز ادارے میں ہم بالکل مغلوب ہو جائیں گے۔ کیونکہ مسلمانوں کی نیابت تقریباً بیس فی صد ہو گی۔ اور اگر ہندی ریاستوں کے فرمانرواؤں نے بھی جن کی اکثریت ہندو ہے اپنے نمائندے بھیج دیے تو ہماری رکنیت بیس فی صد سے بھی بہت کم ہو کر رہ جائے گی۔

[۲] دوسری رکاوٹ یہ تھی کہ اس ادارے کی یونین کا دستور وضع کر لینے کے بعد صوبوں کی مجالس قانون ساز جیسا کہ وہ اس وقت متشکل ہیں' ان کے ساٹھ فی صد ارکان کو یہ حق تفویض کیا جاتا تھا کہ وہ یہ فیصلہ کریں کہ وہ یونین میں شامل رہنے کے حق میں ہیں یا نہیں اور اگر ساٹھ فی صد نے یہ فیصلہ صادر کر دیا کہ وہ حق میں ہیں تو بات ختم ہو گئی۔ جیسا کہ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ بنگال اور پنجاب کے پورے ایوان میں مسلمان اقلیت میں ہیں۔ چنانچہ ہم اس کے لئے تیار نہ تھے کہ بنگال کے دو سو پچاس اور پنجاب کے ۱۷۵ اراکین دس کروڑ مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ سنا دیں اور وہ بھی اس صورت میں کہ ہم اقلیت کی صورت سے دوچار ہیں۔

"[۳] لیکن اگر اتفاق سے ۴۱ فی صد یونین میں شمولیت کے خلاف بھی ہوں تب معاملہ وہاں ختم نہیں ہو جاتا بلکہ ہمارے سامنے ایک رکاوٹ اور رکھی جاتی تھی جسے عبور کرنا ناگزیر تھا اور وہ تھی صوبوں کی پوری آبادی کا مشترکہ استصواب رائے عامہ۔ مطالبہ علاقائی مطالبہ نہیں تھا بلکہ یہ مسلمانوں کا ایک قومی مطالبہ تھا۔ چنانچہ ملی جلی آبادی کا مشترکہ استصواب رائے عامہ نہ صرف بلاجواز تھا بلکہ ہندوؤں کی طاقتور منظم حیثیت اور اخبارات اور دولت کی حمایت ایسی خطرناک کیفیت تھی جسے ہمارے لئے قبول کرنا ممکن نہ تھا۔ یہ بڑی وجہ تھی جس کی بنا پر ہم نے کریس تجاویز کو مسترد کر دیا۔ ہمیں بتایا گیا تھا کہ ان تجاویز پر بحث و مباحثہ اور ان میں تغیر و تبدل نہیں کیا جا سکتا۔ اور ہمارے سامنے طاقتور برطانوی حکومت کا یہ رویّہ پیش کیا گیا تھا یعنی "اسے لے لو یا چھوڑ دو۔"

"یہ سوال کہ مسلمانوں کو ہندو اکثریت کے صوبوں کے ساتھ رہنا چاہیے یا نہیں ان [مسلمانوں] پر ہی چھوڑا جانا چاہیے تھا کہ مطالبہ ان کی جانب سے ہی آیا تھا اور وہ ہر تعریف اور ہر اعتبار سے' جو کوئی بھی سوچ سکتا ہے' ایک بالکل الگ قوم ہیں جو اس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برِ صغیر میں آباد ہے۔ اگر آپ اس پر غور کریں تو سوال سادا سا ہے۔ یقیناً مسلمان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے برطانوی حکومت کی غلامی میں رہنے کی خواہش تو نہیں کر سکتے اور پھر انگریزوں نے بھی بار بار یہ اعلان کئے ہیں کہ وہ حکومت کا اقتدار اور اختیار ہند کے لوگوں کو منتقل کرنے کے لئے تیار ہیں' یہ فرض کر لینے کے بعد کہ اس ملک میں برطانوی غلبہ ختم ہونے والا ہے ہمیں مکمل آزادی اور خود مختاری ملنے والی ہے۔

"اگر یہ ایسا ہی ہے تو مسلمان آقاؤں کی تبدیلی قبول کرنا نہیں چاہیں گے' انگریزوں سے ہندو' برہمن شہنشاہیت کی' کیونکہ یہ تو ایسی ہی یقینی بات ہو گی جیسے موت۔ یعنی ایک کے مقابلے میں تین ووٹ جس کا مطلب ہو گا کہ ایک معاشرہ جو بالکل علیحدہ اور مختلف ہے' اپنی دائمی اکثریت کی بنیاد پر دوسرے معاشرے پر حکمرانی کرے' جس کی تاریخ' ثقافت اور ہر وہ شے جو زندگی میں اہمیت رکھتی ہے ہندوؤں سے مختلف ہے۔ ایسی حکومت اگر قائم کر دی جائے تو یہ صرف زور اور جبر کے بل پر ممکن ہو گا اور یہ چند ماہ بھی قائم نہ رہ سکے گی اور تباہ کُن نتائج کی حامل ہو گی۔ چونکہ یہ دو قوموں کی ثقافت' زبان اور تمدنی نظریات کے اختلافات کے باعث جھگڑوں اور تضادات کی آماجگاہ بن جائے گی اور ان کے اہم اور بنیادی مفادات پر اثر انداز ہو گی۔

"اس کا صرف ایک ہی حل ہے کوئی دوسرا نہیں' اور وہ یہ ہے کہ ہندو اپنی اقلیتوں کے ضمن میں پاکستان کی حکومت پر اعتماد کر لے اور ہم اپنی مسلمان اقلیتوں کے حوالے سے ہندوؤں پر بھروسہ کریں' ایسے تحفظات کے ساتھ جو کسی بھی مہذب حکومت کے لئے فراہم کرنا ممکن ہوں۔ صرف اسی صورت میں پاکستان اور ہندوستان میں مستحکم حکومتوں کا قیام ہو سکے گا۔

"مجھے وائسرائے کے کلکتہ میں یورپی ایوان تجارت کے اجتماع سے کیے گئے خطاب میں اس حالیہ اعلان پر ہنسی آئی اور ایسا لگا کہ یہ سپاہی وائسرائے اپنی ذمہ داری کی ادائیگی سے پہلوتہی کر رہا ہے' جب انہوں نے ہمیں یہ مشورہ دیا کہ ہم ہند کی پاکستان اور ہندوستان کی شکل میں تقسیم کے بڑے عمل جرّاحی سے احتراز کریں۔ مجھے اس پر حیرانی ہے کہ وہ کس کے مشورہ یا اختیار کی بنا پر یہ خلفشار پھیلا رہے ہیں۔ مجھے ایسا لگا کہ وہ ہندوؤں کو خواب آور گولی دے رہے ہیں اور اس طرح مسلمانوں میں غیر ضروری طور سے مخالفانہ اور اجنبیت کے جذبات پیدا کر رہے ہیں۔

اس نوعیت کے غیر دانشمندانہ اعلانات برطانوی حکومت کی اعلان کردہ حکمت عملی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے خلاف ہیں جس نے مسلم ہند کے ننانوے فی صد باشندوں کے غیر مبہم مطالبے کے جواب میں اصول تقسیم اور دو یا اس سے زیادہ قلمروؤں کی تشکیل کو تسلیم کر لیا ہے۔"

اخیر میں مجھے یہ کہنا چاہیے کہ اگر برطانوی حکومت نے ان اعلانات اور معاہدات سے انحراف کیا جو اس جنگ کے چھڑنے کے بعد اس نے وقتاً" فوقتاً" مسلمانوں سے کئے ہیں اور اگر اس نے ہندوؤں یا ہندو کانگرس یا ہندو قیادت کی چاپلوسی میں مسلمانوں یا اُن کے مفادات کو قربانی کی بھینٹ چڑھایا' یا ان سے بے وفائی کی تو یہ نہ صرف زبردست عہد شکنی ہو گی بلکہ اُن کی طرف سے بزدلی کا ایک عمل بھی ہو گا۔ اُن کی اس طرح کی غیر آبرومندانہ چال کامیاب نہ ہو گی بلکہ مجھے بھروسہ ہے کہ وہ دس کروڑ مسلمانوں کو بغاوت کرنے پر مجبور کر دیں گے' جیسا کہ ایک کیڑا بھی جب تنگ آجاتا ہے۔تو جوابی کارروائی کرتا ہے' اس کے جلو میں جو نتائج و عواقب آئیں گے ان کی برطانوی حکومت ذمہ دار ہو گی۔

(قائداعظم پیپرز فائل ۸۱۰ / صفحات ۸۹-۱۸۶)

"ورڈکٹ آن انڈیا" پر تبصرہ

بمبئی' ۲۴ جنوری ۱۹۴۵ء

"مَیں نے مسٹر بیورلے نکولس کی کتاب موسومہ "ورڈکٹ آن انڈیا" پڑھی ہے۔ جب وہ پہلی بار مجھ سے ملاقات کے لئے آئے تو وہ کلیتاً" ہندو کانگرس کے حامی تھے۔ چونکہ وہ مسلمانوں کے نقطۂ نظر سے بالکل نابلد تھے جس کا سبب وہ طاقتور اور جھوٹا پروپاگنڈا تھا جو کانگرس' انگلستان اور امریکہ میں کر رہی تھی۔ لیکن جب انہوں نے ہند کے مختلف حصّوں کا سفر کیا' مختلف لوگوں سے ملاقاتیں کیں اور انہیں اصل مسئلہ کے بارے میں معلومات اور اطلاع حاصل ہوئیں اور وہ دوسری بار مجھ سے ملاقات کے لئے آئے تو اُن کے اصل خیالات متزلزل ہو چکے تھے۔ لیکن جب وہ تیسری بار مجھ سے ملاقات کے لئے آئے تو وہ دیانتداری کے ساتھ یہ باور کر چکے تھے کہ واحد حل پاکستان اور ہندوستان کی بنیاد تقسیم ہند میں ہی مضمر ہے۔ بیشتر موضوعات پر بیورلے نکولس نے جرأت اور بے خوفی سے بات کی ہے اور جو کچھ انہوں نے کہا وہ بجا طور پر سچ ہے' لیکن سچ تو ہمیشہ کڑوا ہوتا ہے۔ درحقیقت ان کا فیصلہ ایک غیرجانبدارانہ فیصلہ ہے لیکن جس جماعت کو انہوں نے بالکل عُریاں کر دیا ہے اسے تو قدرتی طور پر غضب ناک ہونا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی چاہیے' اور ہر طرح کی کوششیں کی جا رہی ہیں کہ اس فیصلے کو جو بڑی حد تک درُست فیصلہ ہے' جسے ایک جرأت مند اور نڈر صحافی نے صادر کیا' بدنام کیا جائے۔ شاید اس بات سے ہندوؤں کی برہمی اور خفگی میں اور بھی اضافہ ہو گیا ہے کہ انہوں نے حکمُ کے پتے کو حکمُ کا پتہ کہنے میں پس و پیش سے کام نہ لیا۔ لیکن ہم اس مرحلے پر پہنچ گئے ہیں جہاں یہ حماقت اور تباہی کی بات ہو گی کہ ہند کے بارے میں حقائق اور صورت حال' اور ہند کا حقیقی مسئلہ حد درجہ سادہ زبان میں ان لوگوں کے سامنے پیش نہ کر دیا جائے جنہیں اس سے سروکار ہے۔ اور مَیں سمجھتا ہوں کہ مسٹر بیورلے نکولس نے سچ کے بیان اور جھوٹ اور منافقت کو آشکار کرنے اور اس جھوٹے پروپاگنڈے کی تردید کرنے میں ایک عظیم کردار ادا کیا ہے جس کے بارے میں مسٹر گاندھی نے یہ تسلیم کیا ہے کہ ہندو کانگرس کو ہندو سرمایہ داروں اور صنعت کاروں کی بڑی جماعت کی زبردست مالی اعانت حاصل ہے' جن لوگوں کے مخفی اغراض و مقاصد ہیں اور یہ کہ اُن کو بطیب خاطر مالی امداد دینے والے اور حمایتی ہندو سرمایہ دار ہیں۔"

(قائداعظم پیپرز فائل ۸۱۰ صفحہ ۱۸۵۔)

پاکستان: مختلف پہلوؤں کے بارے میں وضاحتیں

ایسوسی ایٹیڈ پریس آف امریکہ کے نمائندے سے ملاقات

بمبئی' ۸ نومبر ۱۹۴۵ء

مسٹر جناح نے ایک سے زیادہ مرتبہ اس بات پر زور دیا کہ وہ اپنی جانب سے بحیثیت ایک شہری اور صدر مسلم لیگ بات کر رہے تھے۔ لیکن پاکستان کی قوتوں کے قائد کا ایسا کوئی ارادہ نہیں کہ وہ مجلس دستور ساز یا پاکستان کی مجالس قانون ساز کو ہدایات دینے کی کوشش کریں گے اور نہ ہی وہ کوئی ایسا تاثر چھوڑنا چاہتے ہیں کہ وہ اب ایسا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

تنازعہ پاکستان کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں ان کے بیانات کی چند نمایاں باتوں کا ماحصل حسب ذیل ہے:

جغرافیائی اعتبار سے ہند کے شمال مغرب میں پاکستان شمال مغربی صوبہ سرحد' بلوچستان' سندھ اور پنجاب کے تمام اجزاء پر مشتمل ہو گا۔ ہند کے مشرق میں پاکستان کا دوسرا حصہ بنگال اور آسام پر مشتمل ہو گا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیاسی اعتبار سے پاکستان ایک جمہوری ملک ہو گا۔ مسٹر جناح نے کہا کہ ذاتی طور پر وہ یہ توقع کرتے ہیں کہ اس (پاکستان) کی بڑی صنعتوں اور عوامی ضرورت سے متعلق خدمات کو اشتراکی میلان سے ہم آہنگ کر دیا جائے۔ پاکستان کے اجزائے ترکیبی یا صوبوں کو خود مختاری حاصل ہو گی۔

اقتصادی اعتبار سے مسٹر جناح نے اپنا موقف بیان کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان دو منطقوں میں منقسم ہونے کے باوصف اتنا ہی مستحکم ہو گا جتنا کہ وہ اس صورت میں ہوتا کہ وہ ایک ملک ہوتا اور اس کے تمام ریاستی اجزاء ایک ہی بلاک میں ہوتے۔ یہ کہ اس کے قدرتی وسائل اور اس کی آبادی اسے دنیا کی ایک عظیم قوت بنانے کے لیے کافی ہوں گے۔

بہت طاقتور ملک

یہ اعلان کرتے ہوئے کہ پاکستان کی آبادی سو ملین افراد پر مشتمل ہو گی، مسٹر جناح نے کہا: انگلستان ایک قوت بن گیا تھا جبکہ اس کی آبادی صرف ۳۵ ملین تھی۔ پاکستان اقتصادی اعتبار سے بہت طاقتور ملکوں میں سے ایک بن سکتا ہے۔"

"اس وقت بھی مسلم لیگ کی ایک کمیٹی پاکستانی ریاستوں کی ایک قوم کے طور پر ترقی کے میدان کا جائزہ لے رہی ہے۔ ایک عظیم مستقبل اس کا منتظر ہے۔ اس کے لوہے، پیٹرول، گندھک، کوئلے اور دیگر معدنی ذخائر کو ابھی چھوا بھی نہیں گیا۔ ان میں سے بہت سے نقشہ پر ظاہر کیے جا چکے ہیں۔ پنجاب دنیا کا عظیم ترین پن بجلی کا اسٹیشن قائم کر رہا ہے اور اس کا مطلب ہو گا دیہی علاقوں میں بجلی پہنچانا اور صنعتی ترقی کا پروگرام۔

اس موقف میں کوئی صداقت نہیں کہ بہت سے افراد کو صنعت کے میدان میں لانے سے زراعت میں کام کرنے والے مزدوروں کی قلت ہو جائے گی اور یہ غذائی اجناس کی کمی یا قحط کو دعوت دینے کے مترادف ہو گا۔

منصفانہ محاصل کا نظام، جو معاشرتی عدل کے تقاضوں کے مطابق ہو گا، ہمیں اتنی آمدنی فراہم کر دے گا کہ ہم دنیا کے اچھے ملکوں کی طرح اپنا ملک چلا سکیں اور ان بہت سے ملکوں سے بہتر ہو گا جو آج خود مختار ملکوں کی حیثیت سے دنیا کے نقشہ پر موجود ہیں۔

یہ ایک مُسلم ریاست ہو گی جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے۔ ہندوؤں یا کسی اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے خلاف کسی قسم کی معاشرتی حد بندیاں نہیں ہوں گی۔ مسلمان ایسی قوم ہے جو انسانی مساوات اور اُخوت کے بنیادی اُصول پر یقین رکھتی ہے اور اس پر عمل بھی کرتی ہے۔

خدمات اور صنعتوں کی اشتراکی سے ہم آہنگی

آپ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ جو کچھ حکومت کرے گی مَیں اس کی تعبیر پیش کر دُوں۔ لیکن مَیں ذاتی طور پر اس بات قائل ہوں کہ آج کل کے جدید زمانے میں اہم اور کلیدی صنعتیں ریاست کے کنٹرول اور زیر انتظام ہونی چاہئیں۔ اس کا اطلاق عامتہ الناس کے لئے خدمات پر بھی ہوتا ہے۔ لیکن کلیدی صنعت کیا ہے اور عامتہ الناس کے استعمال کی کون سی خدمات ہیں' ان کی نشاندہی کرنا قانون سازوں کا کام ہے' میرا نہیں۔

ایک پارٹی حکومت نہیں ہو گی

مسٹر جناح نے کہا کہ انہیں یہ توقع نہیں کہ پاکستان میں ایک پارٹی کی حکومت ہو گی اور یہ کہ وہ ایک پارٹی کی حکمرانی کی مخالفت کریں گے۔ حزب اختلاف نے متعلق ایک پارٹی یا پارٹیاں کسی بھی پارٹی کے لئے جو برسراقتدار ہو اصلاح کا اچھا کام سرانجام دیتی ہیں۔

پاکستان میں ہندو اقلیتوں کو یہ یقین رکھنا چاہیے کہ ان کے حقوق کا تحفظ کیا جائے گا۔ اقلیتوں کو تحفظ اور اعتماد کا مکمل شعور عطا کئے بنا کوئی مہذب حکومت کامیابی کے ساتھ نہیں چل سکتی۔ انہیں یہ احساس دلا دینا چاہیے کہ کاروبار شہریاری میں وہ بھی شریک ہیں اور ایسا کرنے کے لئے حکومت میں ان کی مناسب نمائندگی ہونی چاہیے۔ پاکستان [اقلیتوں کو] یہ نمائندگی دے گا۔

پاکستان کا نظریہ اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ قومی حکومت کی وفاقی وحدتوں کو وہ تمام خود مختاری میسّر ہو گی جو آپ ریاستہائے متحدہ امریکہ' کینیڈا اور آسٹریلیا کے دساتیر میں دیکھتے ہیں۔ لیکن بعض اہم اختیارات مرکزی حکومت کے پاس رہیں گے' جیسے مالیاتی نظام' قومی دفاع اور دیگر وفاقی ذمہ داریاں۔

وفاق سے منسلک ہر ریاست یا صوبہ کی اپنی مقننہ' انتظامیہ اور اپنا عدالتی نظام ہو گا اور حکومت کی یہ تین شاخیں آئینی اعتبار سے الگ الگ ہوں گی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قومی دفاع

برطانیہ مضبوط ہے، اس امر کے بلاوصف کہ اس کی سلطنت چار دانگ عالم میں بکھری ہوئی ہے۔ ہم بھی پاکستان میں مضبوط ہو سکتے ہیں، اس صورت میں کہ اس کے منطقوں میں سے ایک ہند کے مغرب میں ہو گا اور ایک مشرق میں۔ ہم برطانوی دولت مشترکہ کے مقابلے میں زیادہ قریبی رشتے میں منسلک ہوں گے۔

اور اس بات کو بھی نہ بھلائیں کہ ہندی فوج کا ۵۵ فی صد سے زیادہ حصہ پنجاب سے آتا ہے، اور ان میں زیادہ تر مسلمان ہوتے ہیں۔ ان سے دریافت کیا گیا کہ فرض کیجئے کہ مسلم لیگ ان انتخابات میں یہ ثابت کر دیتی ہے کہ وہ ہند کے مسلمانوں کی اکثریت کی ترجمانی کرتی ہے، دستوریہ کے قیام اور ایک ملک قائم کرنے کے لئے پہلا قدم کب اٹھایا جائے گا؟

اس کا انحصار برطانوی رویّہ پر ہو گا

اس کا انحصار برطانوی حکومت اور کانگرس پارٹی پر ہو گا۔ برطانوی حکومت نے کہا ہے کہ ہند میں دو یا اس سے زیادہ قلمروؤں کو آزادی دے دیں گے۔

(دی ڈان، ۹ نومبر ۱۹۴۵ء)

رائٹر کے خصوصی نامہ نگار کو انٹرویو

بمبئی ۷ دسمبر ۱۹۴۵ء

مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے آج مجھے بتایا: "پاکستان کا ایشوع طے ہونے سے قبل مَیں یقیناً کسی بھی آئین ساز اوارے میں شرکت سے انکار کر دوں گا۔ مَیں اس امر کا قائل ہوں کہ مسئلہ ہند کے منصفانہ اور پائیدار حل کے ضمن میں پاکستان واحد اُمید ہے۔ اس ملک میں جو جمود موجود ہے وہ اتنا زیادہ ہند اور برطانیہ کے درمیان نہیں ہے۔ یہ ہندو کانگرس اور مسلم لیگ کے مابین ہے۔ مَیں سوچتا ہوں کہ کانگرس کے زیادہ سے زیادہ اراکین نے یہ سوچنا شروع کر دیا ہے کہ معاملے کی جڑ بنیاد یہی ہے۔ اور مزید یہ کہ جب تک پاکستان تسلیم نہ کر لیا جائے گا کچھ بھی نہ حل ہو سکتا ہے نہ حل ہو گا۔"

مسٹر جناح نے مزید کہا: تو وہ حکومت گھوڑے کے آگے گاڑی جوت رہی ہوتی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے برطانوی حکومت جب یہ تجویز کرتی ہے کہ مسئلہ پاکستان کو حل کئے بنا سارے ہند کے لئے ایک دستور ساز ادارہ تشکیل دے دیا جائے۔ سب سے پہلے ہمیں پاکستان کے بارے میں اتفاق رائے حاصل کرنا ہو گا' تب کہیں جا کر ہم دوسرا قدم اٹھا سکتے ہیں۔ مگر دستور ساز ادارے ایک نہیں بلکہ دو ہوں گے' ایک ہندوستان کے لئے دستور ترتیب دے گا اور فیصلہ کرے گا' دوسرا پاکستان کے بارے میں دستور کی تدوین اور فیصلہ کرے گا۔

مسٹر جناح نے کہا: "میں نہیں سمجھتا کہ میں اس تعلق میں کوئی غیر معقول بات کر رہا ہوں اور میں نہیں سمجھتا کہ میری طرف سے اس ضمن میں کوئی مفاہمت کی بات کی جا سکتی ہے۔ یہ دراصل کانگرس ہے جسے اپنے رویئے میں لچک پیدا کرنی ہو گی۔"

جب ان سے دریافت کیا گیا کہ اگر برطانوی حکومت کوئی مفاہمت زبردستی ٹھونسنے کا فیصلہ کرلے تب کیا ہو گا؟ انہوں نے کہا کہ "ہونے کو تو ناممکنات بھی ہو جاتی ہیں' لیکن یہ پائیدار اور وقتی طور پر بھی مضبوط حل نہیں ہو گا' اور اس طریقے کے جو بے حد تباہ کن نتائج ہوں گے ان کا تو کوئی ذکر ہی نہیں۔

ہند کی قسمت کے فیصلے کے اس مرحلے پر پیوند کاری کے طریقوں سے کام نہیں چل سکتا۔ جس شے کی ضرورت ہے وہ حقیقی تدبّر اور حقائق کا سامنا کرنے کی اصلی کوشش ہے۔ ہم ہند کا مسئلہ دس منٹ میں حل کر سکتے ہیں اگر مسٹر گاندھی یہ کہہ دیں "میں اتفاق کرتا ہوں کہ پاکستان ہونا چاہیے۔ میں اتفاق کرتا ہوں چھ صوبوں' سندھ' بلوچستان' پنجاب' صوبہ سرحد اور بنگال پر مشتمل ایک چوتھائی ہند کو اپنی موجودہ جغرافیائی سرحدوں کے ساتھ پاکستان تشکیل کرنا چاہیے۔"

اس کے بعد سارا معاملہ بالکل سہل ہو جائے گا کہ دوستوں کی طرح بیٹھ کر اس عظیم برّصغیر کی دو بڑی قوموں کے مابین دوستانہ اور ہمسایانہ زندگی کی تفصیلات طے کرلی جائیں۔

کینیڈا اور امریکہ بھی تو ساتھ رہتے ہیں۔ ہندو اور مسلمان ایسا کیوں نہیں کر سکتے؟ تسلیم! لین دین کے ہزاروں معاملات ہو سکتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہی کہ کہیں انتقال آبادی بھی ہو جائے' اگر یہ خالصتاً رضاکارانہ بنیاد پر ہو۔ بلاشبہ سرحدوں میں بھی رد و بدل ہو سکتا ہے جہاں ہندو اور مسلم اراضی ہندوستان یا پاکستان کے ساتھ ملحق ہو' جو بھی صورت ہو' یہ سب کچھ ہو سکتا ہے۔ لیکن پہلے یہ ضروری ہے کہ موجودہ صوبائی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرحدوں کو آئندہ کے پاکستان کی سرحدیں تسلیم کر لیا جائے۔ ہماری حکومت پاکستان غالباً وفاقی طرز کی حکومت ہو گی جو خود مختار صوبوں کی بنیاد اور کلیدی قوت دفاع، امور خارجہ وغیرہ مرکز کی تحویل میں، کے اصولوں پر وضع ہو گی، لیکن اس کا انحصار تو مجلس دستور ساز پر ہو گا۔ ہماری مجلس دستور ساز ہی اس کا فیصلہ کرے گی۔

"ذاتی طور پر مَیں برطانوی حکومت کے خلوص پر شبہ نہیں کرتا، لیکن میں اُن لوگوں کے اخلاص پر یقیناً شک کرتا ہوں جو مسلمانانِ ہند کو پورا پاکستان دیئے بنا اُمید مفاہمت کا دعوے کرتے ہیں۔"

(دستاویزات قائداعظم فائل ۸۱۰/ صفحہ ۱۱۴-۱۱۲)

برطانوی اخبار کیمسلے کے مسٹر ہینلے سے ملاقات

بمبئی، ۱۱ ستمبر ۱۹۴۶ء

"ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین جمود کو حل کرنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ برطانوی حکومت پاکستان کے حق میں ایک غیر مبہم اعلان کرے جس کے ساتھ ایک واضح یقین دہانی ہو کہ وہ اس پر بلا کسی تاخیر کے عمل درآمد کریں گے۔" یہ بات مسٹر ایم۔ اے۔ جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک ملاقات کے دوران مجھ سے کہی۔ باہر مون سون کی موسلا دھار بارش ہو رہی تھی اور مَیں ان کے مالا بار ہل پر واقع خوبصورت بنگلے کے کتب خانے میں محو گفتگو تھا۔

آپ نے عبوری حکومت میں شرکت سے کیوں انکار کیا؟ مَیں نے آغاز کلام کیا۔

انہوں نے جواب دیا "انکار مَیں نے نہیں کیا۔ کابینہ کی اصل تجویز ایک مخلوط حکومت تھی جس میں پانچ کانگرس کے پانچ مسلمان اور دو اقلیتی نمائندے ہوتے۔ مَیں نے اتفاق کیا اور کانگرس نے انکار کر دیا۔ کانگرس کے ہندوؤں اور مسلمانوں کو مساوی نشستیں دینے پر اعتراض کو دُور کرنے کے لئے مشن نے اقلیتوں کے تیسرے ہندو نمائندے کا اضافہ کیا۔ مَیں نے اتفاق کیا۔ کانگرس نے انکار کر دیا۔ ۱۶ جون کو وائسرائے نے حتمی فارمولا پیش کیا۔ پانچ ہندو، پانچ مسلم لیگی اور چار اقلیتی نمائندے۔"

بار بار اتفاق کیا

"میرے نام وائسرائے کے مکتوب مرقومہ ۲۰ جون کے زور دینے پر جس میں انہوں نے کہا کہ کسی بڑے فرقہ وارانہ ایشوع پر اگر کسی ایک جماعت کی اکثریت نے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی مخالفت کی تو عبوری حکومت کوئی فیصلہ نہیں کرے گی۔ اگلی بات وائسرائے نے یہ کہی کہ اگر دو بڑی جماعتوں میں کوئی ایک بھی عبوری حکومت میں شرکت پر رضامند نہ ہوئی تب بھی وہ عبوری حکومت کی تشکیل کر دیں گے اور اسے ممکنہ طور پر زیادہ سے زیادہ نمائندہ بنائیں گے' اور یہ ان عناصر پر مشتمل ہو گی جو کابینہ کے طویل اور قلیل المدت منصوبوں کو قبول کرنے پر آمادہ ہوں گے۔ میں نے دوبارہ اسے قبول کر لیا لیکن وائسرائے اور کابینہ مشن نے ۱۶ جون کی اپنی ہی تجاویز کی دھجیاں اُڑا دیں اور اپنے ہی لفظوں سے پھر گئے۔ اور اب کانگرس کی چاپلوسی کی غرض سے وائسرائے نے' انہیں' ہندو کانگرس پارٹی کو' کابینہ ترتیب دینے کی دعوت دی۔ ہمیں نو کے مقابلے میں پانچ نشستوں کی پیش کش کی گئی' نو کے نو ان کے نامزد۔" مسٹر جناح نے اپنی بات پر زور دینے کے لئے انگلیوں میں دبی ہوئی سگریٹ کو فضا میں لہرایا۔ "ہندو' مسلم مساوات کو مسترد کر دیا گیا۔ کانگرس کو اپنی پسند کے مسلمانوں کو نامزد کرنے کی آزادی دے دی گئی۔ ایک بدیہی کوشش لیگ کے اراکین کو عہدوں کا لالچ دے کر ورغلانے کی۔ وہ لفظ بھی غائب کہ کسی بڑے فرقہ وارانہ مسئلے کا محض عددی اکثریت کے بَل پر فیصلہ نہیں کیا جائے گا۔"

مسٹر جناح نے چاندی کے اس بڑے ڈبے میں سے جو ہمارے درمیان تھا سگریٹ نکالنے کے لئے ایک لمحے کا توقف کیا اور پھر اسی غیر جذباتی انداز میں گویا ہوئے:

"اس طرح نہ صرف یہ کہ برطانوی کابینہ نے عبوری حکومت کے تعلق میں اپنی ہی ہر تجویز کی دھجیاں اُڑائیں بلکہ کانگرس پارٹی نے کابینہ کا طویل المدت منصوبہ بھی قبول نہ کیا جیسا کہ اُن شرائط سے ظاہر ہے جن کے تحت انہوں نے طویل المدت منصوبہ قبول کیا اور جو اخبارات میں شائع ہوئیں۔ اس کی ایک ہی مثال لے لیجئے۔ اس اہم شرط کی کہ کوئی صوبہ اپنے گروپ سے اس وقت تک باہر نکلنے کا فیصلہ نہیں کر سکتا جب تک کہ حتمی طور پر متفقہ دستور کے تحت عام انتخابات کا انعقاد نہ ہو جائے۔ اس کی انہوں نے اپنی ہی تعبیر کر دی۔"

میں (صحافی) نے اس کا جواب اس طرح دیا: "پنڈت نہرو کی حالیہ نشری یقین دہانی کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں جس میں انہوں نے کہا کہ کانگرس پارٹی اس امر سے اتفاق کرتی ہے کہ مجلس دستور ساز کو علاقائی حلقوں میں بھی اپنا اجلاس منعقد کرنا چاہیے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُبہم، غیر متعین بات نہیں

مسٹر جناح نے مسکراتے ہوئے کہا کہ جو "چیز درکار ہے وہ مبہم، غیر متعین باتیں نہیں ہیں بلکہ ایک مبسوط بیان ہے جس میں وضاحت کر دی جائے کہ کانگرس کس شے کا خود کو پابند سمجھتی ہے اور کس شے کا پابند نہیں سمجھتی۔ محض الفاظ اور جملے سودمند نہیں ہو سکتے۔ اس کیفیت کا مقابلہ کرنے کے لئے جس چیز کی ضرورت ہے وہ متنازعہ نکتے کے بارے میں ایک قطعی اور غیر مبہم بیان ہے۔"

مَیں (صحافی) نے کہا "آپ کے ناقدین یہ الزام لگاتے ہیں کہ آپ کا رویّہ خالصتاً تباہ کُن ہے جو صرف خانہ جنگی پر منتج ہو سکتا ہے۔"

مسٹر جناح نے خاصا چیخ کر کہا: "خون بہانے کی میری کوئی خواہش نہیں لیکن اگر نوبت اسی پر پہنچا دی گئی تو کوئی مسلمان بھی اپنا دفاع کرنے سے نہیں ڈرے گا۔" انہوں نے استفہامیہ انداز میں کہا "تباہ کُن رویّہ؟" وہ ہے خون خرابے کو روکنے اور ایسے حالات پیدا کرنا جن میں ہند کی دو قومیں دوست ہمسایوں کی مانند زندگی بسر کر سکیں۔ یہ مَیں ایک تعمیری حل کی پیش کش کرتا ہوں ——— پاکستان۔"

رائٹر کے نمائندے ڈنکن ہوپر سے ملاقات

کراچی ۲۵ اکتوبر ۱۹۴۷ء

قائداعظم محمد علی جناح نے ۲۵ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو رائٹر کے نامہ نگار ڈنکن ہوپر کو ایک طویل انٹرویو دیا۔ مکمّل متن کا اردو ترجمہ سوال و جواب کی صورت میں درج ذیل ہے:

سوال: فلسطین کی آخری صورت حال کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ اگر تقسیم فلسطین کے منصوبے پر عربوں اور یہودیوں کے درمیان معرکہ آرائی ہوئی تو پاکستان کا رویّہ کیا ہوگا؟

جواب: ادارۂ اقوام متحدہ میں ہمارے وفد کے لیڈر سر ظفر اللہ خاں نے فلسطین کی آخری صورت حال کے بارے میں ہماری پوزیشن کو واضح طور سے بیان کر دیا ہے، اور مجھے امید ہے کہ تقسیم کا منصوبہ رد کر دیا جائے گا، ورنہ خوفناک تباہی اور بیمثال معرکہ آرائی لازمی ہے، نہ صرف عربوں اور مقتدر طاقت کے مابین جو تقسیم کے منصوبے اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پر عملدر آمد کی مصیبت کی ذمے دار ہوگی بلکہ ساری مسلم دنیا ایسے فیصلے کے خلاف بغاوت کر دے گی جسے تاریخی' سیاسی اور اخلاقی تائید حاصل نہیں ہوسکتی۔ اس معاملے میں پاکستان کے لیے کوئی دوسرا راستہ نہیں رہ جاتا' ماسوا اس کے کہ وہ عربوں کی پوری پوری حمایت کرے اور میری رائے میں وہ اس ظلم و زیادتی کو روکنے کے لیے جو کچھ اس کے بس میں ہوگا' اس سے دریغ نہیں کرے گا۔

پاکستان کی التماس کا ردِ عمل

سوال: کیمونل مسئلے کے حل میں مدد دینے کے لیے پاکستان کی التماس پر دوسری حکومتوں کی طرف سے کیا ردعمل ظاہر ہوا؟

جواب: فی الحال کچھ واضح نہیں۔ لیکن مجھے بھروسا ہے کہ یہ معاملہ انگلستان کے وزیراعظم اور دیگر مملکتوں کے زیر غور ہے۔

سوال: آپ کے خیال میں ہند اور پاکستان کی حکومتوں کے مابین مستحکم دوستانہ روابط کی بہترین اساس کیا ہوگی؟

جواب: اوّلین اور فوری ضرورت یہ ہے کہ دونوں حکومتیں اپنی اپنی مملکتوں میں امن بحال کرنے اور قانون کی حکمرانی قائم کرنے میں اپنی تمام تر سعی وقف کر دیں۔ یہ بنیادی بات ہے۔ مَیں نے بتکرار یہ کہا ہے کہ اب جبکہ دونوں حکومتوں کے مابین سنجیدہ معاہدے کے ذریعے ہند کی تقسیم عمل میں آگئی ہے' ہمیں ماضی کو دفن کر دینا چاہیے اور یہ عہد کرنا چاہیے' باوجود اس کے جو کچھ ہُوا' کہ ہم دوستوں کی طرح رہیں گے۔ کئی چیزیں ایسی ہیں جن کی ہمسایوں کی حیثیت سے ہمیں ایک دوسرے سے ضرورت رہے گی اور ہم کئی طرح سے اخلاقی' مادی اور سیاسی طور پر ایک دوسرے کی مدد کرسکتے ہیں اور اس طرح دونوں حکومتوں کے رُتبے اور عزت میں اضافہ کرسکتے ہیں۔ لیکن قبل اس کے کہ ہم ترقی کی طرف بڑھیں' یہ ازبس ضروری ہے کہ امن و امان اور نظم و ضبط لازمی طور پر دونوں مملکتوں میں بحال کیا جائے۔

دونوں حکومتیں اقلیتوں کو یہ احساس دلائیں کہ ان کی زندگی' املاک اور عزت بالکل محفوظ اور سلامت ہیں' اور وہ بلا استثنٰی اپنی اپنی حکومتوں سے روادارانہ سلوک کی مستحق ہیں۔ یہ ازحد بدنصیبی کی بات ہے کہ اس وقت سے جب تقسیم پر اتفاق ہوگیا اور دو مملکتیں قائم ہوگئیں' زبردست پراپیگنڈہ مسلسل جاری ہے کہ پاکستان صرف کٹا پھٹا پاکستان ہے۔ یہ مسلم لیگ کا محض عارضی جنون ہے جو اس علیحدگی کا باعث

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ پاکستان کو ایک خطا کار بیٹے کی طرح پشیمان اور شرمسار ہو کر یونین (اکھنڈ بھارت) میں واپس آنا پڑے گا' اور یہ جو کچھ ہُوا اس کا سبب دو قومی نظریہ ہے۔

یہ بات بھی بہت افسوسناک ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کو دھمکیاں دے کر کہا جا رہا ہے کہ وہ مسلم لیگ کی قیادت کو لازماً موردِ الزام ٹھہرائیں اور اس انوکھے دو قومی نظریے پر یقین رکھنے اور پاکستان کی حمایت کرنے کے سلسلے میں اپنی حماقت کا اعلان کریں۔ علاوہ ازیں' ان کی ہند سے وفاداری کے لیے کچھ آزمائشی معیار طلب کیے جاتے ہیں اور جب تک وہ اس آزمائشی معیار پر پُورے نہ اُتریں تو کہا جاتا ہے کہ ان کے لیے ہندوستان میں کوئی جگہ نہیں۔

دو مملکتوں میں یونین؟ ہرگز نہیں!

مَیں یہ بات بالکل واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان کبھی سرنگوں نہیں ہو گا—— اور نہ ہی کبھی ان دو آزاد مملکتوں میں کسی صورت میں بھی کسی قسم کی ایک مشترکہ مرکز کے تحت آئینی یونین (کنفیڈریشن) کے قیام پر رضامند ہو گا۔

پاکستان قائم رہنے کے لیے بنا ہے اور یہ قائم رہے گا۔ مگر ہم ہندوستان کے ساتھ باہمی افہام و تفہیم یا ایسے معاہدوں میں شمولیت کے لیے ہمیشہ تیار ہوں گے جو برابر کے دو آزاد اور خود مختار ملکوں کے مابین مساوی بنیادوں پر ہوتے ہیں۔ بالکل اس طرح جیسے ہم کسی دوسرے بیرونی ملک سے دوستی اور تعاون کا معاہدہ کریں گے—— مگر یہ سب پروپیگنڈہ اور ہلچل اور دھمکیاں جو کانگرس کے نمایاں مقرروں کی طرف سے ہماری آزاد اور خودمختار مملکت کو دی جا رہی ہیں' اس طرح کی کاوشوں اور سازشوں کو لازماً ختم کرنا ہو گا' کیونکہ ان کا مقصد دونوں مملکتوں کو طاقت کے ذریعے متحد کرنا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے جن طریقوں کی وکالت کی جاتی ہے' وہ یہ ہیں:

۱۔ مسلمانوں کو مسلم لیگ اور حکومت پاکستان کے خلاف بغاوت پر اکسانا۔

۲۔ اس میں ناکامی کی صورت میں پاکستان کے رہنماؤں کو دو قومی نظریے کی حماقت کا احساس دلانا اور انہیں جنگ کے ذریعے مجبور کر کے یونین میں شامل کر کے اکھنڈ ہندوستان کی تخلیق کرنا۔

انڈیا ہندو مملکت ہے

اگر ان دو مملکتوں کے درمیان مستحکم اور دوستانہ تعلقات قائم کرنے ہیں تو اس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسم کے پروپیگنڈے کو یکسر ختم کیا جائے۔ جہاں تک دو قومی نظریے کا تعلق ہے' یہ کوئی نظریہ نہیں' بلکہ ایک حقیقت ہے۔ ہند کی تقسیم اس حقیقت پر مبنی ہے' اور اس کے علاوہ یہ حقیقت بلاشک و شبہ گزشتہ دو ماہ کے بدنما اور قابل مذمت واقعات سے ثابت ہو گئی' اور پھر حکومت ہند کے اس اقدام سے کہ اس نے پاکستان سے ہندوؤں کو اپنے قومی شہریوں کی حیثیت سے ہندوستان میں بلا لیا۔ پھر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ یہاں ایک قوم بستی ہے۔ مَیں نہیں چاہتا کہ اس موضوع پر مزید کچھ کہوں۔ یہاں روز بروز کئی اور واقعات ہیں جو سامنے آ رہے ہیں اور اس حقیقت کو واضح کر رہے ہیں کہ مملکت ہند ایک ہندو مملکت ہے۔

حتیٰ کہ نامور پروفیسر ڈاکٹر گیڈ گل اپنے ۹ اکتوبر کے بیان میں کہتے ہیں کہ ایک ہندو مملکت یا موزوں تر ہندو قومی ریاستوں کا وفاق ہی صرف انڈین یونین کی موزوں تعریف ہے۔ اور پھر وہ یہ کہتے ہیں کہ انڈین یونین کو ہندو مملکت کے طور پر بیان کرنے ہی سے اس کے اہم ترین اوصاف اور اس کے نمایاں خط و خال سامنے آتے ہیں۔ وہ مزید یہ کہتے ہیں کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ انڈین یونین کے علاقے یا سرزمین پر اُن لوگوں کے لیے کوئی جگہ نہیں جو ہندو روایات سے کوئی تعلق نہیں رکھتے یا وہاں دوسروں کے خلاف امتیازی برتاؤ ہو گا۔

اقلیتوں کی شہریت ختم نہیں ہو جاتی

مختلف عقائد کی حامل اقلیتیں جو پاکستان یا ہندوستان میں رہتی ہیں ان کی متعلقہ ریاست کی شہریت اس بنا پر ختم نہیں ہو جاتی کہ وہ کسی خاص مذہب' عقیدے یا نسل سے تعلق رکھتی ہیں۔ مَیں نے متعدد بار اس امر کو واضح کیا ہے' خصوصاً دستور ساز اسمبلی میں اپنی افتتاحی تقریر میں کہ پاکستان میں اقلیتوں سے اپنے شہریوں جیسا سلوک ہو گا' اور انہیں وہ سب حقوق و مراعات حاصل ہوں گے جو کسی بھی فرقے کو حاصل ہوں۔ پاکستان اس پالیسی پر عمل پیرا رہے گا اور ہر ممکن سعی کرے گا جس سے پاکستان میں غیر مسلم اقلیتوں میں اعتماد اور تحفظ کا احساس پیدا ہو۔

ہر شہری سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ مملکت کا وفادار ہو اور اس کا سچا فرمان بردار ہو۔ قانون کا ہاتھ اتنا مضبوط ہونا چاہیے کہ وہ کسی ایسے شخص یا گروہ کا محاسبہ کر سکے جو مملکت سے بے وفائی کرے۔ بہرکیف' ہم کسی کی وفاداری کو جانچنے کے لیے کسی قسم کے اسکول نما ٹیسٹ تجویز کرنے کے حق میں نہیں۔ ہم پاکستان کے کسی ہندو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہری سے یہ نہیں کہیں گے کہ "اگر کہیں جنگ ہو تو کیا تم ہندو کو گولی مارو گے؟"

ہندوستان میں رہ جانے والی مسلم اقلیت اور ان کے لیڈروں کو مَیں پہلے ہی یہ مشورہ دے چکا ہوں کہ وہ لازمی طور سے اپنی اور اپنی منتخب قیادت کی تنظیم نَو کریں' کیونکہ انہیں کئی ملیّن لوگوں کے حقوق و مفادات کے تحفّظ کی خاطر بہت اہم کام کرنا ہے۔ اُنہوں نے پہلے ہی میرے مشورے کے تحت حکومت ہند کو اپنی وفاداری کا یقین دلایا ہے اور پہلے ہی روز انہوں نے مملکت ہند کی دستور ساز اسمبلی میں شامل ہو کر اپنے موجودہ طرز عمل کی وضاحت کر دی ہے۔ اس کے باوجود یہ پُرفریب پراپیگنڈہ جاری ہے کہ مسلم لیگ نے انہیں بے یارو مددگار چھوڑ دیا ہے اور پاکستان ان کے مصائب اور معاملات سے لاتعلق ہوگیا ہے۔ ہند کی مسلم اقلیت نے پاکستان کے حصول اور قیام میں شاندار کردار ادا کیا ہے۔ ایسا کرتے ہوئے انہیں نتائج کا بخوبی احساس تھا کہ انہیں ہندوستان میں اقلیت کی حیثیت سے رہنا ہے مگر اپنی عزتِ نفس اور وقار کی قیمت پر نہیں۔ کسی کو بھی یہ معلوم نہ تھا کہ ہند میں ایک طاقتور طبقہ اس بات پر تُلا ہوا ہے کہ بہیمانہ طور پر مسلمانوں کو ختم کر دیں اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے منظم منصوبہ بندی اور تیاری کی گئی تھی۔ مجھے امید ہے کہ ہندوستان کی حکومت اس غنڈہ گردی کو سختی سے کچل دے گی ورنہ وہ ایک مہذّب حکومت کہلانے کے حق سے ہاتھ دھو بیٹھے گی۔ لہٰذا مَیں ہندی مسلمانوں کے مصائب و آلام سے مکمّل ہمدردی رکھتے ہوئے اُن سے التماس کروں گا کہ وہ ان آزمائشوں کو صبر و تحمّل سے برداشت کریں اور خوفزدہ و ہراساں ہو کر کسی عاجلانہ فیصلے یا عمل کے ذریعے ہمارے دشمنوں کے ہاتھوں میں نہ کھیلیں۔

وہ اپنی موجودہ بدنظمی کے عالم میں متعلقہ گروہوں کے پُرفریب پراپیگنڈے سے متاثر ہو کر مسلم لیگ اور اس کی قیادت کو اپنے مصائب کا ذمہ دار قرار نہ دیں۔ وہ اپنے قول و فعل پر قائم رہیں اور مَیں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ پاکستان ان کے مصائب پر محض تماشائی بن کر نہیں بیٹھا رہے گا۔ ہمیں ان کے مستقبل اور بہبود کا گہرا احساس ہے اور ہم ہر وہ بات کریں گے جو ہمارے اختیار میں ہے اور جس سے وہ خطرات دُور ہو جائیں جن کا وہ سامنا کر رہے ہیں۔ مَیں بڑے خلوص سے اُمید کرتا ہوں کہ ہند کی حکومت کے تعاون سے ہم ان کے لیے مناسب تحفظات کے حصول میں کامیاب ہوں گے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سازش کی جڑوں کو اکھاڑ دیں

سوال : کیا آپ کے خیال میں پاکستان اور ہندوستان انتقال اقتدار کے ساتھ ہونے والی بدترین بدنظمی، فرقہ واریت اور فسادات سے اب گزر چکا ہے؟

جواب : آپ اسے بمشکل فرقہ وارانہ بدنظمی کہہ سکتے ہیں۔ اگرچہ مَیں جانتا ہوں کہ ڈھیلے ڈھالے انداز میں اسے یونہی بیان کیا جاتا ہے۔ اب یہ شک و شبے سے بالاتر ایک حقیقت ہے کہ یہ تمام قتل و غارت گری باقاعدہ ایک منصوبے کے تحت، ایک منظم طریقے اور واضح ہدف اور مقصد کے تعیّن کے ساتھ بنائی گئی تھی اور اس پر عمل کیا گیا تھا۔ مجھے ایسے نظر آتا ہے کہ اس کا مقصد اس نوزائیدہ مملکت پاکستان کو جس کا آغاز ظاہر ہے کہ کھُرچن اور تنکوں سے ہوا، مفلوج کر کے ختم کرنا تھا۔ اب اس کا صرف ایک ہی مداوا رہ گیا ہے کہ ہند کی حکومت اپنا یہ فرض ادا کرے کہ وہ اس شیطانی سازش سے سختی کے ساتھ عہدہ برآ ہو اور اسے ختم کر دے۔ مَیں کہتا ہوں کہ اس سازش کو اور اس تنظیم کی پُشت پر جو طاقتور لوگ ہیں انہیں بے نقاب کیا جائے، اور سازش کو جڑ سے اکھاڑ دیا جائے۔ اس کا کچھ فائدہ نہیں کہ محض علامت سے سروکار رکھا جائے۔ آپ کو لازماً اس کی جڑوں کو اکھاڑنا ہوگا۔

مسلم لیگ کے فرائض

سوال : آپ کے خیال میں اب بیرون پاکستان مسلم لیگ کے باقاعدہ فرائض کیا ہیں؟

جواب : مسلم لیگ نے پہلے ہی اپنا مشن، اپنا مقصد حاصل کر لیا ہے جو آزاد مملکت پاکستان کا قیام تھا۔ مسلم لیگ کے بقیہ اغراض و مقاصد بہت عمومی نوعیت کے ہیں جنہیں میں پیش کرتا ہوں۔ ہند کی دیگر قوموں کے سیاسی، مذہبی حقوق کا تحفّظ اور ترقی، اور ہند کے مسلمانوں اور دیگر قوموں کے مابین برادرانہ تعلقات کو برقرار اور استوار کرنا۔ مَیں چاہتا تھا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کی کونسل کا اجلاس قریب ترین تاریخوں میں بلواؤں۔ ظاہر ہے کہ جو بنیادی تبدیلیاں آئی ہیں اُن کی روشنی میں مسلم لیگ کی تنظیم کو نئے سرے سے منظم کرنا ہوگا۔ مگر بدقسمتی سے جو نازک صورتِ حال پیدا کر دی گئی اس میں ہم اتنا ڈوب گئے کہ ہمارے پاس اتنا وقت نہ تھا کہ یہ اور کئی دوسرے مسائل کی طرف توجہ کر سکیں جن کا ہمیں سامنا ہے اور جو تاحال ہماری فوری توجہ کے محتاج ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہندی مسلمانوں کے لیے مناسب تحفّظات

ہند میں مسلمانوں کے لیے مسلم لیگ کا اہم مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے فرائض ادا کر کے مناسب حقوق حاصل کریں، مگر دو مملکتوں کے قیام سے یہ بھی ایک ایسا معاملہ ہے جسے حکومتی سطح پر مناسب طریقے سے طے کیا جاسکتا ہے۔

۳ جون کے منصوبے کو دو بڑی قوموں نے جانشین مقتدرہ کے طور پر قبول کیا تھا اور اب اس منصوبے کے مطابق اور قانون آزادی ہند ۱۹۴۷ء کی شرائط کے تحت دو آزاد اور خودمختار ریاستیں معرض وجود میں آئیں۔ منصوبے کو قبول کرتے ہوئے بلکہ اس سے بھی پہلے کانگرس اور مسلم لیگ دونوں کی طرف سے باقاعدہ عہد کیا گیا تھا کہ دونوں مملکتوں کی اقلیتوں کے مذہبی، ثقافتی، معاشی، سیاسی، انتظامی اور دیگر حقوق و تحفظات ان کے مشورے سے حل ہوں گے۔ اور اس صورت حال سے کسی ذمہ دار شخص نے تاحال اعراض نہیں کیا۔

ہولناک خون خرابہ

مَیں یہ کہتے ہوئے مسرّت محسوس کرتا ہوں کہ دونوں مملکتوں کا آغاز ہر جگہ یوم آزادی کے حصول کے جشن کے طور پر ہُوا، اور نہ صرف ان دو بڑی قوموں کی طرف سے بلکہ برّصغیر کے سب باشندوں کی طرف سے اس میں حصّہ لیا گیا۔ مگر پھر اس کے فوراً بعد یہ ہولناک خون خرابہ شروع ہوگیا جس کا مقصد بلاشبہ ہندوستان میں مسلم اقلیت کو صفحہ ہستی سے مٹانا تھا۔

آخر میں، مَیں اس بات پر زور دوں گا کہ کانگرس اور ہند کی حکومت اُس لیڈر شپ کا خاتمہ کر دے جس نے اس ظالمانہ قتل و غارت گری کے منصوبے بنائے اور ان سب عناصر کو بھی ختم کرے جنھوں نے قانون کی خلاف ورزی میں اُن کا ساتھ دیا۔

کوئی انتقام یا بدلہ نہیں

مَیں نے اس بات سے ہر ممکن طور پر گریز کیا ہے کہ ہندوؤں یا مسلمانوں کو بہ حیثیت قوم اس الزام میں برابر کا شریک یا ذمہ دار قرار دوں۔ لیکن مَیں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ مَیں بغیر کسی ذہنی تحفّظ کے قتل و غارت گری کے ان ہولناک افعال کی پُر زور مذّمت کرتا ہوں، قطع نظر اس سے کہ یہ کس مقام اور کس کی طرف سے سرزد ہوئے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَیں نے اپنی پوری کوشش کی ہے اور مجھے یہ کہتے ہوئے اطمینان محسوس ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی طرف سے میری اس التجا پر پُورا پُورا اور حوصلہ افزا عمل ہوا کہ خواہ کتنی بھی اشتعال انگیزی کیوں نہ ہو' مسلمانوں کی طرف سے کوئی انتقامی کارروائی نہیں ہونی چاہیے اور کسی قسم کا بدلہ نہیں لیا جانا چاہیے۔ اس کے برعکس ہر مسلمان کا یہ فرض ہے' ایک باعزّت انسان کی حیثیت سے بھی اور اس کے علاوہ اُن کا مذہب بھی اُن پر یہ فرض قرار دیتا ہے کہ کوئی انتقامی کارروائی اور بدلہ نہ لیا جائے۔ یہ ہمارا انسانی اور دینی فرض ہے کہ اقلیتوں کی حفاظت کریں اور اپنے عمل سے اپنے ان شہریوں سے رواداری کا ثبوت دیں۔

(اے۔پی۔ آئی' دی سول اینڈ ملٹری گزٹ ۲۴۔ ۲۵ اکتوبر ۱۹۴۷ء)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیغامات (قوم کے نام)

قرآن کریم کے مطابق عبادت اور زندگی کے مابین ایک حقیقی ربط

آل انڈیا ریڈیو' بمبئی ۱۳ نومبر ۱۹۳۹ء

ہم پُرانی نسل کے لوگ ـــــ اپنی آزمائشوں سے گزر چکے ہیں۔ امشب اپنے دوستوں بالخصوص نوجوانوں کی موجودگی میں انہیں (آزمائشوں کو) فراموش کر دینا چاہتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ ـــــ اگر ہو سکے تو ـــــ ان کے دلوں میں موجزن تازہ تر بہاروں اور اُمنگوں کے تاروں کو چھیڑوں کیونکہ آئندہ انہیں ہی ہماری اُمنگوں کا بار اٹھانا ہے۔

آج رمضان المبارک کے روزے اور عبادت کا نظم و ضبط اللہ جل شانہٗ کے حضور دل کے ایک لافانی عجز کے ساتھ پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔ لیکن یہ عجز کمزور دل کا عجز نہیں ہو گا' اور جو لوگ ایسا سمجھتے ہیں وہ اللہ تبارک و تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کے ساتھ ناانصافی کا ارتکاب کرتے ہیں کیونکہ یہ تمام مذاہب کا قول محال ہے کہ عاجز مضبوط ہو گا اور اسلام کی صورت میں یہ بات خصوصی اہمیت کی حامل ہے کیونکہ اسلام فی الحقیقت عمل کا تقاضا کرتا ہے۔

ہمارے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے رمضان المبارک کا نظم و ضبط ہمیں عمل کیلئے ضروری قوت مہیا کرنے کی خاطر وضع فرمایا تھا' اور عمل میں انسانی معاشرہ ملحوظ خاطر ہے۔ جب ہمارے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عمل کی تلقین فرمائی تو ان کے ذہن مبارک میں ایک فردِ واحد کی تنہا زندگی نہیں تھی' جو افعال اپنے طور پر اس سے سرزد ہوتے ہیں' عبادت اور وہ سب کچھ جس کا روحانیت سے تعلق ہے۔

قرآن کریم کے مطابق عبادت اور زندگی میں ایک بہت ہی حقیقی ربط موجود ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ کتنے اور حیرت انگیز مواقع ہمیں عطا کئے گئے تاکہ ہم اپنے بھائیوں سے مل سکیں' اُن کا مطالعہ کر سکیں' اُنہیں سمجھ سکیں' اور سمجھ کر اُن کی خدمت کر سکیں' اور آپ دیکھیں گے کہ یہ تمام مواقع عبادات کا نظم قائم کر کے تخلیق کئے گئے۔ دن میں پانچ بار ہمیں محلّہ کی مسجد میں جمع ہونا ہے۔ پھر ہر ہفتہ جمعہ کے روز ہمیں جامع مسجد میں جانا ہے۔ پھر سال میں دو بار عیدین کے دن سب سے بڑی مسجد یا شہر کے باہر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میدان میں ہمارا اجتماع ہوتا ہے' اور اخیر میں حج ہے جس کے لئے مسلمان دُنیا کے اطراف و جوانب سے سفر کرتے ہیں تاکہ کم سے کم زندگی میں ایک بار بیت اللہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور حاضر ہو سکیں۔ آپ نے ملاحظہ کیا ہو گا کہ ہماری عبادات کا یہ نظام لازمی طور پر نہ صرف دیگر مسلمانوں سے ہمارے رابطے اُستوار کرتا ہے بلکہ جُملہ اقوام کے افراد سے بھی جن سے ہمارا دورانِ سفر لابدی طور پر سابقہ پڑتا ہے۔ مَیں نہیں سمجھتا کہ ہماری عبادات کے بارے میں یہ احکام محض خوشگوار اتفاق ہو سکتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ انہیں اس انداز سے وضع کرنے کا مقصد انسانوں کو اُن کے معاشرتی احساسات کی تکمیل کے مواقع فراہم کرنا ہے۔

قرآن کریم میں انسان کو درحقیقت خلیفتہ اللہ کا نام دیا گیا ہے اگر انسان کی اس تعریف کی کوئی اہمیت ہے تو یہ ہم پر اتباعِ قرآن کا فریضہ عائد کرتی ہے' کہ ہم دوسروں کے ساتھ سلوک روا رکھیں جو اللہ اپنی مخلوق بنی نوع انسان کے ساتھ روا رکھتا ہے۔ اس لفظ کے وسیع تر مفہوم میں یہ فریضہ ہے محبّت اور درگذر کرنے کا' اور یہ فریضہ ـــــ باور کیجئے ـــــ کوئی منفی فریضہ نہیں بلکہ ایک مُثبت بات ہے۔

اگر ہم اللہ کی مخلوق کے ساتھ' خواہ اُن کا کسی بھی فرقے سے تعلق کیوں نہ ہو' اُنسیت اور رواداری کے قائل ہیں تو ہمیں اس عقیدہ پر اپنے روزمرہ کے وظائف اور نیکی کے کاموں میں اس پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔ آج عید کے دن اس جذبے کا جو ہمارے دلوں میں روزہ اور نماز کی بدولت روشن ہُوا ہے اس سے بہتر کوئی مظاہرہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ہم اس امر کا عہد کریں کہ ہم یک جہتی پیدا کریں گے' اپنے گھر میں' اپنے فرقے میں اور اپنے ملک میں جس میں مختلف مذاہب اور عقائد موجود ہیں اور کام کریں گے' خلوت ہو یا جلوت' خود غرضانہ مفاد کیلئے نہیں بلکہ اپنے ابنائے وطن اور آخرکار بنی نوع انسان کے عظیم تر مفاد کے لئے۔

یہ ایک عظیم آئیڈیل ہے جو سعی و ایثار کا تقاضا کرے گا۔ ایسا تو شاذو نادر بھی نہ ہو گا کہ آپ کے ذہن شک و شبہ کی آماجگاہ بن جائیں۔ ایسے تضادات ہو سکتے ہیں جن کی نوعیّت مادی بلکہ رُوحانی بھی ہو اور جنہیں آپ جرأت اور ہمّت کے ساتھ حل کر لیں۔ ہمیں ان کا سامنا کرنا ہو گا اور اگر آج' جبکہ ہمارے دل عجز سے مملو ہیں' عالی حوصلگی سے کام نہ لے سکیں تو پھر کبھی بھی ایسا نہ کر سکیں گے۔ ہمارے تمام رہنما مسلمان اور ہندو دونوں فرقہ دارانہ مناقشات پر غمگیں ہوتے رہتے ہیں' ان کے اسباب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تاریخ کا تذکرہ نہیں کروں گا' لیکن ایسے لمحے آئیں گے جب لوگوں کے جذبات مشتعل ہو جائیں گے اور جب اختلافات تصادم کا رُوپ دھار لیں گے۔ ایسے لمحات میں مَیں آپ سے کہوں گا کہ آپ اپنی عید کی عبادت کو یاد کریں اور چند ثانیوں کے لئے اس بات پر غور کریں کہ کیا ہم اس رہنمائی کی روشنی میں ان سے احتراز نہیں کر سکتے جو ہمارے قرآن نے اور اس عظیم جذبہ نے ہمیں عطا کی ہے' جو اسلام ہے۔ مَیں آپ سے کہوں گا کہ ایسے لمحات کے دوران آپ یہ یاد رکھیں کہ ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کوئی قاعدہ قانون دیگر تمام بنی نوع انسان کے ساتھ اُنسیت اور رواداری سے بڑھ کر زیادہ متبرک اور مقدس نہیں ہو سکتا۔

تمام معاشرتی اصلاح اور سیاسی آزادی کا تمام تر انحصار ایسی چیز پر ہونا چاہئے جس کے زندگی میں زیادہ گہرے معنی ہوں۔ اور اگر آپ مجھے یہ کہنے کی اجازت دیں' یہی اسلام اور اسلامی جذبہ ہے۔ صرف بڑی بڑی تقریروں اور کانفرنسوں سے ہی سیاست عبارت نہیں ہوتی۔ متعدد نوجوان میرے پاس یہ دریافت کرنے کے لئے آتے رہے ہیں کہ وہ کس طرح اپنے ملک کی خدمت کر سکتے ہیں۔

پس میرے نوجوان دوستو! اگر آج رات مَیں سیاست کا ذکر چھیڑتا ہوں تو آپ کو صرف یہ بتانے کیلئے' مشورے کے طور پر' کہ مستقبل کے ہند میں ہمارے حقوق بھی ہیں اور دعاوی بھی' لیکن ہم اُن کے ضمن میں ضد کی راہ اختیار نہیں کریں گے کیونکہ ضد تو اس جذبہ اُنسیت اور رواداری کی تکذیب کرتی ہے جو آج عید کے دن ہمیں عطا ہُوا ہے اور جس کی برکات کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں تک پہنچانے کا حکم دیتے ہیں۔ لیکن ہم میں سے ہر شخص خود کو نظم و ضبط کا پابند بنا کر اپنے ملک کی خدمت کر سکتا ہے اور نظم و ضبط ہی اس مقدس مہینے کا ماحصل ہے۔

کیا کوئی شخص اپنی عادات و اطوار میں باقاعدہ ہے؟ کیا کوئی وقت پر سوتا ہے؟ کیا کوئی سڑک پر بائیں ہاتھ پر چلتا ہے اور سڑک پر کُوڑا کرکٹ پھینکنے سے احتراز کرتا ہے؟ کیا کوئی شخص اپنے کام میں دیانتدار اور مخلص ہے؟ کیا کوئی آدمی دوسروں کو وہ امداد بہم پہنچاتا ہے جو وہ پہنچا سکتا ہے؟ کیا وہ روادار ہے؟ یہ چھوٹی چھوٹی سی باتیں نظر آئیں گی۔ لیکن یہ ذاتی نظم و ضبط کے ضمن میں اصل اصول کا درجہ رکھتی ہیں اور عظیم تر ہند کی تشکیل کے تعلق میں جُملہ فرقوں اور عقائد کی مشترکہ مساعی میں بڑی قدر و قیمت کی حامل ہیں۔ یہ ہمارے ملک کی خدمت ہو گی جو شاید آپ کو سیاسی چمک دمک

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تو نہ لا سکے لیکن آپ کے دلوں کو ابدی سکون بخش دے گی اس خیال کے ساتھ کہ آپ نے سیاست دانوں کے کام کو آسان تر بنانے کے ضمن میں اپنا حصّہ ادا کر دیا۔

مَیں اپنی مختصر سی گفتگو کو ختم کرنے والا ہوں اور اس وقت مجھے "مفاہمت" پر جان مورلے کی کتاب یاد آ رہی ہے۔ عام طور سے مَیں اپنے نوجوان دوستوں کو کتابیں پڑھنے کا مشورہ دینا ناپسند کرتا ہوں لیکن مَیں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں کو یہ کتاب پڑھنی چاہیئے' ایک بار نہیں بلکہ بار بار۔ اس میں ایک بہت اچھا باب ہے مفاہمت کی حدود پر' اور اس سے صداقت پر کاربند رہنے اور عمل کے تعلق میں ہمارے اقدامات پر حدود کے ذیل میں جو سبق ملتا ہے وہ اس قابل ہے کہ اس پر غور و فکر کیا جائے۔

صداقت کو شعار بنانے اور اپنے عقائد پر عمل پیرا ہونے کے سلسلے میں ہمیں قرآن کریم کی عقلی تاویل کو مشعل راہ بنانا چاہیئے۔ اگر ہم صداقت شعاری کو حرزِ جان بنا لیں تو ہم اپنے طور پر منزل مقصود حاصل کر لیں گے۔ اس صداقت کو رُو بہ عمل لانے کے لئے ہم اس قدر پر اکتفا کریں گے۔ اس طرح ہم دوسروں کے حقوق پر چھاپہ مارے بغیر اپنا مقصد حاصل کر سکیں گے' جبکہ ہم مزید حاصل کرنے کے لئے اپنی مساعی کو ترک بھی نہیں کریں گے۔

آخر میں مَیں آپ پر زور دوں گا کہ "اسلام ہر مسلمان سے یہ توقع کرتا ہے کہ وہ اپنا قومی فریضہ سرانجام دے۔"

عیدالفطر کے موقع پر پیغام

۱۱ اکتوبر ۱۹۴۲ء

مسلمانوں کو میری جانب سے پُر مسرّت عید سعید مبارک ہو۔ مسلمانوں کے دیگر تمام تہوار بھی اسلام کے عالمی تہوار ہیں جو دنیا کے تمام ممالک اور آب و ہوا میں منائے جاتے ہیں۔ عیدالفطر روحانی اور مادی اتحاد اور اُخوّت کی علامت ہے۔ آیئے' ہم اس عظیم اور مبارک دن عہد کریں کہ ہم دنیا کے موجودہ اور مستقبل کے نئے نظام میں اسلامی ورثہ کی روشنی کے مطابق اپنا حقیقی مقام حاصل کر کے رہیں گے۔

مسلمان فاتح' تاجر' مبلّغ اور استاد کی حیثیت سے ہند میں وارد ہوئے اور اپنی تہذیب ہمراہ لائے۔ یہاں زبردست سلطنتیں قائم کیں اور عظیم تہذیبیں تعمیر کیں۔ انہوں نے برِصغیر کی اصلاح کی اور اسے نئے سانچے میں ڈھال دیا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج ہند کے دس کروڑ مسلمان دنیا کے کسی حصے میں بھی مسلم آبادی کے مقابلے میں سب سے بڑے مربوط جسد کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ان کی اپنی قومی ثقافت اور تہذیب ہے جو دوسروں سے ممیّز و ممتاز ہے۔ وہ جملہ اقوام اور لوگوں کی مکمل آزادی اور مساوات کے قائل ہیں۔ مسلم ہند کا یہ مقدر ہے کہ وہ اس وقت کائنات کے طول و عرض میں جو جدوجُہد جاری ہے اور مستقبل کے نئے نظام میں دُنیا کے بعد از جنگ امن اور سمجھوتے میں ایک طاقت ور عنصر کا کردار ادا کرے۔

قومی آزادی

اس کے ساتھ ساتھ ہم، ہند کے مسلمانوں، نے یہ عزم کر رکھا ہے کہ اس برِّصغیر کے شمال مغربی اور مشرقی حصوں میں جہاں ہم سات کروڑ افراد سے کم نہیں، جو ہمارے اوطان ہیں اور جہاں ہم اکثریت میں ہیں، اپنی آزاد اور خودمختار ریاستیں قائم کر کے قومی آزادی اور خودمختاری حاصل کریں گے۔ پس میں ہر مسلمان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنی منزل مراد— پاکستان— کی مضبوطی کے ساتھ حمایت کرے کیونکہ یہ ہمارے لئے اور مسلم ہند کی آئندہ نسلوں کے لئے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ یا ہم پاکستان حاصل کریں گے یا فنا ہو جائیں گے۔

آیئے آج ہم جذبہ و ذہن کے اعتبار سے ایک ہو جائیں۔ آیئے ہم ایک مستحکم قوم کی طرح متحد ہو جائیں اور آل انڈیا مسلم لیگ کے پرچم کے نیچے آجائیں اور اپنی تنظیم کی مزید نشوونما کریں اور اسے توانائی بخشیں جس نے ہمیں پہلے ہی سے اس انداز سے مجتمع اور مستحکم کر رکھا ہے جس سے برطانوی ہند کی تاریخ بالکل ناآشنا ہے۔

دُنیا آج تاریخ کے عظیم ترین بُحران سے گزر رہی ہے۔ اسلام اور مسلمان بھی اس زبردست عالمی جنگ میں کسی اور قوم کے مقابلے میں کم اہم کردار ادا نہیں کر رہے ہیں۔ آیئے آج ہم عہد کریں کہ آنے والے عالمی امن کے ضمن میں بھی متحد ہو کر ہی اپنا کردار ادا کریں گے۔

جنگ کے دوسرے میدانوں کی طرح مسلم علاقوں میں بھی کم لڑائیاں نہیں لڑی جا رہی ہیں۔ جنگی نقطۂ نظر سے بعض بے حد اہم مقلات بھی مسلم ممالک میں واقع ہیں۔ خود ہند میں شمال مغربی اور مشرقی خطوں کو فوری خطرے کا سامنا ہے جو مسلمانوں کے اوطان ہیں۔ ہم بیرون ملک اور اندرون ملک رُونما ہونے والے سنگین اور خطرناک مراحل سے گزر رہے ہیں۔ پس ہماری سب سے بڑی تشویش نہ صرف اپنی آزادی اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سالمیت کا حصول ہے بلکہ ہماری دلی ہمدردی اور اخلاقی حمایت ان ملکوں بالخصوص مسلم ممالک کے ساتھ ہے جو اپنی آزادی اور خودمختاری کے لئے برسرپیکار ہیں۔

مسلم ممالک

ہمارے لئے یہ امر کچھ کم اطمینان کا باعث نہیں ہے، جیسا کہ ہم نے مُسلم ملکوں مثلاً ترکی، عرب، مصر، عراق، ایران، افغانستان اور دیگر ممالک کی آزادی اور خوشحالی سے ہمیشہ اپنی دلچسپی قائم رکھی ہے اور ہماری ہمدردیاں ہمیشہ ان کے لئے وقف رہی ہیں، اسی طرح میں دیکھتا ہوں کہ مسلم ممالک کے عوام نے بھی ہماری پاکستان کی خاطر جدوجُہد کے ساتھ اپنی تشویش اور ہمدردی کا مظاہرہ کیا ہے۔ پس، جب ہم اپنی آزادی اور خودمختاری کی جدوجُہد میں مصروف ہیں تو ہمیں اپنے ان بھائیوں کو فراموش نہیں کرنا چاہئے جو دنیا کے دیگر علاقوں میں یہی کچھ کر رہے ہیں۔ آیئے ہم اُن کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔ ہمیں ان مسلم ممالک کے لئے بھی دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کو نُصرت عطا فرمائے کہ وہ اپنی آزادی اور خودمختاری کو برقرار رکھ سکیں۔

کوئی مہذب قوم موجودہ تصادم، ہتھیاروں کا ٹکراؤ، انسانیت کا مجنونانہ قتل عام، اور صدیوں پُرانی تہذیبوں کی تباہی کو سکون قلب کے ساتھ اور شدید ترین اضطراب کے بغیر نہیں دیکھ سکتی۔ ہمیں امید اور دعا کرنی چاہئے کہ وہ دن دُور نہ ہو جو ایسا عالمی امن و امان لے آئے جس میں کسی قوم کے لئے دوسری قوم پر حکمرانی اور اس کا استحصال کرنا ممکن نہ رہے۔ بلکہ ہر قوم اپنے پورے قد کاٹھ کے مطابق اُبھرے اور اسے آزاد اور خودمختار قوم کی حیثیت سے اپنی ترقی، نشوونما کے لئے مساوی حقوق اور مواقع میسّر ہوں۔

یوم پاکستان، ۲۳ مارچ ۱۹۴۳ء

دہلی، ۲۲ مارچ ۱۹۴۳ء

۲۳ مارچ، آج کا دن مسلم ہند کے لیے خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اس مبارک دن، تین برس قبل آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس لاہور میں باضابطہ طور پر، پہلی بار مسلم ہند کے حتمی نصب العین کا تعین کیا گیا تھا، جو بعد میں تجویز پاکستان کے نام سے معروف ہوا۔

ان تین برسوں کے دوران مسلمانوں نے من حیث القوم جو ترقی کی وہ ایک

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قابل ذکر شاندار واقعہ ہے۔ دنیا کی تاریخ میں اس سے قبل کوئی قوم اتنے مختصر عرصے میں ایک مشترکہ پلیٹ فارم پر' ایک مشترکہ نصب العین کے ساتھ' جمع نہیں ہوئی تھی جتنی قلیل مدت میں اس وسیع و عریض برصغیر میں مسلم قوم اکٹھی ہو گئی۔ اس سے قبل ایسا کبھی نہیں ہُوا کہ ایک قوم نے جسے غلط طور پر اقلیّت کہا گیا اس قدر سُرعت کے ساتھ اور اس مؤثر طریقے سے اپنی قومی حیثیت کا لوہا منوایا ہو۔ اس سے قبل کبھی ایسا نہیں ہُوا کہ کسی قسم کے رجحان ذہنی میں یک لخت ایسی وحدت فکر پیدا ہوئی ہو۔ اس سے قبل کبھی ایسا نہیں ہُوا کہ کسی ملک کے کروڑوں باشندوں نے' اتنے محدود وقت میں' اور ایسے مخصوص حالات میں جیسے کہ ہند میں ہیں' نہ صرف اپنے اندر یک جہتی و استحکام پیدا کیا ہو' بلکہ اس کا اظہار بھی کیا ہو۔ تین برس قبل پاکستان محض ایک قرارداد تھی' آج یہ مسلم ہند کا جزو اعتقاد اور زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔

یہ محض جذبات کا اظہار یا پروپیگنڈے کی بات نہیں جس نے ہمیں اپنی قومی یک جہتی کے قائم کرنے میں مدد دی ہو بلکہ درحقیقت یہ ہمارے موقف کی سچائی' ہمارے مطالبے کی معقولیت اور اس کے مبنی بر انصاف ہونے اور ہمارے خودارادیت کے پیدائشی حق کا معاملہ ہے کہ جس کی بدولت آج ہم فخر سے سربلند ہیں اور جس کی خاطر جان دینے کے لیے تیار ہیں۔

ہم نے اپنا ہدف آل انڈیا مسلم لیگ کی قرارداد لاہور کی صورت میں پیش کر دیا ہے جو ہند کے سیاسی مسئلے کا واحد حل ہے۔ یہ ایک ایسی تجویز ہے جو امن عامہ کی نوید لائے گی اور اس برصغیر میں بسنے والے باشندوں کے مختلف طبقات کے عزّ و شرف' وقار اور خوشحالی کو یقینی بنائے گی۔

ہم نے آرا میں یک جہتی اور ذہن و فکر میں اتحاد پیدا کیا۔ آیئے' اب ہم اپنے عوام کی تعلیمی' سیاسی' اقتصادی' معاشرتی ترقی اور اخلاقی فلاح پر اپنی توجہ مرکوز کریں۔ آیئے' ہم اپنے رہنماؤں سے تعاون کریں اور اجتماعی بہبود کے کاموں میں ان کا ہاتھ بٹائیں۔ ہم اپنی تنظیم کو مضبوط سے مضبوط تر بنائیں اور اس کی حسن کارکردگی کو نہایت عمدہ سطح پر اُستوار کر دیں۔ اس تمام کام میں حتمی منظوری اور تنقید ہمارے عوام کے فیصلے اور رائے پر منحصر ہے۔ ہم مسلمانوں کو اپنے مستقبل کا سامنا کرنے کے لیے اپنی موروثی صلاحیتوں' اپنے قدرتی وسائل اور اپنی داخلی یک جہتی اور اپنے متحدہ عزم و ارادے پر انحصار کرنا ہو گا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَیں بالخصوص اپنے اصحاب دانش و بینش اور طلبہ سے التماس کرتا ہوں کہ وہ آگے آئیں اور موقع و محل کے مطابق اقدام کریں۔ اپنی تربیت کریں۔ اس فرض کی ادائیگی کے لیے جو ہمارے سامنے ہے' اپنے آپ کو تیار کریں۔ آخری فتح کا انحصار آپ پر ہے اور وہ ہماری پہنچ میں ہے۔ ماضی میں آپ نے حیران کُن کارنامے انجام دیئے ہیں اور اب بھی آپ اس قابل ہیں کہ اپنی تاریخ کو دُہرا سکیں۔ دوسری قوموں کے مقابلے میں اعلیٰ صلاحیتوں اور خوبیوں کی آپ میں کمی نہیں ہے۔ آپ کو صرف اس حقیقت کا پورا پورا احساس و ادراک ہونا چاہیے اور جرأت' ایمان اور اتحاد کے ساتھ عمل کی راہ پر چلنا چاہیے۔

(قائداعظم: تقاریر و بیانات (انگریزی) جلد ۳' صفحہ ۸۴' ۱۸۵)

یوم پاکستان کی تقریب پر پیغام

لاہور ۲۳ مارچ ۱۹۴۴ء

"یہ چوتھا برس ہے جب ہم نے ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کے دن اپنی "قرارداد پاکستان" منظور کی تھی اور اس دن سے مسلم قوم برصغیر کے طول و عرض میں سال بسال اس سُنہرے دن کی یاد مناتی ہے۔ مجھے اس بات میں مطلق شبہ نہیں کہ اس سال بھی ماضی کی طرح پورے جوش و خروش اور دلجمعی کے ساتھ یہ دن منایا جائے گا۔ ہر سال جو گزرتا ہے مسلم لیگ مضبوط سے مضبوط تر ہو کر آگے بڑھ رہی ہے اور ہماری تنظیم زندگی کے ہر شعبے — تعلیم' معاشیات' معاشرت اور سیاست میں بڑے بڑے مسائل اور معاملات سے نمٹ رہی ہے۔ پہلے کے مقابلے میں ہم منزل پاکستان اور اپنی آزادی کے حصول کے مرحلے سے قریب تر ہیں۔

"مجھے یقین ہے کہ مَیں آپ کے جذبات کی ترجمانی کر رہا ہوتا ہوں جب مَیں یہ کہتا ہوں کہ مسلم ہند اس وقت تک چَین سے نہیں بیٹھے گا جب تک کہ وہ اپنا منتہائے مقصود حاصل نہیں کر لے گا۔ آل انڈیا مسلم لیگ کی مشہور قرارداد لاہور میں ہماری منزل مقصود کی واضح انداز میں نشاندہی کی جا چکی ہے۔ اور یہ ہند کے سیاسی مسئلے کا واحد حل ہے اور یہ ایک ایسی تجویز ہے جو عالمی امن لے آئے گی۔ یہ اس ملک کی دو بڑی قوموں کو زیادہ مسرتوں سے ہم کنار کر دے گی اور اس جہت میں ہندو اور مسلمان دونوں کے لیے حصول آزادی کی راہ موجود ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے لئے پاکستان کا مطلب ہے ہمارا دفاع، ہماری نجات اور ہمارا مستقبل، یہ واحد راستہ ہے جو ہمیں اپنی آزادی، اپنے وقار اور اسلام کی عظمت کو برقرار رکھنے کی ضمانت دے گا۔ ہمیں اپنے عوام کو ایک نہایت منظم اور مضبوط قوم کی شکل میں ڈھالنا ہو گا۔ حتمی کامیابی کی رفتار کا انحصار ہماری محنت کے تناسب پر ہو گا۔ اور یہ آپ کی دسترس میں ہے۔

"گزشتہ برسوں کے دوران ہم نے قابل قدر ترقی کی ہے اور ہر برس یہ ترقی دو گنا اور چار گنا ہوئی ہے۔ دیگر اقوام کے مقابلے میں ہم عظیم خصائص اور اوصاف کے تعلق میں کسی سے پیچھے نہیں۔ ہم نے ایک بڑا مرحلہ سر کیا ہے اور قومی اتحاد کا زبردست شعور پیدا کیا ہے۔ آیئے ہم اس انداز سے آگے بڑھیں کہ آنے والے برس کے دوران ہم اُمید سے مالا مال ہوں، ہمارے دل یقین سے مملو ہوں، ہمارے کیمپ میں اتحاد ہو اور ہماری صفوں میں نظم و ضبط، اور مجھے اپنی کامیابی کا یقین ہے اور ہم بلاشبہ اپنی منزل پاکستان حاصل کر لیں گے۔" (ڈی ڈان، ۲۳ مارچ ۱۹۴۴ء)

یوم پاکستان کی تقریب پر پیغام

مسلم ہند حصول قیام پاکستان تک چین سے نہیں بیٹھے گا

نئی دہلی ۲۲ مارچ ۱۹۴۵ء

آج ہمارے اس عزم صمیم کے اعلان کی پانچویں سالگرہ ہے جو ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کے دن لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کے کھلے اجلاس میں کیا گیا، جس میں ہم نے حتمی طور پر اپنے نصب العین پاکستان کی تشریح کر دی۔ یہ ہمارا ناقابل تنسیخ و تبدل قومی مطالبہ ہے۔ مسلم ہند اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھے گا جب تک کہ ہم شمال مغربی اور مشرقی منطقوں میں مکمل طور پر پاکستان حاصل اور قائم نہیں کر لیتے۔ جیسا کہ آپ کو علم ہے یہ مسلم ہند کے لئے زندگی اور موت کی جدوجہد ہے۔

پاکستان [کے حصول] میں ہماری نجات، دفاع اور وقار مضمر ہے۔ اگر ہم ناکام ہو گئے تو ہم ختم ہو جائیں گے اور اس برصغیر میں مسلمانوں یا اسلام کا کوئی نام و نشان باقی نہیں رہے گا۔ یہ ایک زبردست فریضہ ہے جو آپ کے سامنے ہے۔ لہٰذا میں ایک بار پھر آپ سے اپنے اس قومی دن کے موقع پر اپیل کرتا ہوں کہ آپ زندگی کے ہر شعبے میں خود کو منظم کیجئے اور آل انڈیا مسلم لیگ کے پرچم تلے جمع ہو جایئے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے استحکام' اتحاد اور نظم وضبط میں ہی ہماری طاقت اور قوت پنہاں ہے' اور یہی ہماری پشت پناہ ہے جو ہماری جدوجہد کو کامیابی سے ہمکنار کرے گی۔ کسی قربانی کو زیادہ عظیم تصور نہ کیجئے۔ ہم متحدہ ہند کی بنیاد پر کسی دستور کو ہرگز تسلیم نہیں کریں گے۔

مسلمان فردِ واحد کی طرح متحد ہو جائیں

مَیں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے گرد و پیش کچھ طاقتیں کام کر رہی ہیں اور ہمارے دشمن بھی سرگرم ہیں لیکن ہمیں عزم بالجزم' بے خوفی بغیر پس و پیش آگے بڑھنا چاہیے۔ میرے پاس ہند کے گوشے گوشے سے اطلاعات موجود ہیں اور میری انگلیاں مسلم ہند کی نبض پر ہیں اور مجھے اعتماد ہے کہ اگر اس سرزمین کے حکمرانوں یا کسی پارٹی یا تنظیم نے ہمیں روکنے' نظرانداز کرنے یا ہم سے پہلوتہی کی کوشش کی تو دس کروڑ مسلمان کوئی بھی قربانی پیش کرنے سے دریغ نہیں کریں گے۔

مجھے یقین ہے کہ پاکستان ہماری رسائی میں ہے۔ یہ پہلے سے موجود ہے اور سرگرم عمل ہے اور ہم ان صوبوں میں جیسے سندھ' بلوچستان' شمال مغربی سرحدی صوبہ' پنجاب' بنگال اور آسام میں اپنی کوششوں سے اس تمام قوت پر قبضہ کر لیں جو اس وقت ہمیں دستیاب ہے اور ایسا کرنا ہمارے لئے ممکن ہے۔ اگر مسلمان متحد ہو جائیں اور اپنی ذاتی رنجشوں کو اپنے مقدس اور متبرک نصب العین کی خاطر تج دیں تو مجھے کوئی شک و شبہ نہیں کہ ہم موجودہ آئین کے تحت' جیسا بھی وہ ہے' ان صوبوں کو مکمل اور مؤثر طور پر اپنی تحویل میں لے سکتے ہیں۔ مجھے علم ہے کہ حال ہی میں سندھ میں ریشہ دوانیوں نے مسلم لیگ وزارت کو متزلزل کر دیا تھا۔ یہ "کیلتا" مسلمانوں میں عدم استحکام اور عدم اتحاد کی وجہ سے ہُوا ہے۔

مَیں جانتا تھا کہ ایسی ہی وجوہات کی بنا پر شمال مغربی صوبہ سرحد میں مسلم لیگ وزارت کو شکست سے دو چار ہونا پڑا اور کانگرسی مسلمانوں نے واردھا کے احکام کی تعمیل میں اپنے بنیادی اصولوں کو خیرباد کہہ کر وزارتیں قبول کر لیں۔ حال ہی میں ایک کانگرسی رہنما نے مسٹر گاندھی سے ملاقات کے بعد اعلان کیا ہے کہ یہ صوبہ سرحد میں مسلم "جنون" کو کچل کر کانگرس کا پورا اثر و رسوخ قائم کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔

یہ باور کرنا ممکن نہیں کہ کوئی مسلمان جس میں ذرا سی بھی غیرت اور شمہ برابر بھی وقار باقی ہو ایک مسلم اکثریتی صوبے میں ایسی وزارت کو برداشت کرے گا جو شیوا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گرام سے مسٹر گاندھی یا کانگرس کے احکام کی تعمیل اور ان کی نگرانی کو قبول کرے، جو مسلمانوں کی اُمنگوں اور ان کے قومی مطالبات کے زبردست مخالف ہیں۔ یہ صوبے کے نیک نام کی پیشانی پر کلنک کا ایک ٹیکہ ہے اور مَیں صوبے کے ہر مسلمان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ مسلم لیگ کو منظم کرے اور صوبے کی پیشانی سے کلنک کے اس ٹیکے کو دھو ڈالے۔ بلاشبہ ایک وزارت کی شکست یا مسلم لیگ وزارت کا قیام ہی سب کچھ نہیں ہے۔ یہ تو مقصد کے حصول کا ایک ذریعہ ہے۔

اجازت دیجئے کہ اب میں ہر صوبے کو خبردار کر دوں کہ وہ اب باقاعدگی کے ساتھ خود کو منظم کرنا شروع کر دے۔

موجودہ آئین کے تحت جلد یا بہ دیر انتخابات ہو سکتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ وہ ہماری توقع سے پہلے ہی ہو جائیں۔ اس لئے مَیں ابھی سے مجلس عمل، مرکزی پارلیمانی بورڈ اور صوبائی مسلم لیگوں پر زور دیتا ہوں کہ وہ آنے والی لڑائی سے، جس کا ہمیں سامنا کرنا ہو گا، نبرد آزما ہونے کے لئے تیار ہو جائیں۔

ان انتخابات اور ان کے نتائج کا ایک معیار ہو گا جس کے ذریعہ نہ صرف ملک کے اندر بلکہ خصوصیت سے بیرون ملک آل انڈیا مسلم لیگ کی طاقت اور قوت کا اندازہ لگایا جائے گا۔

تجدید عہد

لہٰذا مَیں پورے خلوص کے ساتھ آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ آج کے قومی دن کے موقع پر پاکستان کے لئے اپنے عزم صمیم کے اعلان کی تجدید کیجئے اور ہر مرد، عورت اور بچّہ مسلم لیگ کے پرچم تلے کھڑے ہونے کا عہد کرے اور حلف اٹھائے کہ آپ اپنے قومی نصب العین پاکستان کے حصول اور قیام کے ضمن میں جُملہ قربانیوں سے دریغ نہیں کریں گے۔ ان شاء اللہ ہم جیتیں گے۔

(دی ڈان، ۲۳ مارچ ۱۹۴۵ء)

مسلمانان ہند کے نام عید کا پیغام

کراچی۔ ۸ ستمبر ۱۹۴۵ء

اس نہایت مبارک اور پُر مسرّت موقع پر مَیں مسلمانان ہند کو من حیث المجموع اور ہر مسلمان کو فرداً فرداً امن، مسرّت اور خوشحالی کے ساتھ عید مبارک کہتا ہوں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماہ رمضان المبارک جو سخت قسم کی قیود— روزہ نماز— کڑی پابندیاں عائد کرتا ہے، ابھی ابھی تمام ہُوا اور آپ اس میں سے ضبر و تحمّل اور اعتماد کے ساتھ سُرخرو ہو کر نکلے۔ صبحِ عید نے جس کے آپ ذوق و شوق سے منتظر تھے تمام مسلمان گھرانوں میں مسرّت و شادمانی کی روشن اور شاندار کرنیں بکھیر دی ہیں۔

ماہِ رمضان میں ہم سب کے لئے ایک عظیم سبق پنہاں ہے۔

فی نفسہٖ یہ ایک عظیم ادارہ ہے۔ یہ مسلمانوں کو یہ سبق دیتا ہے کہ مسرّت اور کامیابی اور کسی فریضے کی تکمیل مشکلات، محنت اور صعوبت کے بغیر نہیں ہو سکتی اور یہ کہ ہم قربانیاں دیے بنا اپنے مقاصد حاصل نہیں کر سکتے۔ یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ ہم خود کس طرح اپنی خواہشات، بھوک اور حرص و ہوس پر قابو پا سکتے ہیں اور کس طرح ان چیزوں کی مزاحمت کر سکتے ہیں جو اخلاقی طور پر غلط اور ناپسندیدہ ہیں۔ یہ ارفع ترین نظم و ضبط ہے بغیر کسی لچک کے اور بالخصوص ہم مسلمانانِ ہند تو ماہ رمضان کے دوران جو سخت نظم طے کیا گیا ہے اس سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔

آپ کے لئے میرے گذشتہ پیامِ عید سے اب تک دنیا اور ہند میں زبردست تبدیلیاں آئی ہیں۔ انسانی تاریخ کی سب سے زیادہ خون آشام جنگ اختتام کو پہنچی۔ مَیں اُمید کرتا ہوں کہ جمہوریت اور عدل و انصاف کی قوتیں امن و امان لے آئیں گی اور حقیقی معنوں میں کامیاب و کامران ٹھہریں گی۔ مسرّت کے اس موقع پر گذشتہ بار جب مَیں آپ سے مخاطب ہُوا تھا اس وقت سے اب تک مسلمانوں اور مسلم لیگ نے زبردست ترقی کی ہے۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ لیگ مضبوط سے مضبوط تر ہو کر آگے بڑھ رہی ہے اور یہ کہ مسلم ذہن زیادہ سے زیادہ راہیں اور ذرائع تلاش کرنے پر مُرتکز ہے اور انہوں نے قومی تعمیر کے کاموں کا، جیسے معاشرتی، تعلیمی اور اقتصادی، آغاز کر دیا ہے۔ یہ کم اہم بات نہیں ہے کہ ہمارے وطن۔ پاکستان میں— صنعتی تعمیرِ نَو کے راستوں اور ذرائع کی تلاش اور ان کے جائزوں کا کام بھی شروع ہو گیا ہے۔ ہر جہت میں مسلمان اپنی ذمہ داریاں زیادہ سے زیادہ محسوس کر رہے ہیں۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ قرآنی احکام صرف مذہبی اور اخلاقی امور تک محدود نہیں ہیں۔ گِبن کے بقول "اطلانتک سے گنگا تک قرآن کو ایک بنیادی ضابطے کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے، نہ صرف دینیات کے اعتبار سے بلکہ سول اور فوجداری ضابطوں اور ایسے قوانین کے لحاظ سے جو بنی نوع انسان کے افعال اور املاک پر اللہ تعالیٰ کے غیر مبدّل قوانین کے طور پر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محیط ہے۔ جہلاء کے سوا ہر شخص اس امر سے واقف ہے کہ قرآن کریم مسلمانوں کا عام ضابطہ حیات ہے۔ ایک دینی' معاشرتی' سول' تجارتی' فوجی' عدالتی' فوجداری ضابطہ ہے۔ رُسوم مذہب ہی سے متعلق نہیں بلکہ روزانہ زندگی سے متعلق بھی۔ روح کی نجات سے لے کر جسمانی صحت تک' حقوق العباد سے لے کر فرد واحد کے حقوق تک' اخلاقیات سے لے کر جرائم تک اس دنیا میں سزا سے لے کر عقبیٰ میں سزا تک۔ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لازمی قرار دیا کہ ہر مسلمان کے پاس قرآن کریم کا ایک نسخہ ہونا چاہیے تاکہ وہ اپنی رہنمائی خود کر سکے۔ لہٰذا اسلام محض رُوحانی عقائد اور نظریات یا رسم و رواج کی ادائیگی تک محدود نہیں ہے۔ یہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور پورے مسلم معاشرے پر محیط ہے' زندگی کے ہر شعبے پر من حیث المجموع اور انفرادی طور پر جاری و ساری ہے۔"

ہم یقین رکھتے ہیں کہ حق خودارادیت مسلمانوں کا پیدائش حق ہے اور ہم نے قطعی طور پر یہ طے کر لیا ہے کہ آزادی کے حصول اور وقار اور خودداری کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے لئے اس عظیم برّعظیم کے مسئلہ کا ایک ہی حل ہے کہ ہمیں اپنے اوطان یعنی ان تمام صوبوں میں جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں' پاکستان قائم کرنے کی آزادی حاصل ہو ـــــ ہند کے شمال مغربی اور شمال مشرقی منطقوں میں۔ اس کے معنی ہیں ہندو اور مسلمان دونوں کی آزادی۔ بعینہٖ ہندوؤں کی باقی ماندہ ہند میں یہی صورت حال ہو گی جس سے انہیں اس برّعظیم کا تین چوتھائی حصّہ مل جائے گا' مزید برآں ہند کا بہترین حصّہ۔

اس وقت ہمیں موجودہ دستور کے تحت عام انتخابات کا سامنا ہے اور ان کے نتائج قیام پاکستان کے ضمن میں ہمارے عزم پر نہایت اہم اثر مرتب کرے گا۔ انتخابات' پاکستان بنے یا اکھنڈ ہندوستان رہے' کے مسئلہ پر لڑے جائیں گے اور مسلمانوں کے فیصلے کا' جہاں تک کہ موجودہ مشینری اور رائے دہندگان کے ذریعہ سے اس کا انداز لگایا جا سکتا ہے' نہایت دُوررس اہمیّت کا اثر مرتب ہو گا۔ لہٰذا میں امید کرتا ہوں کہ مسلمان نہایت مضبوطی کے ساتھ متحد ہو کر کھڑے ہو جائیں گے اور ہمارے قوی کردار اور مطالبے کو صحیح ثابت کر دیں گے' اور مسلم لیگ کا جس نے گذشتہ سات برسوں کے دوران مسلم ہند کی ہر شعبہ حیات میں انتھک خدمت کی ہے' وقار اور اس کی عزّت برقرار رکھیں گے۔ ہم اعلان کر چکے ہیں اور واضح کر چکے ہیں کہ ہم غیر ملکی تسلّط کو ختم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے اور مسلمانوں اور اس برعظیم کے دیگر باشندوں کی غلامی کے عرصہ کو طویل تر نہ کرنے کے لئے وہ سب کچھ کرنے کو تیار ہیں جو ہم کر سکتے ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ کوئی بھی اب کسی بہانے یا کسی دلکش لیبل کے تحت عبوری قومی حکومت یا ہنگامی قومی مرکزی حکومت کی بات کرے۔ ہم چاہتے ہیں' اور ایسی کوئی وجہ نہیں کہ ہم نہ چاہیں' کہ مستقل اور حتمی طور پر دستوری مسئلہ کو پاکستان کی بنیاد پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حل کر دیا جائے اور جس قدر جلد یہ کام کر دیا جائے گا اتنا ہی ہم اس عظیم سرزمین پر بسنے والوں کی آزادی اور خود مختاری کے نزدیک پہنچ جائیں گے۔

آخر میں مَیں ہر مسلمان سے اپیل کروں گا کہ وہ اپنی پوری توانائی آنے والے انتخابات پر مرکوز کر دے اور دنیا پر یہ واضح کر دے کہ ہم ایک منظم اور نظم و ضبط کی پابند قوم ہیں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے کسی قربانی کو عظیم تر تصور نہ کیا جائے۔ لہٰذا مَیں ہر مسلمان پر زور دیتا ہوں کہ وہ مصیبت اٹھانے اور ہر قربانی کے لئے تیار ہو جائے۔ اگر ضرورت پڑے تو اس نازک مرحلے میں مجموعی مفاد اور قومی مقصد کی خاطر ذاتی مفاد' آسائش اور اقتدار کی خواہش کو تج دے۔

ایک بار پھر مَیں آپ کو عید مبارک کہتا ہوں اور دعا کرتا ہوں اور اُمید کرتا ہوں کہ وہ وقت دُور نہیں جب ہم آزاد اور خودمختار پاکستان میں عید منائیں گے۔

(دی ڈان' ۱۱ ستمبر ۱۹۴۵ء)

عید کا پیغام مسلمانانِ ہند کے نام

بمبئی ۲۸ اگست ۱۹۴۶ء

اس نہایت مبارک اور پُرمسرّت موقع پر سب مسلمانوں کو عید مبارک' خدا کرے یہ اپنے جلو میں خوشیاں اور خوشحالی لائے۔

رمضان المبارک کا متبرک اور مقدّس مہینہ ابھی ابھی اختتام پذیر ہوا ہے۔ مسلمانوں نے اس کی صبر آزما اور سخت قیود کو تحمّل اور اعتماد کے ساتھ نبھایا ہے۔ یہ فی نفسہٖ ایک عظیم ادارہ ہے اور مسلمانوں کو یہ درس دیتا ہے کہ دُشواریوں' دقتوں اور محنت و مشقت کے بغیر اور قربانیوں کے بنا کسی کے لئے بھی اپنا مقصد حاصل کرنا ناممکن امر ہے۔ اور ہم مسلمانانِ ہند رمضان المبارک کی حدود و قیود سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب ہمیں حقائق کا سامنا کرنا ہے اور مَیں مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ خود کو منظم و مستحکم کریں اور اپنی جُملہ سرگرمیوں اور قوتوں میں ربط پیدا کریں۔ ایک ٹھوس اور منظم قوم کی حیثیت سے سب امکانات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ آزادی کی منزل پر پہنچنے کے لئے ابتلا اور ایثار اور راہ کی رکاوٹوں کو دُور کرنے کے سوا کوئی شاہی سڑک نہیں ہوتی۔ مَیں چاہتا ہوں کہ مسلمان مرد' عورت اور بچّہ آج کے مقدّس دن یہ عہد کرے کہ وہ زندگی کے ہر شعبے' تعلیمی' سماجی' اقتصادی اور سیاسی' میں منظم سپاہیوں کی طرح سے کام کرے گا اور دس کروڑ نفوس پر مشتمل اپنی قوم کے لئے ایسا مقام تعمیر کرے گا جو ہمارے شاندار ماضی اور تاریخی روایات کی شان کے شایاں ہو گا۔

ہمارے لئے اُفق تاریک ہے

آج ہمارے لئے اُفق تاریک ہے۔ برطانوی حکومت اور وائسریگل لاج کے کرتوتوں پر اَسرار کا پردہ پڑا ہے۔ ہمیں رُسوا کیا جارہا ہے' ہماری غلط ترجمانی کی جا رہی ہے' اور ہر طرف سے دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ وائسرائے نے اندھا دھند طریقے سے اقدام کیا' اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ان کے عمل میں کچھ ضد کا عنصر شامل ہے' اور اس انداز سے جو ناعاقبت اندیشانہ اور غیرذمہ دارانہ تھا' مسلم لیگ کو نظرانداز کیا گیا اور اس سے پہلوتہی کی گئی' اور زبردست جھُوٹا پروپاگنڈا کیا گیا تاکہ الزام مسلم لیگ کے سر دھر دیا جائے جس کا ذرہ برابر بھی جواز موجود نہ تھا۔ وائسرائے اور برطانوی حکومت نے کانگرس کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ اب ان کے لئے صرف یہ کچھ باقی رہ گیا ہے کہ وہ صاف گوئی سے یہ اعلان کر دیں کہ وہ تاج و تخت سے دستبردار ہو گئے ہیں اور عنقریب اس برِصغیر کی حکومت فاشی اُونچی ذات۔ ہندو کانگرس کے سپُرد کرنے والے ہیں۔

آزمائش

برطانوی عوام کو تاریکی میں رکھا گیا اور پارلیمان تعطیل میں ہے۔ اس نے ہمارے لئے بہت سنگین اور خطرناک صورتِ حال پیدا کر دی ہے' اور ہمیں ایک متحدہ قوم کی حیثیت سے اِس کا سامنا کرنا ہو گا' اور ظلم و ستم کے شکار اور ایذا رسیدہ لوگوں کو آزمائش اور آگ سے گزرنا ہو گا۔ مجھے بھروسہ ہے کہ اگر دس کروڑ مسلمان متحد ہو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر کھڑے ہو جائیں تو ہمارے مخالفوں کی سب چالیں' حربے اور ان کے عزائم بُری طرح سے ناکام ہو جائیں گے اور ہم اس کشمکش میں سے سرخرو ہو کر نکلیں گے اور پاکستان حاصل کر لیں گے جو ہماری نجات کی واحد راہ ہے اور جس کے بغیر ہم فنا کے گھاٹ اُتر جائیں گے۔

ہم نے دلایل دیئے' استدلال کیا اور التجائیں کیں' اور ہم نے زبردست رعائتیں دیں' لیکن سب بے سُود ثابت ہُوا۔ ہمارے سامنے ایک سخت جدوجُہد ہے اور ہمیں دلیری' حوصلے' نظم و ضبط اور منظم طریقے سے اس کا مقابلہ کرنا ہو گا۔ ناکامی یا پسپائی سے ہمیں مایوس یا دل گرفتہ نہ ہونا چاہیے اور نہ ہی کامیابی سے ہمیں مغرور ہونا چاہیے۔ ہمارے مطالبات منصفانہ اور درست ہیں اور ہم ناکام نہیں ہو سکتے۔

مسلم لیگ کے پرچم تلے جمع ہو جائیے

مَیں ہر مسلمان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس نازک مرحلے پر مسلم لیگ کے پرچم تلے غیر مشروط طور پر جمع ہو جائے۔ بالخصوص گذشتہ چند ماہ میں جو کچھ ہوا اس کے پیش نظر اب مسلمان آپس کے لڑائی جھگڑوں اور قتل و غارتگری کو ختم کر دیں اور ایک متحدہ قوم کی طرح ایک پرچم تلے' ایک پلیٹ فارم پر کھڑے ہو جائیں' اور عزم کر لیں اور بدترین [صورت حال] کے مقابلہ کے لئے تیار ہو جائیں مکمل طور پر متحد اور عظیم قوم کی طرح سے' اپنے موٹو اتحاد' ایمان اور نظم و ضبط کے ساتھ۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے اور ہم کامیاب ہو کر رہیں گے۔

(دی ایسٹرن ٹائمز' ۲۹ اگست ۱۹۴۶ء)

یوم پاکستان

بمبئی ۲۲ مارچ ۱۹۴۷ء

مسٹر ایم۔ اے جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے یوم پاکستان کے پیغام میں مسلمانان ہند سے کہا ہے کہ اس دن کو باقاعدگی اور پابندی کے ساتھ پُرامن طور پر منائیے اور ہند کی موجودہ بدتر صورت حال کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور قانون کا احترام کرتے ہوئے انتظامیہ سے مکمل تعاون کیجیے۔ "مَیں ہندوستان بھر کے مسلمانوں پر واضح کرتا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں کہ وہ جلوس نکالنے پر اصرار نہ کریں اور پبلک جلسوں تک سے بھی احتراز کریں' مگر ہر مسلمان مرد اور عورت' وہ جہاں کہیں بھی ہے وہ اس دن کو اس طرح منائے کہ اپنے اس عہد اور ارادے کی تجدید کرے کہ اپنے نصب العین پاکستان کو حاصل کرنا ہے۔

مسٹر جناح کے پیغام کا پورا متن درج ذیل ہے:

"یہ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کا دن تھا جب آل انڈیا مسلم لیگ نے حتمی طور پر قیام پاکستان کو مسلمانان ہند کا نصب العین قرار دیا تھا۔ اس ہدف کے حصول کی جدوجہد کا یہ ساتواں سال ہے۔

حیران کُن یک جہتی

ہر سال مسلم لیگ آگے بڑھتی گئی اور طاقتور سے طاقتور تر ہوتی گئی۔ مسلم ہند نے اس امتحان و آزمائش میں حیرت انگیز اتحاد و یکجہتی کا ثبوت دیا۔ پاکستان کی منزل قریب سے قریب تر آتی گئی اور ہم (انشاء اللہ) بڑی سُرعت سے اپنے ہدف کے قریب پہنچنے اور اپنے مقصود کو حقیقی شکل دینے والے ہیں۔

ہند کے موجودہ حالات امن و سلامتی سے دُور ہیں اور ہر جگہ اشتعال اور بدامنی پھیلی ہوئی ہے۔ اس لیے ہم پر لازم ہے کہ اس دن کو پابندی کے ساتھ اور پُرامن طور سے منائیں اور ارباب نظم و نسق سے مکمل تعاون اور قانون کا احترام کریں۔ میں ہند کے تمام مسلمانوں پر واضح کرتا ہوں کہ وہ جلوس نکالنے' حتیٰ کہ پبلک جلسوں کے انعقاد پر اصرار نہ کریں۔ مگر ہر مسلمان مرد ہو یا عورت' وہ جہاں کہیں بھی ہے اپنے اس عہد اور ارادے کی تجدید کر کے اس دن کو اس طرح منائے کہ ہمیں "پاکستان" اپنے نصب العین کو حاصل کرنا ہے۔

صرف پاکستان ہی ہند کے آئینی مسئلے کا عملی حل ہے۔ اسی میں ہندوستان اور پاکستان میں مستحکم حکومتوں کے قیام کی راہ ہے اور یہی اس برِصغیر کے تمام باشندوں کے لیے حقیقی ترقی' خوشحالی اور بھلائی کا ضامن ہو سکتا ہے۔

ایک ہند؟ ناممکن!

پاکستان کا مطلب ہے ہندو انڈیا اور مسلم انڈیا کے لیے ان کے متعلقہ اوطان میں جہاں وہ واضح اکثریت میں ہیں' آزادی و خودمختاری کی نوید۔ ایک ہند ناممکن ہے۔ اس کا

۱۰

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف یہی مطلب ہوسکتا ہے' ہندو راج کا قیام!۔۔ اور مسلمانوں کے لیے صرف برطانوی محکومی سے نکل کر اونچی جاتی ہندو سامراج کی غلامی۔

ایسا آئین اور حکومت جو کُل ہند مرکزی حکومت بننے کی کوشش کرے' ہند کے دس کروڑ مسلمانوں کو اقلیت قرار دے کر کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے' بلکہ صرف خطرناک تباہی کی طرف لے جاسکتے ہیں۔ کیونکہ اس کا مطلب ہوگا ایک قوم کا اپنی ظالمانہ دائمی اکثریت کی بدولت ایک دوسری قوم (سو ملین' دس کروڑ) پر غلبہ اور راج!

اس مسئلے کا حل صرف پاکستان کی اساس میں ہے' اور مجھے امید ہے کہ ہم اس بنیاد پر ایک پُرامن اور قابل قبول حل تلاش کر لیں گے۔ مگر ایک بات ازبس لازم ہے۔ مسلم ہند کی تاریخ کے اس اندیشہ ناک مرحلے پر ہمیں متحد ہو کر کھڑے ہونا پڑے گا۔ جو کچھ بھی ہو ہمیں اپنی جدوجُہد جاری رکھنی ہے اور ان تمام خطرات کا سامنا کرنا ہے جو پاکستان کے حصول کی راہ میں حائل ہوں۔

مَیں ایک بار پھر خلوص دل سے ہر مسلمان سے التجا کرتا ہوں کہ اس نازک موقع پر وہ مسلم لیگ کے پرچم تلے جمع ہو جائے جو مسلم ہند کی واحد نمائندہ تنظیم ہے۔ ہمارے لیے لازم ہے کہ کم از کم اس مرحلے پر اپنے فروعی داخلی' اختلافات کو دفن کر دیا جائے۔ ہم انہیں بعد میں خود حل کر سکتے ہیں۔ مگر بنیادی معاملات پر' مجھے یہ کہتے ہوئے خوشی ہوتی ہے' کہ ہمارا کوئی اختلاف رائے نہیں اور ہر مسلمان پاکستان کے قیام کے لیے مضبوطی سے قائم ہے۔

(اے۔ پی۔ آئی۔ دی ڈان' مارچ ۲۳' ۱۹۴۷ء)

☆☆☆

ریڈیو پاکستان کے افتتاح کے موقع پر پیغام

کراچی ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء

"مَیں آپ کو ازحد احساس طمانیت کے ساتھ مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ۱۵ اگست پاکستان کی آزاد و خود مختار مملکت کا یوم پیدائش ہے' جو مسلم قوم کے مقدّر کے حصول کا نشان ہے جس کی خاطر گذشتہ چند برس کے دوران حصول وطن کی جدوجُہد میں عظیم قربانیاں دی گئیں۔ اس بلند و برتر موقع پر میرے خیالات اُن دلیر جانبازوں کے ساتھ ہیں جو ہمارے مقاصد کی خاطر سینہ سپر ہوئے۔ پاکستان ہمیشہ ان کا ممنون احسان رہے گا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ان کی عزیز یادوں کو تازہ رکھے گا' جو اب ہم میں موجود نہیں!

نئی مملکت کی تخلیق نے پاکستان کے شہریوں پر بہت بڑی ذمے داری ڈال دی ہے۔ یہ انہیں دنیا بھر کو یہ دکھانے کا موقع دیتی ہے کہ کس طرح ایک قوم جس میں کئی عناصر شامل ہیں' امن و سلامتی کے ساتھ دوستی اور اتفاق کے رشتے میں منسلک ہو کر اپنے اپنے عقیدے اور مسلک سے قطع نظر تمام شہریوں کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرتی ہے۔

ہمارا مقصد اندرون ملک بھی امن و سلامتی اور بیرون ملک بھی امن و سلامتی ہونا چاہیے۔ ہم پُرامن زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں اور اپنے قریبی ہمسایوں اور ساری دنیا سے دوستانہ اور مخلصانہ تعلقات اُستوار کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے کسی کے خلاف بھی جارحانہ عزائم نہیں ہیں۔ ہم اقوام متحدہ کے اعلان نامہ (چارٹر) کے ہمنوا ہیں اور عالمی امن و سلامتی اور خوشحالی میں بڑی خوش دلی سے اپنا پورا پورا حصہ ادا کریں گے۔

مسلمان اقوام متحدہ ہیں

"مسلمانانِ ہند نے دنیا پر ظاہر کر دیا ہے کہ وہ ایک ملّت واحد ہیں۔ ان کی غرض و غایت منصفانہ اور حقیقت پسندانہ ہے' جسے جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ آیئے' اس دن اللہ تعالیٰ کے حضور اس کے فضل و کرم کا شکر ادا کریں اور دعا کریں کہ وہ ہمیں اس لائق بنائے کہ ہم اس کی اس کرم نوازی کے اہل ثابت ہوں۔

"یہ دن ہماری قومی تاریخ کے اذیّت ناک دَور کے اختتام کی علامت ہے اور اسی لحاظ سے اسے ایک نئے خوش کُن دَور کا آغاز بھی ہونا چاہیے۔ آیئے' ہم اپنی اقلیتوں کو اپنے قول' عمل اور خیال سے قائل کریں کہ جب تک وہ پاکستان کے وفادار شہریوں کی حیثیت سے اپنے فرائض اور ذمے داریاں پوری کرتے رہیں گے' انہیں خوفزدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔

ہم اپنی سرحدوں پر واقع حُریّت پسند قبائل اور سرحدوں سے پار مملکتوں کو ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں اور انہیں یقین دلاتے ہیں کہ پاکستان ان کے مقام و مرتبے کا احترام کرے گا اور امن و امان قائم رکھنے کے لیے اُن کی طرف دوستانہ تعاون کا ہاتھ بڑھائے گا۔ ہماری آرزو یہی ہے کہ باعزّت طور پر جئیں اور دوسروں کو بھی باعزّت زندگی بسر کرنے دیں' اس سے زیادہ ہماری کوئی خواہش نہیں ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کی تعمیر کیجئے

"آج جمعۃ الوداع ہے' رمضان شریف کے مقدس مہینے کا آخری جمعہ' اس برصغیر میں ہم جہاں کہیں بھی ہوں' ہم سب کے لیے مسرتوں کے اظہار کا دن' اور اس سلسلے میں دنیا بھر کی جامع مساجد میں ہزاروں' لاکھوں مسلمانوں کا اجتماع اپنے پورے عجز و اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو کر اس کے فضل و کرم کا شکر بجا لائیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے رہنمائی کی دعا مانگیں کہ وہ پاکستان کو ایک عظیم مملکت بنانے اور ہمیں اس کا اہل شہری بننے کی توفیق ارزانی فرمائے۔

آخر میں' مجھے یہ کہنا ہے' رفیق شہریو! پاکستان ایسی سرزمین ہے جو بڑے زبردست معدنی وسائل سے مالا مال ہے' مگر مسلم قوم کے شایانِ شان اس کی تعمیر کے لیے ہمیں اپنی توانائی کے ہر قطرے کی' جو ہمارے بس میں ہو' ضرورت ہوگی اور مجھے اعتماد ہے کہ توانائی و محنت کا یہ قطرہ قطرہ سب کی طرف سے پورے خلوص سے آئے گا۔"

(دی پاکستان ٹائمز' ۱۶ اگست ۱۹۴۷ء)

☆ ☆ ☆

عید الاضحیٰ کے موقع پر قوم کو پیغام

کراچی ۲۴ اکتوبر ۱۹۴۷ء

"اللہ تعالیٰ اکثر اپنے ان بندوں کو آزماتے ہیں جن سے وہ محبت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم (خلیل اللہ) سے کہا کہ وہ میری راہ میں ایسی شے قربان کریں جو انہیں سب سے زیادہ محبوب ہو۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس فرمان الٰہی پر لبیک کہا اور اپنے فرزند دلبند کی قربانی پیش کی۔ آج بھی' اللہ تعالیٰ ہند و پاکستان کے مسلمانوں کی آزمائش کر رہا ہے۔ اس نے ہم سے بڑی بڑی قربانیوں کا تقاضا کیا ہے۔ ہماری نوزائیدہ مملکت کے ان زخموں سے' جو ہمارے دشمنوں نے لگائے ہیں' خون بہہ رہا ہے۔ ہند میں ہمارے مسلمان بھائیوں کو اس لیے ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے کہ انہوں نے قیام پاکستان میں مدد کی اور اظہار ہمدردی کیا۔ فی الوقت گھرے سیاہ بادلوں نے ہمیں چاروں طرف سے گھیرا ہوا ہے' مگر ہماری ہمتیں پست نہیں ہوئیں۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ اگر ہم نے قربانی کے اسی جذبے کے ساتھ کام لیا جس کا اظہار حضرت ابراہیمؑ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے کیا' تو اللہ تبارک تعالیٰ ان بادلوں کو چیر دیں گے اور ہم پر ویسی ہی رحمت نچھاور کریں گے جیسی حضرت ابراہیمؑ پر نچھاور کی گئی۔ لہٰذا آیئے' عیدالاضحیٰ کے اس مبارک موقع پر' جو اسلام میں جذبۂ قربانی کی علامت ہے' ہم اس بات کا عہد کریں کہ ہم اپنے اس مقصد' اپنے مثالی طرز کی مملکت کے قیام میں ہمت نہیں ہاریں گے اور جو بھی آزمائش یا تکلیف اس راہ میں آئے' کسی قربانی سے بھی ہم دریغ نہیں کریں گے اور اپنی تمام تر توانائیاں اور جملہ وسائل اپنے اسی ہدف کے حصول میں صرف کر دیں گے۔ مجھے اعتماد ہے کہ ہم اس خطرناک بحران پر' خواہ یہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو' اسی طرح قابو پالیں گے جس طرح ہم نے اپنی تاریخ کے طویل دور میں ایسے کئی بحرانوں پر قابو پایا۔ ہمارے دشمنوں کی تمام تر کوششوں کے باوجود ہم مصیبت کی اس تاریک رات سے سُرخرو اور توانا ہو کر نکلیں گے اور دنیا پر یہ ثابت کر دیں گے کہ یہ مملکت خداداد محض زندہ رہنے کے لیے نہیں بلکہ برتر زندگی کی خاطر قائم و دائم رہنے کے لیے ہے۔

"اس مقدس دن کے موقع پر' دنیا بھر کے مسلمان بھائیوں کو مَیں اپنی طرف سے اور پاکستان کے عوام کی طرف سے ہدیۂ تبریک بھیجتا ہوں۔ ہمارے لیے پاکستان میں شکرانہ ادا کرنے اور خوشیاں منانے کے اس دن پر' مشرقی پنجاب اور اس کے گرد و نواح کے پچاس لاکھ مسلمانوں کے آلام و مصائب سایہ فگن ہو گئے ہیں۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ مسلمان مرد اور عورتیں اس مقدس دن جہاں بھی جمع ہوں' وہ اپنی دعاؤں میں ان بے نصیب مرد' عورتوں اور بچوں کو یاد رکھیں جو اپنے پیاروں اور گھربار سے جُدا ہوگئے اور غم و الم کی ایسی آگ میں جل رہے ہیں جس کی انسانیت میں کہیں مثال نہیں ملتی۔ انسانیت کی اس مصیبت عام کی گھڑی میں' مَیں مسلمانوں سے اپنی یہ التماس دُہراتا ہوں کہ وہ جہاں کہیں بھی ہوں خطرے اور ضرورت کے اس موقع پر اپنے تعاون اور برادرانہ ہمدردی و امداد کا ہاتھ بڑھائیں۔۔۔۔ پاکستان کو اب دنیا کی کوئی طاقت ختم نہیں کر سکتی۔

"جتنی بڑی بڑی قربانیوں میں سے ہمیں گزرنا پڑے گا' اتنا ہی ہم صاف تر اور زیادہ پاکیزہ ہو کر نکلیں گے' جس طرح سونا آگ میں تپانے سے کُندن بن کر نکلتا ہے۔

"لہٰذا" آپ سب کو میرا پیغام امید' حوصلے و جرأت اور اعتماد کا ہے۔ آیئے' ہم اپنے تمام وسائل و ذرائع باقاعدگی کے ساتھ اور منظم طریق سے کام میں لائیں اور جن مہیب مسائل کا ہمیں سامنا ہے ان کا مقابلہ ایک عظیم قوم کے شایان شان مُحکم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارادے اور نظم و ضبط سے کریں۔ پاکستان زندہ باد!"

(اے۔ پی۔ آئی' دی سول اینڈ ملٹری گزٹ' ۲۵ اکتوبر ۱۹۴۷ء)

ریڈیو پاکستان لاہور سے پیغام

۳۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء

"چند روز قبل' مجھے پنجاب کے درد ناک حالات کی تشویشناک اطلاعات موصول ہوئیں اور یہ صورت حال ہر لحاظ سے اتنی خوفناک نظر آئی کہ میں نے لاہور آنے کا فیصلہ کیا۔ یہاں پہنچنے کے فوراً بعد میں نے مختلف ذرائع سے جو مجھے میسّر تھے' رابطہ قائم کیا اور یہ حقیقت جان کر مجھے بے حد صدمہ ہوا کہ بدقسمتی سے جو کچھ مجھے بتایا گیا تھا اس میں بہت بڑی حد تک صداقت تھی۔

"مَیں گہرے دکھ درد اور بوجھل دل کے ساتھ آپ سے مخاطب ہوں۔ بلاشبہ' ہم نے پاکستان حاصل کر لیا ہے اور وہ بھی بغیر کسی خون ریز جنگ کے اور عملاً پُرامن طریقے سے' اخلاقی اور ذہنی قوّت سے اور قلم کی طاقت سے جو حقیقت میں تلوار سے زیادہ قوی ہوتی ہے ___ اور اس طرح ہمارے سچّے موقف کو فتح نصیب ہوئی۔ کیا اب ہم اپنی اس عظیم کامیابی کو' جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی' اپنے وحشیانہ جنون' سفّاکی اور خون خواری سے گندا اور گدلا کر دینا چاہتے ہیں؟ اور کیا یہ روش ہمیں کہیں پہنچا سکتی ہے؟ پاکستان اب ایک اٹل حقیقت ہے اور اسے کبھی ختم نہیں کیا جاسکتا۔ علاوہ ازیں' اس عظیم برّصغیر کے پیچیدہ تر دستوری مسئلے کا صرف یہی ایک عزّت مندانہ اور عملی حل تھا۔

سرحدی کمیشن کا ایوارڈ غیر منصفانہ اور کج رائے

"ہند کی تقسیم اب قطعی اور ناقابل تنسیخ ہوچکی ہے۔ اس میں شک و شبہ نہیں کہ اس عظیم آزاد مسلم مملکت کی تشکیل میں ہمیں سخت ناانصافیوں سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ جہاں تک ممکن تھا ہمیں سُکیڑ دیا گیا ہے اور جو آخری ضرب ہمیں لگائی گئی ہے' وہ بونڈری کمیشن کا ثالثی فیصلہ ہے۔ یہ ثالثی فیصلہ نامنصفانہ' ناقابل فہم' بلکہ کج رائے ہے۔ یہ غلط سہی' غیر منصفانہ سہی' کج رائے سہی' عدالتی نہیں بلکہ سیاسی سہی' لیکن ہم نے اسے قبول کرنے کا عہد کر رکھا ہے اور ہم اس کے پابند ہیں۔ باعزّت قوم کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح ہمیں لازماً اس کی پابندی کرنی ہے۔ یہ ہماری بدقسمتی ہو تو ہو' لیکن اس ایک اور ضرب کو بھی ہمیں استقامت' ہمّت اور اُمید کے ساتھ برداشت کرنا چاہیے۔

"آیئے' اب ہم اپنی آزاد و خود مختار مملکت پاکستان کی تعمیر و ترقی اور اپنی عظیم قوم کی حیاتِ نَو کے لیے منصوبہ بندی کریں۔ آپ جانتے ہیں کہ پاکستان نہ صرف دنیا کی سب سے بڑی مسلم ریاست ہے بلکہ دنیا کی پانچویں بڑی آزاد مملکت ہے۔ اب یہ ہر مسلمان کے لیے مرد ہو یا عورت' وقت' موقع اور سہولت ہے کہ وہ اَن تھک اور مسلسل کام کرکے اپنی بہترین صلاحیتوں اور بے لوث قربانیوں سے اپنی قوم اور پاکستان کی خدمت کر کے اسے دنیا کی بڑی بڑی قوموں میں ایک اہم مقام پر پہنچا دے۔ یہ کام اب آپ کے اپنے ہاتھوں میں ہے۔ بلاشبہ' ہمارے پاس ذہانت ہے' اور پاکستان زبردست بنیادی وسائل سے مالا مال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمام قدرتی دولت سے نوازا ہے' اور اب یہ انسان پر منحصر ہے کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائے۔

اقلیّتوں کا تحفظ کیجیے

"اس بات پر سب نے اتفاق کیا ہے کہ امن و امان بلاتاخیر قائم کیا جائے اور اسے ہر قیمت پر برقرار رکھا جائے۔ اب یہ لیڈروں اور قوموں کے کرتا دھرتا افراد پر منحصر ہے کہ وہ اس مقدس اور آبرو مندانہ ذمے داری کو نبھانے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑیں جو ۲۹ اگست کی خصوصی کانفرنس میں فریقین نے قبول کی تھی کہ اقلیتوں کی حفاظت کی جائے گی اور پناہ گزینوں کے تحفظ اور بہبود کا ہر طرح کام کیا جائے گا۔

"۲۹ اگست کی لاہور کانفرنس نے حتمی طور پر کچھ مزید طور طریقے ان فیصلوں پر عملدرآمد کے سلسلے میں طے کیے تھے کہ ہند اور پاکستان کی حکومتیں اپنی اپنی منظوری کے ساتھ مستحکم ارادے سے ایسے مزید اقدامات کریں گی جس کے بعد قدرتی طور پر ذمے داری ان کی ہوگی' کیونکہ پنجاب بونڈری فورس جو صرف چند خاص علاقوں تک محدود تھی' پورے پنجاب' مشرقی اور مغربی دونوں سے عہدہ برآ نہ ہوسکتی تھی' خصوصاً جبکہ دیہات بھی متاثر ہو رہے تھے' اس لیے اسے ختم کر دیا گیا ہے۔

"خصوصی کانفرنس کے فیصلے اور اقدامات تمام قوموں کے لوگوں کو یقین دلاتے ہیں کہ پاکستان اور ہندوستان کی حکومتیں پختہ ارادہ رکھتی ہیں کہ سختی سے وہ ان وحشیانہ مظالم اور ان کے دُور رس اثرات کو ختم کریں گی لیکن یہ دونوں متعلقہ قوموں سے یہ تقاضا بھی کرتی ہیں کہ وہ احساس کریں کہ اس حماقت اور وحشیانہ پن میں مبتلا ہونا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاحاصل ہے، جس نے اب تک بیشمار انسانی جانوں اور خصوصاً معصوم اور بے گناہ زندگیوں کو ہڑپ کر لیا ہے اور ہزاروں لاکھوں معصوم لوگوں کو گھر سے بے گھر کر دیا ہے اور وہ بھوک پیاس سے نڈھال اپنی جانیں بچانے کے لیے ویرانوں میں سرگرداں ہیں۔ علاوہ ازیں بڑے پیمانے پر جائیدادیں تباہ و برباد ہوئی ہیں۔

کلنک کا انمٹ داغ

"یہ موقع نہیں کہ جو کچھ ہو رہا ہے مَیں اس کی حقیقت و ماہیت یا وجہ پر جاؤں اور الزام کی ایسی تقسیم کروں کہ کس قوم نے اپنے آپ کو زیادہ ذلیل و رُسوا کیا۔ یہ مؤرخوں کا کام ہوگا کہ وہ اپنا فیصلہ دیں۔ انسانیت اس شرمناک طرزِ عمل اور قبیح افعال پر جو سرزد ہوئے فریاد کُناں ہے۔ وہ لوگ جو اس تباہی و بربادی کے ذمے دار ہیں انہیں سختی اور بے رحمی سے آہنی ہاتھ سے کُچل دینا چاہیے۔ مہذب دنیا ان انسانیت سوز واقعات کو حیرت و تاسّف سے دیکھ رہی ہے اور متعلقہ قوموں کی نیک نامی دنیا کی نظروں میں رُسوا ہو چکی ہے۔

"اب یہ رہنماؤں اور حکومت کے ذمے داروں اور سربراہوں کا کام ہے کہ وہ انتہائی کوشش کر کے اس کالک کے اَن مٹ داغوں، دھبّوں کو صاف کرنے کی انتہائی کوشش کریں ــــ جبکہ اُفق پر گہرے بادل چھائے ہوئے ہیں، مجھے آپ سے التماس کرنی ہے کہ پاکستان کے لوگوں کو یہ پیغام دیں، صبر و حوصلے اور امید و جرأت کے ساتھ تعمیری کاموں کے لیے آگے بڑھیے، اور انشاء اللہ ہم یہ کام کریں گے۔ کیا ہم بددل ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اسلام کی تاریخ عزم و استقلال اور جرأت و ہمت کی داستانوں سے بھری ہے۔ پس آیئے، رکاوٹوں، مزاحمتوں اور مداخلتوں کے باوجود آگے بڑھیے اور مجھے اس اعتماد کا احساس ہے کہ ۷۰ ملین (سات کروڑ) کی متحد قوم گہرے عزم کے ساتھ اور عظیم تہذیب کے ہمراہ کسی سے خوفزدہ نہیں ہوگی (انشاء اللہ) اور اس ماٹو کو کبھی نہ بھولیے: اتحاد، نظم و ضبط اور یقین محکم!"

☆ ☆ ☆

"یہاں تک مَیں نے انگریزی میں تقریر کی، کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ دنیا کی نظریں پاکستان کی طرف لگی ہوئی ہیں اور دنیا کی مختلف قوتیں نگراں ہیں اور آزاد و خود مختار پاکستان کے قیام پر اس کے معاملات میں گہری دلچسپی لے رہی ہیں، کیونکہ یہ ایک

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عظیم تاریخی واقعہ ہے۔ اس لیے انگریزی کو ذریعہ اظہار بنایا تاکہ دنیا بھر کے سامعین تک بات پہنچ سکے ـــــ اب میں کچھ الفاظ اُردو میں کہنا چاہوں گا:

☆ ☆ ☆

"آپ کو اس وقت تک معلوم ہوگیا ہوگا کہ لاہور میں جو سپیشل کانفرنس ہوئی تھی، اس میں کیا کیا فیصلے کیے گئے، اور ان پر عمل کرنے کے کون سے قدم اٹھائے گئے۔

"اس کانفرنس میں انڈین ڈومینین اور پاکستان کی حکومتوں کے نمائندے، ڈومینین آف انڈیا اور پاکستان کے گورنر یعنی لارڈ ماؤنٹ بیٹن اور میں، ہمارے صلاح کار اور سپیشلسٹ شامل تھے۔

"کانفرنس نے پورے پورے اتفاق کے ساتھ یہ اعلان کیا ہے کہ دونوں حکومتوں کا یہ پاک فرض ہے کہ وہ عوام کے مال اور جان کی ہر طرح سے حفاظت کریں گے، اور ہزاروں کی تعداد میں جو لوگ اپنا گھر بار چھوڑ بھاگ رہے ہیں، ان کی حفاظت، ان کی دیکھ بھال، اور بہتری کے لیے دونوں حکومتیں اپنی اپنی طاقت کے مطابق سب کچھ کریں گی۔

"میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جہاں تک پاکستان کی حکومت کا تعلق ہے، ہم اپنی ذمے داری کو سرانجام دینے کے لیے سب کچھ کریں گے۔

"مجھے پوری امید ہے کہ انڈین ڈومینین کی حکومت بھی ایسا ہی کرے گی۔

"جن جن باتوں پر ہم نے اقرار کیا ہے، اگر ان کو باعزت طریقہ سے اور پورے ارادے اور طاقت سے پورا کیا گیا، تو مجھے یقین ہے کہ اس وقت جو نازک صورت حال پیدا ہوچکی ہے، اس میں جلد ہی اچھی تبدیلی پیدا ہوگی، اور ہم سب پھر امن و امان سے دونوں حکومتوں میں آزاد قوموں کی طرح زندگی خوشی سے بسر کریں گے۔ "پاکستان، زندہ باد"

(دی پاکستان ٹائمز، ۳۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء)

عیدالفطر کے موقع پر قوم کو پیغام

کراچی ۶ اگست ۱۹۴۸ء

"خوشی کے اس دن پر میں تمام دنیا کے مسلمانوں کو مبارکباد کہتا ہوں اور ان کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے پُرمسرت عید کا آرزو مند ہوں۔"

ہمارے لیے گذشتہ عیدالفطر جو ظہور پاکستان کے فوراً بعد آئی، مشرقی پنجاب میں المناک واقعات سے لبریز تھی۔ گذشتہ برس کا خونین غسل اور اس کے بعد ازاں اثرات ـــــ لاکھوں انسانوں کی ہجرت ـــــ نے اتنا مہیب مسئلہ پیدا کر دیا کہ جس کی نظیر نہ تھی۔ اس ہمہ گیر انسانی نقل مکانی اور بے گھر لوگوں کو نئے سرے سے بسانے میں ہمارے وسائل اور ہماری قوت برداشت نقطۂ اختتام تک پہنچ گئی۔ بے انتہا کام نے ہمیں اس طرح اپنی لپیٹ میں لے لیا کہ ہم بمشکل اپنے سروں کو پانی سے باہر رکھ سکے۔

بارہ ماہ کا مختصر عرصہ تمام مہاجرین کو پاکستان میں منفعت بخش روزگار میں کھپانے کے لیے کافی نہیں تھا۔ خاصی حد تک ان کی بحالی نو میں کامیابی ہوئی مگر بہت سے لوگوں کو بحال کرنا ابھی باقی ہے۔ ہم اس وقت تک کوئی خوشی نہیں منا سکتے جب تک ان میں سے ہر ایک دوبارہ اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں ہو جاتا۔ مجھے اُمید ہے کہ آئندہ عید تک یہ اذیت ناک اور دُشوار تر مسئلہ بھی حل ہو جائے گا اور تمام پناہ گزین معاشرے کے مفید ارکان کی طرح پاکستان کی معیشت میں سمو لیے جائیں گے۔

پُر قوت اعتماد

گذشتہ بارہ ماہ کا عرصہ ہولناک مشکلات کے خلاف مسلسل جدوجُہد کی داستان ہے، مگر ان تاریک دنوں میں جس چیز نے ہمیں حوصلہ و سہارا دیا وہ ہمارے مقصد کی وحدت اور یہ مصمم ارادہ تھا کہ ہماری نوزائیدہ مملکت کہیں دشمنوں کے متواتر حملوں سے منہدم نہ ہو جائے۔ ہم نے بدترین طوفانوں کو برداشت کیا۔ گو محفوظ ساحل ابھی دُور تھا مگر ہماری نگاہوں کے سامنے تھا۔ ہم اپنے مستقبل کی طرف پُرقوت اعتماد کے ساتھ دیکھ سکتے ہیں بشرطیکہ ہم ستانے کے لیے نہ بیٹھ جائیں اور اپنی قوتوں کو داخلی اختلافات میں پارہ پارہ نہ کر دیں۔ ہماری صفوں میں اتحاد اور نظم و ضبط کی جتنی سخت ضرورت اب ہے، اتنی کبھی نہ تھی۔ ہم اپنی متحدہ کوشش اور اپنی منزل مقصود پر یقین ہی سے اپنے خوابوں کے پاکستان کی حقیقی تعبیر کر سکتے ہیں۔ آج آپ ماہ رمضان کی ریاضت کے بعد عید منا رہے ہیں۔ مسلمانوں کے لیے روزے کیوں فرض کیے گئے؟ اگر انہیں نظم و ضبط کا درس دینا مقصود نہیں تھا۔ یہ نیکو کاری آپ کو منظم کرنے کے لیے ہے، اور اسی میں آپ کی فلاح اور قوم کی نجات ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنکھیں کھولیے

برادر مسلم مملکتوں کے لیے میرا پیغام عید دوستی اور خیر سگالی کا ہے۔ ہم سب ایک انتہائی خطرناک دَور سے گزر رہے ہیں۔ فلسطین' انڈونیشیا اور کشمیر میں طاقت کی سیاست کا جو ڈرامہ کھیلا جا رہا ہے' وہ آپ کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے۔ ہم ایک متحدہ محاذ بنا کر ہی اپنی آواز کو عالمی اداروں میں محسوس کروا سکتے ہیں۔

لہٰذا میری آپ سے التماس ہے' جس زبان میں بھی آپ اسے پیش کر سکیں' جب میرے اس مشورے کی رُوح دم پُختت ہو جائے تو اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ ہر مسلمان پاکستان کی خدمت دیانتداری' خلوص اور بے غرضی سے کرے۔

(دی پاکستان ٹائمز' ۷ اگست ۱۹۴۸ء)

☆ ☆ ☆

قوم کے نام الوداعی پیغام
پاکستان کی پہلی سالگرہ کے موقع پر

کراچی ۱۴ اگست ۱۹۴۸ء

"پاکستان کے شہریو!

آج ہم اپنی آزادی کی پہلی سالگرہ منا رہے ہیں۔ ایک برس قبل پاکستان کے عوام کو مکمل اختیارات منتقل ہوئے تھے اور حکومت پاکستان نے موجودہ ترمیم شدہ دستور کے تحت ملک کے انتظامی معاملات اپنے ہاتھ میں لیے تھے۔ ہم نے اس پہلے سال جرأت و ہمّت' ارادے اور سوچ بچار کے ساتھ حالات کا سامنا کیا اور ہماری کامیابیوں کا ریکارڈ' دشمن کی مسلسل ضربوں کی مقاومت کرنے کے سلسلے میں حیران کُن رہا جس کا تذکرہ پہلے کئی بار ہو چکا ہے' خصوصاً بیرونی طور پر طے شدہ منصوبے کے تحت نسل کُشی کا تدارک اور داخلی طور پر حقیقی تعمیری کاموں میں پیش رفت۔ ہمارے تعمیری اور مفید کاموں کا نتیجہ ہمارے بہترین دوستوں کی توقعات سے بھی بڑھ کر رہا۔ وزیراعظم (لیاقت علی خاں) کی قیادت میں میرے وزراء' دستور ساز اسمبلی اور قانون ساز اداروں کے اراکین' مختلف انتظامی شعبوں میں کام کرنے والے افسران اور دفاعی فورسز کے ارکان نے اس مختصر عرصے میں قابل قدر فرائض انجام دیے اور میں پاکستان کے عوام کا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکر گزار ہوں کہ انہوں نے بڑے صبر و حوصلے سے ہماری ہر کوشش میں حقیقی تائید و حمایت کر کے پہلے سال کے پروگرام کو آگے بڑھایا۔

"مگر یہ سب کچھ کافی نہیں ہے۔ یاد رکھیے' کہ پاکستان کا قیام ایک ایسی حقیقت ہے جس کی دنیا کی تاریخ میں کوئی نظیر نہیں۔ یہ دنیا کی سب سے بڑی مسلم مملکت ہے اور اسے سال بہ سال' جیسے ہم آگے بڑھیں گے' اپنا منتم بالشان کردار ادا کرنا ہے' بشرطیکہ ہم پاکستان کی خدمت نیک نیتی' سنجیدگی اور بے غرضی سے کریں۔

"مجھے اپنے عوام پر مکمل بھروسا ہے کہ وہ آزمائش کے ہر موقع پر' اپنے ماضی کی اسلامی تاریخ اور شاندار روایات کے شایان شان پورا اُتریں گے۔

"آپ سب کو لاکھوں پناہ گزینوں کی داستان الم اچھی طرح معلوم ہے جنہیں سرحد پار اپنے گھروں سے نکلنا پڑا' اور پاکستان میں پناہ لینی پڑی۔ یہ المیہ اس وقت پیش آیا جب ہماری مملکت کو ابھی سنبھلنے کا موقع بھی نہیں ملا تھا۔ درحقیقت' ان پناہ گزینوں میں بہت سے وہ لوگ بھی شامل تھے جو حکومت کے ملازم تھے اور جنہیں مملکت کے انتظامی ڈھانچے کو قائم کرنا تھا۔ مَیں جانتا ہوں کہ ہمارے اُن بے گھر اور تباہ حال بھائیوں کو خاطر خواہ طور پر بحال کرنا ممکن نہ ہو سکا۔ ان میں بہت سے ابھی تک مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں۔ مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ پناہ گزینوں کی بڑی تعداد کو ان کے نئے گھروں میں بسا دیا گیا ہے اور ایک نئی اور خوشگوار زندگی کے امکانات ان کے سامنے ہیں۔ اور یہ کوئی معمولی کامیابی نہیں ہے۔ لیکن پاکستان کے لوگوں اور حکومت نے اُخوت اور جرأت و ہمّت کے جذبے کے ساتھ ان بے پناہ مشکلات کا سامنا کیا جو اس آفت کی پیدا کردہ تھیں جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی' اور جس میں مملکت کا سارا ڈھانچہ ریزہ ریزہ ہو کر تباہ ہو سکتا تھا۔

نئی مملکت کا ابتدا ہی میں گلا گھونٹنے کے دیگر ذرائع سے مایوس ہو کر ہمارے دشمنوں کو پھر بھی اُمید تھی کہ اقتصادی داؤ پیچ سے وہ مقصد حاصل ہو جائے گا جو اُن کے دل میں تھا۔ اپنی تمام تر استدلالی قوت و دولت سے جو بُغض و کینہ سے پیدا ہو سکتی ہے یا جسے بدطینتی ایجاد کر سکتی ہے' انہوں نے یہ پیش گوئی کی کہ پاکستان دیوالیہ ہو جائے گا اور جو کام دشمن کے آتش و آہن سے نہ ہو سکا وہ مملکت کے تباہ حال مالیات سے پورا ہو جائے گا۔ مگر بدی کے پیام بر (اس میں بھی) مکمل طور پر ناامید ہو گئے۔ ہمارا پہلا بجٹ منفعت بخش تھا۔ اس میں تجارتی میزان ہمارے حق میں تھا' اور مستحکم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقتصادی میدان میں ہر طرف ترقی تھی۔

"مملکت کی تاریخ میں ایک سال کا عرصہ محصولات کی حتمی تشخیص و ترقی یا اس کے مستقبل کے بارے میں پیش گوئی کرنے کے لیے بہت ہی مختصر ہوتا ہے۔ مگر جس طریق سے بے پناہ مشکلات پر قابو پا لیا گیا اور گذشتہ بارہ ماہ کے دوران ٹھوس ترقی کا جو ریکارڈ قائم کیا گیا' یہ رجائیت کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے۔ نظم و نسق کے میدان میں مرکز میں ہمیں بالکل کھُرچن سے کام شروع کرنا پڑا۔ اور مغربی پنجاب میں ہماری مملکت کے معرض وجود میں آتے ہی ہماری انتظامی مشینری تقریباً تباہی کے دہانے پر پہنچ گئی تھی۔ مگر مَیں یہ مسرت کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ہم نے اپنے اتحاد و یک جہتی کے خلاف ہر خطرے کا ڈٹ کر اور کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ اور وقتاً" فوقتاً" پیدا ہونے والے بعض عصری مسائل پر حکومت پاکستان نے نہ صرف ثابت قدمی اور قوت ارادی دکھائی بلکہ مؤثر طور پر ان سے عہدہ برآ ہوئی۔

"قدرت نے آپ کو ہر شے سے نوازا ہے۔ آپ کے وسائل لامحدود ہیں۔ آپ کی مملکت کی بنیادیں رکھ دی گئی ہیں۔ اب یہ آپ پر منحصر ہے کہ آپ اس کی تعمیر کریں' اور جتنی جلد ممکن ہو تیزی اور خوبی کے ساتھ تعمیر کریں۔ پس' آگے بڑھیے۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ پاکستان' زندہ باد!"

(دی سول اینڈ ملٹری گزٹ' ۱۵ اگست ۱۹۴۸ء)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشاریہ

اشخاص

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم : ۱۸، ۳۶، ۴۷، ۱۶۵،
۱۷۴، ۲۱۶، ۲۲۸، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۴۵،
۳۴۷، ۳۵۷

حضرت مسیح علیہ السلام : ۱۴، ۱۵، ۱۶

حضرت ابراہیم خلیل اللہ : ۳۶۴، ۳۶۵

آ

آرتھر سمتھ : ۲۴۳

آریہ نیاکام : ۱۴۸

آزاد، ابوالکلام : ۳۰۱

آغا خاں، سر : ۲۳۲

آفتاب قریشی : ۴۴

آمرے، جون : ۲۶۲

ا

اجمل خان، حکیم : ۷۳

اچاریہ کرپلانی : ۱۴۸

اختر عادل : ۲۰۵

ارون، لارڈ : ۲۵

اسمٹس، جنرل : ۲۴۷

اشرف، شیخ محمد : ۲۹

اقبال، علامہ شیخ محمد : ۱۳، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۳، ۳۵،
۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱ - ۴۸

اکبر، بادشاہ : ۱۸، ۱۵۵

الیگزینڈر، مسٹر : ۲۵۷

امبیدکر، ڈاکٹر : ۱۴۵

اندر پرکاش : ۷۳

انس خان : ۲۰۵

ایسکو ـ تھ، مسٹر : ۱۲۷

ایمرے، مسٹر : ۸۷، ۹۵، ۱۵۵، ۱۹۵، ۲۲۲

ایمینی، اسٹیورٹ : ۳۲۲

ب

بپن چندرپال : ۱۴۰، ۱۴۲

برلا، سیٹھ : ۲۱۸

بھولا بھائی ڈیسائی : ۵۲، ۵۵

بیورے نکولس : دیکھئے نکولس، بیورلے

پ

پٹا بھائی سیتارامیہ : ۱۴۸

پدم دت، سیٹھ : ۲۱۸

پرافلا چندر گھوش، ڈاکٹر : ۱۴۸

پرشوتم داس، سیٹھ : ۲۱۸

پیتھک لارنس، لارڈ : ۲۵۱، ۲۵۳ - ۲۵۵، ۲۵۷،
۲۶۲

ت

تمیز الدین خاں، مولوی : ۲۵۹

ٹ

ٹاٹا، سیٹھ : ۲۷۹

ٹوجو : ۱۶۱

ج

جناح، محمد علی، قائداعظم : ۲۹ - ۳۱، ۳۳، ۳۴،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۶، ۳۸، ۴۶، ۴۸، ۴۹، ۵۱، ۵۳، ۵۵، ۶۱، ۶۸،
۹۴، ۹۵، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۳، ۱۰۷- ۱۱۳، ۱۱۵، ۱۲۰،
۱۲۹- ۱۳۴، ۱۵۶، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۴،
۲۰۴- ۲۰۸، ۲۱۲، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۲۵- ۲۲۷، ۲۳۱،
۲۳۳، ۲۴۲- ۲۴۴، ۲۴۶، ۲۴۸، ۲۵۰، ۲۵۳،
۲۶۰، ۲۶۲- ۲۶۶، ۲۶۹، ۲۷۷، ۲۷۹- ۲۸۱، ۲۹۹-
۳۰۲، ۳۱۵- ۳۲۵، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۳- ۳۳۷،
۳۶۰، ۳۶۱

جون برائٹ، مسٹر: ۱۹۸، ۱۹۹، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۵

چ

چرچل، سرونسٹن: ۱۰۷- ۱۱۰، ۱۵۹، ۱۹۸

چیمسفورڈ، لارڈ: ۱۴۲

خ

خضر حیات ٹوانہ: ۲۲۱، ۲۲۳

خورشید احمد یوسفی: ۱۰۰

د

دادا بھائی ناروجی: ۱۴۰، ۱۴۱

داس، سی- آر: ۷۳

ڈ

ڈنکن ہوپر: ۳۳۷

ر

راج گوپال اچاریہ: ۶۰، ۶۸، ۸۹، ۱۳۱، ۱۵۸،
۲۰۳، ۳۲۳

راجندر پرشاد: ۶۸، ۷۴، ۱۴۸

رشید، کپتان: ۲۴۳

روز و یلٹ: ۲۱۶

روسو: ۱۴، ۲۳

ریڈ مونڈ: ۱۵۰

ریزے میکڈانلڈ: ۱۰۳، ۱۴۶

ریتان: ۱۸، ۱۹

س

سالوا ڈور ڈی مادر یاگا: ۹۵

ساورکر، وی- ڈی: ۶۰

سائمن، سرجان: ۳۹

سٹیفورڈ کرپس، سر: ۱۱۷، ۱۱۹، ۱۵۲، ۱۵۳، ۲۴۹،
۲۵۱، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۷، ۳۲۶، ۳۲۷

سروجنی نائڈو، مسز: ۳۲۲

سعد اللہ خاں، سر: ۱۹۲

سکندر حیات خاں، سر: ۳۰، ۳۱۵

ش

شاستری، سری نواس: ۲۲

شاہد حسین رزاقی: ۴۴

شاہنواز، کپتان: ۲۴۳

شفیع، سر محمد: ۳۹

شمس الہدیٰ: ۲۰۷

شنکر راؤ، دیو: ۱۴۸

ض

ضیاالدین احمد، ڈاکٹر: ۲۰۴- ۲۰۶

ظ

ظفر اللہ خاں، سر: ۳۳۷

ع

عبدالجلیل: ۲۰۵

عبدالغفار خاں: ۱۴۸، ۲۴۱

عبدالمتین چوہدری: ۱۹۲

عبدالمقیت: ۲۰۵

عبید الرحمٰن: ۲۰۷

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علی برادران : ۲۳۱

غ

غلام رسول، بیرسٹر : ۳۸

غلام مرتضیٰ (جی۔ ایم) سید : ۱۷۰

ف

فردوسی : ۲۶۲، ۲۶۳

فضل حسین، سر : ۳۹

فضل الحق مولوی : ۱۳۶

ک

کارسن، مسٹر : ۱۵۰

کاکا کالیکر : ۱۴۸

کاما، جے۔ ایس : ۳۲۵

کبیر : ۱۹

کچلو، سیف الدین، ڈاکٹر : ۷۳

کرپس : دیکھئے سٹیفورڈ کرپس

کمار آپا، مسٹر : ۱۴۸

کوئز لنگ : ۱۸۲

گ

گاندھی، موہن داس کرم چند : ۵۸۔ ۶۱، ۶۴، ۶۷۔۷۰، ۷۷، ۸۸، ۹۹، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۵۔ ۱۱۹، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۴۲، ۱۴۴، ۱۵۹، ۱۶۲، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۸، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۸، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۸۰، ۳۲۱۔۳۲۳، ۳۲۶، ۳۳۰، ۳۳۴، ۳۵۴، ۳۵۵

گبن : ۳۵۶

گلیڈ سٹون : ۲۴۱

گلینسی : ۲۲۱، ۲۲۳، ۲۲۴

گوکھلے، کرشن گوپال : ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۶۳

گووند داس، سیٹھ : ۱۴۹

گیڈگل، ڈاکٹر : ۳۴۰

ل

لاجپت رائے، لالہ : ۴۳، ۷۳، ۷۴

لال چند نول رائے : ۵۲، ۵۳

لنلتھ گو، لارڈ : ۸۷، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۹۵، ۲۰۰، ۲۰۸، ۲۱۱، ۲۱۶

لوتھر، مارٹن : ۱۴، ۱۶

لوتھیان، لارڈ : ۳۷

لیاقت علی خاں : ۸۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۶، ۲۵۳، ۳۷۱

م

مانٹیگو مسٹر : ۱۴۲

ماؤنٹ بیٹن، لارڈ : ۳۶۹

محمد علی جوہر، مولانا : ۵۷، ۱۷۶

محمد عیسیٰ قاضی : ۱۷۴، ۱۷۶

محمد یامین خان : ۲۰۴، ۲۰۶

مسولینی : ۱۴۹، ۱۶۱

مشرو والا، مسٹر : ۱۴۸

مطلوب الحسن، سید : ۴۲

مکرجی، شیاما پرشاد : ۱۱۰

منٹو، لارڈ : ۵۷، ۱۲۹، ۳۱۳

منشی، کے۔ ایم : ۱۰۵، ۱۰۶

مورلے، مسٹر : ۵۷، ۱۲۹، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۴۸

موزف ہیل : ۲۱۷

موسنجے : ۶۰

میکاڈو : ۱۶۱

میکسویل، سر ریجنلڈ : ۳۲۲

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ن

نپولین : ۱۳۷

نکولس، بیورلے : ۳۱۶- ۳۲۲، ۳۲۹، ۳۳۰

نہرو، جواہر لال : ۳۱، ۳۳، ۳۵، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۵۲،
۲۲۵، ۲۲۶، ۲۳۳، ۲۳۵، ۲۳۷، ۲۵۰، ۲۵۲،
۲۵۳، ۲۶۸، ۲۷۲، ۲۷۳، ۳۳۶

نیرنگ، غلام بھیک : ۲۰۵، ۲۰۷

و

ولبھ بھائی پٹیل : ۵۲، ۶۰، ۱۴۸، ۲۳۳، ۲۵۵

ویلز، ایچ- جی : ۹۵

ونشنک، پروفیسر: ۱۶

ویول، لارڈ : ۱۹۲، ۱۹۵، ۱۹۷، ۱۹۸، ۲۰۷، ۲۱۱، ۲۱۲،
۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۸

ہ

ہابا، لارڈ : ۲۶۲

ہٹلر، اوڈلف : ۱۴۹، ۱۶۱

ہیلی، سر میلکم : ۲۵

ہینلے، مسٹر: ۳۳۵

ی

ییٹس براؤن Yeats Brown، میجر : ۱۶۲،
۱۶۳

اماکن

آ

آرمینیا: ۲۴۱

آسام : ۱۰۴، ۱۳۷، ۱۷۰، ۱۷۵، ۱۹۲، ۲۴۲، ۲۸۲،
۳۲۶، ۳۳۰، ۳۵۴

آسٹریلیا: ۱۶۳، ۱۶۷، ۳۱۴، ۳۳۲

آندھرا: ۱۴۹

آئرلینڈ : ۷۷، ۱۴۱، ۱۵۰، ۱۸۴، ۳۱۴، ۳۱۶

ا

ایبریا: ۷۷

اٹلی : ۱۴۹

استنبول : ۱۰۴

افریقہ : ۱۸۴

افغانستان : ۴۳، ۷۴، ۹۴، ۱۱۲، ۱۶۵، ۱۷۰، ۳۱۸، ۳۵۰

الجیریا: ۱۹۶

السٹر: ۱۵۰، ۳۲۴

الٰہ آباد : ۱۳، ۳۹، ۱۳۱، ۱۳۶، ۱۵۲

امریکہ : ۹۹، ۱۰۰، ۱۲۰، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۵۲، ۱۵۳،
۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۳، ۱۶۷، ۱۸۴، ۲۰۶، ۲۱۶، ۲۴۷، ۲۷۰،
۳۲۵، ۳۲۹، ۳۳۲، ۳۳۴

انبالہ : ۲۲

انڈونیشیا : ۲۴۲، ۲۴۴، ۲۴۸، ۳۷۱

انقرہ: ۱۰۴

انگلستان : ۲۴، ۴۷، ۵۹، ۷۷، ۸۷، ۸۸، ۹۵، ۹۶،
۹۹، ۱۰۰، ۱۱۶، ۱۱۸، ۱۲۰، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۷۳،
۱۸۳، ۱۸۴، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۹۰، ۳۱۸، ۳۲۰، ۳۲۴،
۳۲۵، ۳۲۹، ۳۳۱، ۳۳۸ (نیز دیکھئے برطانیہ)

ایران : ۲۴، ۹۴، ۱۱۲، ۱۶۵، ۱۷۱، ۳۱۸، ۳۵۰

ایشیا : ۱۹، ۲۶، ۴۷، ۳۲، ۱۶۳، ۱۸۴

ایشیا (وسطی) : ۳۱۱

ب

بدایوں: ۵۲

برطانیہ : ۲۱، ۴۳، ۵۹، ۶۰، ۶۷، ۶۸، ۷۰، ۷۵،
۸۶، ۱۱۰، ۱۱۶، ۱۴۱، ۱۴۶، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۹۹، ۲۰۱، ۲۳۸،
۲۴۱، ۲۴۴، ۲۴۸، ۲۶۶، ۲۷۰، ۲۷۸، ۲۹۱، ۳۱۵،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۱۶، ۳۲۱، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۳۳

برما: ۳۱۶

بغداد: ۱۷۱

بلقان: ۷۷

بلوچستان: ۲۱، ۲۲، ۷۳، ۹۰، ۱۶۶، ۱۷۴–۱۸۳، ۲۲۴، ۲۲۶، ۲۸۲، ۲۹۵، ۳۲۶، ۳۳۰، ۳۳۴، ۳۵۴

بمبئی: ۵۱، ۵۵، ۵۷، ۹۳، ۹۶، ۱۰۸، ۱۱۰، ۱۲۴، ۱۳۳، ۱۴۲، ۱۴۴، ۱۴۸، ۱۶۰، ۱۷۴، ۱۷۶، ۲۱۷، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۵۰، ۲۵۲، ۲۵۹، ۲۶۳، ۲۷۷، ۳۱۶، ۳۲۵، ۳۲۹، ۳۳۳، ۳۳۵، ۳۴۵، ۳۵۸

بنارس: ۵۲

بنگال: ۳۸، ۴۱، ۷۳، ۱۱۸، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۴۸، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۵، ۱۸۳، ۱۸۸، ۱۹۱، ۲۰۴، ۲۵۹، ۲۷۳، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۹، ۳۱۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۳۰، ۳۳۴، ۳۵۴

بنگال (مشرق): ۳۰۳

بہار: ۱۴۸، ۱۷۹

بہاؤ نگر: ۶۳

پ

پاکستان: ۳۱، ۴۳، ۴۶، ۸۰، ۸۵، ۸۷، ۸۸، ۹۲–۹۴، ۹۷–۹۹، ۱۰۴–۱۰۷، ۱۱۳، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۱، ۱۲۵، ۱۲۹–۱۳۵، ۱۴۸، ۱۵۲–۱۵۷، ۱۶۲–۱۶۶، ۱۶۹–۱۷۷، ۱۷۹، ۱۸۲–۱۸۴، ۱۸۷، ۱۸۹، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۹، ۲۰۱، ۲۰۳–۲۰۸، ۲۱۲–۲۱۷، ۲۲۰–۲۲۱، ۲۲۵–۲۴۹، ۲۵۶، ۲۶۱، ۲۶۳، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۴–۳۱۱، ۳۱۶–۳۴۲، ۳۴۹–۳۷۳

پٹنہ (بہار): ۴۲، ۶۲، ۱۸۸

پشاور: ۲۲۷، ۲۳۲، ۳۰۸، ۳۱۱

پرتگال: ۷۷

پنجاب: ۲۱، ۲۲، ۳۰، ۳۳، ۳۷–۴۳، ۵۳، ۷۳، ۷۹–۸۱، ۹۰، ۹۳، ۱۰۶، ۱۱۸، ۱۳۱، ۱۳۲–۱۳۸، ۱۶۶، ۱۷۰، ۱۷۲، ۱۷۵، ۱۸۳، ۲۲۱، ۲۲۳–۲۲۵، ۲۸۱–۲۸۳، ۲۸۹، ۲۹۲، ۲۹۵، ۲۹۶، ۳۱۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۳۰–۳۳۴، ۳۵۴، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۷۳

پنجاب (مشرقی): ۲۹۲، ۲۹۴، ۲۹۵، ۳۶۵، ۳۶۷، ۳۷۰

پولینڈ: ۷۷

ت

تہرہ: ۲۸۱

ترکی: ۲۴، ۷۴، ۹۲، ۱۱۲، ۱۶۵، ۳۲۴، ۳۵۰

تری پورہ: ۱۵۰

ج

جاپان: ۶۲

جالندھر: ۱۲۹، ۱۳۰

جرمنی: ۱۱۰، ۱۴۹، ۱۶۱، ۱۶۷، ۳۱۸

جنوبی افریقہ: ۱۶۷، ۱۶۸، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۷

جے پور: ۵۳، ۶۳

چ

چٹاگانگ: ۳۰۴

چیکوسلاویکیہ: ۷۷

چین: ۱۰۰، ۱۲۰، ۱۲۲، ۱۲۳، ۲۳۷، ۲۷۶، ۳۲۳

ح

حیدر آباد (دکن): ۴۴، ۵۳

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

د

دہلی، نیو دہلی: ۲۵، ۳۲، ۳۳، ۳۸، ۴۶، ۴۸، ۵۱، ۹۹، ۱۰۷، ۱۱۱، ۱۲۳، ۱۳۵، ۱۴۴، ۱۷۰، ۱۷۴، ۱۹۲، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۳۳، ۲۴۰، ۲۴۲-۲۴۴، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۳، ۲۹۳، ۳۲۲، ۳۲۵، ۳۳۵، ۳۵۳

ڈ

ڈھاکہ: ۳۰۳

ر

راجکوٹ: ۹۳

روس: ۱۳۰، ۱۴۹، ۳۲۴

روم: ۳۱۱

روہیل کھنڈ: ۸۲

س

سرحد (صوبہ شمال مغربی): ۲۱، ۲۲، ۳۰، ۴۶، ۵۷، ۷۳، ۹۰، ۱۱۲، ۱۳۵، ۱۳۸، ۱۴۸، ۱۶۶، ۱۷۵، ۱۸۳، ۱۸۸، ۱۹۰، ۲۲۷، ۲۷۹، ۲۸۲، ۲۹۵، ۳۲۶، ۳۳۰، ۳۳۴، ۳۵۴

سعودی عرب: ۹۲

سکھر: ۷۷

سندھ: ۲۰، ۲۱، ۴۶، ۵۷، ۷۳، ۹۰، ۱۲۸، ۱۳۵، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۷۰-۱۷۲، ۱۷۵، ۱۸۳، ۲۸۰، ۲۸۲، ۲۹۴، ۳۱۶، ۳۲۶، ۳۳۰، ۳۳۴، ۳۵۴

سی - پی: ۱۸۳

سینٹ ہیلنا: ۱۳۷

سیوا گرام، سیگاؤں: ۵۹، ۱۳۷، ۳۵۳

ش

شام: ۱۷۱، ۱۹۶

شکارپور: ۱۹۰

شکاگو: ۱۶۰، ۱۶۱

شملہ: ۵۸، ۲۲۱، ۲۲۸، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۹

ع

عراق: ۹۲، ۱۱۲، ۱۶۵، ۳۵۰

عرب: ۷۴، ۹۲، ۳۵۰

علی گڑھ: ۲۵، ۵۷، ۹۴، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۱۴، ۱۲۳، ۲۰۴، ۲۰۵-۲۰۷

ف

فرانس: ۵۹، ۱۶۴

فلسطین: ۳۵، ۵۳، ۷۱، ۱۷۱، ۲۱۶، ۲۴۲، ۲۴۴، ۲۴۷، ۲۸۸، ۳۳۷، ۳۷۱

ق

قازقستان: ۱۲۸

قاہرہ: ۲۷۴

ک

کانپور: ۵۲

کراچی: ۴۶، ۵۷، ۱۳۱، ۱۸۵، ۲۲۵، ۲۸۷، ۲۹۹، ۳۰۱، ۳۱۵، ۳۳۷، ۳۵۵، ۳۶۲، ۳۶۴، ۳۶۹، ۳۷۱

کشمیر: ۱۲۸، ۱۶۶، ۱۶۸، ۲۱۵، ۲۴۸، ۳۷۱

کلکتہ: ۴۰- ۴۲، ۵۴، ۷۳، ۱۵۹، ۱۹۵، ۲۷۲، ۲۷۳، ۳۰۳، ۳۱۵

کوئٹہ: ۱۷۴، ۱۸۰، ۲۲۴، ۳۴۸

کوہاٹ: ۱۶۹

کینیڈا: ۱۶۳، ۱۶۷، ۱۸۴، ۲۷۰، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۲۴، ۳۳۲، ۳۳۴

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گ

گجرات : ۱۴۸

گوالیار : ۱۶۸، ۲۱۵، ۲۱۶

ل

لاہور : ۲۹، ۳۱، ۳۳- ۳۵، ۳۸، ۴۰، ۴۲-۴۵، ۶۲، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۵، ۸۷-۸۹، ۹۲-۹۴، ۹۷، ۱۳۳، ۱۶۰، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۷۴، ۲۴۹، ۲۹۲، ۲۹۶، ۳۵۰- ۳۵۳، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۹

لبنان : ۱۹۶

لدھیانہ : ۱۳۳

لکھنؤ : ۲۹، ۳۰، ۴۰، ۵۷، ۱۴۲، ۳۱۳

لندن : ۳۹، ۱۴۵، ۱۵۵، ۱۵۸- ۱۶۱، ۱۶۶، ۲۶۶، ۳۲۲، ۳۲۵

لیبیا : ۲۴۸

لیڈن (ہالینڈ) : ۱۶

م

مدراس : ۳۰، ۶۸، ۱۱۷، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۸۸، ۱۹۹، ۲۴۷

مشرق وسطیٰ : ۳۱۱

مصر : ۱۱۲، ۱۴۱، ۱۷۱، ۱۸۱، ۳۲۴، ۳۵۰

مہاراشٹر : ۱۴۸

میسوپوٹیمیا : ۷۴

میسور : ۲۴۷

ن

ناگپور : ۶۳، ۱۴۳

نواکھالی : ۲۸۰

نیپال : ۲۲

نیٹور : ۱۳۶

نیو فاؤنڈ لینڈ : ۳۲۳، ۳۲۴

نیویارک : ۱۶۰

و

واردھا ۵۹، ۱۴۷، ۳۵۴

وزیرستان : ۵۳

ویٹی کن : ۱۴۷

ہ

ہسپانیہ : ۷۷

ہند، ہندوستان، انڈیا : ۱۴، ۱۷- ۲۹، ۳۱-۳۸، ۵۵-۷۹، ۸۱، ۸۲، ۸۵- ۱۰۰، ۱۰۳-۱۳۶، ۱۳۹- ۱۴۲، ۱۴۴- ۱۷۰، ۱۷۵- ۲۰۰، ۲۰۵- ۲۳۱، ۲۳۴- ۲۳۰، ۲۴۲، ۲۴۴- ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۵۰، ۲۵۳- ۲۶۴، ۲۶۶، ۲۷۰- ۲۸۵، ۲۸۸- ۲۹۰، ۲۹۵، ۲۹۸- ۳۰۱، ۳۰۴- ۳۰۶، ۳۱۳- ۳۴۳، ۳۴۷- ۳۶۹

ی

یمن : ۹۲

یو۔ پی : ۱۳۶

یورپ : ۱۵، ۱۸، ۸۳، ۹۵، ۱۴۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۸۴، ۲۰۶، ۲۷۰، ۳۱۸

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

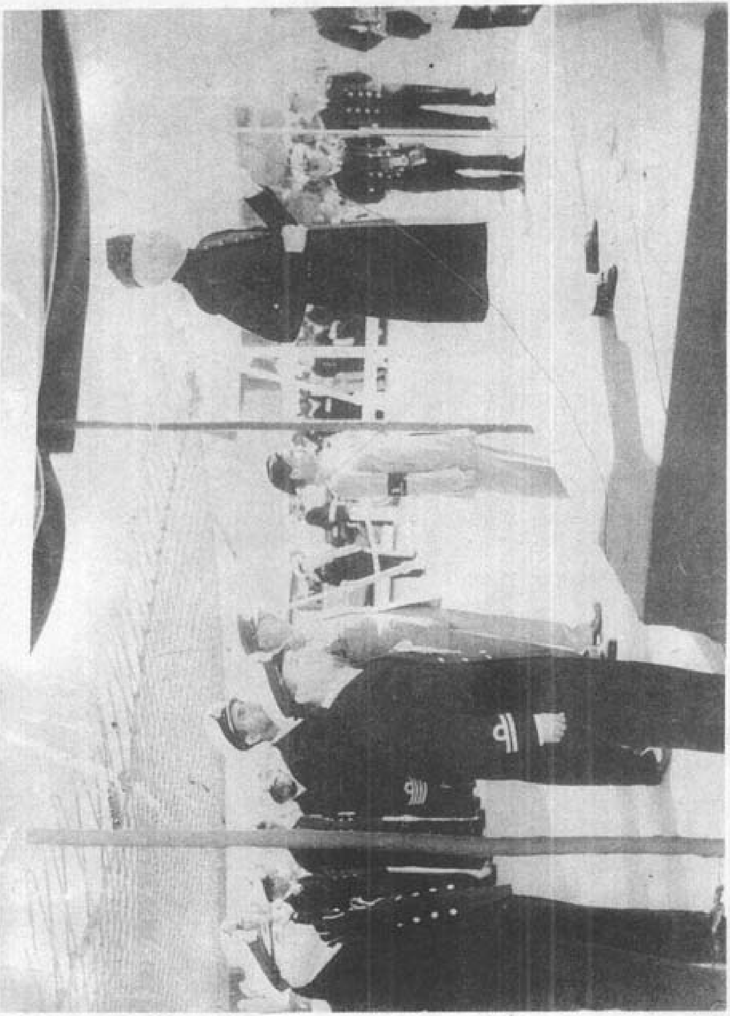

پاکستان بحریہ "دلاور" کے افسروں اور جوانوں سے خطاب (کراچی ۲۳ جنوری ۱۹۴۸ء)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قائداعظم بکتر بند دستوں کے افسروں سے مصافحہ کر رہے ہیں۔ (نوشہرہ۔ ۱۳ اپریل ۱۹۴۸ء)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

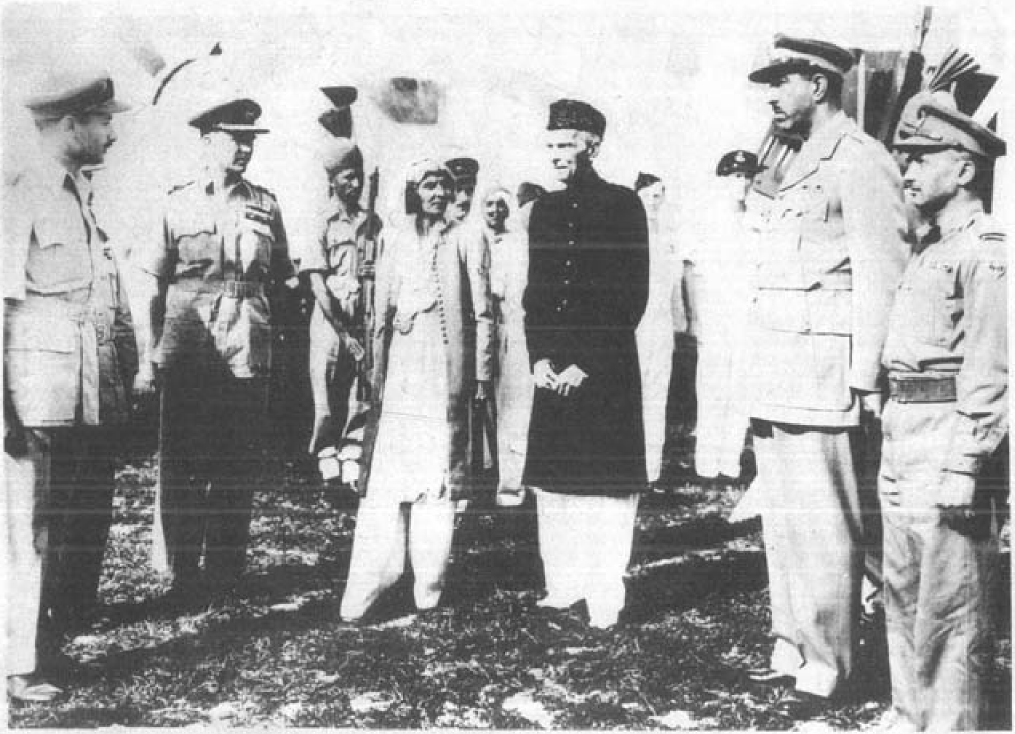

رسالپور میں پی-اے-ایف کے افسروں سے باتیں کرتے ہوئے (۱۳ اپریل ۱۹۴۸ء)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسالپور میں پی-اے-ایف کی ورکشاپ کا معائنہ (۱۳ اپریل ۱۹۴۸ء)

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹۔۔۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر.....15234.....

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ